المغزی بہا کرتا تہا اور دو جلدین آخر کی ترجمہ کر چکا تہا اوسی سال یہہ ترجمہ کرنا پڑا علاوہ اسکے ترجمہ کے
ساتھہ ہی اس کتاب کا چہپنا بہی شروع ہو گیا اور چہپنے مین کمال جلدی تہی کہ عرصہ سات مہینے مین ترجمہ اور طبع
دونو ختم ہو گئے اسی جہت سے مجکو مہلت نظر ثانی اور تصحیح کامل کی نہین پہونچی جو غلطیان طبع مین نظر سرسری
معلوم ہوئین اونکو آخر مین لکہدیا اور چونکہ اسی سال مین قصد فقیر کا جانب حجاز ہو گیا اسنظر سے بہی کچہہ ایک
جلدی ہوئی اور ہجوم کار دربار مین زیادہ فرصت نتہی بہرحال حتے الوسع مین نے کمال جانفشانی اور دردسری اس
ترجمہ مین اٹہائی اور رعایت الفاظ اصل اور درستی محاورہ اور چستی مضمون کو ملحوظ رکہا اور ترجمہ نظم کا نظم مین کیا
مگر ایک دو جگہہ کہ اشعار عربی صرف الفاظ کی سند کیواسطے مذکور ہین اونکا ترجمہ زائد از حاجت جانا پانچوین یہہ
کہ اس ترجمہ کی عبارت کا مین نے ایسا ڈہنگ ڈالا ہی کہ اگر کوئی چاہی تو عربی عبارت سے علیحدہ کر کے کتاب جدا اسکا
بنالے اسی جہت سے جملونکو تعلق اور فہم معانی کے لئے اکثر جگہہ کچہہ الفاظ زائد کئے اور بعض جا فصل کو متصل
مطابق اوصل سے بدلدیا چہٹی یہہ کہ مضامین اس کتاب کے جیسے تحریر مین نے بیشتر لکہی ہین ونہی مولف کتاب نے
اصحاب ظواہر کی راہ اکثر جا اختیار کی ہی پس مقلدون کے لئے مسائل جزئیہ مین اتباع اپنے امام کا چاہئے مین نے
بنظر کم فرصتی و جلدی کے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہی تحقیق مذاہب اور دلیلون سے تعرض نہین کیا البتہ بعض جا
جو کچہہ ضرورت داعی دیکہی کچہہ لکہدیا ہی ساتوین یہہ کہ مطالب اس کتاب کی فی زماننا کہ رواج بدعت کا زیادہ
ہی بہیئت مجموعی بہت کار آمد ہین ہر چند مولف نے بعض جا تقریر آزادانہ و بیباکانہ کی ہی تاہم اگر ناظرین انصاف
کرین بنظر استفادہ ملاحظہ کرینگے اور احقاق حق کی مراعات فرماوینگے تو البتہ کیفیت اور حظ اوٹہاوینگے آٹھوین یہہ
کہ اس کتاب مین اگر کوئی لفظ مشکل یا اصطلاحی آیا ہی جیسی بیع عینہ اور مساقات اور مضاربت وغیرہ کہ فقہ کی
اصطلاحین ہین تو وہ اول جگہہ کتاب مین جہان کہین وارد ہوا ہی وہان اوسکے معنی حاشیہ پر لکہدئے ہین مگر اصطلاح
معنی لکہا اوسکے الفاظ سب جو اس کتاب مین وارد ہین ذیل مین اونکی معنی اصطلاحی لکہدئے جاتے ہین +

- وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ہی جسکی سند راوی سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہو کوئی چہوٹ نگیا ہو اور راوی سب عادل
ضابط ہون اور اوسمین شذوذ یعنی لوگونکی روایت کا مخالف اور علت یعنی پوشیدہ اسباب طعن کے نہون +

ضعیف	وہ حدیث ہی جسکی راویون مین سے کوئی بددین یا سست یا اور کسیطرح سے مطعون ہو +
حسن	وہ حدیث ہی جسکے راویون مین کسی پر تہمت جھوٹ کی نہوئی ہو نہ شاذ ہو اور وہی الفاظ حدیث کے دوسری طرح سے بھی مروی ہون اسکا رتبہ صحیح کے رتبہ سے کم ہے +
مرفوع	وہ ہی جو خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول یا فعل یا مقرر کیا ہو +
متصل	وہ حدیث ہی جسکی سند برابر ملی ہوئی ہو کوئی راوی چھوٹا نہو +
مسند	وہ حدیث ہی جسکے راویون کے نام مذکور ہون +
مشہور	وہ حدیث ہی کہ خاص اہل حدیث کے نزدیک شائع ہو یعنی اسکو بہت سے راویون نے ہر زمانہ مین روایت کیا ہو +
متواتر	وہ حدیث ہی کہ اوسکے راوی اس کثرت سے ہون کہ انکا اتفاق جھوٹ پر عادۃً محال ہو +
موقوف	وہ قول یا فعل ہی جو کسی صحابی سے روایت کیا جاوے خواہ سند متصل ہو خواہ کوئی راوی چھوٹ گیا ہو +
مرسل	وہ حدیث ہی جو تابعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرے کہ آپ نے ایسا کہا یا ایسا کیا یعنی ذکر صحابی کا نکرے +
منقطع	وہ حدیث ہی جسکی اسناد برابر نہو شروع مین سے خواہ بیچ مین سے خواہ اوپر سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو مگر اکثر اوس حدیث کو کہتے ہین جو تبع تابعی صحابی سے روایت کرے +
غریب	وہ حدیث صحیح ہی جسکا راوی کسی جگہ روایت مین اکیلا ہو اور اگر ہر زمانہ مین ایک ہی ہوگا تو وہ فرد کہلاتی ہے +
عزیز	وہ حدیث ہی جسکے راوی ہر جگہ دو ہون +
شاذ اور منکر	وہ حدیث ہی جو کوئی ثقہ اور معتبر شخص لوگون کی روایت کے خلاف بیان کرے +
تعلیق	اوس فعل کو کہتے ہین کہ جسکی اسناد کے شروع مین ایک یا زیادہ راویونکو چھوڑ دیا جاوے +
تدلیس	حدیث مین اوس فعل کو کہتے ہین کہ راوی جس شخص سے روایت کرے اوس سے ملاقات کی ہو یا وہ اسکا ہمعصر ہو مگر اوس سے اوس روایت کو سنا نہو اور ایسے لفظون سے بیان کرے جس سے یہ وہم ہو کہ سنا ہوا کہتا +
معلل	وہ حدیث ہی کہ ظاہر مین تو عیوب سے پاک معلوم ہوتی ہو مگر اوسمین پوشیدہ سبب
موضوع	وہ حدیث ہی جو کسی نے خود بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہؓ کیطرف

اب ترجمہ شروع ہوتا ہی وباللہ التوفیق

یہ اللہ تعالے سے فریاد کیا کرے اور اسکی خوشنودی

رم جو لازم ہی ہوا درتہہ دل سی اسکی طرف التجا کرے اور اپنی حرکات و
مین اسکی طرف متوجہ ہوا در بندگی کی دولت کو جو عمدہ شعار انسان ہی
پر ثابت کرے تاکہ آیت کریمہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ
میں داخل ہونا نصیب ہو۔ تو یہی نسبت ہی کہ بندہ کو شیاطین سی علحدہ
کرتی ہی اور یہ آیہ کی بندگی اسکو حاصل ہو

اور دل اخلاص عمل اور یقین ... سبھ دل جام عبودیت اور
اخلاص پیتا ہی تو اللہ تعالی کے نزدیک مقربون مین داخل ہو جاتا ہی اور
اِس خصوصیت مین شامل اِلَّا عِبَادَکَ مِنْہُمُ الْمُخْلَصِیْنَ اور چونکہ اللہ تعالی نے
مجھپر احسان کیا کہ اپنی مہربانی سی جن باتون سے مین اب واقف ہون انپر مجکو
آگاہ کیا اور وہ یہ ہین کہ دلکی بیماریان اور اسکی دردگا اور جو کچھ اسکو دشمنون
یعنی شیطانونکی طرف سی اسکو وسوسے پیش ہوتے ہین اور ان وسوسون سی جو حال
پیدا ہوتے ہین اور اعمال سی جو وہ حالات حاصل کرتا ہی اسلیے کہ عمل بد دل کی اراوہ
کے بگاڑ سی سرزد ہوتا ہی اور عمل کے فساد سی دلپر سختی آجاتی ہی تو اور درد
پر روگ بڑھجاتا ہی یہانتک کہ مرجاتا ہی اور بیجان اور بے نور رہجاتا ہی اور

إن عبادي ليس
الاضافة هي القاطعة ..
وحصول ما يحصل به تحقيق مقام العبودية
المعاملات واسعاد القلب بخلاص العمل و
دوام اليقين فاذا اشرب القلب العبودية
الاخلاص صار عند الله من المقربين
وشمله استثناء الا عبادك
منهم المخلصين وقد كنت من
الكريم بلطفه بالاطلاع على ما اطلعه عليه
من امراض القلوب وادوائها وما يعرض لها
من وساوس الشياطين وادواتها
يعلم انها الوساوس من
الاعمال و اكتسب القلب بعدها
الاحوال فان العمل السيء يصدر
عن فساد قصد القلب ثم يمرض القلب
من فساد العمل فيتزايد مرضه
حتى يموت يبقى لا حياة فيه ولا نور

سب امور شیطانکے وسوسی کو مانی اور اپنی ایسی دشمن کیطرف
ہوتے ہین کہ اس سی وہ ہی بچتا ہی جو اسکا کہنا نمانے اور اُس سی بچتا رہی
اسلئے مینی ارادہ کیا کہ ان امور کو اس کتاب مین لکھکر یادگار بناؤن تاکہ
جو کوئی اُسکو دیکھی نفع اُٹھاوی اور مؤلف کی حق مین دعا مغفرت اور خوشنودی
پروردگار کی کری اور ایسا بہین مین اللہ تعالی کے فضل و احسان کا مفتون
اور اس کتاب کا نام اغاثۃ اللہفان فی مصائد الشیطان رکہا اور تیرہ بابونپر
اسکو مرتب کیا اسطرح کہ **باب اول** دل کی تین قسمون صحیح اور مریض اور مردہ
کے ذکر مین **باب ۲** مرض دل کی حقیقت کے بیانمین **باب ۳** اس امر مین
کہ دلکے مرضونکی دوائین دو طرحکی ہوتی ہین ایک طبعی دوم شرعی **باب ۴**
اس بیانمین کہ دل کا زندہ اور نورانی ہونا ہر نیکی کی اصل ہے اور اوسکا
مرجانا اور تاریک ہونا ہر ایک بدی کی جڑ ہے **باب ۵** اس امر مین کہ دل کی
زندگی اور صحت بجز اسکے نہین ہوسکتی کہ خدا تعالی کو پہچانے اور اسکو اپنا
مطلوب کری اور غیر پر ترجیح دی **باب ٦** اس امر مین کہ دلکی سعادت اور لذت
اور آسائش اور درستی اسمین ہی کہ اوسکا معبود اور غایت مقصود صرف
اللہ جلشانہ اُسکا پیدا کرنیوالا ہو اور وہی تمام ماسوا سی اسکو محبوب تر ہو

ورتبته على ثلاثة عشر بابا الباب الاول
اللهفان في مصائد الشيطان
من الابواب في انقسام القلوب الى صحيح و
سقيم وميت الثاني في ذكر حقيقة مرض القلب
الثالث في انقسام ادوية امراض القلب الى طبيعية و شرعية الرابع
في ان حياة القلب واشراقه مادة كل
خير فيه وموته وظلمته مادة كل شر فيه
الخامس في ان حياة القلب وصحته لا تحصل الا بان يكون مدركا للحق مريدا له مؤثرا له على غيره
السادس في انه لا سعادة للقلب ولا نعيم ولا صلاح الا بان يكون الله وحده الهه ومعبوده وغاية مطلوبه واحب اليه مما سواه

باب ۸ اسمین کہ کلام مجید مین دلکے سب مرضونکی دوا اور علاج ہے ب
ں لی زکوۃ مین باب ۹ دلکو اسکی کثافتون اور نجاستون سے پاک کرنیمین
باب ۱۰ دلکے مرض اور صحت کی علامات مین باب ۱۱ دلپر غلبہ نفس سے جو
مرض ہوتا ہے اوسکی علاج مین باب ۱۲ شیطانکے باعث جو روگ دلمین ہوتا ہے
اوسکے علاج مین باب ۱۳ شیطان کے ان مکر دنمین جنسے وہ آدمی کو فریب دیتا
ہے اور اسی بات کی لئی یہ کتاب بنی ہے اسمین چند فصلین ہین جنمین بہت
سی فوائد اور عمدہ مضامین ہین

باب اول اسمین کہ دل تین قسم پر منقسم ہین ایک صحیح دوم بیمار سوم مردہ
ازانجا کہ دل زندگی اور موت سی موصوف ہوتا ہے اسیوجہ سی اسکی تین
قسمین مذکور ہوتی ہین پس قلب صحیح قلب سلیم کا نام ہے کہ قیامت کے روز اسی
شخص کو نجات ملیگی جو خدا تعالی کے سامنے قلب سلیم لاویگا چنانچہ اللہ تعالی
فرماتا ہے یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ پس قلب سلیم
جس دن کہ کام آویگا کوئی مال نہ بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لیکر دل چنگا
اوس سلامت دل کو کہتے ہین کہ سلامتی اسکو لئی ایک لگی صفت ہوگئی ہو جیسے
علیم و قدیر اسکو کہتے ہین جسمین صفت علم و قدرت لگی ہوا اور اوس دل کا مقابل
دل مریض اور بیمار اور ردگی ہے اور لوگونکی اقوال قلب سلیم کی تعریف مین مختلف

علاج ... الثاني
استيلاء النفس عليه الثالث
في علاج مرض القلب بالشيطان الثالث
عشر في مكايد الشيطان التي يكيد بها ابن آدم
... الباب ... وتم الكتاب

وفيه فصول جمة الفوائد جمة المقاصد
الباب الاول في انقسام القلوب الى
صحيح وسقيم وميت لما كان القلب يوصف
بالحيوة وضدها انقسم بحسب ذلك الى
هذه الاحوال الثلاثة فالقلب الصحيح هو القلب
السليم الذي لا ينجو يوم القيامة الا من
اتى الله به كما قال تعالى يوم لا ينفع
مال ولا بنون الا من اتى الله بقلب سليم
والسليم هو السالم الذي صارت السلامة صفة
له كالعليم والقدير وضده المريض والسقيم
والعليل وقد اختلفت عبارات
الناس في معنى القلب السليم

ہین اور پوری بات یہ ہی کہ دل سلیم وہ ہی جو اللہ تعالیٰ کے امر کے
مخالف شہوتوں اور اپنی بہتری کے مزاحم شبہوں سی سلامت ہو کر غیر اللہ
کی بندگی اور غیر رسول مقبول کی طاعت سی محفوظ رہی اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور
اُس سی امید و بیم رکہنی اور اُسپر بہروسا کرنی اور اُسکی طرف رجوع کرنی اور اُسکی سامنے
ذلیل رہنی اور ہر ایک حال مین اُسکی رضا اختیار کرنے اور سب طرح سی اُسکی غضب سے
دور رہنی مین خالص اللہ ہی کا ہو جاوے واقع مین بندگی یہی ہی جو سوائے خدا تعالیٰ
کے اور کسیکے لئے زیبا نہین غرضکہ اگر کسیکو دوست رکہی تو اللہ کیواسطے اور اگر بغض
رکہی تو اُسکی لئے اور دی تو اُسکی لئے اور نہ دی تو اُسکی لئے اور اپنی اقوال اور اعمال اور
عقیدون اور ارادون اور محبت اور نفرت سب باتون مین غیر اللہ سے روگردانی کرے
اور ان سب باتون مین اُسکا دستور العمل وہ ہو جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
لائے ہین یعنی رسول اللہ کی سامنے کسی قول اور عمل اور عقیدہ مین آگے نہ بڑہی جیسے کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ
یعنی جبتک وہ کچہہ نہ کہی تم کچہہ نہ کہو اور جبتک وہ حکم نکری تو تم کچہہ مت کرو۔ بعض
اکابر سلف کا قول ہی کہ ہر ایک کام کے لئے گو چہوٹا ہی ہو دو لکہی ہوئے
سوال آدمیکو ملینگی اول یہہ ہوگا کہ کیون کیا دوم یہہ کہ کسطرح کیا یعنی اول

والتحقیق انه لا یخلو من الکلام … [margin glosses in Arabic, partly illegible]
بکل طریق وهذا هو حقیقة العبودیة التی لا تحصل الا لله وحده فان احب احب فی الله وان ابغض ابغض فی الله وان اعطی اعطی لله وان منع منع لله
والاعراض عمن سواه فی الاقوال والافعال والارادة والعقائد والاعمال والکراهة فیتلقی ذلک کله مما جاء به صلی الله علیه وسلم
فلا یتقدم بین یدیه بعقائد ولا اعمال ولا اعتقاد کما قال الله تعالی یا ایها الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی الله ورسوله ای لا تقولوا حتی یقول ولا تفعلوا حتی یأمر قال بعض السلف ما من فعلة وان صغرت الا ینشر لها دیوانان لم وکیف

اول یہہ ہوگا کہ اس فعل کا باعث اور سبب اور موجب کوئی لذت سرورت اور
غرض دنیاوی ہی جیسے لوگونکی تعریف کی محبت اور انسے خوف کرنا اور جو چیز بالفعل
محبوب ہے اُسکا حاصل کرنا خواہ جو چیز اوسیوقت بُری معلوم ہوتی ہی اُسکا دور
کرنا یا اُسکا باعث حق بندگی بجالانا اور پروردگار کیطرف نزدیک ہونا اور
اُسکی طرف ذریعہ ڈھونڈہنا ہی اور اس سوال کا محل یہہ ہے کہ اس کام کا کرنا اپنے
مالک کے لئے خواہ اپنی لذت اور غرض کے لئے کیا تجہپر لازم تھا —
اور دوسرا سوال یہہ ہوگا کہ اس فعل کو عبادت جانے مین متابعت رسول مقبول
کی کی یا نہین یعنی یہہ عمل اُن کامونمین سے ہی جنکو ہمنے اپنے رسول کی زبانی تیرے
لئے مشروع کئے یا ایسا کام ہی کہ ہمنے جائز نہین فرمایا اور ہم اُس سے خوش نہین
غرضکہ پہلا سوال اخلاص سے ہی اور دوسرا پیروی سے اور اول سوال سے بچنے
کی صورت اخلاص کا خالص کرنا ہی اور دوسرے سے نجاتی کا طریق پیروی کا ٹھیک
کرنا اور دل کا سلامت رکھنا ہی اُس ارادے سے جو مزاحم اخلاص کا ہو اور اُس
خواہش سے جو مخالف اتباع سنت ہو دوسرا دل جو قلب سلیم کی ضد ہے
وہ دل مُردہ ہی جسمین جان نہین وہ اپنے ربکو نہین پہچانتا اور نہ اُسکی عبادت
اُسکے حکم سے کرتا ہے وہ اپنی شہوتون پر اڑا رہتا ہی گو انمین خدا تعالی کی ناراضی

ہو جب وہ اپنی شہوت اور لذت کو پونہچگیا تو اب کچھ پروا نہین چاہے
اللہ تعالی راضی ہو یا ناراض پس ایسا دل غیر اللہ ہی کی محبت اور اسی
سے خوف و رجا اور اسی کی خفگی او تعظیم اور اسکے سامنے ذلیل ہونیکو عبادت
سمجھتا ہے اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اپنی خواہش کے باعث اور نفرت کرتا ہے تو
اپنی خواہش کے مارے اور دیتا ہے تو اپنی خواہش کے لئے اور نہین دیتا تو اپنی خواہش کے واسطے غرضکہ
اوسکی خواہش نفسانی اسکے نزدیک اپنے مالک کی خوشی کی نسبت کہ بہتر و محبوب
ہے پس اسکا حال دنیا مین ایسا ہے جیسا کسینے لیلی کے بابمین کہا ہے ع ہون
دشمن کا موافق اوسکا اپنو نکا + بہا دے جسکو اپنے پاس لیلے اوسے پیارا ہون +
تیسرا دل وہ ہے کہ اسمین جان بھی ہے اور روگ بھی رکھتا ہے تو اسمین وہ مادے
ہین کبھی اوسپر یہہ زور کر جاتا ہے اور کبھی وہ اور جو نسا ان دونون سے
غالب ہوتا ہے وہ اسیکا ہو جاتا ہے یعنی اسمین جو محبت اللہ تعالی کی اور اسپر
ایمان و توکل اور اسکی ساتھ اخلاص ہے تو یہ اسکی زندگی کا مادہ ہے اور جو محبت
شہوات کی اور انکا اختیار کرنا اور انکے حاصل کرنیکا حریص ہونا اور حسد
اور تکبر اور شیخی اور ریاست سے زمین مین فساد کرنیکی محبت ہے وہ اسکی ہلاک کا
مادہ ہے اور وہ ان دونو سببون مین مبتلا ہے ایک سبب تو اسکو اللہ تعالے

اور اُسکے رسول اور دار آخرت کیطرف بُلاتا ہے اور دوسرا اُسکو
دنیا کیطرف بُلاتا ہی اور وہ ان دونون مین سے اُسکی مانتا ہی جسکا درواز
اُس سے قریب اور جواب سہل تر ہو۔ پس اول دل تو زندہ اور متواضع
اور نرم اور یاد رکھنے والا ہی اور دوسرا خشک مُردہ اور تیسرا مریض ہی وہ یا
سلامتی کیطرف نزدیک ہی یا ہلاک ہونیکے اور ان تینون دلون کو اللہ جلشانہ نے
اپنے کلام پاک مین جمع فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ
مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ
مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ
فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي
شِقَاقٍ بَعِيدٍ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ
فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ
اس آیت مین اللہ تعالے نے تین دل ٹھہرائے دو مبتلاء فتنہ اور ایک
نجات پانیوالا پس فتنہ کے گرفتار وہ دل مین جنمین روگ اور سختی ہی
اور نجات والا دل ایماندار اور اپنے رب کیطرف مائل ہی یہی اللہ تعالے
سے چین پکڑتا ہی اور اُسکے سامنے دبتا ہی اور اُسکا تابع اور فرمانبردار رہتا ہے

اور دل کے اِس تقسیم کی یہ وجہ ہی کہ دل اور اُسکے سوا اور عضا سی یہ مقصود
ہے کہ وہ تندرست ہون انمین کوئی ایسی آفت نہو جو مخالف اُس غرض
کے ہو جسکے لئے وہ پیدا ہوے ہین اجب وہ اِس اعتدال سی تجاوز کرینگے تو یا اپنی
نرمی اور سختی کے باعث یا کسی مرض اور آفت کی سبب سے پس جو دل کہ
تندرست ہو اسمین اور حق کی قبول کرنے اور محبت کرنیمین بجز ادراک کے
اور کوئی حائل نہین اور حق کو سمجھا اور مانا اور دل مردہ اُسکو قبول نہین کرتا
نہ حق کا فرمانبردار ہوتا ہی اور دل مریض کا اگر مرض بڑھجاتا ہی تو سخت دلسی ملجاتا ہے
اور اگر تندرستی غالب ہوئی تو قلب سلیم سی ملجاتا ہی اور شیطان جو الفاظ کہ کانونمین اور
شبہات دلونمین ڈالتا ہی سبب اُن دونون دلونکی لئی فتنہ ہوتی ہین اور سلیم دلکی لئی قوت
اسلئی کہ قلب سلیم شیطانکی ڈالی ہوئی باتکو باطل اور برا سمجھتا ہی اور جانتا ہی کہ
حق اُسکی خلاف مین ہی پس حق کیطرف کو مائل ہوکر ایمانمین زیادہ ہوجاتا ہی اور دل گرفتار
فتنہ ہمیشہ شک مین رہتا ہی حضرت حذیفہ بن الیمانؓ فرماتے ہین کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنے دلونپر ایسی پیش ہوتے ہین
جیسے چٹائی کا بُننا کہ ایک کی بعد دوسرا اٹھایا آتا جاتا ہی پس جس دلمین فتنہ
رچجاتا ہی اسمین ایک کالا نکتہ بنجاتا ہی اور جونسا دل فتنہ سی انکار کرتا ہی اسمین

وذلك ان القلب وغيره
من الاعضاء يراد منه ان يكون
صحيحا لا آفة به تمانع ما خلق
له ومعنى خروجه عن الاستقامة
اما بيبسه وقساوته او فساده او مرضه
الصحيح السليم
ما الحق ومحبته
لا له والقلب الميت لا يقبله و
لا ينقاد له والقلب المريض ان غلب مرضه
التحق بالقلب القاسي وان غلبت صحته
التحق بالسليم وما يلقيه الشيطان في
الاسماع من الالفاظ وفي القلب من الشبهة
فتنة لهذين القلبين وقوة للقلب السليم
لانه يعلم بطلان ما القاه الشيطان فيبغضه
ويعلم ان الحق في خلافه فتخبت له
ويزداد ايمانا به فلا يزال القلب المفتون
في مرية قال حذيفة بن اليمان
قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم تعرض الفتن على
القلوب كعرض الحصير
عودا عودا فاي
قلب اشربها نكتت فيه
نكتة سوداء واي
قلب انكرها نكتت فيه

ایک سفید نکتہ پڑجاتا ہی یہانتک کہ دل دو طرحکے ہوجاتے ہین ایک تو دل سیاہ مٹیالا جیسے الٹا کوزہ کہ نیکی کو جانے نہ بدی سے انکار کرے بجز اوسکے جو اسمین رچی ہے خواہش نفس اور ایک دل سفید ہے کہ اسکو فتنہ نقصان نہین کرتا جبتک کہ آسمان و زمین موجود ہین انتہی اس حدیث مین دلونپر فتنون کے ایک دوسرے کے بعد آنیکو تشبیہ چٹائی کی دیا جو نسی ہی کہ وہ بھی تنکہ وقت ایسی ہی آتی ہین اور فتنہ کے پیش ہونے پر دلونکو دو قسمونپر تقسیم فرمایا ایک وہ دل کہ جب اوسپر فتنہ پیش ہو تو اوسکو بیجا دے اور اسمین ایک نکتہ سیاہ بنجاوے اور ہمیشہ جو فتنہ آتا جاوے اوسکو پیتا جاوے یہانتک کہ سب سیاہ ہوکر اوندھا ہوجاوے اور یہی مراد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کالکوز مجخیا سے یعنی اولٹا اور سرنگون ہو پس جب سیاہ اور اوندھا ہوجاتا ہے تو ان دونو آفتونسے اسکو دو بڑے روگ لگجاتے ہین اول نیکی کا بلاوہ بدی سے کہ نہ نیکی کو پہچانے نہ بدی سے انکار کرے اور یہہ روگ کبھی ایسا جم جاتا ہے کہ نیکی کو بدی اعتقاد کرلیتا ہے اور بدی کو نیکی اور سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت اور حق کو باطل اور باطل کو حق دوسرا روگ اپنی خواہش نفسانی کو شریعت محمدی پر غالب کرتا ہے اور ایک سفید دل فرمایا جسمین نور ایمان

تابان اور چراغ ہدایت روشن ہو جب وسپر کوئی فتنہ پیش ہوتا ہی تو
وہ اُسکو انکار کرتا ہی اور ہٹا دیتا ہی تو اسکا نور اور زور اور زیادہ ہوجاتا ہے
اور فتنے جو دلوں پر پیش ہوتے ہیں وہ شہوات کی فتنے ہیں اور شبہات کی یعنی
گمراہی اور بہکنے اور گناہوں اور بدعتوں اور ظلم اور جہالت کے پس شہوات
کے فتنے موجب قصد اور ارادہ کے بگڑنیکے ہوتے ہیں اور شبہات کی فتنے
علم و اعتقاد کے فاسد ہونیکے سبب ہیں اور صحابہؓ نے دلونکی چار قسمیں فرمائی
ہیں اوّل دل صاف جسمین چراغ روشن ہو یہہ دل مومن کا ہی دوسرا دل غلاف دار
یہہ دل کافر کا ہی تیسرا دل اوندھا یہہ منافق کا دل ہی کہ پہچانکر نمانا اور دیکھکر
اندھا ہوگیا چوتھا وہ دل ہی کہ دو مادے اُسکی یاری کرین ایک ایمان کا دوسرا
نفاق کا اور وہ اُن دونوں میں سے اُسیکا ہوگا جو غالب ہو۔ اور دل صاف
وہ ہی جو ماسوای خدا اور رسول سے خالی ہو یعنی غیر حق سے پاک اور سالم ہے
اور اسمین چراغ روشن سے مراد ایمان ہی غرضکہ اوسکی صفائی یہہ ہی کہ جھوٹے
شبہات اور گمراہی کی شہوات سے پاک ہو اور اسمین چراغ کا ہونا یہہ ہی کہ
اُسکی چمک اور روشنی علم و ایمان کے نور سے ہو اور غلاف والا دل کافر کا ہی
اِسکی یہہ معنی ہیں کہ کافر کے پردہ اور غلاف کے اندر ہی اسلیے اُس تک علم و

وازهر فيه مصباحه فاذا عرضت عليه الفتنة انكرها وردها فازداد نوره وقوته والفتن التي تعرض على القلوب هي فتن الشهوات وفتن الشبهات هي فتن الغي والضلال و البدع وفتن الظلم والجهل فالاول توجب فساد القصد والارادة والثانية توجب فساد العلم و الاعتقاد وقد قسم الصحابة رضي الله عنهم القلوب الى اربعة قلب اجرد فيه سراج يزهر فذلك قلب المؤمن وقلب اغلف فذلك قلب الكافر وقلب منكوس فذلك قلب المنافق عرف ثم انكر وابصر ثم عمي وقلب تمده مادتان مادة ايمان ومادة نفاق وهو لما غلب عليه منهما والاجرد المتجرد مما سوى الله ورسوله فقد تجرد وسلم مما سوى الحق وفيه سراج يزهر وهو مصباح الايمان فتجرده اشارة الى تجرده من الشبهات الباطلة والشهوات المحرمة وحصول السراج فيه اشارة الى اشراقه واستنارته بنور العلم والايمان والاغلف قلب الكافر لانه داخل في غلافه وغشائه

ایمان کا نور نہین پونہچتا اور یہہ پردے وہ ہین جو اللہ تعالے نے اُن لوگونکے دلون پر ڈال رکہے ہین جو حق کے منکر اور اسکے قبول کرنیسے متکبر ہین اور انہین پردون کی مثل کانون کا بوجہ اور آنکہونکی نابینائی اور چہپا ہوا پردہ ہے اس آیت کریمہ مین جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَکِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا - اور اوندہا دل منافق کا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے وَاللّٰهُ اَرْکَسَهُمْ بِمَا کَسَبُوْا یعنی اونکو اوندہا کرکے جس امر باطل مین تہے اُنکی کردار اور برے اعمال کی جہت سے اوسیمین ہٹا دیا اور یہہ دل سب دلونسے برا اور ناپاک ہے اسلئے کہ یہہ باطل کو حق جانتا ہے اور ارباب باطل سے محبت کرتا ہے اور حق کو باطل سمجہتا ہے اور اہل حق سے عداوت رکہتا ہے اور جس دلکے دو مادے ہین وہ ایسا دل ہے جسمین ایمان جما نہین اور نہ چراغ ایمان اوسمین ظاہر ہوا اور نہ صرف حق کے لئے خالص ہوا بلکہ حق کا ایک مادہ اوسمین ہے اور ایک مادہ اوسکے خلاف کا ہے تو جو نسا مادہ اُن دونوں مین سے غالب ہوگا حکم اوسیکا ہوگا

دوسرا باب دل کے مرض کی حقیقت مین

اللہ تعالیٰ منافقون کے حال مین ارشاد فرماتا ہی فی قلوبہم مرض فزادہم

اللہ مرضا اور فرمایا لیجعل ما یلقی الشیطان فتنۃ للذین فی

قلوبہم مرض اسمین اشارہ ہی شک کی مرض کیطرف اور فرمایا یا نساء النبی

لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی

فی قلبہ مرض اشارہ ہی مرض شہوت کیطرف اور فرمایا لئن لم ینتہ المنافقون

والذین فی قلوبہم مرض اور فرمایا وما جعلنا اصحاب النار الا ملائکۃ

وما جعلنا عدتہم الا فتنۃ للذین کفروا لیستیقن الذین اوتوا الکتاب و

یزداد الذین آمنوا ایمانا ولا یرتاب الذین اوتوا الکتاب والمومنون

ولیقول الذین فی قلوبہم مرض والکافرون ماذا اراد اللہ بہذا مثلا

اسمین کئی حکمتون کی طرف اشارہ فرمایا مثلا جو فرشتے آگ پر مقرر ہین ان

ایسی گنتی کافرونکی تو جانچ ہوتی ہے اسوجہ سے کہ انکا کفر اور گمراہی

بڑھتی ہی اور اہل کتاب اور ایمان والونکی یقین کو قوت ہوتی ہی کیونکہ یہ مضمون کتابونکی موافق

اور ایمان والونکی تصدیق اس سے پوری ہوتی ہی اور کفار اور ان لوگونکو جنکی دلونمین روگ اور

نابینائی ہی اسکی غرض سی حیرت ہوتی ہی۔ تو یہ لوگونکا حال ہی کہ جسوقت امر حق انپر

اترتا ہی تو ایک دل اس سی کفر و انکار مین مبتلا ہو جاتا ہی اور ایک کا اس سے

ایمان اور یقین بڑہجاتا ہے اور نیز مرض جہل کیطرف اشارہ کرکے خدا تعالے
فرماتا ہی یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ
وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ پس جہل ایک بیماری ہی جسکی شفا علم اور ہدایت ہی اور
گمراہی ایک دکہ ہی اوسکی شفا راہ پر چلنا ہے اللہ تعالی ان دو نو مرضون
سے اپنے نبی کو پاک کرکے فرماتا ہی وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى
اور اللہ جلشانہ کا کلام عام کی تو نصیحت ہی اور جو اسپر ایمان لاوے اوسکے
لئے خاصکر ہدایت اور رحمت ہی اور جیون کے روگ کی راہ بتاتی ہی اور شفا ہی تو
جو شخص اس کلام سے شفا چاہیگا وہ تندرست اور مرض سے اچھا ہو ویگا اور جو
اسکی شفا کا طالب نہوگا اوسکا حال اس شعر کے مطابق ہوگا ؎ جب زرا اچھا
ہوا دکھ سے تو جانا بچگیا + اور اسی موجود ہے احسن یہی قاتل مرض + اللہ تعالے
فرماتا ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ
اِلَّا خَسَارًا **فصل** جسطرح کہ بدن کا روگ یہہ ہی کہ اپنے اعتدال سے کسی
سبب کسی بگاڑ کے لگاو سے باہر ہو جاتا ہی اور اس بگاڑ سے اوسکی سمجھہ اور حرکت
اصلی خراب ہو جاتی ہی تو اسکی تین صورتین ہین یا تو بگاڑ سے ادراک بالکل
نہین رہتا جیسے اندھا ہونا اور گونگا ہونا اور لنجا ہونا یا ادراک کم ہو جاتا ہے

یا چیزون کو جیسی واقع مین ہین اوسکے خلاف سمجہتا ہی مثلاً شیرین کو تلخ
اور بری کو اچہا اور اونکے برعکس اور علیٰ ہذا القیاس تو ان سب صورتون مین
علاج کا محتاج ہوتا ہی اور اسکی تندرستی تین باتون پر موقوف ہی ایک قوت
کی حفاظت دوسرے ضرر کی چیزون سے پرہیز کرنا تیسرے بگڑی ہوئی مادون
کا نکالنا اور طبیب کی نظر پہر پہرا کر انہین تین باتون کی طرف ہوتی ہی اور
قران مجید مین یہ تینون باتین موجود ہین اور انکو اس شخص نے سوجہا ہی
کہ جسنے اس کلام پاک کو شفا اور رحمت کی لئی اتارا ہی دیکہو قوت کی حفاظت کے
لئی تو خدا پاک نے مسافر اور بیمار کو رمضان شریف مین افطار کا حکم دیا ہے
اور یہہ کہ مسافر سفر سے آکر اور بیمار شفا پاکر قضا کرے یہہ اسلیئے ہی کہ انکی قوت
جون کی تون بنی رہی اور مضر چیز سے پرہیز اسطرح بتایا کہ مریض کو وضو اور
غسل مین اگر پانی ضرر کرتا ہو تو اوسکے استعمال سے بچاکر تیمم کیطرف میل کرنیکا
حکم فرمایا اور مادہ فاسد نکالنا یہہ کہ جس احرام والیکے سر مین دکہہ ہو اوسکے
لئے سر منڈانے کی اجازت دی کہ مونڈنے سے بخارات دکہہ دینے والے
سے نکلجاوین اور یہہ تہہ بیر مادہ کے نکالنے کی نہایت سہل ہی اس ارشاد سے
جس چیز کی زیادہ تر حاجت تہی اوسپر خبردار فرمایا۔ اور جب یمین یہہ فائدہ

سرمشد انیکا مدت کے ایک بڑی طبیب ؟ کہا تو اوسنے کہا کہ بخدا اگر مین ...
تک اس فائدہ کے معلوم کرنیکے لئے سفر کرتا تب بھی سفر تہوڑا ہی ہوتا
اسیطرح دل کا مرض بھی تین امور مذکورہ کا محتاج ہے اوسکی قوت کی حفاظت
تو ایمان اور طاعات کے وظیفون سے چاہیے اور پرہیز سے یہ مراد ہے کہ لونکے
کر گناہون اور قسام مخالفاتِ شرعی سے بچے اور مادہ کا نکالنا اسطرح کہ توبہ
خالص کرے اور خطا کے بخشنے والے سے درخواست آمرزش کی کرے خواہ دل
کا مرض ادراک کے بگاڑ سے ہو یعنی حق کو حق نجانتا ہو یا امر حق کو جیسا
واقع مین ہے اوسکے خلاف سمجھتا ہو خواہ ادراک ناقص ہو کہ اس سے اوسکا
ارادہ بگڑ گیا ہو اور سبب یہ امر حق مفید سے نفرت کرتا ہو اور باطل بات مضر سے
محبت خواہ ادراک و ارادہ دونونکا بگاڑ ہو گیا ہو اور اکثر ایسا ہی ہوا کرتا ہے
اور صحت کی حفاظت موافق اور مناسب چیز سے کیجاتی ہے اور مرض کو مخالف اور ضد
سے دور کیا جاتا ہے اگر مرض کے سبب کے موافق دوا ہو تو اوسکو زور ہوجاتا
ہے اور اسکی ضد سے ہو تو دور ہوجاتا ہے اور صحت کے سبب کی مناسب سے
ہوگی تو صحت بنی رہیگی اور مخالف سے ہوگی تو کم ہوجاویگی خواہ جاتی رہیگی
اور جیسے کہ مریض کے بدنکو تہوڑی سی گرمی اور سردی اور حرکت وغیرہ مین

وہ تکلیف ہوتی ہے جو تندرست کو نہین ہوتی اِسیطرح جب لین مرض ہوتا ہے تو اسکو بھی ادنے شبہہ اور شہوت ضرر پونہچاتی ہے حالانکہ قلب سلیم اور قوی پر اگر اوسطرحکی بیسیون آوین تو وہ اپنی قوت اور صحت کی باعث انکو ٹالدیتا ہی

تیسرا باب

اِس ذکر مین کہ دلونکی بیماریکی دو ائین دو طرحکی ہین ایک طبعی دوم شرعی

واضح ہو کہ دلکی بیماری دو طرحپر ایک وہ کہ مریض کو درست اُس سے تکلیف نہو اور یہہ قسم اول ہوا کرتی ہی جیسے جہالت اور شبہہ اور شک اور شہوات کا مرض اور باوجودیکہ دونون قسمونمین سے اسمین تکلیف زیادہ ہوتی ہے مگر دلکو اسکی تکلیف معلوم نہین ہوتی اِسوجہ سے کہ دل بگڑ جاتا ہی اور اِسلئے بھی کہ جہالت اور خواہش نفس کا نشہ دلکو تکلیف معلوم ہونے مین آڑ پنہچاتا ہی یعنی معلوم نہین ہونے دیتا اور یہہ تکلیف دونو قسمونکی تکلیف سے سخت تر ہی اور اِسکا علاج پیغمبرون اور اُنکے تابعین کے پاس ہی کیونکہ اس مرض کی طبیب وہی ہین — دوسری قسم وہ ہے جو بالفعل مریض کو ایذا دی جیسے رنج اور غم اور اندوہ اور غصہ یہہ قسم کبھی سرشتی دواؤن سے دور ہوجاتی ہی مثلاً مرض کے سببونکو دور کرنے اور ایسی چیزونسے علاج کرنیسے جو ان اسباب کی ضد ہون اس لئے

الباب الثالث

مرض القلب نوعان نوع لا يتألم به صاحبه في الحال وهو النوع المتقدم كمرض الجهل والشبهة والشك ومرض الشهوات

وإنما لم يحس القلب بالفساد

وهذا النوع هو أعظم النوعين ألما

ولكن لما في القلب من الفساد

والنوع الثاني مرض مؤلم في الحال كالهم والغم والغيظ

وقد يزول بأدوية طبيعية كإزالة أسبابه أو المداواة بما يضاد تلك الأسباب فهي

من جنس امراض البدن فمن يشفي غيظه بحق اشتفى كما قال الله تعالى ويشف صدور قوم مؤمنين ويذهب غيظ قلوبهم ومن اشتفاه بظلم وباطل زاده مرضا من حيث ظن انه يشفيه فهو كمن يشفي العشق بالفجور

کہ یہہ مرض بدن کے امراض کی قسم سے ہی پس جو اپنے غصہ کو حق طور پر نکالیگا
وہ اوسکے مرض سے اچھا ہوجاویگا چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَیُذْھِبْ غَیْظَ قُلُوْبِھِمْ
(اور ٹھنڈے کرے دل کتنے مسلمان لوگوں کے اور نکالے انکے دل کی جلن) اور جو کوئی اپنا غصہ ظلم کو
باطل طور پر نکالیگا اوسکا مرض اور زیادہ ہوجاویگا باین لحاظ کہ اوسنے
اس اپنی حرکت کو سمجھا کہ مجکو اچھا کردیگی تو اوسکا حال ایسا ہوگا کہ کوئی
شخص اپنے عشق کے مرض سے معشوق کے ساتھہ بدکاری کرنیسے اچھا
ہوا چاہے کیونکہ بدکاری تو اور مرض بڑہا دیگی اور ایسے روگ پیدا کریگی
جو عشق کے روگ سے بھی سخت ہون اور اسیطرح رنج اور غم اور اندوہ
اپنی ضدون سے یعنی فرحت اور خوشی سے دور ہوجاتے ہین بشرطیکہ حق پر ہون
اور اگر باطل پر ہون تو اونکی تکلیف پوشیدہ اور مخفی رہتی ہے اور بعد کو ایسی
امراض پیدا کرتی ہے جو انسے بھی سخت اور خوفناک تر ہون یہی حال جہالت
کے علاج کا ہے ایسے علم سے جو مفید نہو تو اسطرحکے علاج سے مرض دو بالا
ہوجاتا ہے اور انہین تدابیر کی جہت سے لوگو حال تکلیف مخفی کا معلوم نہین
ہوتا۔ اور یہہ قسم مرض کی تنہا مریض کو لیکن بعض اوقات موجب بدبختی
اور عذاب بعد مرگ کی نہین ہوتی مگر قسم اول کا علاج اگر ایمانی اور

وهذا النوع قد يوجب لصاحبه الشقاء والعذاب بعد الموت واما النوع الاول فهو الموجب للشقاء والعذاب الا ان يتداركه بالادوية الايمانية النبوية

النبوۃ الباب الرابع فی
ان حیوۃ القلب واشراقہ مادۃ
خیر فیہ وموتہ وظلمتہ
مادۃ کل شر فیہ اصل کل
خیر لکل حی کمال حیوتہ ونورہ
فہما مادۃ الخیر کلہ قال تعالیٰ
او من کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ
نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی
الظلمات لیس بخارج منہا فالحیوۃ تکون
فی القلب وسمعہ وبصرہ وحیاءہ
وعفتہ وشجاعتہ وصبرہ ومحبتہ
للحسن وبغضہ للقبیح وضعف
الصفات

نبوی دواروں سی نکیا جا دی تو وہ موجب بدبختی اور عذاب دائمی کی ہے

چوتھا باب

اِس امر مین کہ دلکی زندگی اور چمک اُسمین ہر ایک چیز کی اصل ہے اور اُسکی موت و تاریکی سب بدیونکی جڑ

ہر بہتری کی اصل ہر ایک زندہ کے لئے زندگی کا کامل ہونا اور نور عقل کا پورا ہونا ہی یہی دو نو چیزین تمام خیر کی اصل ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اَوَمَنْ كَانَ مَيْتاً فَاَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُوراً يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ
(بھلا ایک شخص کہ مردہ تھا پھر ہمنے اُسکو زندہ کیا اور دی روشنی کہ لئے پھرتا ہی لوگوں میں برابر اوسکی کہ جسکا حال)
فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا - پس زندگی سی دل کی قوت اور اوسکا سننا
(یہ ہے اندھیروں میں پڑا وہان سی نکل نہیں سکتا)
اور دیکھنا اور اُسکی حیا اور پاکدامنی اور بہادری اور صبر اور اچھی کی محبت اور بُری سی نفرت ہوتی ہی اور ان صفتونکے کمزور ہونیسے دلکی حیات کمزور ہو جاتی ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہین کہ ہلاک ہوا وہ شخص جسکا دل ایسا نہین کہ نیک و بد باتکو پہچانے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ
(اُسمین سوچنے کی جگہ ہی اوسکو جسکے اندر دل ہے)
پس دل تندرست کے سامنی جب بُرائیان آتی ہین تو اُنسے متنفر ہوتا ہی اور خودبخود اُنسے نفرت کرتا ہی اور دل مُردہ اچھی اور بُری مین تمیز ہی نہین کرتا اِسیطرح وہ دل جو شہوت

ضعفانہ بضعف ہذہ الصفات
قال عبد اللہ بن مسعود ہلک
من لم یکن لہ قلب یعرف
بہ المعروف والمنکر
قال تعالیٰ ان فی ذالک لذکری لمن
کان لہ قلب فالقلب
الصحیح اذا عرضت
علیہ القبائح نفر منہا بطبعہا وابغضہا
المیت لا یفرق بین
الحسن والقبیح وکذالک
القلب المریض بالشہوۃ

فانہ بضعفہ یمیل الی ما
یعرض لہ من ذلک
بحسب وقوع المرض ضعفہ
وکذلک النور اذا قوی انکشف
للقلب صور المعلومات
فاستبان حسن الحسن و
قبح القبیح وقد ذکرہما فی کتابہ العزیز

کا روگی ہے کہ وہ اپنے ضعف کے مارے جو بُرائی اُسکے سامنے آتی ہے اُسکی
طرف اُسقدر جہکتا ہے جتنا مرض مین زور یا کمزوری ہوتی ہی اِسیطرح
نور جب قوی ہوتا ہی تو دلپر معلومات کی صورتین کہلجاتی ہین پس خوب
کی خوبی اور بد کی بُرائی عیان ہو جاتی ہے اور خداوند کریم نے اِن
دونوں کو کلام مجید مین ذکر فرمایا ہی چنانچہ ارشاد ہی وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ
رُوْحاً مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنَاہُ نُوْرًا
نَّہْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا اس آیت مین روح اور نور کو جمع فرمایا
روح سے زندگی حاصل ہوتی ہے اور نور سے چمک اور بتایا کہ ہماری کتاب
اِن دونوں کو شامل ہی چنانچہ فرمایا اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنَاہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ
نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ یعنی بہلا جو شخص کہ کافر مردہ دل ظلمت جہل مین
چہپا ہوا تہا اور اوسکو ہمنے سنورنے کی راہ بتائی اور ایمان کی توفیق دی
اور اُسکے دلکو مرنیکے بعد زندہ کیا اور تاریکی سے روشنی عنایت کی پس
اللہ جلشانہ نے کافر کو اِسوجہ سے کہ اوسکی طاعت سے روگردان اور اعمال
سعادت سے بہرہ ور ہونیکا تارک تہا بمنزلہ مردہ کے قرار دیا جو اپنے نفس کو کسی
فائدہ کی چیز سے نفع نہین دیتا اور نہ اُس سے کوئی برائی دور کرے پہر اسلام

اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا
یحصل بہ الحیوۃ والنور الذی یحصل بہ الاضاءۃ واخبر ان کتابہ متضمن الامرین کما قال اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس
بمنزلۃ المیت الذی لا ینفع نفسہ ولا یدفع عنہا مکروہ

ہدایت سی اُسنی وہی نفع اور ضرر کی چیزین معلوم کین اور خدا تعالے کی
خفگی اور عذاب سی نفس کے رہا کرنے مین محنت کی تو اوسنے حق کو دیکہا
بعد اسکے کہ اندہا تہا اور اوسکو ایک نور ملا جسکو لوگونمین لئی پہرتا ہے

ورد ۔ گہری اندہیرین ہین **قطعہ** میری رات چہرہ سی تیری ہی روشن +
اور اوسکا اندہیرا ہے لوگونمین چہایا + تو اب خلق تو ہی اندہیرین یکسر +
دہوپ مین ہمنی نقشہ جمایا + اوراسی لئی خدا تعالی نے اپنی وحی
اور اپنی بندونکی دو مثلین ایک آب کی اور ایک آتشی بیان فرمائی یعنی سورہ
رعد مین وحی کی دونو مثلونکے لئی ارشاد فرمایا أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
اتارا آسمان سے پانی
فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ
پہر بہنے نکلے نالے اپنی اپنی موافق پہر اوپر لے آیا وہ نالا جہاگ پہولا ہوا اور جس چیز کو دہوکتے ہین
فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ
آگ مین واسطے زیور کے یا اسباب کے اوسمین بہی جہاگ ہی ویسا یون قرار دیتا ہے اللہ سچ اور غلط
فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ كَذَٰلِكَ
سو وہ جو جہاگ ہی سو جاتا ہی سوکہکر اور وہ جو کام آتا ہے لوگونکی سو رہتا ہے زمین مین یون
يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ پس اپنی وحی کی مثال پانی سی دی اسوجہ سے
بتاتا ہے اللہ کہاوتین
کہ اوس سی زندگی حاصل ہوتی ہی اور آگ سی اسلئی کہ اوس سی روشنی اور چمک
پیدا ہوتی ہی اور نالونکو جو انہونے اپنی موافق بہتی مین مثل دلونکے فرمایا یعنی
جیسے کسی نالہ مین بہت پانی کی گنجائش ہوتی ہی اور کسی مین کم اسیطرح

کسی وادی مین بہت سی علم کی گنجایش ہوتی ہی اور کسی مین کم اور جو شبہات
اور شہوات کہ انکو نزول باعث ملنی وحی کے اور لوگون سی انکو اکسانیکے
اٹھاتے ہین انکو اُس جہاگ سی تشبیہ دی جو بہتا پانی اُٹھایا کرتا ہی اور علم
نافع سی جو یہہ شبہات جاتے رہتی ہین اوسکو اُس جہاگ کی جاتے رہنے اور نالہ کے
پھینک دینے اور بہتے پانی جس سی نفع ہوتا ہی اسمین رہجانیسے تشبیہ دی
اسیطرح دوسری مثال مین جو اسکے بعد ہی وہ میل جو اس جوہر مین ہوتا ہی
جاتا رہتا ہی اور خالص رہجاتا ہی اور بندون کے لیے دونو مثلین سورہ والبقر مین
اسطرح فرمائین مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ
ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ
یہہ تو مثال آتشی ہی پھر فرمایا أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَ
بَرْقٌ الخ اسمین اشارہ مثل آبی کیطرف ہی اور ہمنی ان دونون مثلونکی اسرار
کیطرف کتاب معالم وغیرہ مین اشارہ کیا ہی غرضکہ دلکی درستی انہین دونو
پر موقوف ہی اللہ تعالے فرماتا ہی لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا اور فرمایا
اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ اور جو شخص کہ تمانے اوسکو
قبر والون سی تشبیہ دی ہی اور یہہ بڑی عمدہ مشابہت ہی اسلئے کہ اونکے

ویستفید صفوة وقال فی ضرب المثالین
لعباده فی سورة البقرة مثلهم کمثل الذی
استوقد نارا فلما اضاءت ما حوله ذهب
الله بنورهم وترکهم فی ظلمات لا یبصرون صم

بجعل المعنی وهذا من احسن التشبیهات

بدن اونکے دلونکی قبرین ہین یعنی جب ل مرگئے تو بدنونمین گاڑدی گئے اور

اسیلیے کسیکا قول ہے جہل مین ہے جاہلونکی موت پہلی موت سی جسم

اونکو دفن سی پہلے ہین جانونکی قبور + روحین گہبرائی ہین اور بیتاب ہین

اجسام مین + حشر سی پہلی گر ہو وی کہان اونکا نشور + اور خداوندپاک

نے وحی کو ایک روح ٹھہرایا ہی ان آیتومین یُلقی الرُّوحَ مِن اَمرِہٖ عَلٰی

مَن یَّشَاءُ اور وَکَذٰلِکَ اَوحَینَا اِلَیکَ رُوحًا اسکی وجہ یہہ ہے کہ روح کو جن

اور دلونکی زندگی اِسی سی ہی اور حیات پاکیزہ بہی یہی ہی جسکو اللہ جلشانہ نے

اُس شخص کے لئے بنایا ہی جو وحی کو مانے اور اوس پر عمل کرے

چنانچہ ارشاد ہی مَن عَمِلَ صَالِحًا مِن ذَکَرٍ اَو اُنثٰی وَھُوَ مُؤمِنٌ فَلَنُحیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً

طَیِّبَۃً اور اسکی موافق یہہ ہی یُمَتِّعکُم مَتَاعًا حَسَنًا اور اس آیت مین

لِلَّذِینَ اَحسَنُوا فِی ہٰذِہِ الدُّنیَا حَسَنَۃٌ وَلَدَارُ الاٰخِرَۃِ خَیرٌ وَلَنِعمَ

دَارُ المُتَّقِینَ اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ بہلائی کرنیوالا اپنی بہلائی

کی بدولت دونو جہانمین نیکبخت ہو جاتا ہی اور بدی کرنیوالا اپنی بدی کے

مارے دونون جہانمین بدبخت ہو جاتا ہی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَمَن اَعرَضَ عَن ذِکرِی فَاِنَّ لَہٗ مَعِیشَۃً ضَنکًا وَّنَحشُرُہٗ یَومَ القِیَامَۃِ اَعمٰی

وقال تعالى فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا كانما يصعد في السماء كذلك يجعل الله الرجس على الذين لا يؤمنون فجمع بين الهدى وانشراح الصدر وبين الضلال وضيق الصدر

اور فرمایا فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کذالک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یؤمنون اس آیت مین دونو قسمونکو اکہٹا کر دیا تو اہل ہدایت اور ایمان والونکے لئے تو سینہ کا کہلنا اور اُسکا پہیلاؤ ہوا اور گمراہی والونکے لئے سینہ کی تنگی اور اُسکا سکڑنا ہوا اور فرمایا افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان والے نور اور سینہ کی کشادگی مین ہین اور گمراہی والے تاریکی اور تنگی مین اور نوین باب مین اس امر کی زیادہ تقریر انشاء اللہ آنیوالی ہے

پانچوان باب

اس بیان مین کہ دل کی زندگی اور صحت بجز اسکے نہین ہوسکتی کہ حق کو پہچانے اور اُسکو اپنا مطلوب کرے اور غیر پر ترجیح دے

ازانجا کہ دل مین دو قوتین ہین ایک قوت علم وتمیز دوسری قوت ارادہ ومحبت اسلئے دل کا کمال اور اوسکی درستی اسمین ہے کہ ان دونو قوتونکو ہر چیز مین برتے جو اوسکو مفید ہو مثلاً قوت علم کو حق مین اور حق اور باطل کو جدا کرنے مین استعمال کرے اور قوت ارادہ اور محبت کو حق کی طلب اور اوسکی محبت

وقال تعالى افمن شرح الله صدره للاسلام فهو على نور من ربه فاهل الايمان في النور وانشراح الصدر واهل الضلال في الظلمة والضيق وسياتي

الباب الخامس في ان حياة القلب وصحته لا تحصل الا بان يكون مدركا للحق مريدا له مؤثرا له على غيره

لما كان في القلب قوتان قوة العلم والتمييز وقوة الارادة والحب كان كماله وصلاحه باستعمال هاتين القوتين فيما ينفعه فكماله باستعمال قوة العلم في ادراك الحق ومعرفته والتمييز بينه وبين الباطل وباستعمال قوة الارادة والمحبة في طلب الحق ومحبته

اور باطل پر اوسکو ترجیح دینے مین صرف کرے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص
حق کو نہ پہچانے وہ گمراہ ہے اور جو پہچانے اور دوسری کو اوسپر ترجیح دے
اور پسند کرے وہ گرفتار غضب الٰہی ہے اور جو جانے اور اسکا اتباع کرے
وہ وہ شخص ہے جسپر انعام الٰہی ہوا اور اللہ تعالی نے ہمکو حکم فرمایا ہے
کہ ہم اُس سے اپنی نمازون مین اس امر کی درخواست کیا کرین کہ ہمکو اُن لوگونکا
رستہ بتائے جنپر اوسنے فضل کیا ہے نہ اونکا جنپر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والونکا
اسلئے کہ نصاری بہکنے کے لئے مخصوص ہین اسوجہ سے کہ وہ جہل کی امت
ہین اور یہود غضب کے لئے کیونکہ وہ امت ہین دشمنی کی اور یہہ امت محمدیہ وہ
ہے جنپر فضل ہوا اور اسیوجہ سے سفیان بن عیینہؒ کہتے ہین کہ جو شخص ہمارے
عابدون مین سے بگڑتا ہے تو اوسمین کچھہ مشابہت نصاری کی پائی جاتی ہے
اور اگر علما مین سے بگڑتا ہے تو مشابہت یہود کی اسلئے کہ نصاری نے
نادانستہ عبادت کی اور یہود نے حق کو پہچانا اور اس سے انحراف کیا اور
مسند اور ترمذی مین عدی بن حاتم کی حدیث سے ہے کہ آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ یہود وہ ہین جنپر غصہ ہوا اور نصاری بہکنے والے ہین اور
اللہ تعالی نے کلام مجید مین ان دونو قومونکو اکثر جگہہ ارشاد فرمایا ہے

وآثر ... على الباطل فمن لم يعرف الحق فهو ضال ومن عرفه وآثر غيره فهو مغضوب عليه ومن عرفه واتبعه فهو منعم عليه وقد امرنا سبحانه ان نسأله في صلاتنا ان يهدينا صراط الذين انعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين ولهذا كان النصارى اخص بالضلال لانهم امة جهل واليهود اخص بالغضب لانهم امة عناد وهذه الامة هم المنعم عليهم ولهذا قال سفيان بن عيينة من فسد من علمائنا ففيه شبه من اليهود ومن فسد من عبادنا ففيه شبه من النصارى لان النصارى عبدوا بغير علم واليهود عرفوا الحق وعدلوا عنه وفي المسند والترمذي من حديث عدي بن حاتم ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اليهود مغضوب عليهم والنصارى ضالون وقد جمع سبحانه بين الاصلين في غير موضع من كتابه

مثلاً ارشاد ہو وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ
اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ اسمین انہو حکم ماننے
اور یقین لانے کو ایک فرمایا اور فرمایا فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ
وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اور فرمایا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی
وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ
وَاٰتَی الزَّكٰوةَ اور فرمایا وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اس مین خدا تعالے
نے زمانہ کی قسم کھائی جو وقت نفع اور نقصان کے کامونکا ہی اس امر پر کہ
ہر ایک شخص ٹوٹے مین ہی بجز اُس شخص کے جسکی قوت علمیہ خدا تعالی پر یقین
لانے مین اور قوت عملی اوسکی طاعت پر عمل کرنے مین کامل ہوا اور دوسرونکو
اوسکی تعلیم کری اور ان سبکی جڑ صبر ہی اسیلیے حضرت امام شافعیؒ فرماتے
ہین کہ اگر آدمی سورہ عصر مین غور کرین تو انکو کافی ہو اور یہہ دونو قوتین
بیکار نہین رہتین بلکہ آدمی اپنی قوت علمیہ کو یا تو حق کی معرفت مین صرف
کرتا ہی نہین تو کسی امر باطل نازیبا کی معرفت مین استعمال کرتا ہی یا اوسکو برعکس

فقال وإذا سألك عبادي عني فإني قريب أجيب دعوة الداع إذا دعان فليستجيبوا لي وليؤمنوا بي لعلهم يرشدون فجعل بين الاستجابة بعد الإيمان ع وقال فالذين آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذي أنزل معه وقال ولكن البر من آمن بالله واليوم الآخر ... وأقام الصلوة وآتى الزكوة وقال والعصر إن الإنسان لفي خسر إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر فأقسم سبحانه بالدهر الذي هو زمن الأعمال الرابحة والخاسرة أن كل أحد في خسر إلا من كمل قوته العلمية بالإيمان بالله وقوته العملية بالعمل بطاعته وكمل غيره بذلك وأصل ذلك هو الصبر ولهذا قال الشافعي لو فكر الناس في سورة العصر لكفتهم وهاتان القوتان لا تتعطلان بل إن استعمل قوته العلمية في معرفة الحق وإلا استعملها في معرفة ما يليق بها من الباطل وإن

اسیطرح قوت ارادی عملی کو یا عمل صالح مین استعمال کرتا ہی یا اُسکی برعکس
مین سلئیے کہ نفس ارادہ سی حرکت کرتا ہی اور اُسکی حرکت ارادی اُسکی ذات
کے لوازم سی ہی اور ارادہ کو مراد ضرور چاہیئے اسصورتمین اگر نفس حق کا تصور
اور ارادہ اور طلب کریگا تو باطل کا تصور اور ارادہ ضرور کریگا اور یہہ
بات باب آیندہ سی معلوم ہوگی جسکو اب شروع کرتے ہین

چھٹا باب

اِس ذکر مین کہ دلکی سعادت اور لذت اور آسایش اور درستی اسمین ہی کہ اُسکا
معبود اور غایت مقصود فقط اللہ تعالیٰ اُسکا پیدا کرنیوالا ہو اور وہی تمام ماسوای محبوب تر ہو
اور یہہ بات کئی وجہوں سی ثابت ہی وجہ اول محتاج ہونا بندہ کا خدا تعالیٰ
کیطرف حصول نفع و دفع ضرر مین اور ظاہر ہی کہ جتنی چیزین خدا تعالیٰ کے
سوا ہین خواہ فرشتہ ہو یا انسان یا جن یا حیوان وہ سب محتاج ہیئے اپنے
نفع کے حاصل کرنے اور ضرر کے دور کرنیکے ہین اور یہہ بات بدون
تصور مفید اور مضر کے پوری نہین اور نفع آسایش اور لذت کی قسم سی
ہی اور ضرر رنج و عذاب کی جنس سی اور یہان چار باتین ہین ایک وہ محبوب چیز
جسکا حصول منظور ہی دوم وہ مددگار جو اُس مطلوب تک پونہچاوی سوم امر

استعمل قوته الارادية العملية في العمل الصالح والاستعمال ... بالارادة وحركتها الارادية من لوازم ذاتها والارادة تستلزم مرادا ...

الباب السادس في انه لا سعادة للقلب ولا لذة ولا نعيم ولا صلاح الا بان يكون الٰهه وفاطره ... وغاية مطلوبه واحب اليه من كل ما سواه

الاول حاجة العبد اليه سبحانه في جلب النفع ودفع الضر ...

مکروہ جسکا نہونا مطلوب ہو چہارم مددگار جو اُسکو دفع کرے تو کوئی بندہ
اِن چار دن باتونسے خالی نہین ہوتا پس ضرور ہی کہ بندہ کا مطلوب اور
مقصود خدا تعالی ہی ہو اور وہی اس امر کے حاصل ہونیکے لئے مددگار ہو اور
اوسکی غیر کی بندگی اور غیر کیطرف توجہ کرنی امر مکروہ اور مضر ہی اور اسکے
دفع کا بھی مددگار وہی ہی اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالی ہی معبود و محبوب ہے
اور وہی بندہ کے پونہچنے کا اپنے تک معین و مددگار ہی اور وہی اُس سے
ہر ایک مکروہ چیز کا دور کرنیوالا ہی اسلیئے بندہ کی سعادت اسمین ہوئی کہ
مقام اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ مین ثابت قدم رہے اور اس امر کیطرف
(تجھی کو بندگی کرتے ہین اور تجھی سی مدد چاہتے ہین ۱۲)
اللہ تعالی کا یہ قول اشارہ فرماتا ہی فَاعْبُدْہُ وَتَوَکَّلْ عَلَیْہِ اور یہہ آیت حضرت
(بندگی کر اوسکی اور اوسی پر بھروسا رکھ ۱۲)
شعیبؑ کے بابمین وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ اور یہہ
(اور بن پڑنا ہے اللہ کی مدد سے اوسی پر مینے بھروسا کیا ہی اور اسکی طرف رجوع ہوتا ہون ۱۲)
قول وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِہٖ اور انکی سوا اور بہت سی
(اور بھروسا کر اوس زندہ پر جو نہ مرے اور یاد کر اوسکی خوبیان ۱۲)
آیتین ہین **دوسری وجہ** یہہ ہی کہ خدا تعالی نے اپنی مخلوق کو اپنی
عبادت کے لئے پیدا کیا ہی جو متضمن ہی اوسکی معرفت اور اوسکی طرف رجوع کرنے
اور اوسکے ساتھ محبت اور اخلاص کرنیکو تو اُسیکے ذکر سی انکی دلونکو
چین اور نفسونکو آرام ہوتا ہی اسلیئے کوئی چیز اُنکے نزدیک محبوب تر اور

الی ذلک فی قولہ تعالی فاعبدہ وتوکل علیہ وقولہ عن شعیب علیہ السلام وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وقولہ وتوکل علی الحی الذی لا یموت وسبح بحمدہ

زیادہ آنکہہ کو طراوت دینیوالی نسبت اُسپر یقین لانے اور اُسکی ساتھہ محبت
کرنی اور اُسکی دیدار کے مشتاق ہونے اور اُسکے ذکر سے راحت پانیکے نہین اس سے
معلوم ہوا کہ بندونکی حاجت خدا کیطرف اُسکی عبادت کرنے اور بندہ
ہونے مین ایسی ہی ہے جیسی اپنی مخلوق ہونے اور روزی دیئے جانیمین اور اُسکے
محتاج ہین بلکہ حاجت اول بڑھکر ہے اسلئے کہ وہ نہایت مقصود ہے اور اسیوجہ
سے لا آلہ الا الہ کہنا سب حسنات سے بہتر ہے اور خدا تعالی کو براہ معبود ہونیکے
ایک جاننا اصل دین کی ہے اور براہ پرورش ایک کہنا جسکے قائل مسلمان
اور کافر دونو ہین اور کلام والونے اوسکو اپنی کتابونمین لکہا ہے صرف
تنہا کافی نہین بلکہ وہ تو اُنپر الزام ہے اور اسی جہت سے اللہ تعالی کا حق
بندونپر یہہ ہے کہ اُسکی عبادت کرین اور کسی چیز کو اُسکا شریک نکرین چنانچہ
حدیث شریف صحیح مین جسکو حضرت معاذ رض روایت کرتے ہین موجود ہے
کہ آپنے مجکو فرمایا کہ تمہین معلوم ہے کہ خدا تعالی کا حق بندونپر کیا ہے مین نے
عرض کیا کہ خدا اور اوسکا رسول زیادہ جانتے ہین آپنے فرمایا کہ اوسکا حق
بندونپر یہہ ہے کہ اوسکی عبادت کرین اور کسی چیز کو شریک اُسکا نکرین
اور تمہین معلوم ہے کہ بندونکا حق خدا تعالی پر کیا ہے جب ایسا کرین مینے عرض کیا

خلقه لهم ورزقه اياهم بل تألّههم له كي نجم اليه في عبادتهم اياه و التنعم بذكره فحاجة العباد ومحبته والشوق الى لقائه وان نعيمهم من الايمان به ... اعظم لان ذلك هو الغاية ... ولذا كانت لا اله الا الله احسن الحسنات وكانت توحيد الالهية اس الامر واما توحيد الربوبية الذي اقر به المسلم والكافر وقرره اهل الكلام في كتبهم فلا يكفي وحده بل هو الحجة عليهم ولهذا كان حق الله على عباده ان يعبدوه ولا يشركوا به شيئا كما في الحديث الصحيح الذي رواه معاذ اتدري ما حق الله على عباده قلت الله ورسوله اعلم قال حقه على عباده ان يعبدوه ولا يشركوا به شيئا اتدري ما حق العباد على الله اذا فعلوا ذلك قلت

کہ خدا اور اُسکا رسول بہتر جانتے ہین آپنے فرمایا کہ بندونکا حق اللہ تعالیٰ پر یہہ ہے کہ انکو آگ سے عذاب نہ دے اور اسی جہت سے دوسرے بندون اپنا دار خدا کو ایک کہنے والونکو محبوب جانتا ہے اور انکی توبہ سے خوش ہوتا ہے اسصورت مین جو کوئی اوسکے غیر کی عبادت کرے اور اوسکو کسیطرح کی لذت اور منفعت حاصل ہو تو اوسکو فائدہ کی نسبت نقصان صد چند ہوگا اور اسکی مثال ایسی ہوگی جیسے کوئی شخص غذا لذیذ زہر پڑی ہوئی کہا دے اور جسطرح کہ آسمان و زمین مین اگر بالفرض بہت سے خدا سوا اللہ پاک کے ہون تو وہ بگڑ جاوین اسیطرح آدمی مین بھی اگر سوا خدا تعالیٰ کے کوئی معبود ہوگا تو ایسا بگڑیگا جسکے سنورنیکی توقع بجز اسکے نہین کہ وہ معبود اوسکے دل سے نکلجاوے اور صرف خداوند کریم اوسکا خدا اور معبود اور محبوب اور امیدگاہ رہجاوے اُسی سے خوف کرے اور اوسی پر بہروسا اور اُسیکی طرف رجوع **تیسری وجہ** یہہ ہے کہ بندہ جو عبادت اور توحید کا محتاج ہے اوسکی کوئی مثال نہین جسپر اس امر کو قیاس کرلیاجاوے مگر بعض باتو نمین البتہ مشابہ جسم کی حاجت کے ہے کہانے پینے اور سانس لینے کیطرف اگرچہ اور فرق دونو مین بہت ہین اور وجہ مشابہت یہہ ہے کہ بندہ کی حقیقت اوسکا دل اور روح ہے اور اوسکی درستی بدون اوسکے معبود

الله ورسوله اعلم قال حق الله على العباد ... ان لا يعذب من لا يشرك به شيئا ... المؤمنين ... ولا صلاح ... وكما ان السماء والارض لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا ... فيه معبود غير الله فسد فساد الا يرجى ... يليه الوجه الثالث وهو ان فقر العبد الى العبادة والتوحيد ليس له نظير فيقاس به ولكن يشبه من بعض الوجوه حاجة الجسد الى الغذاء من الطعام والشراب والتنفس وان كان بينهما فروق فان حقيقة العبد قلبه وروحه ولا صلاح لهما الا بالهه

ـت کے نہین اور نہ بدون اُسکی ذکر کے چین اور نہ بدون اُسکی معرفت اور
محبت کے ارام بلکہ اُسکا دیدار اوسکے لئی ضروری ہی اگر کسیقدر لذت
اولکو غیر سی ہوتی ہی سے تو یہ ہمیشہ نہین ٹھہرتی بلکہ ایک قسم سی دوسری
قسم کیطرف اور ایک شخص سی دوسرے شخص کیطرف بدلتی رہتی ہی کبھی کسی
راحت پاتا ہی کبھی کسی سی اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ یہی لذت اُسکی اسباب ضرر
مین سب سے بڑی ہو جاتی ہی مگر معبود برحق کی ضرورت اوسکو ہر وقت ہر حال مین ہے
اس سے ثابت ہوا کہ وہی دل کی غذا اور قوت اور درستی اور موجب قیام ہے
چنانچہ اہل ایمان کا عقیدہ یہی ہی اور قرآن و حدیث بھی اسی پر دال مین ایسا
نہین جیسی بعض لوگ جنکو تحقیق اور معرفت مین مایہ کم اور حقائق ایمان کے
سمجھنے مین بہرہ ناقص اور اپنے خیال خام اور ذہن ناقص پر نازان کہتے ہین کہ
اوسکی عبادت اور ذکر اور شکر مفت بہ پہنانے اور جانچنے کے لئی تکلیف
اور مشقت ہی یا محض اوسکی عوض ثواب دنیا ہی یا نیز النفس الانسانی کا آراستہ
کرنا ہی تاکہ اور حیوانات کے نفسوں سے اونچا ہو جاوے اسوجہ سے کہ خدا تعالی
کی عبادت اور توحید انسان کی آنکھہ کی ٹھنڈک اور عمدہ لذت روح اور دل
کی ہی اور عبادات اور احکام الہی سے پہلی پہل مقصود تکلیف و ایذا رسانی

وان وقع ذلک تبعا وضمنا لاسباب تقتضیه

نہین گو بعضی امور مین چند اسباب کی باعث جو مقتضی تکلیف ہوتے ہین تبعاً اور ضمناً تکلیف ہوجاتی ہے اسلئے کہ یہہ مشقت تو اس گہر کے لوازم مین سے ہے ورنہ خدا تعالی کی شریعتین آنکہونکی ٹہنڈک اور دلونکی لذت اور روحونکی راحت ہین اللہ تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْکُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّکُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِی الصُّدُوْرِ وَہُدًی وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ٭ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ہُوَ خَیْرٌ مِمَّا یَجْمَعُوْنَ ۔ حضرت ابوسعید خدری نے اسکی تفسیر مین فرمایا کہ فضل اللہ کا قران ہی اور اسکی رحمت یہہ ہی کہ تمکو اوسکا اہل بنایا اور ہلال بن یساف یہ فرماتے ہین کہ فضل اللہ و رحمتہ سے یہ غرض ہی کہ اوس اسلام سے جسکی راہ بتائی اور اوس قران سے جسے تمکو سکہایا خوش ہو کہ وہ بہتر ہی اوس چیز سے جو تم سونا اور چاندی جوڑتے ہو ٭ **چوتہی وجہ** یہہ ہی کہ بندہ کو مخلوق کے پاس کچہہ نفع ہی نہ ضرر نہ دینا نہ روکنا نہ ہدایت نہ گمراہی نہ مدد کرنا نہ رسوا کرنا نہ پست کرنا نہ بلند کرنا بلکہ صرف خدا تعالی ان سب چیزونکا مالک ہی چنانچہ اوسنے فرمایا ہی مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِکَ لَہَا وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اور فرمایا وَاِنْ یَمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ہُوَ وَاِنْ یُرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَادَّ

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ہو خیر مما یجمعون قال ابو سعید الخدری فضل اللہ القران ورحمتہ ان جعلکم من اہلہ وقال ہلال بن یساف بالاسلام الذی ہداکم الیہ والقران الذی علمکم ہو خیر مما تجمعون من الذہب والفضة

الوجہ الرابع ان الخلق لا نفع عندہم للعبد ولا ضر ولا عطاء ولا منع ولا ہدی ولا ضلال ولا نصر ولا خذلان ولا خفض ولا رفع بل اللہ وحدہ ہو الذی یملک ذلک کلہ قال تعالی ما یفتح اللہ للناس من رحمة فلا ممسک لہا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ وہو العزیز الحکیم وقال وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک بخیر فلا راد

لفضله يصيب به من يشاء من عباده وهو الغفور الرحيم اور فرمايا
اسکے فضل کو کوئی پھیرنے والا نہین جسپر چاہے اپنے بندون مین اور وہی ہے بخشنے والا مہربان ۱۲
ان ينصركم الله فلا غالب لكم وان يخذلكم فمن ذا الذي ينصركم من بعده
اگر اللہ تمکو مدد کریگا تو کوئی نہین غالب تمپر اور جو تمکو چھوڑ دیگا پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کریگا اوسکے بعد
وعلى الله فليتوكل المؤمنون اور يس والے کے قصہ مین فرمايا
اور اللہ پر بھروسا چاہیے مسلمانون کو ۱۲
أأتخذ من دونه آلهة ان يردن الرحمن بضر لا تغن عني شفاعتهم شيئا
بھلا مین پکڑون اوسکے سوا اورونکو پوجنا کہ اگر مجھپر چاہے رحمن تکلیف کچھ کام نہ آوے مجھکو انکی سفارش
ولا ينقذون اور فرمايا يا ايها الناس اذكروا نعمة الله عليكم هل من خالق
اور نہ وہ مجھکو چھڑاوین ۱۲ لوگو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر کوئی ہے بنانیوالا اللہ کے سوا
غير الله يرزقكم من السماء والارض لا اله الا هو فانى تؤفكون اور بندہ کی
روزی دیتا تمکو آسمان اور زمین سے کوئی حاکم نہین مگر وہ پھر کہان الٹے جاتے ہو ۱۲

کمال ہوشیاری اسمین ہی کہ یہہ جانے کہ خدا تعالے اوسکو کوئی تکلیف اگر پونہچا دے تو سوا اوسکے اور کوئی اوسکو دور نہین کریگا اور جب اوسکو کوئی نعمت دیوے تو بجز خداوند کریم کے اور کوئی نہین دینے کا۔ اللہ تعالی نے اپنے کسی پیغمبر پر وحی بھیجی کہ میرے لئے لطیف ہوشیاری اور چھپی مہر پیدا کر کہ مین ان دونو کو پسند کرتا ہون پیغمبر نے عرض کیا کہ الہی لطیف ہوشیاری کیا ہی حکم ہوا کہ وہ یہہ ہی کہ اگر مین تجہپر ایک مکھی گراؤن تو تو یہہ جان کہ مین نے اسکو گرایا ہی اور مجہہ سے درخواست کر کہ اوسکو اٹھا لون عرض کیا کہ چھپی مہر کیا ہی حکم ہوا کہ جب تیرے پاس کوئی دانہ آوے تو یہہ سمجھ کہ مین نے تجکو اوس سے یاد کیا ہی۔ حضرت امام احمد فرماتے ہین کہ مجہہ سے عبد الرزاق

الفضله يصيب به من يشاء من عباده وهو الغفور الرحيم وقال تعالى ان ينصركم الله فلا غالب لكم وان يخذلكم فمن ذا الذي ينصركم من بعده وعلى الله فليتوكل المؤمنون وقال عن صاحب يس أأتخذ من دونه آلهة ان يردن الرحمن بضر لا تغن عني شفاعتهم شيئا ولا ينقذون وقال يا ايها الناس اذكروا نعمة الله عليكم هل من خالق غير الله يرزقكم من السماء والارض لا اله الا هو فانى تؤفكون ومن كمال فطنة

١٠

العبد ان يعلم انه اذا مسه الله بسوء لم يرفعه عنه غيره واذا ناله بنعمة لم يرزقه اياها سواه ويذكر ان الله اوحى الى بعض انبيائه ادرك لي لطيف الفطنة وخفي اللطف فاني احب ذلك قال يا رب وما لطيف الفطنة قال ان وقعت عليك ذبابة فاعلم اني انا اوقعتها فسلني ان ارفعها قال وما خفي اللطف قال اذا اتتك حبة فاعلم اني انا ذكرتك بها قال الامام احمد حدثنا عبد الرزاق

نے حدیث بیان کی اور اُنکو عمران سے نے خبر دی اور عمران کہتے ہین کہ
مین نے وہب بن منبہؒ سے سنا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے اپنی کسی
کتاب مین ارشاد فرمایا ہی کہ قسم ہی مجکو اپنی عزت کی جو شخص مجھپر بہروسا کرتا
ہی تو پہر اگر سارے آسمان اور اُنکے درمیانکے لوگ اور تمام زمینین اور
اُنکے لوگ اُسکو فریب دین تو مین اوسکے لئے اُنکے فریب سے نکلنے کیصورت
کردونگا اور جو مجھپر بہروسا نہین کریگا تو مین اُسکا ہاتھ آسمانکی رسیون سے
علیحدہ کردونگا اور اوسکے پانوکے نیچے کی زمین مین اوسکو دہسا دونگا
یعنی اوسکو خواہش نفس مین ڈالدونگا پہر اُسکو اُسکے نفس کے حوالہ
کردونگا مین اپنے بندہ کو مال کے بدلے بس ہون اگر وہ میری طاعت مین
ہوتا ہی تو مین اوسکو سوال سے پہلے دیتا ہون اور دعا سے پہلے اُسکی مراد
قبول کرتا ہون اسلئے کہ مین اوسکی نسبت کر اوسکی حاجت کو زیادہ جانتا
ہون جو اوسکے لائق ہی- اور حضرت امام احمدؒ نے اس حدیث قدسی
کو اور طرح پر بھی روایت کیا ہی فرمایا کہ مجھسے ہاشم بن قاسم نے حدیث
بیان کی اور اُنسے ابو سعید مؤذن نے اور اُنسے اُس شخص نے جسنے
عطاء خراسانی سے سنی ہی اور عطاء خراسانی کہتے ہین کہ مینے وہب بن منبہؒ

نا عمران قال سمعت وهبا
يقول ان الله عز وجل
في بعض كتبه بعزتي انه
من اعتصم بي فان كادته
السموات بمن فيهن فا
لارضون بمن فيهن فاني
اجعل له من ذلك مخرجا
ومن لم يعتصم بي فاني
اقطع يديه من اسباب السماء واخسف
به من تحت قدميه الارض
فاجعله في الهواء ثم اكله الى
نفسه كفى بي لعبدي مالا اذا كان
عبدي في طاعتي اعطيه قبل
ان يسألني واستجيب له قبل
ان يدعوني فانا اعلم
بحاجته التي ترفق به
منه قال احمد
حدثنا هاشم بن
القاسم حدثنا
ابو سعيد المؤدب
حدثنا من سمع عطاء
الخراساني قال لقيت وهب
بن منبه وهو يطوف بالبيت

سے جب وہ طواف کعبہ معظمہ کرتے تھے ملاقات کی اور کہا کہ مجھ سے
کوئی ایسی حدیث مختصر بیان کیجیے کہ مین آپ سے اسجگہہ یاد کرلون اُنھون نے
فرمایا بہتر اللہ جلشانہ نے حضرت داؤد پر وحی بھیجی کہ یاد رکھہ قسم ہے
اپنی عزت اور عظمت کی کہ جو شخص میرا دامن تھامتا ہے نہ میری خلق کا اور
مین یہہ بات اوسکے ارادے سے معلوم کرلیتا ہون تو پھر اگر ساتون آسمان
اور انکے درمیانی لوگ اور ساتون زمین اور اونکے بیچ کے آدمی اُس سے
فریب کرتے ہین تو مین اوسکے لئے اونکے درمیان سے نکلنے کی راہ
کردیتا ہون یاد رکھہ قسم ہے اپنی عزت وعظمت کی کہ اگر کوئی شخص میری
مخلوق کا دامن تھامتا ہے نہ میرا اور مجکو یہہ بات اوسکی نیت سے معلوم ہوجاتی ہے
تو مین آسمانکی رسیان اوسکے ہاتھ سے چھڑا لیتا ہون اور زمین کو اوسکے پانو
تلے سے کھینچ لیتا ہون پھر پروا نہین کرتا کہ کونسے جنگل مین تباہ ہوگا
پانچوین وجہ یہہ ہے کہ بندہ کا تعلق ماسوی اللہ سے اوسکا مضر ہے بشرطیکہ
اوسمین سے مقدار حاجت سے زیادہ لیوے اور طاعت آلٰہی پر اُس سے مدد
نچاہے تو جب کھانے اور پینے اور نکاح اور لباس سے مقدار حاجت سے زیادہ
لیگا تو اوسکو ضرر کریگا اور اگر سواے خدا تعالی کے اور کسی چیز سے

فقلت له حدثني حديثا احفظه عنك في مقامي هذا فقال نعم اوحى الله تبارك وتعالى الى داود ان وعزتي وعظمتي لا يعتصم بي عبد من عبادي دون خلقي اعرف ذلك من نيته فتكيده السموات السبع ومن فيهن والارضون السبع ومن فيهن الا جعلت له من بينهن مخرجا وعزتي وعظمتي لا يعتصم عبد من عبادي بمخلوق دوني اعرف ذلك من نيته الا قطعت اسباب السماء من يديه واسخت الارض من تحت قدميه ثم لا ابالي باي واد هلك

الوجه الخامس ان تعلق القلب بما سوى الله مضر اذا اخذ منه فوق القدر الزائد على حاجته غير مستعين به على طاعة الله فاذا نال من المطاعم والمشارب والنكاح والملابس فوق حاجته ضره ذلك ولو احب شيئا سوى الله فلا بد ان يسلبه ويفارقه

محبت کریگا تو وہ اُس سے چھین جاویگی اور اوسکو ترک کرنا پڑیگا پھر اگر اُس
شے کو غیر اللہ کی خاطر محبوب جانا ہوگا تو ضرور ہے کہ اُسکی محبت ضرر بھی کریگی
اور اپنے محبوب کے مارے دنیا و آخرت مین عذاب بھی دیا جاوے اور غالبا دونون
جہانمین عذاب پاویگا اللہ تعالی فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّہَبَ
اور جو لوگ گاڑ رکھتے ہین سونا اور روپا
وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ
جَہَنَّمَ فَتُکْوٰی بِہَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ
تَكْنِزُوْنَ اور فرمایا فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَا
فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ کٰفِرُوْنَ اور جن لوگون نے کہا ہے
کہ یہہ آیت آگے پیچھے ہے انکا قول درست نہین انکے قول کی وجہ یہہ ہے کہ
مال و اولاد سے دنیا مین عذاب دئے جانیکے معنی نہ سمجھے اور ہماری دانست
مین واللہ اعلم مال و اولاد کے باعث دنیا مین عذاب دئے جانیسے یہہ مراد ہے کہ
وہ لوگ دنیا کی طلب اور اُسکی محبت اور آخرت پر ترجیح دینے مین اور اوسکے
حاصل کرنے پر حریص ہونے اور اوسکے جوڑنے کے لئے محنت بھرنے مین
طرح طرح کی مشقتین اوٹھاتے اور بڑے دکھ پاتے ہین پس عذاب کے
معنی یہان مشقت اور رنج کے ہین جیسے اس حدیث مین کہ سفر ایک ٹکڑا ہے

فان احبه لغير الله فانه ان تضرر محبته وابعد عنه بما امر في الله ثم في انفاق المتحرج والغالب انه يعذب بها في الدارين وقال تعالى والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم يوم يحمى عليها في نار جهنم فتكوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم ... وقال تعالى فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم انما يريد الله ليعذبهم بها في الحيوة الدنيا وتزهق انفسهم وهم كافرون ومنهم من قال ان الآية على التقديم والتاخير لما اشكل عليه تعذيبهم في الدنيا والمراد والله اعلم تعذيبهم بها في الدنيا بطلب الدنيا وحبها وايثارها على الآخرة والحرص على تحصيلها والتعب العظيم فيحصل لهم من انواع المشاق ويصلون اعظم العذاب فالعذاب هنا هو المشقة والالم كقوله صلى الله عليه وسلم السفر قطعة

العذاب وفي هذا ان الميت ليعذب ببكاء اهله وهكذا كل من كانت الدنيا اكبر همه كما جاء في حديث انس عند الترمذي عنه صلى الله عليه وسلم من كانت الآخرة همه جعل الله غناه في قلبه وجمع له شمله واتته الدنيا وهي راغمة ومن كانت الدنيا همه جعل الله فقره بين عينيه وفرق عليه شمله ولم يأته من الدنيا الا ما قدر له ومن ابلغ العذاب في الدنيا تشتت الشمل وتفريق القلب وكون الفقر نصب عيني العبد ولولا سكرة عشاق الدنيا بحبها لاستغاثوا من هذا العذاب على ان اكثرهم لا يزال يشتكي ويصرخ وفي حديث الترمذي ايضا عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يقول الله تبارك وتعالى ابن ادم تفرغ لعبادتي املا صدرك غنى واسد فقرك وان لا تفعل ملأت يديك

عذاب کا اور اس حدیث مین کہ میت کو اوسکے گہر والونکے رونیسے
عذاب ہوتا ہی اوراسیطرح ہر ایک شخص ہی جسکا بڑا مطلب دنیا ہو جیسے ترمذی
مین حضرت انس رض کی حدیث آنحضرت صلعم سے مروی ہی کہ جسکا مطلب آخرت ہو
اللہ تعالی اسکی توانگری اوسکے دلمین کردیتا ہی اور اسکی جمعیت خاطر کو ایک جا
کردیتا ہی اور دنیا اوسکے پاس ذلیل ہو کر آتی ہی اور جس کسیکا مطلب دنیا ہو
اللہ تعالی اوسکی مفلسی اوسکی دونو آنکہونکے سامنے کردیتا ہی اور اوسکی جمعیت
کو پریشان کردیتا ہی اور دنیا اوسکے پاس صرف اوسی قدر آتا ہی جو مقدر ہے انتہی
اور دنیا مین سب سے زیادہ عذاب جمعیت کا ابتر ہونا اور دل کا پریشان ہونا
اور مفلسی کا بندہ کی آنکہونکے سامنے کہڑا رہنا ہی اور اگر دنیا کے عاشق اوسکی
محبت کے نشہ مین چور نہوتے تو اس عذاب سے فریاد کیا کرتے اور ہمیشہ
انمین سے بہت ہمیشہ چیختے چلاتے ہین۔ اور جن حدیثونکو ترمذی نے
روایت کیا ہی انمین سے ابوہریرہ رض کی حدیث بہی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ اے آدم کے بیٹے میری
عبادت کے لئے فارغ ہورہ مین تیرے سینہ کو توانگری سے بہردونگا اور تیری
مفلسی کو روکدونگا اور اگر ایسا نہین کریگا تو مین تیرے دونو ہاتہ کام

بہر دونگا اور تیری محتاجی کو نہ روکونگا - اور عذاب کی قسمون مین سے یہ کہ دل اور بدن دنیا کے رنج اوٹھانے اور دنیا والونکی کشاکش اور انکی دشمنی بھگتنے مین الجھے رہین بعض سلف کا قول ہے کہ جو شخص دنیا سے محبت کرے وہ مصیبتون کے اُٹھانیکو دلمین ٹھان لے اور یہہ اسلئے فرمایا کہ دنیا کا عاشق جب اسمین سے کوئی چیز پاتا ہی تو اُسکا نفس اُس سے زیادہ کا خواہان ہوتا ہی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ اگر آدمی کے پاس دو جنگل مال کے ہون تو تیسرے کا خواہان ہوتا ہی منقول ہی کہ حضرت عیسیٰؑ نے دنیا کے دوستدار کی مثال شرابخوار سے دی کہ جتنا زیادہ پیتا اتنا ہی زیادہ پیاسا ہو اور ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہی کہ حضرت حسنؒ نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو لکھا کہ بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ دنیا کوچ کی جگہہ ہی ٹھہرنیکی جگہہ نہین حضرت آدمؑ کو صرف سزا کے لئے اسمین اُتار دیا تہا پس اے امیر المومنین اُس سے بچو کہ اُس سے توشہ لینا اُسکا چھوڑ دینا ہی اور اسمین توانگری محتاجی ہے ہر وقت مین اُسکا ایک قتیل ہے (یعنی لوگونکو برابر مارتی رہتی ہے) جو اِسکی عزت کرے اوسکو ذلیل کرتی ہے اور جو اوسکو جوڑے اوسکو محتاج کرتی ہی وہ ایسی ہی جیسا زہر کہ اوسکو

شغلا ولم اسد فقرہ و من انواع العذاب اشتغال القلب والبدن بتحمل انکاد الدنیا ومحاربة اهلها ومقاساة معاداتهم وقال بعض السلف من احب الدنیا فلیوطن نفسه علی تحمل المصائب وذلك ان محب الدنیا لا ینفك من ثلاث هم لازم و تعب دائم وحسرة لا تنقضی وذلك ان محبها لا ینال منها شیئا الا طمحت نفسه الی ما فوقه کما فی الصحیح لو کان لابن آدم وادیان من مال لابتغی لهما ثالثا

مثل عیسی علیه السلام محب الدنیا کشارب الخمر کلما ازداد شربا ازداد عطشا وذکر ابن ابی الدنیا ان الحسن کتب الی عمر بن عبد العزیز اما بعد فان الدنیا دار ظعن لیست بدار اقامة وانما انزل الیها آدم عقوبة فاحذرها یا امیر المؤمنین فان الزاد منها ترکها والغنی فیها فقرها لها فی کل حین قتیل تذل من اعزها وتفقر من جمعها کالسم

دہی کہاتا ہے جو نہین جانتا حالانکہ وہ اوسکی موت ہے پس ای امیر المومنین
تم اسمین ایسی طرح رہو جیسی کوئی زخم کا علاج کرنیوالا کہ تہوڑی دنون پرہیز
کرتا ہے اس خوف سے کہ کہین بہت دنون مصیبت بہگتنی نہ پڑی اور دوا کی
تلخی پر صبر کرتا ہے اس ڈر سے کہ مرض زیادہ نہ بڑہجاوے پس اس خانہ غدار مکار
فریب دہندہ سے بچو جو دہوکے دیتی ہے اور اپنی فریب مین پہنساتی ہے
اور آرزوؤن سے لبہاتی ہے اور اپنے طالبونکو شوق دلاتی ہے تو اسکا
حال ایسا ہوگیا ہے جیسی جلوہ کیوقت دلہن کہ آنکہین اسکی طرف نگران اور
دل اسپر حیران اور نفس اسکی عاشق ہین اور وہ اپنے خاوندونکی قاتل ہے
پہر اگر کسی اوسکے عاشق کو اس سے حاجت ملگئی تو مغالطہ کہایا اور سرکشی
کی اور آخرت کو بہولا اور اسمین اسکی عقل ایسی مشغول ہوئی کہ اسکا پانو
پہسل گیا اور اسکو نہایت ندامت اور بڑی حسرت ہوئی اور اوسپر موت
کی سختیان ٹوٹ پڑین اور دنیا کے جاتے رہنے کی حسرتون نے ایذا دی
اور جس عاشق کو اس سے اسکی تمنا ملی تو وہ غصہ مین جیا اور رنج لیگیا اور
اس سے اپنا مطلب نپایا نہ مشقت سے اسکی نفس نے راحت پائی ایسا شخص دنیا
سے بے توشہ نکلا اور آخرت مین بے سامانی سے آیا تو جو حالت کہ تمکو اسمین

مخافة على البلاء فاعذر
طويلا ويصبر عاشقه اللذّاه
يكفي قليلا لمخافة ما لكن
فإن هذا كما لعمل أو حرامه
بالكلمة من لا يعنيه ومستغنية

هذه الدار الغدّارة
الختالة التي قد تزينت
بحليها وفتنت بغرورها وغرّت
بآمالها وتشوّفت لخطابها فأصبحت
كالعروس المجلوّة فالعيون إليها ناظرة
والنفوس بها مشغوفة
والقلوب إليها تائقة
وهي لأزواجها كلّهم قاتلة

فعاشق لها قد ظفر منها بحاجته فاغترّ
وطغى ونسي المعاد فشغل بها لبّه
حتى زلّت عنها قدمه فعظمت عليه ندامته
وكثرت حسرته واجتمعت عليه سكرات الموت وألمه
وحسرات الفوت وعاشق
لم ينل منها بغيته فعاش بغصته
ولم يدرك منها ما طلب
ولم يظفر نفسه من التعب
فخرج بغير زاد
وقدم على غير مهاد

زیادہ خوشی کی سوا دسمین اُس سے زیادہ خوف کر و اسلئے کہ دنیا و الے جب
دنیا سی کسی خوشی پر مطمئن ہوتا ہی تو وہ اُسکو کسی بُرائی مین پھینکدیتی ہے
دنیا کی امید بلا مین ملی ہوئی ہے اور اُسکی بقا یون مقرر ہی کہ انجام کو فنا ہو
اُسکی خوشی غم آمیز ہے اور اُسکی آرزو مین جھوٹی اور توقعین بیکار صفائی
پر کدورت اور عیش تلخ اگر بالفرض ہمارا رب اُسکو حال کی ہمکو خبر نہ دیتا اور
اوسکی کہاوت بیان نہ فرماتا تب بھی یہہ سوتے کو جگا دیتی اور غافل کو چوکنا کرتی
اور جس صورتمین کہ خود اللہ تعالیٰ کیطرف سے اُسکے بابمین نصیحت کرنیوالا
اور اُس سے جھڑکنے والا آیا ہو تو پھر کیسے تنبیہ نہوگی نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
اوسکی کچھہ قدر و منزلت نہ جب سے کہ اُسکو بنایا اوسکی طرف دیکھا اور اُسکی کنجیان
اور خزانے آنحضرتؐ کے سامنے پیش کیگئی مگر آپکی قدر خدا کے نزدیک
مچھر کے پر کی برابر بھی کم نہوئی مگر اوسکو قبول فرمانے سے انکار کیا اور برا
جانا کہ جس چیز سے خالق نے نفرت کی اُس سے محبت کرین اور جسکو مالک
نے پست کیا ہو اوسکی قدر بڑہا دین اللہ تعالیٰ نے جو اُسکو نیکبختوں سے
علیحدہ رکھا تو اونکو امتحان کے لئے اور اپنے دشمنوں پر جو اُسکا پھیلاؤ کیا تو
اُنکے مغالطہ مین پڑنیکے لئے تو جو شخص دنیا کے باعث اینٹھا ہو اور اُسکے

قادر ہوتا ہی یہہ گمان کرتا ہے کہ اسکے سبب سی مجھپر اکرام ہوا ہی اور اس معاملہ کو بھولجاتا ہے جو اللہ تعالے نے اپنے رسول سی کیا جبکہ آپنے اپنے پیٹ پر بھوک کے مارے پتھر باندہا انتہی **فائدہ** مترجم کہتا ہی کہ یہی مکتوب حضرت حسن بصری کا بنام حضرت عمر بن عبد العزیز کے جلد ثالث احیاء العلوم مین مذمت دنیا کی ذیل مین مذکور ہی مگر وہان چند فقرے اور بھی مذکور ہین اور کچھہ الفاظ مین فرق ہی جسکو شوق ہو وہان دیکھ لے۔ غرضکہ جو شخص سواے خدا تعالے کے اور کسی سی محبت کرتا ہی تو اسکو اپنے محبوب کے ملنے یا نملنے ضرر حاصل ہوتا ہی اسلئے کہ اگر نپاویگا تو نملنے کا عذاب ہوگا اور جسقدر دلکو لگاو اس سی ہوگا اوسیقدر تکلیف اوٹھاویگا اور اگر پاویگا تو پہلے ملنے سی جو رنج ہوا ہی اور وقت حاصل ہونیکے جو مشقت اٹھائی ہی اور جاتے رہنے کے بعد جو حسرت ہوگی وہ اس لذت سی بہت زیادہ ہوگی جو ملنی مین ہے چنانچہ یہ قطعہ اس مضمون پر دال ہی ؎ عاشق سی زیادہ نہین بدبخت زمین پر + گو عشق کو پاتا ہی وہ شکر سی بھی میٹھا + عمر اوسکی ہر اک حال مین روتے ہی کٹی ہی + یا ہجر رلادی اوسی یا یار کا ملنا + گر دور ہے معشوق تو ہی شوق سی گریان + اور وصل مین روتا ہی کہ ہی ہجر کا کھٹکا + القصہ

المعتقد عليها انه اكرم ونسي ما صنع الله برسوله حين شد الحجر على بطنه انتهى والمقصود ان من احب سوى الله تعالى فالضر حاصل له بمحبوبه ان وجده وان فقده فان فقده عذب بفواته ومن المعلوم ان العذاب قدر تعلق قلبه به وان وجده كان ما يحصل له من الالم في حال فقده ومن التكدير في حال حصوله ومن الحزن عليه بعد فقده اضعاف ما في حصوله من اللذة ***

اشعار

فما في الارض اشقى من محب * وان وجد الهوى حلو المذاق *
تراه باكيا في كل حال * مخافة فرقة او لاشتياق *
فيبكي ان نأوا شوقا اليهم * ويبكي ان دنوا حذر الفراق *

الوجه السادس

نہین آنکھہ کو اوسکے ہی کبھی مین نزدیکی و دوری مین لگا رہتا ہی ٹیکا

چھٹی وجہ یہہ ہی کہ بندہ کا اعتماد کرنا مخلوق پر اور اُسپر توکل کرنا
ایک تو خود اُسکی طرفسے اوسکے نقصانکا سبب ہی دوسرے اس جہت سی
کہ ان لیا کہ مخلوق سی مدد لیکی رسوا ہوتا ہی سوم باینجہت کہ تصور اپنی
تعریف کا کیا بُرا کہا جاتا ہی اور یہہ بات جیسی کہ قرآن اور حدیث سی ثابت
ہی ویسی ہی تجربہ اور تلاش سی بھی معلوم ہی اللہ تعالے فرماتا ہے
وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ
وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا اور فرمایا وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ آلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ
لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُحْضَرُونَ اور فرمایا وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوا
أَنْفُسَهُمْ فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَمَّا جَاءَ
أَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ اور اسکی سوا اور بہت آیتین ہین اس سی
معلوم ہوا کہ دلکی درستی اور سعادت اور فلاح خدا کی عبادت اور اُس سی مدد
چاہنے مین ہی اور اُسکی بدبختی اور ہلاک دجال اور مال کا نقصان مخلوق کی
پرستش اور اُس سی مدد چاہنے مین ہی ساتوین وجہ یہہ ہے کہ اللہ تعالے
غنی اور کریم اور عزت والا اور مہربان ہی تو وہ اپنی بندہ پر احسان کرتا ہی اور

الوجه السابع

مع غناه عنه يريد به الخير ويكشف عنه الضر لا ليجلب منفعة من العبد ولا ليدفع مضرة بل رحمة منه وجودا فهو سبحانه لم يخلق خلقه ليتكثر بهم من قلة ولينتصر بهم من ذل فقال تعالى وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ما اريد منهم من رزق وما اريد ان يطعمون ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين وقال تعالى وقل الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له ولي من الذل

اسکی کچھ پروا نہین رکہتا اوسکی بہلائی چاہتا ہے اور نقصان کو اُس سے
دور کرتا ہی نہ اسوجہ سے کہ بندوسے کچھ نفع لے یا نقصان دور کراوے بلکہ
صرف اپنی رحمت اور احسان ہی کے باعث اُسپر احسان کرتا ہی اور کچھ غرض
نہین سلئے کہ اللہ تعالی نے اپنی خلق کو اسلئے نہین پیدا کیا کہ پہلے کم تہا اُنکی وجہ سے زیادہ ہوجاوے یا اُنکے
سبب سے کسی ذلت مین مدد دے ارشاد فرماتا ہی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا
لِيَعْبُدُونِ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ
ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ اور فرمایا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ
فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ — اور بندے بہ نہ ارشاد خداوندی
وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ایکدوسرے پر اپنی حاجت اور حال اور مآل کے
فائدہ کے مارے احسان کرتے ہین اگر نفع کا خیال نہو تو کوئی بھی دوسرے
پر احسان نکرے تو حقیقت مین آدمی احسان اپنے نفس ہی پر کرتا ہی اور دوسرے پر احسان
کرنیکو اپنے لئے فائدہ حاصل ہونیکا ذریعہ اور اُس احسان کے اپنی طرف پہنچنے کا
وسیلہ بناتا ہی باینطور کہ یا توقع عوض کی کرتا ہی یا اوسکی تعریف کرنے اور
مشکور ہونیکا امیدوار ہوتا ہی یا اُس احسان پر خدا تعالی سے ثواب اخروی کی
رجا رکہتا ہی اوس دن مین کہ وہ فقیر اور شدت سے محتاج ہوگا - اور اس ارادہ

والعباد كما قال الله تعالى والله الغني وانتم الفقراء وانما يحسن بعضهم الى بعض لحاجته وانتفاعه عاجلا او آجلا ولو لا تصور النفع لما احسن اليه فهو في الحقيقة انما اراد الاحسان الى نفسه وانما جعل الاحسان الى الغير وسيلة الى وصول النفع له فوصل ذلك الاحسان اليه اما لنفع جزائه او لخوف حمد وشكر او لرجاء الجزاء الاخروي من الله تعالى عاذا ذاك الاحسان في يوم فقره وحاجته وشدة فاقته

مین بندہ پر کچھہ الا اپنا نہین اسلئے کہ بندہ فقیر اور محتاج ہی بلکہ اوسکی احتیاج اوسکی ذات کے لوازم مین سے ہی تو بندہ کا اپنی نفع کی چیز پر حریص ہونا اوسکا کمال ہی اللہ تعالی فرماتا ہے اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ (اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا اپنا) اور فرمایا وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ (اور جو تم بھلائی کرو گے وہ پوری دیجاویگی تمکو) اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ ای میرے بندو تم نہین پونہچنے کے میرے فائدہ کو کہ میری کام آؤ نہ میرے نقصان کو کہ کچھہ میرا ضرر کرو ای میری بندو یہہ تمہاری کام ہین جنکو مین تمہارے ہی لئی گن گن رکہتا ہون پس جو شخص اپنی اعمال مین بہتری پاوی وہ خدا تعالی کا شکر کرے اور جو اعمال خیر کے سوا پاوی وہ ملامت نکری مگر اپنے آپکو حاصل یہہ کہ خلق کو تمہاری نفع پہنچانے سے بجز تم سے فائدہ اُٹھانے کے اور کچھہ مطلب نہین اور خدا تعالی جو تمکو نفع دیا چاہتا ہی اُس سے کچھہ اوسکا مطلب نہین علاوہ ازین اوسکا نفع ضرر سے خالص ہی بخلاف خلق کی نفع کے کہ اوسمین کبھی تمپر ضرر بھی ہو جاتا ہی مثلا خلق کی منت ہی اُٹھانی پڑے اسبات کو سوچ لو کیونکہ اسکو سوچنا اور اسکا لحاظ رکہنا تمکو اس امر کا مانع ہوگا کہ خلق سے کچھہ توقع کرو یا خدا تعالی کے سوا اُس سے کچھہ معاملہ کرو یا اُس سے کوئی فائدہ یا نقصان کو دفع کرنا چاہو یا اپنی دلکو اوسمین لگاؤ اور

و معنا غير با فهم قوى من ان
التصدق فانه فقد يهنا ج
تاب فمن يتبل ان نفز دانه
فضه على ما ينفعه كمال
له قال تعالى ان احسنتم
احسنتم لانفسكم وقال
وما تفعلوا من خير يوف اليكم
وفي الكلام القدسي يا عبادي انكم لن تبلغوا
ضري فتضروني ولن تبلغوا نفعي فتنفعوني يا عبادي انما هي اعمالكم
احصيها لكم ثم اوفيكم اياها فمن وجد خيرا
فليحمد الله ومن وجد غير ذلك
فلا يلومن الا نفسه فالخلق لا يريد منك الا
بنفعه اياك في الحقيقة الا انتفاعه بك
وان الرب تعالى انما يريد نفعك
لا لنفع يرجع اليه منه تعالى
خالص عن الضرر بخلاف نفع
الخلق فانه قد يكون فيه
مضرة عليك
منته فاذا نظرت الى هذا
ذلك منعك من التعلق
بالخلق وتعلقك بهم
الله او تطلب منه نفعا او
دفعا او تعلق قلبك به

فيهم ولم يخفهم ولم يرجهم
الاحسان اليهم ورجي الله
مع الله واحب بحب الله ولم يحبهم
الله لا لهم ويخاف الله
فالسعيد من عاملهم
والمملوك مع سيده
والزوجة مع زوجها
حتى الولد مع والده
وهذا حال الخلق كلهم

يہہ حال ساری مخلوق کا ہے حتے کہ بیٹے کا باپکے ساتھہ اور بی بی کا خاوند کے ساتھہ اور غلام کا آقا کے ساتھہ - پس نیکبخت وہ ہے جو اُنسے خدا کیواسطے معاملہ رکھے اور انکے واسطے اور اُنکے باب مین خدا تعالی کا خوف کرے اور انسے خوف نکرے اور انپر احسان کرنے مین خدا تعالی سے توقع ثواب کی کرے اور اللہ تعالی کے ہوتے ہوے اُنکی توقع نکرے اور انسے محبت خدا تعالی کی محبت کی وجہ سے کرے نہ یہہ کہ خدا تعالے کی محبت مین اُنکو شریک کرے چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا
(ہم جو تمکو کہلاتے ہین سو خاص اللہ کی رضا چاہنے کو نہیں ہم چاہتے تم سے بدلا نہ شکرگذاری)

آٹھوین وجہ یہہ ہے کہ بندہ کو دوسرے کی بہتری معلوم نہین ہوتی جبتک وہ خود اُسکو نبتادے اور نہ دوسرے کی بہتری کر سکتا ہے جبتک کہ خدا تعالے اوسکو قدرت ندے اِسصورتمین سب معاملہ خدا تعالی کیطرف سے ہے اور اوسیکے قبضہ مین بہتری ہے اور معاملہ کل کا کل اوسیکی طرف آرہتا ہے پس دل کا لگانا خدا تعالی کے سوا اسپر اور رجا اور خوف اور توکل اور بندگی کے نرا نقصان ہے کہ جسمین کچھ فائدہ نہین اور جو نفع دوسرے سے ہوتا بھی ہے تو خدا تعالی ہی اوسکو مقدر اور میسر فرماتا ہے

نوین وجہ یہہ ہے کہ اکثر لوگ دوسرے کے ساتھہ سلوک کرنے سے اپنا مطلب پورا کرنا چاہا کرتے ہین گو اس سے دوسرے کا نقصان دین اور دنیا مین ہو جاوے

يطعمهم كما قال تعالى انما
نطعمكم لوجه الله لا
نريد منكم جزاء ولا شكورا

الوجه الثامن ان العبد لا يعلم مصلحته حتى
يعرفه الله اياها ولا يقدر على تحصيلها الا ان
يقدره الله عليها فالامر كله منه تعالى الخير والبر
الامر كله فتعلق القلب بغيره رجاء وخوفا و
توكلا وعبودية ضرر محض لا منفعة
فيه وما يحصل من النفع فانما
هو سبحانه الذي قدره

الوجه التاسع
ان غالب الخلق انما يريدون
قضاء حاجاتهم منك وان
اضر ذلك بدينك ودنياك

اور خدا تعالے جو بندہ پر ارادہ کرتا ہے تو صرف اوسکے لئے اور
اوسپر احسان جو فرماتا ہے تو خاص اوسکی نفع کے لئے نہ اپنی نفع کیواسطے
اور ضرر کو اوس سے دور کرنا بھی بلا غرض چاہتا ہی تو اسصورتمین تمہاری توقع
اور بیم و رجاء دوسرے کیسی متعلق ہو سکتی ہی حالانکہ تمکو معلوم ہی کہ اگر
تمام مخلوق اسباب پر متفق ہون کہ تمکو کچھہ نفع پونہچا دین تو نہ پونہچا وینگی
مگر اوسیقدر جو اللہ تعالے نے تمہارے لئے لکھدیا ہی اور اگر سبکے سب
تمکو ضرر دینے پر اکٹھے ہون تو ضرر بھی اوسیقدر دینگے جو اللہ تعالی نے تمپر
لکھدیا ہی خدا تعالی فرماتا ہے قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَ
عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ **دسوین وجہ** یہہ ہی کہ ہر جاندار کی سرشت
میں یہہ ہی کہ کسی چیز کا ارادہ اور قصد کری اور کسی چیز سے مدد چاہے
اور اوسپر اعتماد کری اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہی یعنی مراد کی دو قسمین
ہین ایک وہ کہ خود بالذات مراد ہو دوم وہ کہ غیر کیواسطے ہو یعنی مراد بالذات
کا وسیلہ ہو اور جس چیز سے مدد چاہتا ہے یعنی مددگار اوسکی بھی دو قسمین
ہین ایک وہ کہ خود اپنے آپ مددگار ہو ایک وہ کہ مددگار بالذات کا معلم
اور آلہ ہو تو یہان چار باتین ہین مراد بالذات اور مراد بوجہ غیر اور

مددگار بالذات اور مددگار اسجہت سی کہ مددگار بالذات کا تابع ہی
پس اِن چارون مین سی اول ورسوم خداوند تعالی سے یعنی مراد اور
مقصود اور محبوب بالذات اور مددگار بالذات اوسیکی ذات ہی اور جتنی
چیزین اوسکے سوا ہین چاہیے کہ انکی محبت تابع اسکی محبت کے ہو اور انسے
مدد اسوجہ سی لیجاوی کہ وہ آلہ اور ذریعہ خداتعالی کی مدد کے ہین اس سے
ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی محبت اور استعانت اگر وسیلہ اوسکی محبت اور استعانت
کا نہوگی تو اسکا ضرر نسبت فائدہ کے زیادہ ہوگا

ساتوان باب

اِس امر مین کہ قرآن مجید مین دلکی دوائین اور اوسکے سب مرضون کا علاج موجود ہے

اللہ تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ اور فرمایا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ اور
پہلے اوپر گذر چکا ہے کہ دلکے مرض شبہات اور شہوات کی روگ ہین
اور قرآن مین وہ کھلی باتین اور پکی دلیلین ہین جو حق کو باطل سی علیحدہ
کردیتی ہین اور جن شبہون سی کہ علم اور تصور اور فہم مین خرابی پڑتی ہے

اِن لم یکن وسیلة الی محبته تعالی واستعانته کان مضرتها علی العبد اعظم من مصلحتها

الباب السابع فی ان القران متضمن لادویة القلب وعلاجه من جمیع امراضه قال تعالی یا ایها الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وقال وننزل من القران ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین وقد تقدم ان امراض القلب هی امراض الشبهات والشهوات وفی القران من البینات والبراهین القطعیة ما یبین الحق من الباطل فیزیل امراض الشبه المفسدة للعلم والتصور والادراک

اونکا ردکرنا دیتی ہین ایسی طرح کہ چیزین جو ان کی تون معلوم ہوسنے لگتی ہین اور قران مجید کی مثل کوئی کتاب ہین سے پردہ پر نہین جسمین بڑی بڑی مطالب یعنی توحید و ثبوت صفات اور ثبوت آخرت اور نبوت اور جہوٹے دینونکے باطل ہوسنے اور خراب تجویزونکے رد کرنے پر دلیلین اور آیتین موجود ہون اور قران مجید مین یہہ سب کچہہ موجود ہی ساری کا سارا ان امور پر اچہی کامل طور سی شامل ہے مگر ان باتونکا سمجہنا قران مجید کے سمجہنے پر اور اوسکے مقصود کے دریافت کرنے پر موقوف ہی پس جس شخص کو خداوند کریم اسکی سمجہہ عنایت فرماتا ہی وہ حق اور باطل کو اپنے دل سے صاف دیکہہ لیتا ہی جیسے دن اور رات کو دیکہتا ہی اور جان لو کہ قران مجید کے سوا جو لوگونکی کتابین اور انکی تجویزین اور معقولات ہین جنمین وہ علوم ہین کہ جنپر اعتماد نہین خواہ جہوٹے توہمات ہین کہ اونمین حق ہی کچہہ بہی انکو نہین خواہ درست باتین ہین مگر دلکو انسی کچہہ فائدہ نہین بلکہ صرف تجویزین اور تقلیدین ہین خواہ ایسی درست باتین ہین جنکے حاصل کرنےمین بڑی دقتین اٹہائی ہین اور اونکے ثابت کرنےمین باوجود کم فائدہ کے بہت گفتگو بڑہائی ہے تو اس قسم کی کتابین ذخیرہ ایسی ہین جیسے بڑا اونٹ کا

بحيث يرى الاشياء على ما هي عليه وليس يخفى ... [illegible] السماء كتاب متضمن للبراهين والدلالات على المطالب العالية من التوحيد واثبات الصفات واثبات المعاد ... [illegible] والنبوات ... ذ الخلل ... فانه ... الآراء الفاسدة مثل القران على ... كله متضمن ... لكن ذلك موقوف على فهمه ومعرفة مراده فمن رزقه الله ذلك ابصر الحق والباطل عيانا بقلبه كما يرى الليل والنهار واعلم ان ما عداه من كتب الناس وآرائهم ومعقولاتهم بين علوم ... وبين ظنون كاذبة لا تغني من الحق شيئا وبين امور صحيحة لا منفعة للقلب فيها واما هي آراء وتقليد ... بين امور صحيحة وقد وعروا الطريق ... اطالوا الكلام في اثباتها مع قلة نفعها فهي لحم جمل غث

کوشت سخت پہاڑ کی چوٹی پر رکہا ہو کہ نہ جگہہ آسان ہی کہ کوئی اوپر چڑہکر
لیوی اور نہ موٹا ہی کہ کوئی نقل بنا وی اور جگہہ متکلمین وغیرہم نی لکہا ہی وہ
قران مجید مین بہت صحیح تقریر اور عمدہ تفسیر سی موجود ہی پس انکی بیان بجز
کلام کی طوالت اور بناوٹ اور دقت کے اور کچہہ نہین جیسا کسی نی
کہا ہی قطعہ حرص آپکی نہوتی تو کبہی دنیا مین + نہ تناظر کوئی لکہتا
نہ معانی نہ کلام + اپنی ذانست مین کہولین ہین مصنف عقدی + لیک
تصنیف سی بڑہتی گرہ وہ بنے انجام + اور جو شخص کہ ان لوگونکی نہایت
رتبے واقف ہی وہ یون کہتا ہی قید ہی انجام معقولات کا + کوشش
اکثر عالمونکی ہے ضلال + ہی ہماری روحکو تن سی گریز + حاصل اس
دنیا کا ہے ہمکو وبال + عمر بہر کی بحث سی بس نہہ ملا + لکہہ لیا جنے
جو تہا کچہہ قیل و قال + ہمنی جو علم کلام کے طریقون اور حکمت کے
دستورونکو دیکہا تو ایسا نہ پایا جس سی کوئی روگ اچہا ہو یا پیاس بجہے
ہان طریقہ قران مجید کا نہایت قریب ہی چنانچہ اثبات مین ان دونو
آیتون کو پڑہے اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی اور اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ
اور نفی مین ان دو کو پڑہے لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ اور وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِہٖ عِلۡمًا

علی راس جبل وعر فیسہل فیرتقی ولا سمین فینتقل ومما عنت الجبان وقد زعم فعی فی الفرقان اصح تقریرا واحسن تفسیرا فلیس عندہم الا التطویل والتکلف فی التعقید

لا افیل سے لولا التنافس فی الدنیا لما وضعت کتب التناظر لا المغنی ولا العمد

وأما شفاؤه لمرض الشهوات
فذلك بما فيه من الحكمة
والموعظة الحسنة
بالترغيب والترهيب
والتزهيد في الدنيا والترغيب
في الآخرة والأمثال و
القصص التي فيها أنواع
العبر والاستبصار فالقرآن مزيل
للأمراض الموجبة للإرادة الفاسدة
فيصلح الإرادة ويعود إلى فطرته
التي فطر الله عليها فتصلح
أفعاله الاختيارية الكسبية كما يعود البدن
بصحته وصلاحه إلى الحال
الطبيعي فيصير بحيث لا يقبل
إلا الحق كما أن
الطفل لا يقبل إلا اللبن
وعاد الغذاء
ليس يقابل بسواه لا من شيء الطفل
استراحت على غذائه فيغتذي
القلب من الإيمان والقرآن بما يزكيه
ويقويه ويؤيده ويفرحه ويسره وينشطه
ويثبت ملكه كما يغتذي البدن بما ينميه ويقويه
ما في القلب البدن
إلى أن يترقى ويزيد

اور قرآن مجید جو شہوتون کے روگ سے شفا دیتا ہی تو اوسکی وجہ
یہہ ہے کہ اسمین حکمت اور عمدہ نصیحت رغبت اور خوف دلانیکے ساتھ
اور دنیا مین زہد کرنا اور آخرت کی خواہش کرنی اور کہاوتین اور قصے
جنمین طرح طرحکی عبرتین اور سوجھہ بوجھہ ہین موجود ہین غرضکہ قرآن مجید اُن
امراض کو دور کرتا ہے جو موجب فاسدارادونکے ہوتے ہین پس
قرآن مجید سے آدمی کا ارادہ درست ہوکر اپنی اصل پیدائش کیطرف
پھر آتا ہی جسپر کہ خدا تعالے نے اُسکو پیدا فرمایا ہی اسکے بعد اوسکے
افعال درست ہوجاتے ہین جیسا بدن صحت اور تندرستی کے بعد اپنی
حالت طبیعی پر ہوجاتا ہی اسکے بعد دل سوا امر حق کے اور کسی چیز کو نہین
مانتا جیسے لڑکا بجز دودھ کے اور کسی شی کو قبول نہین کرتا ہے
جون طفل نہین مانتا وہ حق کے سوا کو ÷ اور اوسکی علامت گر آب آرام
سے بیٹھے اسحالت مین دل ایمان اور قرآن سے وہی غذا حاصل کرتا ہی
جو اوسکو پاک کرے اور قوت و مدد دے اور فرحت و سرور بخشے جسطرح کہ بدن
اپنے بڑھانیوالی اور قوت دینے والی چیز سے غذا حاصل کیا کرتا ہی اور جو چیز
دل اور بدن مین ہے وہ اسباکی محتاج ہی کہ ترقی کرکے بڑھے اور زیادہ ہو

یہانتک کہ درست ہو جاویگا اور از انجاکہ دلکی زندگی اور آسایش بدون
اوسکی زکوۃ اور طہارت کے ممکن نہین اسلئے ہمکو اُسکا ذکر کرنا بھی ضرور ہوا

اٹھوان باب

دل کی زکوۃ مین

دلکی زکوۃ کے معنی لغت کی روسے درستی مین زیادتی و ترقی کے ہین کہتے ہین
زکی الشیٔ جب چیز بڑھجاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ (لی انکے مال سے بیچ)
صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا (زکوٰت کر انکو پاک کر تو اسکو اور بڑھا دیو) اس آیت مین دو نو باتین طہارت اور زکوۃ
جمع فرمائین اسواسطے کہ دو نو ایکدوسرے کے ساتھ رہتی ہین کیونکہ بُرائیون
اور گناہونکی ناپاکی دلمین ایسی ہی جیسی بدنمین اخلاط بد یا گھاس کھیتی مین
یا میل سونے چاندی وغیرہ مین تو جیسے بدن بُری خلطون سے جب خالی ہوجاتا
تو قوت طبیعی مشغول ہوجاتی ہے اور آرام پاکر بے روک ٹوک اپنا کام کرنے لگتی
ہے اور بدن بڑہنا شروع کرتا ہے اسیطرح جب دل توبہ کے باعث گناہون سے
صاف ہوتا ہے اور گناہ کی ملاوٹ سے خالص بنجاتا ہے تو دل کا ارادہ اُن گناہونکے
خراب مادونسے علحدہ ہوکر محض خیر کیلئے ہو جاتا ہے اور دل بڑھتا ہے
اور زور پکڑتا ہے اور اپنے تخت سلطنت پر بیٹھکر اپنی رعیت مین حکم جاری کرتا ہے

حتى يصلح ولما كانت حيوة القلب ونعيمه لا تتم الا بزكوته وطهارته لم يكن بد من ذكرها

فصل الباب الثامن في زكوة القلب

زكوة القلب في اللغة هي النماء والزيادة في الصلاح يقال زكى الشيء اذا قال تعالى خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها فجمع بين الامرين الطهارة والزكوة لتلازمهما فان نجاسة الفواحش والمعاصي في القلب بمنزلة الاخلاط الردية في البدن وبمنزلة الدغل في الزرع وبمنزلة الخبث في الذهب والفضة ونحوها فكما ان البدن اذا استفرغ من الاخلاط الردية تخلصت القوة الطبيعية منها فاستراحت فعملت عملها بلا معوق ولا ممانع فنمى البدن فكذلك القلب اذا تخلص من الذنوب بالتوبة فقد استفرغ من تخليطه فتخلصت ارادة القلب للخير بتلك مع المواد الردية وزكى وقوي واستند على سرير ملكه ونفذ حكمه في رعيته

فيمنعه الله واطاعت
فالسبيل الى تزكيتها
بعد طهارته قال تعالى
قل للمؤمنين يغضوا من
ابصارهم ويحفظوا فروجهم
ذلك ازكى لهم ان الله

اُسوقت رعیت اُسکا حکم سُنتی اور مانتی ہے غرضکہ دلکی زکوۃ کی
کوئی سبیل بدون اُسکی طہارت کے نہین الله تعالے فرماتا ہے
قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ
خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ اِس آیت مین زکوۃ کو موقوف آنکھہ کے بند کرنے اور
شرمگاہ کے نگاہ رکھنے پر فرمایا اور یہین وجہ محارم سی آنکھہ نیچی رکھنا
موجب تین بڑی فائدونکا ہی اول ایمان کی حلاوت اور اوسکی ولذت
کہ جس چیز سے اپنی آنکھہ پھیرلی ہے اور اُسکو خدا کے لئی چھوڑدیا ہی
اوسکی نسبت کرزیادہ مزہ دار ہی اِسلئی کہ جو شخص کسی چیز کو خداتعالی کے
لئی چھوڑتا ہی الله تعالے اوسکے عوض مین اُسکو بہتر عنایت فرمایا کرتا ہی
اور نفس اچھی صورتونکے دیکھنے پر مرتا ہے اور آنکھہ دلکی لئی اگوا ہی دل
اوسکو دیکھنے لئی بھیجتا ہی پس جب خوبصورت چیز کی خبر دلکو دیتی ہے تو
دلمین حرکت اور اشتیاق پیدا ہوتا ہی اور اگر آنکھہ دیکھنے سی باز رہی تو دل
آرام سی رہی اور طلب کی مشقت نہ اُٹھاوی اِس سی معلوم ہوا کہ جو شخص
اپنی نگاہ کو مطلق العنان رکھتا ہی ہمیشہ حسرتین کرتا ہی آور دیکھنی
سی محبت اور دل کا لگاؤ پیدا ہوتا ہے پھر زور پاکر یہی علاقہ میلان بنجاتا ہی

یعنی دل ہمہ تن اُس چیز کیطرف جہکا پڑتا ہی پہراور قوت پکڑکر غرام یعنی آشفتگی ہوجاتی ہی جو ہر وقت دلکے ساتہہ رہتی ہی جیسے غریم یعنی قرضخواہ قرضدار کے ساتہہ رہتا ہی پہراور زور پکڑکر عشق ہوجاتا ہی جو حد سے زیادہ محبت کا نام ہی پہراور غلبہ پاکر تتیم یعنی بندگی کردرجہ کو پہونچ جاتا ہی اسطرح کہ دل محبوب چیز کا بندہ ہوجاتا ہی اور یہہ سب خرابیان نگاہ سے ہوتی ہین اسلئے تمہین دل پہلے تو بادشاہ تہا اب گرفتار ہوجاتا ہی اور پہلے چہوٹا ہوا تہا اب محبوس ہوجاتا ہی اور آنکہہ سے شکایت ظلم کی کرتا ہی اور آنکہہ کہتی ہے کہ مجکو تونے بہیجا تہا ع ای باد صبا اینہمہ آوردۂ تست ۔ اور ان امور مین وہی دل پہنستے ہین جو خدا تعالی کی محبت اور اخلاص سے خالی ہون اسلئے کہ دل کیلئے کوئی نہ کوئی محبوب ضرور ہی توجسکا محبوب خدا یکتا نہوگا اوسکا دل ضرور ہی کہ دام محبت غیر اللہ مین پہنسے ورنہ اللہ تعالی کی محبت کرتے ہوئے غیر کی محبت دلکے گرد نہین پہٹکتی اللہ تعالی فرماتا ہے کَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ دوسرا فائدہ دلکی روشنی اور دانائی کا درست ہونا ہی ۔ ابو شجاع کرمانی کہتے ہین کہ جو شخص اپنے ظاہر کو اتباع سنت اور باطن کو ہمیشہ مراقبہ رکہنے سے آباد کرے اور اپنے نفس کو

یونہی ہوا اسواسطے کہ ہٹا دین اس سے برائی اور بیحیائی البتہ وہ ہی ہمارے چنے ہوئے بندون میں سے

التعبد بتصيد القلب بحكم
ثم يتقوى فيصير تابعا وإليه
فيصير عشقا وهو المفرط
الذي يجاوز الحد فتعبد نفسي
لازم القلب أن لا يرى الغير
ثم يتقوى فيصير غراما
يغضب إليه القلب بكليته

وعلى أحكام جنابة النظر يصير
القلب أسير البعد ان كان ملكا
ويكون بالبعد ان كان مطلقا بالظلم
من الطرف والطرف بعقليات
ويعني وإنما يعني بذلك القلوب
والاخلاص
الفارغة من محبة الله
القلب لا بد له من محبوب
فإن من لم يكن الله محبوبه
فمن لم يتقيد قلبه بغيره وقال
تعالى كذلك لنصرف عنه السوء و
الفحشاء إنه من عبادنا المخلصين
الفائدة الثانية
تتبع القلب صحة الفراسة
قال أبو شجاع الكرماني من
عمر ظاهره باتباع السنة
وباطنه بدوام
المراقبة وكف نفسه

شہوات سے روکے اور اپنی آنکھہ حرام چیزون سے نیچی کرے اور غذاے
حلال کا عادی ہو تو اُسکی سمجھہ کبھی غلطی نکریگی اللہ تعالی نے اول مومنون
کو حکم نگاہ کے تلے رکھنے اور شہوتون سے روکے رکھنے کا فرمایا بعدہ ارشاد
فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسکا بہید یہہ ہے کہ بدلا عمل کی جنس
(اللہ ہے روشنی آسمانون اور زمین کی ۱۲)
سے ہوا کرتا ہے تو جو شخص اپنی آنکھہ کو نیچی رکھیگا اللہ تعالی اوسکے عوض مین
ویسی ہی چیز اُس سے بہتر عنایت فرماویگا مثلا اگر اوسنے اپنی آنکھہ کا
نور حرام چیزون پر بچانے دیا تو اللہ تعالی نے اُسکے عوض مین اُسکا
نور باطن چھوڑ دیا تو اوسکو وہ چیزین معلوم ہونے لگین جو نگاہ کی چھوڑنے
والے اور آنکھہ کو تلے نرکھنے والیکو نہین سوجھتین حاصل یہہ کہ دل مثل
آئینہ کے ہے اور ہواے نفسانی اُسکی لئے بمنزلہ زنگ کے ہے جسکے باعث
حقیقتونکی صورتین اسمین منقش نہین ہوتین **تیسرا فائدہ** دل کا زور
پکڑنا اور ثابت اور جما ہوا رہنا تو اللہ تعالی دلکو اوسکی قوت کے باعث
نفع کا غلبہ عنایت فرماتا ہے جیسے نور کے سبب سے حجت کا مرحمت کرتا ہے تو
دونو غلبے اللہ تعالے جمع کر دیتا ہے اور اسیواسطے اثر مین آیا ہے کہ جو
شخص اپنی خواہش کی خلاف کرتا ہے تو شیطان اوسکے سایہ سے بھاگتا ہے

اسیطرح جو شخص اپنی خواہش کا پیرو ہوا اوسمین نفس کی ذلت اور مغلوب ہونا وہ ہوتا ہی جو اللہ تعالی نے اپنے نا فرمانونکے لئے مقرر فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ عزت اوسی شخص کو ہی جو اللہ تعالی کی اطاعت کرے اور ذلت اور رسوائی اوسکو ہی جو اوسکی نافرمانی کرے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ (اور عزت خاص اللہ اور اوسکے رسول اور مسلمانوں کو ہے) اور فرمایا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا (جسکو چاہیے عزت تو اللہ کی ہے عزت ساری) - بعض اکابر سلف فرماتے ہین کہ لوگ بادشاہونکے دروازے پر عزت ڈھونڈھتے ہین مگر عزت اونکو صرف خدا تعالی کی طاعت ہی مین ملیگی - اور حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ گو گنہگارونکے گھوڑونکی قدم بھی اچھے ہون اور خچر بھی اونکے نیچے کھٹا کھٹ چلتے ہون مگر گناہونکی ذلت اونکے دلمین ہی خدا تعالی اپنے نافرمان کی رسوائی کے سوا اور کچھہ نہین مانتا - اور دعاء قنوت مین ہی کہ الہی جسکا تو والی ہو وہ رسوا نہین ہوتا اور جس سے تو دشمنی کرے وہ عزت نہین پاتا +

اب اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین کہ دل کا ترقی کرنا اوسکی طہارت پر منحصر ہی جیسے بدن کی زیادتی بدون نکمے خلطونکے نکالے نہین ہوا کرتی اللہ تعالی بعد حرام کرنے زنا اور تہمت اور فاحشہ کے

من كان يريد العزة فلله العزة جميعا قال بعض السلف يطلبون العز بابواب الملوك ولا يجدونه الا في طاعة الله وقال الحسن وان هملجت بهم البراذين وطقطقت بهم البغال ان ذل المعصية لفي قلوبهم ابى الله الا ان يذل من عصاه وفي دعاء القنوت انه لا يذل من واليت ولا يعز من عاديت

ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولله العزة لمن اطاع الله والذل والهوان لمن عصاه فاجعله الله لمن عصاه فانه من ذل النفس تضعف وان المتعجل في النعيم هوا

من عبادت تعرف فانه القلب على ... ذلك لا يكون الا بالابدان لا ... استفراغ اخلاطها قال تعالى عقيب تحريم الزنا والقذف ونكاح الزانية

نکاح کے فرماتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰکِنَّ
اگر نہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اُسکی مہر سنورتا تم میں ایک شخص کبھی لیکن
اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ یہہ آیت اسباب پر دال ہی کہ تزکیہ
اللہ سنوارتا ہے جسکو چاہے اور اللہ سب سنتا جانتا ہے ۱۲
یعنی دلکا ستھرا ہونا حرام سے بچنے سے ہوتا ہی اور گہروالونسے اجازت لینے کے باب
مین فرمایا وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ
اور اگر تمکو کہا جاوے پہر جاؤ تو پہر جاؤ اسمیں خوب ستہرائی ہے تمہاری

نواں باب

دل کے پاک کرنے مین اُسکی میل کچیل سے

ہرچند یہہ باب اوپر کے بیانمین داخل ہے مگر یہان صرف اُسکی علیحدہ
لکھا گیا کہ دلکی طہارت کے معنی بیان کئے جاوین اللہ تعالے نے فرمایا ہی
یَآ اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ اور فرمایا اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ
اے لحاف میں لپٹی کہڑا ہو پہر ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکہہ ۔ وہی لوگ ہین جنکو
لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَھِّرَ قُلُوْبَھُمْ اور اکثر مفسر متفق ہین اسپر کہ پہلی آیت مین
اللہ نے نچاہا کہ دل پاک کرے ۱۲
ثیاب سے مراد دل اور طہارت سے غرض اعمال اور عادتونکی اصلاح ہے
واحدی کا قول ہی کہ ثیابک فطہر کے معنو مین مفسرونکو اختلاف ہی
عطا کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے ہی اُس سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ گناہون
سے اور اُن امور سے جو حالت کفر مین جائز سمجھتے تھے پاک کرنا مراد ہی اور
یہی قول مجاہدؒ کا ہے ان دونو کے قول کی غرض یہہ ہوئی کہ اپنے

وقوله ولولا فضل الله عليكم ورحمته ما زكى منكم من احد ابدا ولكن الله يزكي من يشاء والله سميع عليم فدل
واجتناب ما حرم وقال في الاستيذان على اهل البيت وان قيل لكم ارجعوا فارجعوا هو ازكى لكم

الباب التاسع
في طهارة القلب

بالذكر البيان معنى طهارة القلب قال تعالى يا ايها المدثر قم فانذر وربك فكبر وثيابك فطهر وقال تعالى اولئك الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم واكثر المفسرين على ان المراد بالثياب هنا القلب والمراد بالطهارة اصلاح الاعمال والاخلاق قال الواحدي اختلف المفسرون في معناه فروى عن عطاء عن ابن عباس يعني من الاثم وما كانت الجاهلية تجيزه وهذا قول مجاهد

نفس کو گناہ سے پاک کر اور ایسا ہی کچھہ شعبی اور ابراہیم اور ضحاک سے
مروی ہے اور عرب والے لفظ ثیاب کو کنایۃً نفس پر بولا کرتے ہین
چنانچہ شماخ اور عنترہ کے اشعار مین جو متن مین مذکور ہین یہہ امر
موجود ہے اور کلبی کی روایت مین اس آیت کے یہہ معنی کہے
ہین کہ بیوفائی نکر ورنہ تو بیوفا میلے کپڑون والا ہو جاویگا اور حضرت
عکرمۃ کہتے ہین کہ اسکے یہہ معنی ہین کہ گناہ اور بدکاری پر اپنے
کپڑے مت پہن اور عکرمۃ نے اسکو حضرت ابن عباس سے روایت
کیا ہے اور اپنی حجت کے لئے کسی شاعر کا شعر نقل کیا ہی اور ابو رزین
نے اس آیت کے یہہ معنی کہے ہین کہ اپنے عمل کو درست کر اور سدی
نے کہا ہی کہ جب کوئی آدمی نیکبخت ہوتا ہی تو اسکو عرب والے
طاہر الثیاب یعنی پاک کپڑونوالا بولا کرتے ہین اور جب بدکار ہوتا ہے
تو خبیث الثیاب یعنی ناپاک کپڑونوالا کہا کرتے ہین (جیسے فارسی مین
اول کو پاکدامن اور دوسرے کو تر دامن کہتے ہین) جسطرح کہ بیوفا اور
بدکار کا وصف کپڑے کے میل سے اور نیکبخت کا وصف کپڑے کی پاکی
کرتے ہین چنانچہ امرء القیس شاعر کا مصرع ہی ع ثیاب بنی عوف طہارۃ نقیۃ

اس سے مراد اوسکی یہی ہے کہ بنی عوف کے لوگ بیوفا نہیں اور
حضرت حسنؓ اس آیت کی معنی یہہ فرماتے ہین کہ اپنی خلق کو اچھا کر
اور یہی قول قرطبی کا ہی اور عوفی ابن عباسؓ سے راوی ہین کہ اسکے یہہ معنی
ہین کہ جو کپڑے تو پہنتا ہی وہ حرام کمائی سے نہونی چاہئین اور سعید بن
جبیر فرماتے ہین کہ اس سے یہہ مراد ہی کہ اپنی نیت کو پاک کر اور بعض مفسر
صرف ظاہر کے معنو نکو لیتے ہین یعنی آیت مین حکم کپڑو نکے پاک کرنیکا
نجاست سے ہی کہ جسکے ہوتے نماز نہین ہوتی اور یہی قول ابن سیرین
اور ابن زید کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ غرض چھوٹا کرنیسے ہی اسلئے کہ کپڑو نکو
چھوٹا کرنا نجاست سے دور تر ہی اور آیت سے یہہ سب معنی بطریق اشارہ
اور لزوم کے نکل سکتے ہین اسلئے کہ اگر حکم دلکی پاکی کا ہی تو کپڑے کی پاکی
اور اسکا وجہ حلال سے ہونا دلکی طہارت کی تکمیل ہی اسواسطے کہ لباس کی
نجاست سے دلکی ایک ناپاک صورت بنجاتی ہی اور اسیوجہ سے پہننا چیتون
اور درندونکی کہال کا آنحضرتؐ نے ناجائز فرمایا کیونکہ دل صورت ان
حیوانات کی حاصل کرتا ہی اسلئے کہ ظاہر کا تعلق باطن مین اثر کرجاتا ہی
دوسری آیت اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ الخ بعد اس آیت کے
وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے نچاہا کہ دل پاک کرے

فيبان نفي الغدر عنهم وقال
الحسن حسّن خلقك فحسنت
وهو قول القرطبي وروى
العوفي عن ابن عباس لا تلبس ثيابك من الكسب
ثيابك التي تلبس من مكسب غير طيب وعن سعيد بن
جبير وثيابك فطهر معناه
بعضهم الى الظاهر ومعناه
بين ثيابك من النجاسة التي لا يجوز معها
الصلاة وهو قول ابن سيرين وابن زيد
وقيل ثيابك فقصر فقصرها لان
تقصير الثياب ابعد من النجاسة والآية
تدل على جميع هذه المعاني بطريق التنبيه
واللزوم فان المامور به ان كان طهارة
القلب فطهارة الثوب وطيب مكسبه
تكميل لذلك فان من خبث الملبس يكسب القلب
هيئة خبيثة ولذا حرم لبس جلود النمور
والسباع بنهي النبي صلى الله
عليه وسلم عن جلود السباع لما
يكسب القلب من هيئة تلك
الحيوانات اذ ملابسة
الظاهر تسري الى الباطن
وقوله تعالى اولئك الذين لم
يرد الله ان يطهر قلوبهم اي يعقبهم

سَمّٰعُونَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ

اِسْ بات پر دلیل ہے کہ دلونمین سے جونا پاک ہوتا ہی اُسپر اگر باطل پیش ہو
تو اُسکو پسند کرتا ہی اور مان لیتا ہی پھر اگر امر حق اوسکے خلاف پڑتا ہی
تو اگر اُس سے بن سکتا ہی تو حق کو رد کر دیتا ہی اور جھٹلاتا ہی ورنہ معنی بدلکر
اور سے اور کر دیتا ہی اور اگر وہ دل پاک ہوتے تو کلام خدا کی عوض مین
باطل کو نہ لیتے اور آیت اِسکی بھی دلیل ہی کہ جو شخص اپنے دلکو پاک نکریگا اوسکے
ضرور ہے کہ دنیا مین رسوائی اور آخرت مین عذاب ہو اور اِسلیئے خدا تعالے
نے جنت کو اُس شخص پر حرام فرمایا کہ جسکے دل مین نجاست اور میل ہو اور
وہ جنت مین نجاویگا جبتک کہ پاک صاف نہو اِسلیئے کہ جنت تو پاک لوگونکا
مقام ہی اور یہین جہت اونسے کہا جاویگا طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ یاد رکھ
موت کیوقت خبر خوش بھی اُنہین لوگونسے مخصوص ہوئی اور دکہ نہو لیکن
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اَلَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ
سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ پس جو شخص دنیا مین ستھرا
رہیگا اور خدا تعالے سے صاف و شستہ ملیگا وہ جنت مین بدون
روک ٹوک کے چلا جاویگا اور جو شخص دنیا مین پاک نہوگا تو اگر اُسکی

نجاست ذاتی ہوگی جیسے کافر تو وہ کسی صورت سے جنت مین داخل نہوگا
اور اگر اسکی نجاست عارضی او رعمل کے باعث سے ہوگی تو بعد اس
نجاست کے پاک ہوجانیکے جنت مین جاویگا یہانتک کہ اہل ایمان جب
پل صراط سے اوترینگے تو جنت اور دوزخ کے درمیان پل پر روک دیئے جاوینگے
جو کچھہ انپر میل کچیل رہگیا ہو اس سے پاک صاف ہوجاوین پھر انکو اجازت
جنت مین داخل ہونے کی ملیگی اوراسیوجہ سے نماز مین طہارت مشروع
ہوئی کیونکہ نماز مین بھی خدا تعالی کے حضور مین داخل ہونا ہے اور وضو
کرنیکے بعد وضو والیکو یہہ کہنا شروع ہوا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ
اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَللّٰہُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ
التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَہِّرِیْنَ اس دعا کا حاصل یہہ کہ دلکی طہارت توبہ
سے ہوجاتی ہے اور بدن کی طہارت پانی سے اور یہہ دونو پاکیان جب
اکٹھی ہوجاوین تب لیاقت خدا تعالی کے حضور مین جانے اور اسکے
سامنے کھڑا ہوکر راز و نیاز کرنیکے ہو اور مینے شیخ الاسلام سے پوچھا کہ حدیث
شریف مین جو وارد ہے کہ الہی مجکو میری خطاؤن سے پاک کر دے پانی اور
برف اور اولے سے اور ایک روایت مین ٹھنڈے پانی سے وارد ہے تو اسمین

فان كانت نجاسته عينية كالكافر لم يدخلها
وان كانت نجاسته عارضية دخلها
بعد تطهيره من النجاسة حتى ان اهل
الايمان اذا جاوزوا الصراط
حبسوا على قنطرة بين الجنة والنار
فيقتص لبعضهم من بعض حتى اذا هذبوا ونقوا اذن لهم في دخول الجنة
وضوئه اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه
وآله وسلم اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين
وفي لفظ والماء البارد
خطاياي بالماء والثلج والبرد
وآله وسلم اللهم طهرني من

ما فائدة التخصیص و الحار أبلغ في الإنقاء فقال الخطايا توجب للقلب حرارة ونجاسة وضعفا فترخي القلب وتضع فيه نار الشهوة وتنجسها والماء يغسل الخبث ويطفي النار فإن كان باردا أورث الجسم صلابة وقوة فإن كان معه ثلج كان أقوى في التبريد وصلابة الجسم وشد فيه فكان أذهب لأثر الخطايا

فصل وقد سمى الله سبحانه الشرك والزنا واللواطة بالنجاسة والخبث في كتابه دون سائر الذنوب وإن كانت مشتملة على ذلك فقال تعالى إنما المشركون نجس وقال ونجيناه من القرية التي كانت تعمل الخبائث وقال الخبيثات للخبيثين والخبيثون للخبيثات وقد يغلب على الروح والقلب الخبث والنجاسة حتى إن صاحب القلب الحي ليتأذى من تلك الروح والقلب الخبيثة بما يتأذى به من شم رائحة النتن

سرد کی خصوصیت سی کیا فائدہ ہے حالانکہ گرم پانی صاف کرنیمین زیادہ تاثیر رکہتا ہی تواونہون نے فرمایا کہ خطاؤنسے دلمین گرمی اور ناپاکی اور سستی ہوجاتی ہے تو دل ڈہیلا ہوجاتا ہے اور اسمین آتش شہوت بہڑکتی ہی اور اُسکو ناپاک کردیتی ہی اور پانی میل کو دہوتا ہی اور آگ کو بجہا دیتا ہی پس اگر ٹھنڈا ہوتا ہے تو جسم مین سختی اور قوت بھی پیدا کرتا ہی اور اگر اوسکے ساتھ برف بھی ہو تو سردی مین اور جسم کے سخت کرنے مین قوی تر ہوگا تو اِسی وجہ سی خطاؤنکے اثر کو زیادہ تر کھودیگا **فصل** اور خداوند کریم نے شرک اور زنا اور اغلام کو اپنی کتاب مین نجاست اور میل سی نامزد فرمایا ہی اور گناہونکو نہین فرمایا گو نجاست اور میل اور ونمین بھی پایا جاتا ہی شرک کے بابمین فرمایا کہ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (مشرک جو ہیں سو پلید ہیں) اور اغلام کے بابمین فرمایا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ (اور بچا نکالا اوسکو اوس شہر سی جو کرتے تھے گندے کام) اور زنا کے بابمین فرمایا اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِيْنَ وَالْخَبِيثُوْنَ لِلْخَبِيثَاتِ (گندیان ہین گندون کو اور گندے واسطے گندیون کے) اور کبھی روح اور دلپر میل اور نجاست اسقدر بڑہجاتی ہے کہ زندہ دل والا اس روح اور دلمین ایسی بدبو سونگہتا ہی اور اس سے ایسی ہی تکلیف اُٹھاتا ہی جیسی ظاہری بدبو سے اُٹھاتا ہی

اور یہ بات اکثر پسینے مین ظاہر ہوتی ہے کہ اُسکے پسینے مین سے
سڑنی بدبو زندہ دلکو آتی ہے اِسلئے کہ دل ورروح کی سرایت
ظاہر بدنکی نسبت کہ باطن سے بہت ملی ہے اور پسینا اندر سے بہا کرتا ہے
اور اِسیوجہ سے جو شخص نیکبخت ہوتا ہے اُسکے پسینے کو دیکھتے ہو کہ خوشبو ہوتا
ہے از انجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پسینا سب لوگونسے زیادہ
خوشبودار تھا حضرت ام سلیمؓ آپکا عرق جمع کرتی تہین آپ نے اُنسے
اُسکا حال دریافت فرمایا تو انہون نے عرضکیا کہ وہ سب خوشبوؤن
سے زیادہ خوشبودار ہے غرضکہ نفس نجس اور خبیث کی نجاست وخباثت
اِتنی قوی ہوجاتی ہے کہ جسم پر ظاہر ہوجاتی ہے اور نفس پاک
اوسکے برعکس ہے اور جب اِن دونو نفسون مین سے ہر ایک اپنے بدن سے
علٰحدہ ہوتا ہے تو نفس پاک مین سے تو ایسی عمدہ خوشبو آتی ہے جیسے تمام
زمین کی عمدہ مشک مین سے آتی ہو اور نفس خبیث مین سے بدبو ایسی پائی
جاتی ہے جیسے زمین پر سب سے زیادہ بدبودار مُردار مین سے آتی ہو —
اور از انجملہ کہ شرک سب ظلمونسے بڑھکر اور سب بُری چیزون سے بدتر ہے
اِسلئے خدا تعالی کے نزدیک سب چیزونسے زیادہ بُرا اور نفرت مین

سخت تر ہے اور اسپر دنیا و آخرت کے وہ عذاب مقرر فرمائے ہین جو اوسکے سوا اور کسی گناہ پر نہین فرمائے اور خبر دی کہ ہم شرک کی مغفرت نکرینگے اور یہہ کہ اہل شرک ناپاک ہین اور اُنکو اپنے حرم محترم کے پاس آنے سے منع فرمایا اور اونکے ہاتھہ کا ذبح کیا ہوا جانور اور اُنسے آپسمین نکاح کرنا حرام فرمایا اور انمین اور مسلمانون مین دوستی کو منقطع کردیا اور اُنکو اپنا اور اپنے فرشتونکا دشمن فرمایا اور اہل توحید کیلئے اُنکے مال اور زن و فرزند مباح کئے کہ انکو غلام بنالین اور اسکی وجہہ یہہ ہے کہ شرک حقیقت مین پروردگار ہونیکے حق کو توڑتا ہے اور معبود ہونیکی عظمت گھٹاتا ہے اور رب العلمین سے بدگمانی پیدا کرتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ
اور تا عذاب کرے دغاباز مردون کو اور عورتون کو اور شرک والے مردون کو اور عورتون کو جو
الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَ
اٹکلتے ہین اللہ پر بری اٹکلین اونہین پر پڑے پھیر مصیبت کا اور غصہ ہوا اللہ اون پر اور انکو پھٹکارا
أَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا اور مشرکین کا حال خداوند پاک نے تین
اور تیار کی انکے واسطے دوزخ اور بری جگہہ پہنچے
جگہہ اپنی کتاب مین اسطرح فرمایا کہ مشرکون نے خدا تعالی کو اُتنا نہ سمجھا جو حق اُسکے سمجھنے کا ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص اللہ تعالی کا شریک یا برابر ٹھہراتا ہو اور اس سے محبت اور خوف و رجا رکھتا ہو اور اسکے لئے

عاجزی کرتا ہو تو وہ خدا تعالی کو کیونکر اتنا سمجھیگا جو حق اوسکی سمجھنی کا ہی اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ
سب تعریف اللہ کو جسنے بنائے آسمان اور زمین اور ٹھہرایا اندھیرا اور اجالا پھر یہ منکر اپنے رب سے اوروں کو برابر کرتے ہین
اور یہہ وہ برابری ہے کہ مشرکون نے خدا تعالی اور اپنے معبودون کے درمیان ٹھہرائی اور دوزخ مین جاکر مقر ہوئے کہ یہہ بات گمراہی کی تھی یہانتک کہ اپنے معبودونسے کہ وہ بھی اونکے ساتھ آگ مین ہونگے کہین گے تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی مین جب تمکو برابر کرتے تھے جہان کے صاحب کے ۱۲
اور مشرکون نے اپنے معبودونکو خدا تعالی سے ذات اور افعال مین برابر نہین کیا نہ یہہ کہا کہ ہمارے معبودون نے آسمانون اور زمینونکو پیدا کیا ہی یا زندہ کرتے ہین اور مارتے ہین بلکہ اونکو خدا تعالی سے محبت و تعظیم اور عبادت مین برابر کرتے ہین جیسے کہ اُن شرک والونکو دیکھتے ہو جو اسلام کیطرف منسوب ہین اور عجیب بات یہہ ہے کہ اس قسم کے شرک توحید والونکو منسوب کرتے ہین کہ یہہ لوگ مشائخ اور انبیا اور صلحا مین نقصان نکالتے ہین حالانکہ اُن بیچارونکی کچھہ خطا نہین بجز اسکے کہ یہہ کہتے ہین کہ انبیا اور اولیا خدا تعالی کے بندے ہین اپنے اور غیر کے لئے نفع اور ضرر اور

ويخضع له وقال الحمد لله الذي خلق السموات والأرض وجعل الظلمات والنور ثم الذين كفروا بربهم يعدلون ومعناه
أي المشركون بين الله وبين أصنامهم وهم في النار إذا كانت أصنامهم معهم في النار فقالوا وهم فيها يختصمون
تالله إن كنا لفي ضلال مبين إذ نسويكم برب العالمين ومعلوم أنهم ما ساووهم به في الذات ولا الأفعال ولا قالوا
إن آلهتهم خلقت السموات والأرض وإنها تحيي وتميت وإنما ساووهم به في محبتها وتعظيمها وعبادتها كما ترى عليه أهل
الإشراك ممن ينتسب إلى الإسلام ومن العجب أنهم ينسبون أهل التوحيد إلى التنقص بالمشائخ والأنبياء والصالحين وما ذنبهم إلا أن قالوا إنهم عبيد لا يملكون لأنفسهم ولا لغيرهم ضرا ولا نفعا

موت اور زندگی اور دوبارہ جی اُٹھنے کے مالک نہین اور وہ اپنی پرستش
کرنیوالونکی کبہی سفارش نفرماوینگے بلکہ خداتعالی نے اُنکی سفارش
اُنکے حق مین تو حرام فرما دی اور اہل توحید کی جو سفارش کرینگے تو جب
خداوند کریم اُنکی سفارش کی اُنکو اجازت دیگا تب کرینگے اور اُنکو کسی امر
کا اختیار کچہہ نہین اختیار سب اللہ تعالی کو ہے اور سفارش اور دوستی
سب اُسیکو ہے پس اُسکی سوا مخلوق کا نہ کوئی ولی ہے نہ سفارشی
اور مشرک جو اللہ جلشانہ پر بدگمانی رکہتا ہے اور قابل اپنے معبودونکے
اختیار کا خداتعالی کے کارخانہ مین ہے تو اوسکو یا یہہ گمان ہے کہ خداتعالے
ایسے شخص کا محتاج ہے جو انتظام عالم کا اوسکے ساتھہ ہو کر کرے اور ظاہر ہے
کہ جو شخص اپنی ذات سے غنی ہے اُسکے حق مین ایسا گمان بڑا ہی نقصان ہے
حالانکہ جتنے اشیا اُسکے سوا ہین وہ سب اپنی ذات سے اوسکی محتاج
ہین یا یہہ گمان ہے کہ خداتعالی کو حال نہین معلوم ہوتا جبتک کہ کوئی واسطہ
اُسکو نہ بتادے یا وہ رحم نہین کرتا جبتک کہ کوئی بیچ کا ذریعہ اوسکی بیان
سفارش نکرے جیسی مخلوق آپسمین ایکدوسرے کیلئے سفارش کرتے ہین
یا وہ بندونکی عرضداشت کا جواب نہین دیتا جبتک کہ درمیانی اُنکی

ولا موتا ولا حيوة ولا
نشورا وانهم لا يشفعون
لعابديهم ابدا بل قد
حرم الله شفاعتهم لهم
ولا يشفعون لاهل
التوحيد الا بعد اذن
الله لهم في الشفاعة
وليس لهم من الامر شيء
بل الامر كله لله
والشفاعة كلها لله سبحانه
والولاية له فليس لخلقه
من دونه ولي ولا شفيع
و[ال]مشرك الظان بالله ظن السوء
اما ان يظن انه سبحانه محتاج الى العالم
محتاج الى من يدبر امر العالم معه
وهذا اعظم النقص لمقام
الربوبية فانه سبحانه
غني بذاته وكل ما سواه فقير
اليه بذاته واما ان يظن
انه لا يعلم حتى يعلمه
الواسطة او لا يرحم
حتى تشفع اليه الواسطة
حتى يشفع اليه الخلق في عباده
خلقه او لا يجيب العباد
حتى يسأل الواسطة

جاتا ہو اُسکی سامنے پیش کرین جیسی دنیا کی بادشاہونکا حال ہے یا یہ گمان ہو کہ خدا بسبب دور ہونیکی لوگونکی دعا نہین سنتا جب تک کہ درمیانی لوگ دعا کو اُس تک پونہچا وین یا یہ گمان ہو کہ مخلوق کا خدا پر کچھہ حق ہی جسکی مشرک اُسپر قسم دیتا ہی اور اُسکو اپنا وسیلہ بناتا ہی جیسے بڑے بادشاہونکی یہان جسکی عزت زیادہ ہوتی ہی اور بادشاہ اُسکی مخالفت نہین کرسکتے اوسکو وسیلہ کیا کرتے ہین اور یہہ کمال درجہ کو ربوبیت کا گھٹانا ہی ان وجوہات کے لحاظ سی خداوند کریم کی حکمت اس امر کی خواہان ہوئی کہ مشرک کی مغفرت نفرماوی اور شرک والیکو ہمیشہ عذاب مین رکھے

فصل لیکن گناہون اور نافرمانیونکی نجاست اور طرح ہی اُسکو شرک کی نسبت ایسا سمجھو جیسی نجاست غلیظہ کے سامنی نجاست خفیفہ ہوتی ہی مثلاً ڈہیلا لینے کے بعد جو استنجا کے مقام پر نجاست ہوتی ہی اور موزہ اور جوتی کی نیچی کیطرف کی نجاست اور شیرخوار بچہ کا پیشاب یہہ سب خفیفہ ہین اور ایسا ہی چھوٹے گناہ کبیرہ گناہونکی نسبت کر ہین اسلیے گناہ اور نافرمانیان نری توحید والونکی معاف کردی جاوینگے یعنی اگر وہ موحد جسنی خداتعالی کا کسی چیز کو یقینا شریک نہین کیا زمین بہر خطائین لیکر اپنے رب کے پاس آویگا تو اللہ جلشانہ زمین بہر مغفرت سی

اوسکے پاس آویگا اور یہہ بات اوسیکو حاصل ہوگی جسکی توحید
پوری ہو اسلئے کہ خالص توحید کے ساتھہ کوئی گناہ باقی نہین رہتا
کیونکہ توحید مین خدا تعالی کی محبت اور رجا اور خوف و تعظیم اتنی ہی
جو موجب گناہو نکے دہلجانیکی ہو اگرچہ گناہ زمین بہر کر ہون کیونکہ یہہ نجاست
عارضی ہی اور نجاست کی دور کرنیوالی ایسی زبردست ہی جسکے سامنے
نجاست نہین ٹہر سکتی لیکن زنا اور اغلام کی نجاست نہایت غلیظ ہی
اسلئے کہ وہ دلکو بگاڑدیتی ہی اور توحید کو بہت کمزور کردیتی ہی اور
ہمین لحاظ جو شخص اس نجاست سی لوگونکی نسبت کر زیادہ تر بہرہ ور ہوگا
وہ شرک مین بہی اوسی قدر بڑہکر ہوگا پس جسقدر بندہ مین شرک غالب تر ہوگا
تو یہہ نجاست بہی اوسمین غالب تر اور اکثر ہوگی اور جتنی اوسمین اخلاص
زیادہ ہوگی وتنا ہی اس نجاست سی دور تر رہیگا جیسا کہ اللہ تعالی حضرت
یوسف؊ کے حق مین ارشاد فرماتا ہی كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ
یون ہی ہوا اسواسطی کہ ہٹا دین ہم اوس سی برائی
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ اور حرام صورتونکا عاشق ہونا ایکطرحکا بندہ پن
اور بیحیائی البتہ وہ ہی ہمارے چنے ہوئے بندونمین
ہے بلکہ بندہ پن کے اقسام مین بڑہکر ہے خصوصاً ایسے حالین کہ
عشق کا غلبہ دلپر ہوتے ہوتے تتیم یعنی بندہ پن کو پونہچگیا ہو یہانتک کہ

ولا يحصل هذا الا لمن
كمل توحيده فان التوحيد
الخالص لا يبقى معه ذنب
لتضمنه من محبة الله و
اجلاله وتعظيمه وخوفه ورجائه
وحده ما يوجب غسل
الذنوب ولو كانت قراب
الارض لعروض النجاسة
والدافع قويا لم تثبت معه ولكن
نجاسة الزنا واللواطة اغلظ لانها
تفسد القلب وتضعف توحيده
جدا ولذا كان احظى الناس بهذه النجاسة
اكثرهم شركا فكلما كان الشرك في العبد
اغلب كانت هذه النجاسة فيه اغلب
واكثر وكلما كان اعظم اخلاصا كان منها
ابعد كما قال في يوسف كذلك لنصرف
عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا
المخلصين وعشق الصور
المحرمة نوع تعبد
بل هو من اعلى انواع
التعبد ولا سيما
اذا استولى
على القلب
وتمكن منه صار تتيما

بغايت حبه على حب الله وذكره على ذكره فينفق اليه بما لا ينفق الى الله وينفق في مرضاته مما لا ينفق في مرضاته ويصير عنده ازمن ربه حباً وخضوعاً وسمعاً وطاعة فلا افسد للقلب من الزنا لان الفاحشتين من ما يبعد القلب من الله لخاصية تبعد القلب عن الخبائث فانهما من اعظم الخبائث فانهما ينجسان القلب بهما فاذا انجس القلب بعد من هو طيب لا يصعد اليه الا الطيب وكلما ازداد خبثاً ازداد منه بعداً ولذا كان الزنا قرين الشرك كما قال تعالى الزاني لا ينكح الا زانية او مشركة والزانية لا ينكحها الا زان او مشرك وهذه الآية محكمة غير منسوخ وقد اشكل معناها على كثير من الناس لانه ان كان خبراً فقد يرى كثيراً من الزناة ينكح عفيفة وان كان نهياً

محبوب چیز کی محبت خدا تعالی کی محبت پر اور اوسکا ذکر خدا تعالی کے
ذکر پر بڑہا دے پس اوسکی طرف تقرب ایسی چیز سے کرے جس سے
خدا تعالی کیطرف نکرے اور اوسکی رضا مین جو خرچ کرے وہ خدا تعالی کی رضا
مین خرچ کرے خدا تعالی کی نسبت کر محبت اور خضوع اور قربان پذیری
مین ترجیح اوسیکو دینے لگے غرضکہ دلکی زیادہ بگاڑنیوالی زنا اور غلام
سے بڑہکر کوئی برائی نہین اور ان دونون مین ایک خاصیت ہے جو دلکو اللہ
سے دور کرتی ہے اسلئے کہ یہہ دونو بڑی ناپاک چیز ہین جس سے دل جب
دل اوسے رنگا جاتا ہے تو ایسے شخص سے دور ہو جاتا ہے جو پاکیزہ ہے اور
جسکی طرف بدون پاکیزہ طیب کے اور کوئی چیز نہین جاتی اور جتنی ناپاکی زیادہ
ہوتی جائیگی دوری خدا تعالی سے زیادہ ہوگی اور اسی ناپاکی کی
جہت سے زنا خدا تعالی کی کتاب مین شرک کے ساتھہ مذکور ہوا ہے چنانچہ ارشاد
اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ
بدکار مرد نہیں بیاہتا مگر عورت بدکار یا شرک والی اور بدکار عورت کو بیاہ نہیں لیتا مگر بدکار مرد یا مشرک ۱۲
اور یہہ آیت محکم ہے منسوخ نہین ہے اور اکثر لوگونپر یہہ آیت مشکل
ہوئی ہے اسطرح کہ لا ینکح اگر جملہ خبریہ ہے یعنی نہین بیاہا کرتا تو اکثر زانیونکو
دیکھتے ہین کہ پارسا عورتونکو بیاہا کرتے ہین اور اگر جملہ انشائیہ ہے

نہ بیاہ کریں تو اس سے زانی کو حکم پایا جاتا ہے کہ فاحشہ عورتون اور شرک والیوں سے بیاہ کرے ایماندار ونسے نکرے حالانکہ یہہ غرض ہرگز نہیں اس اشکال کے دفع کے لئے بعض لوگوں نے تو یون معنی بنائے کہ نکاح سے مراد صحبت اور زنا ہے تو گویا یون ارشاد ہے کہ زانی بجز زانیہ کے اور سے زنا نہین کیا کرتا اور یہہ تاویل نہایت نکمی ہے اور بعضوں نے یہہ تاویل کی ہے کہ آیت کے لفظ عام ہین اور معنی خاص یعنی اس آیت سے مراد عناق فاحشہ اور اوسکا خاوند ہے کہ وہ مسلمان ہوا اور آنحضرت صلعم سے اُسکی نکاح کی اجازت چاہی اور یہہ تاویل بھی خراب ہے عام آیتونکے اسباب پر ہی اکتفا نہین کیا کرتے اور جو لوگ اس آیت کو منسوخ کہتے ہین اس آیت سے وَانْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ اونپر یہہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان دونوں آیتوں مین کچہہ مخالفت نہین بلکہ ایک مین خدا تعالی نے رانڈونکی نکاح کر دینے کا حکم کیا ہے اور دوسری مین زانیہ کا نکاح حرام فرمایا جیسے عدت والی اور احرام والی عورت اور محرم عورتونکا نکاح حرام کیا ہے اور صحیح تقریر واللہ اعلم یہہ ہے کہ بیاہنے والے کو حکم ہے کہ پارسا بی بی سے نکاح کرے اور اوسکو لونڈیونکا نکاح بھی اسی شرط سے مباح کیا گیا چنانچہ اللہ تعالی نے سورہ نساء اور مائدہ مین اس شرط کو

مذکور فرمایا ہے ان لفظوں سے مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ اور قاعدہ اصول کا ہے کہ جو حکم کسی شرط
(قید میں لانیوالے نہ مستی نکالنیوالے)
پر لگا ہوتا ہے وہ شرط کی نہونے پر جاتا رہتا ہے اور یہہ اباحت کرنا احصان کی شرط پر موقوف تہا
تو جب احصان نپایا جاویگا تو اباحت بھی نرہیگی اور بیاہنے والا دو حال سے خالی نہیں یا حکم خدا
اور اسکی شریعت کا التزام رکہتا ہے یا نہیں اگر نہیں رکہتا تو وہ مشرک ہے اسکی نکاح پر وہی جیسا
مشرک راضی ہوگا اور اگر التزام رکہتا ہے لیکن اوسکے خلاف
کرکے جو اوسپر حرام کردیا گیا تہا اُس سے نکاح کریگا تو نکاح درست
نہوگا پس زانی ہوگا اس تقریر سے معنی لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً کے
(نہیں بیاہتا مگر بدکار عورت اور شرک والی کو ۱۲)
ظاہر اور خوب کہل گئے یہی حکم عورت کا ہے اور جسطرح کہ یہہ حکم قرآن مجید سے
ثابت ہے اوسیطرح سرشت اور عقل بھی مقتضی اسی امر کی ہے اسلئے
کہ اللہ پاک نے اپنے بندہ پر بہڑوا اور دیوث ہونا اور فاحشہ کا
خاوند بننا حرام فرمایا ہے اور آدمیونکو اسکے برا جاننے پر پیدا کیا
اور یہہ امر شریعت کی خوبیوں سے ہے اسلئے کہ اس سے نہی اسوجہ سے ہے
کہ انجام کو نسب بگڑ جاتا ہے جسکو اللہ تعالی نے لوگونکی مصلحت پوری کرنیکو
اونکے درمیان مقرر کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بدکار عورت جبتک کہ
توبہ نکرے اور دوسرے کے نطفہ سے اپنا شکم صاف نکرے تب تک حرام

والحكم المتعلق على
شرط ينتفي عند انتفائه
والاباحة قد علقت
على شرط الاحصان فاذا
انتفى الاحصان انتفت
الاباحة والمتزوج اما
ان يلتزم حكم الله او
لا فان لم يلتزمه
ولا يلتزمه الا من
هو مشرك لا يرضى بنكاحه الا
مشرك وان التزمه وخالفه فهو
زان مثله وان النكاح
ما حرم عليه لم يصح النكاح
فظهر معنى قوله لا ينكح الا زانية او مشركة
وتبين غاية البيان وكذلك حكم
المرأة وكما ان هذا الحكم موجب القرآن
فهو مقتضى الفطرة والعقل فان
الله سبحانه حرم على عبده ان
يكون قرنانا ديوثا زوج بغي و
فطر الناس على استقباح
ذلك وقبح ذلك من محاسن الشريعة
فالنهي عن ذلك لما يؤدي اليه
من فساد النسب الذي جعله
الله بين الناس لتمام
مصالحهم فحرم الزنا
حفظا للنسب و

اِسکی علاوہ اِسکے ایک وجہ اُسکی حرمت کی یہہ بھی ہو کہ بدکار عورت
ناپاک ہو اور اللہ تعالی نے نکاح کو دوستی اور مہر کا سبب بنایا ہو تو
ناپاک عورت پاک مرد کی دوست اور جفت کیسے ہوگی پس جو لوگ کہ اِس
طرف گئی ہین کہ زناکار عورت کا نکاح حرام ہو اُنہون نے بہت ہی سلوک
کیا ہو بخلاف اُن لوگون کے جو کہتے ہین کہ زناکار کا نکاح جائز ہو اور اُسکا
سے اُسی رات صحبت بھی درست ہو گو اُس سے پیشتر کی رات مین مرد
زانی صحبت کرچکا ہو اور وجہ یہہ بیان کرتے ہین کہ زانی کے پانی کی کچھہ
حرمت نہین ہمنے مانا کہ بات یون ہی ہو تب بھی خاوند کے پانی کی تو
حرمت ہو اُسکا جمع ہونا زانی کی پانی کے ساتھہ ایک حرم مین کیسے درست ہوگا؛

دسوان باب

دل کے مرض و صحت کے علامات کے بیان مین

ہر ایک عضو اعضاء بدن مین سے ایک فعل خاص کے لئی پیدا ہوا ہے
اُسکا کمال اِسمین ہو کہ وہ فعل اُس سے ہو سکی اور مرض یہہ ہو کہ فعل
مذکور اُس سے نہ بن پڑی یعنی یا تو کرہی نہین سکتا یا کرتا ہو تو کچھہ ایک
اضطرار کے ساتھہ کرتا ہو مثلاً ہاتھہ گرفت کے لئی بنا ہو اُسکا مرض یہہ

کہ گرفت اسپر مشکل ہوا ور آنکھہ کا مرض یہہ ہی کہ دیکھنا مشکل ہوجاوے
اِس سی معلوم ہوا کہ دل کا مرض وہی کہ جس کام کے لئی دل پیدا ہوا ہی وہ
اُس سی نہ بن پڑے یعنی معرفت اللہ تعالی کی اور اُسکی محبت اور اُسکے ملنیکا
شوق اور اوسکی طرف رجوع کرنا اور ان باتونکو اپنی خواہش پر مقدم
کرنا دشوار ہو پس اگر بندے نے تمام چیزونکو پہچانا اور اپنے رب کو نہ پہچانا تو
گویا اوسنے کچھہ نہ پہچانا اور اگر دنیا کی لذتون اور شہوتون میں سے
ہر ایک سی بہرہ اُٹھایا اور اللہ تعالی کی محبت اور اُسکے اُنس پر کامیاب نہوا
تو گویا کوئی لذت و راحت نہین پائی بلکہ اگر دل اِس محبت سی خالی ہوگا تو
دوسری لذتین اُسکے لئی عذاب ہونگی ایک تو محبت کے نکلنے کی حسرت سی دوم
اِس وجہ سی کہ باوجود اپنے تعلق کے محبت کے ساتھہ یہہ لذتین حجاب
ہو گئین سوم اِس سی کہ جو چیز بہتر اور پایدار تھی وہ ہاتھہ نہ لگی غرضکہ جو شخص
خدا تعالی کی محبت اور اُسکی بندگی خالص کرنے پر دوسری محبوب چیز کو
ترجیح دیگا تو اُسکا دل بیمار ہے جیسے معدہ ناپاک چیز کے کھانیکا عادی
ہو جاتا ہے اور پاک پر اوسکو ترجیح دیتا ہے تو پاک چیز کی بھوک اُس سے
جاتی رہتی ہے اور دل کبھی مریض ہوتا ہی مگر دل والے کو اُسکے مرض کی

شناخت نہین ہوتی اِسلیے کہ وہ اوسکے صحت کے اسباب کا جویا
نہین رہتا بلکہ کبھی دل مرجاتا ہی اور اُس شخص کو خبر نہین ہوتی اور دل کے
مرنیکی پہچان یہہ ہے کہ بُرائیون اور حق کے نجاننے اور جھوٹے عقیدون
کے زخمون سے اوسکو تکلیف اور درد نہو جب لیکن جان ہوتی ہی تو ان زخمون
سے درد معلوم کیا کرتا ہی اور مردہ کو تو ظاہر ہی کہ زخم کی کچھہ ایذا نہین ہوتی
ع زخم سے مردہ کو کب ہوتا ہی درد + اور کبھی آدمی دلکے مرض پر واقف
ہو جاتا ہی مگر دوا کی تلخی کی برداشت اوسپر سخت ہوتی ہے اسلیے تکلیف کا
باقی رہنا پسند کرتا ہی اسلیے کہ علاج اوسکا خواہش نفس کی مخالفت مین ہے
اور یہہ امر نفس پر نہایت سخت ہی حالانکہ اس سے زیادہ نافع بھی نفس کے
لیے کوئی چیز نہین اور کبھی اس تلخی پر بھی دل کڑا کرکے صبر کرتا ہی مگر پھر
علم اور سوجھہ اور صبر کے ضعف کے باعث اُسکا ارادہ پست ہو جاتا ہی
جیسے کوئی شخص کسی خوفناک راہ مین گھسے جو انجام کو امن پر پہونچانے والا
ہو اور وہ جانتا ہو کہ اگر مین اسپر صبر کرونگا تو خوف تمام ہو چکیگا اور اگر
پیچھے پلٹیگا تو وہ دو باتونکا محتاج ہوگا ایک صبر کے قوی ہونیکا دوسرے
یقین انجام کا اور اگر صبر اور یقین کم ہوگا تو پھر آئیگا اور مشقت نہ سہہ سکیگا

خصوصا ایسی صورتمین کہ رفیق نہوا ورتنہائی سے گہبراوی اور کہنے
لگے کہ لوگ کہان گئے مین تو انہین کی پیروی کرونگا اور اکثر لوگونکا
یہی حال ہے اور اسی حال نے سب کو تباہ کیا ہی پس سچا بصیرت والا
وہی کہ ساتھی کے کم ہونے یا بالکل نہونیسے نہ گہبراوی بشرطیکہ دل
مین فاقت اول قافلہ کی سمجہتا ہو جنپر اللہ تعالے نے انعام کیا ہی یعنی
نبیون اور صدیقون اور شہدا اور صالحین کو جو عمدہ رفیق ہین اپنا
ساتھی جانتا ہو کیونکہ راہ طلب مین آدمی کا اکیلا ہونا دلیل سچی طلب کی
ہے - اسحق بن راہویہ سے کسی نے ایک مسئلہ پوچہا انہون نے اوسکا جوابدیا
سائل نے اونسے کہا کہ آپکے بہائی امام احمد بن حنبل بہی اسمین آپ ہی
کے موافق فرماتے ہین انہون نے فرمایا کہ مجکو گمان نہ تہا کہ کوئی
اسمین میری موافقت کریگا غرضکہ بعد ظاہر ہونے صواب کے موافق کے
نہونے سے نہ گہبرائے اسلئے کہ امر حق جب ظاہر و باہر ہوجاتا ہی تو کسی دلیل
کا محتاج نہین رہتا جو اوسکے حق ہونے کی شہادت دے اور دل حق کو
ایسا دیکہتا ہے جیسے آنکہ آفتاب کو دیکہتی ہے تو آفتاب نکلنے پر
آنکہہ کو ایسا کی ضرورت نہین ہوتی کہ اوسکے نکلنے پر کوئی شہادت دے

ويوافقه عليه وما احسن
ما قال ابو شامة عبد الرحمن
بن اسمعيل في كتاب الحوادث
والبدع حيث جاء الامر بلزوم
الجماعة فالمراد به لزوم
الحق واتباعه وان كان
المتمسك به قليلا والمخالف
له كثيرا لان الحق هو الذي كانت
عليه الجماعة الاولى من عهد النبي
صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه
ولا نظر الى كثرة اهل الباطل
بعدهم قال عمرو بن ميمون الاودي

اور موافق ہوا اور ابو شامہ عبد الرحمن بن اسمعیل نے کتاب الحوادث البدع
مین کیا خوب کہا ہی کہ جہان جماعت کے ساتھہ رہنی کا حکم ہی اُس سے
یہہ غرض ہی کہ حق بات کا ساتھی اور پیرو ہو گو اوسپر چلنے والے تہوڑی
ہون اور مخالف بہت اسلئے کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی عہد مبارک اور صحابہؓ کی تھی اور اُنکے بعد جو باطل والے بہت ہوئی
ہون اُنکا کچہہ اعتبار نہین عمرو بن میمون ازدیؒ فرماتے ہین کہ مین
حضرت معاذ بن جبلؓ کے ساتھہ یمن مین ہوا اور جبتک کہ شام مین اُنکو
دفن کیا تک اُنسے علیحدہ نہوا پہر اُنکی وفات کے بعد سب لوگون سے
زیادہ ترفقیہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے ساتھہ رہا اُنسے مین نے
سُنا کہ فرماتے تھی کہ جماعت مین رہنا لازم پکڑو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ
کا ہاتھہ جماعت پر ہی پہر مین نے اونکو ایکروز یون فرماتے سُنا کہ عنقریب
تمپر ایسے حاکم ہونگے کہ نماز کو اُسکی وقت سے ٹالینگے پس تم وقت
پر پڑہ لینا کہ فرض ادا ہو جاویگا پہر اُنکے ساتھہ پڑہنا کہ وہ تمہارے لئے
نفل ہو جائیگی مین نے عرض کیا کہ ای اصحاب محمدؐ مین نہین جانتا کہ آپ
کیا فرماتے ہین اُنہون نے فرمایا کہ یہہ کیا بات ہی مین نے کہا کہ آپ

صحبت معاذا باليمن فما فارقته حتى
واريته في التراب بالشام ثم صحبت بعده افقه
الناس عبد الله بن مسعود فسمعته يقول عليكم بالجماعة فان يد الله على الجماعة
ثم سمعته يوما من الايام وهو يقول سيلي
عليكم ولاة يؤخرون
الصلاة عن مواقيتها
فصلوا الصلاة لميقاتها
فهي الفريضة وصلوا
معهم فانها لكم نافلة قال
قلت يا اصحاب محمد ما ادري
ما تحدثونا قال وما ذاك قلت

تأمرني بالجماعة وتحضني عليها ثم تقول صل الصلاة وحدك وهي الفريضة وصل مع الجماعة وهي النافلة قال يا عمرو بن ميمون قد كنت أظنك من أفقه أهل هذه القرية تدري ما الجماعة قال قلت لا قال ان جمهور الناس فارقوا الجماعة وان الجماعة ما وافق الحق وان كنت وحدك

مجکو جماعت کے لئے حکم فرماتے ہین اور اسپر ترغیب دیتے ہین پہر یہہ
فرماتے ہین کہ نماز تنہا پڑہنا وہ فرض ہوگی اور جماعت کے ساتھہ پڑہنا وہ
نفل ہوگی اُنہون نے فرمایا کہ ای عمرو بن میمون مین تجکو گمان کرتا تہا
کہ اس گانو کے لوگون مین تو بڑا سمجہدار ہی تجہی معلوم ہی کہ جماعت کیا ہی
مینے کہا کہ نہین اُنہون نے فرمایا کہ تمام آدمیون نے جماعت کو چہوڑ دیا ہے
جماعت وہ ہی جو حق کے موافق ہو گو اکیلا ہی ہو نعیم بن حماد کہتی ہین کہ
اس سی غرض یہہ ہی کہ جب جماعت بگڑ جاوی تو تجکو وہی طریق اختیار کرنا
چاہئی جسپر جماعت کے لوگ بگڑنے سی پیشتر تہی گو تو اکیلا ہی ہو کہ اُس
صورت مین تو ہی جماعت ہوگا اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ قسم
ہی اُس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود نہین کہ سنت درمیان دشمن اور ستمگر
کے ہے (یعنی سنت پر چلنے والیکے لوگ دشمن ہو جاتے ہین اور اُسپر
ستم کیا کرتے ہین) پس خدا تعالی تمپر رحم کری طریق سنت پر صبر کرو اسلئے
کہ اہل سنت پہلے زمانہ مین بہی کمتر تہو اور آئندہ کو بہی کمتر رہینگے وہ ایسے
لوگ ہین کہ نہ آسودہ لوگونکی آسودگی مین شریک ہوتے اور نہ بدعتیونکی
بدعت مین اور اپنی طریق سنت پر صبر کیا یہانتک کہ اپنی پروردگار سی ملی

قال نعيم بن حماد يعني اذا فسدت الجماعة فعليك بما كانت عليه الجماعة قبل ان تفسد وان كنت وحدك فانك انت الجماعة حينئذ وعن الحسن قال السنة والذي لا اله الا هو بين الغالي والجافي فاصبروا عليها رحمكم الله فان اهل السنة كانوا اقل الناس فيما مضى وهم اقل الناس فيما بقي الذين لم يذهبوا مع اهل الاتراف في اترافهم ولا مع اهل البدع في بدعهم وصبروا على سنتهم حتى لقوا ربهم

تو اِسیطرح انشاء اللہ تم بھی ہو جاؤ اور محمد بن اسلم طوسی جنکی امامت پر اتفاق ہی اپنے وقت مین سب سی زیادہ تابع سنت کے تھی حتی کہ فرماتی ہین کہ جو سنت مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی پہنچی اوسپر مین نے عمل کیا اور اسبات کا حریص ہوا کہ خانہ کعبہ کا طواف سوار ہوکر کرون کہ یہہ سنت بھی ادا ہو جاوے مگر مجکو کرنے نہ دیا اور اونکی عہد مین کسی عالم سی سوال کیا گیا کہ سواد اعظم یعنی بڑا گروہ کیا ہی جسکے بابمین حدیث شریف مین یہہ حکم ہی کہ جب لوگ اختلاف کرین تو تم بڑی گروہ کو لازم پکڑو عالم نے فرمایا محمد بن اسلم طوسی بڑا گروہ ہے اب اصل مقصود کیطرف رجوع کرتے ہین کہ دل کے مرض کی علامتون مین سی یہہ ہی کہ جو غذا اور دوا نافع ہو اوسکو چھوڑکر مضر اور ایذا رسان کیطرف جھکی اور دل کے لئی سب غذاؤن سی مفید تر ایمان کی غذا ہی اور دواؤن مین سی نافع تر قرآن مجید کی دوا اور اسکی صحت کی علامتون مین سی یہہ ہی کہ دنیا سی آخرت کیطرف کوچ کری گویا اپنی گھر اور وطن کو چھوڑکر کسی کام کو دنیا مین مسافر آیا ہی پہر اپنی وطن کو چلا جاویگا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو فرمایا تہا کہ دنیا مین ایسی طرح رہ کہ گویا تو مسافر ہے یا راہ کا گذرنیوالا اور شمار کر اپنے آپ کو قبر والون سے انتہی

فكذلك انت ان شاء الله فكونوا وكان محمد بن اسلم الطوسي الامام المتفق على امامته من اتبع الناس للسنة في زمانه حتى قال ما بلغني سنة عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الا عملت بها ولقد حرصت على ان اطوف بالبيت راكبا فما مكنت من ذلك وسئل بعض اهل العلم في زمانه عن السواد الاعظم الذين جاء فيهم الحديث اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم من السواد الاعظم فقال محمد بن اسلم الطوسي هو السواد الاعظم

قال محمد بن ابي اسلم الطوسي علامات امراض القلب عدوله عن الاغذية النافعة والادوية الى الاغذية الضارة والمفصلة وانفع الاغذية غذاء الايمان وانفع الادوية دواء القرآن ومن علامات صحته ان يرحل عن الدنيا الى الآخرة حتى كانه من اهل الآخرة وانما الدنيا غريب جاء الى الدنيا ليقضي حاجة فكانه يعود الى وطنه كما قال صلى الله عليه وآله وسلم لعبد الله بن عمر كن في الدنيا كانك غريب او عابر سبيل وعد نفسك من اهل القبور

آؤ قدم بڑہاؤ تو جنات عدن کو + جنمین کہ پہلے تہے تم تم خیمہ مار کر + پر پہنچہ عدو مین مین ماخوذ دیکہیں + ہم خیر سے بہی جاد نکلے پہر کر کے اپنے گہر + پس جسقدر کہ دل مرض سے اچہا ہوگا اسیقدر آخرت کیطرف کو پڑیگا اور اوسکے قریب ہوگا یہانتک کہ آخرت والونمین سے ہو جائے اور جسقدر مریض و علیل ہوگا وتنا ہی دنیا کو پسند کریگا اور اُسکو اپنا وطن بنا دیگا اور دل کی صحت کی پہچان ایک یہہ ہے کہ وہ اپنے مالک چوٹ کرتا ہے یہانتک کہ خدا تعالے کیطرف منسوب ہو اور بدون خدا تعالی کے کسی چیز سے اطمینان اور تسکین نہ پکڑے اور جب کبہی وہ غیر سے لگاؤ پیدا کرے اوسیوقت اضطراب کرنے لگے پہر یہہ اضطراب اور قلق دور نہو جبتک کہ خدا تعالی کیطرف رجوع نکرے اسلیئے کہ دلمین ایک بہوک ہے جو خدا تعالی کے سوا کسی سے سیر نہین ہوتی اور ایک اُلجہاؤ ہے جو بجز اللہ تعالی کیطرف متوجہ ہونیکے اور کسی چیز سے نہین سلجہتا اور ایک مرض ہے جو بدون اخلاص الہی کے اور کسی دوا سے اچہا نہین ہوتا اور بدون ان باتونکے دلکو نہ اصل زندگی ملے نہ اوسکا ذائقہ چکہے نہ کوئی نئی زندگی اوسکو حاصل ہو بجز اُس حیات کے جو غافلون اور اس امر سے روگردانونکو میسر ہے جسکے لئے مخلوق اور بہشت

اور دوزخ بنی ہین اور رسول بہیجی گئی اور کتابین آترین کسی عارف کا قول
ہی کہ بیچاری دنیا والے دنیا سی نکلے اور جو چیز اُسمین بہت ستہری تہی اُسکو
نہ چکہا اُن سی پوچہا گیا کہ دنیا مین بہت ستہری چیز کیا ہی فرمایا کہ اللہ
کی محبت اور اُس سی انس کرنا اور اوسکے دیدار کا شوق اور اسکے ذکر اور
طاعت سی لذت حاصل کرنی اور دوسرے عارف کا قول ہی کہ مجھپر بہت اوقات
ایسے گذرتے ہین کہ مین انمین یہہ کہتا ہون کہ اگر جنت والے ایسی ہی
حالمین ہونگی تو البتہ وہ پاکیزہ عیش مین ہین اور یہین لکہا مطلوب کا نملنا
عارفونکے نزدیک موت سی سخت تر ہی اسلئے کہ نملنا تو خدا سی علیحدہ رہنا ہے
اور موت خلق سی جدا ہونا ہے جو اُسکے ہمسے نصیب اُسکو ہی دوری
دشمنی + جو ہمین کہو بیٹہا اوسکو ہی یہی حرمان بہت ہے اور دل کی تندرستی
کی ایک علامت یہہ ہی کہ اپنی پروردگار کے ذکر سے نہ تہکے اور اُسی شخص
سی اُنس کری جو پروردگار کی راہ بتاوی اور اُسکی یاد دلاوی اور جب
اُسکا وظیفہ فوت ہو جاوی تو اوسکے جاتے رہنی سی ایسا دکہہ پاوے
جیسا حریص کو مال کے جانیکا رنج ہوتا ہی اور یہہ کہ اوسکو صرف ایک فکر
خدا تعالی کے بابمین ہو جاوے اور جب نماز مین داخل ہو تو دنیا کا رنج

خلقت الجنة والنار ولها
ارسلت الرسل وانزلت
الكتب قال بعض العارفين
مساكين اهل الدنيا
خرجوا من الدنيا وما ذاقوا
اطيب ما فيها قيل وما اطيب
ما فيها قال محبة الله والانس
به والشوق الى لقائه والتنعم بذكره
وطاعته وقال آخر انه ليمر بي اوقات
اقول فيها ان كان اهل الجنة في مثل هذا
انهم لفي عيش طيب ولذلك كان الفقد عند
العارفين اشد من الموت لانه
انقطاع عن الحق والموت انقطاع
عن الخلق ومن صفا عيشه
حظه البعد والقلق * ومن فتحه
الفنية ان فيه * ومن امارات صحة
القلب ان لا يفتر من ذكر ربه ومرابته
الا من يدله عليه ويذكره
به واذا فات ورده تالم
لفواته تالم الحريص على
فقد ماله وان يكون همه
واحدا والله تعالى وانه
اذا دخل في الصلاة ذهب
عنه همه وغمه والدنيا و

وغرض سے نماز کے اندر خوشی اور چین ملے حاصل یہہ کہ تندرست
دل وہ ہی جسکی ہمہ تن ہمت خدا تعالی کے بابین ہوا ور اللہ تعالی
کیطرف قصد کرنا اور اسکی محبت اور اسکی لئی عمل کرنا اور سونا اور جاگنا
اور اوسکی بات کہنی اور سننی سب باتون سی اوسکو مرغوب تر ہوا ور
اسکی فکر خدا تعالی ہی کی رضا مین جولانیان کرتی ہون اور جب کبھی نفس
سی ذراسی توجہ غیر کیطرف پاوی تو اوسپر یہہ پڑہی یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ
اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً یعنی اوسکو وہ بات سناوی جو عنقریب
خود اپنے پروردگار سے وصال کے روز سنیگا غرضکہ دل سامنے اپنے
معبود کے رنگ عبودیت مین رنگین ہو جاوی کہ بندگی اوسکی لئی رنگ اور ذوق
ہو تکلف اور بناوٹ نہو اسطرح کہ جب امر یا نہی اسکی پروردگار اور محبوب
اور معبود کیطرف سی اوسپر پیش ہو تو اپنی دل سی ایک بولنی والا پاوی کہ وہ
یون کہی ہان مین حاضر ہون خدمت کو اور کہنا ماننے کو اور اسباب
مین جان اور تعریف تجہی کو ہی اور جب کوئی تقدیر اوسکو پونہچی تو اپنی
دل سی ایک بولنی والا پاوی کہ وہ یون کہی کہ الہی مین تیرا بندہ فقیر عاجز
کمزور اور تو پروردگار مہربان ہی اگر تو مجہی صبر دیگا تو مین صبر نہین کرسکتا
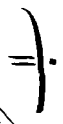
مجکو طاقت صرف تیرے ہی سبب سی ہی تجہسے بچاؤ کی جگہہ کوئی نہیں
بجز تیری طرف نکلے اورنہ تیری دروازہ سی کہین پہرنا اسی طرح جب کبہی
اسکو خوشی یا تکلیف پونہچی اُس سی خدا تعالیٰ ہی کیطرف کو راہ پاوے اور اسکے
ایک دروازہ اسکی لئے ایسا کہلا ہو جسمین سی خدا تعالیٰ ہی کی پاس جاوے جیسے
کوئی شاعر کہتا ہی **قطعہ** ہو رضا یا ناخوشی میری کسی تقدیر مین + سوجہتا
ہی اسمین لیکن مجکو تیرا ہی طریق + سر پہ لیتا ہون سدا راضی ہو مین حکم قضا
کیونکہ پاتا ہون بلا مین تجکو مین اپنا رفیق +

گیارہوان باب

دلکے مرض کے علاج مین اوسصورتمین کہ نفس اسپر غالب ہووے

سیہ بات اگلے بابونکے لئے مثل بنیاد کے ہی اسلئے کہ دلکی بیماریان
صرف نفس کیجانب سی پیدا ہوتی ہین کیونکہ جتنے خرابیان دی ہین وے سب
نفس پر گرتے ہین اور اُسی سی اور اعضا مین پہیلتے ہین اور سب سی پہلے
دلمین پونہچتی ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خطبہ حاجت مین یون فرمایا کرتی کہ سب
تعریفین اللہ کو ہین ہم مدد اور ہدایت اور بخشش اوس سی چاہتی ہین اور
اُس سی پناہ مانگتی ہین اپنی نفسونکی برائیون اور اپنی اعمال کی خرابیون سی

وقال صلى الله عليه وآله وسلم لحصين بن المنذر قل اللهم ألهمني رشدي وقني شر نفسي وقال النفس ... السالكون إلى الله على اختلاف طرقهم عارفون بأن النفس قاطعة بين القلب وبين الوصول إلى الرب وأنه لا يدخل عليه سبحانه ولا يوصل إليه إلا بعد إماتتها وتركها ... والناس على قسمين قسم ظفرت بهم نفوسهم فملكتهم وأهلكتهم وقسم ظفروا بنفوسهم فقهروها وصارت طوعا لهم قال بعض العارفين انتهاء سفر الطالبين إلى الظفر بأنفسهم فمن ظفر بنفسه أفلح وأنجح ومن ظفرت به نفسه خسر وهلك قال تعالى فأما من طغى وآثر الحياة الدنيا فإن الجحيم هي المأوى وأما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فإن الجنة هي المأوى فالنفس تدعو إلى الطغيان وإيثار الدنيا والرب يدعو عبده إلى خوفه

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حصین بن منذر سے فرمایا کہ اسطرح
دعا مانگ کہ الہی ڈالدے میرے دل مین میرا راہ پانا اور مجھکو میرے نفس کی
بدی سے بچا اور جتنے خدا تعالی کیطرف کے چلنے والے ہین گو انکے مختلف
طریقے اور چالین ہین مگر سبکا اسپر اتفاق ہے کہ نفس خدا تعالی تک پہونچنے مین
دل کا راہزن ہے اور اُسکی خدا تعالی تک رسائی نہین ہوتی ہے
جبتک کہ نفس کو ترک نکرے اور مار نڈالے اور اس اعتبار سے آدمیون
کی دو قسمین ہین ایک وہ لوگ ہین جنکے نفس اُنپر فتح پاگئے ہین اور انکے
مالک بنکر انکو تباہ کردیا ہے اور ایک وہ ہین جو اپنے نفس پر فتحیاب ہوئے ہین
اور اسکو دبا لیا ہے اور نفس انکے کہنے مین ہوگیا ہے۔ کوئی عارف فرماتے
ہین کہ طالبونکے سفر کی انتہا نفس سے جیتنا ہے پس جو شخص نفس سے جیت گیا وہ
بہتر ہے اور مطلب کو پہونچا اور جس شخص کا نفس اُسپر جیتا وہ ٹوٹے مین
رہا اور ہلاک ہوا اللہ تعالی فرماتا ہے فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا
سو جسنے شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا
فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی
سو دوزخ ہی ہے اسکا ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے اور روکا جی کو چاؤ سے
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی۔ خلاصہ یہ کہ نفس سرکشی اور دنیا کے اختیار
سو بہشت ہی ہے ٹھکانا
کرنیکی طرف بلاتا ہے اور خدا تعالی اپنے بندہ کو اپنے خوف اور ہوائے نفسانی

بازر کہنی کیطرف بلاتا ہے اور دل ان دونو بلانے والونکی بیچ مین ہے کبھی اسکی طرف جہکتا ہی اور کبھی اُسکی طرف اور یہہ مقام امتحان اور جانچ کا ہی اور چونکہ اللہ تعالی نے نفس کو قران مجید مین تین صفتون سی موصوف فرمایا ہی ایک اطمینان والا دوسری بُرائیکا حکم کرنیوالا تیسرے ملامت کرنیوالا۔ تو لوگون نے اختلاف کیا ہی کہ آیا وہ ایک ہی ہے اور یہہ تینون اُسکی صفتین ہین یا بندہ کے تین نفس ہین اول قول تو فقیہون اور کلام والون اور اکثر تفسیر والون اور محقق صوفیونکا ہی اور دوسرا قول اکثر صوفیونکا ہی۔ اور تحقیق یہہ ہی کہ دونو فریقون مین اسباب مین تو جہگڑا نہین کہ نفس ایک ہی مگر ہر ایک صفت کے ساتھ جداگانہ معتبر کرلیا گیا ہی اس اعتبار سی کئی ہوگئی ہین اور مجہی گمان نہین کہ لوگ یون کہتی ہون کہ ہر شخص کے لئی تین نفس ایسی ہون کہ ہر ایک اپنی ذات سی قائم ہوا ور تعریف اور ماہیت مین دوسریکا مساوی ہو اور خدا تعالی نے بہی جہان نفس کو ذکر کیا ہی یا اوسکو نفس والے کی طرف منسوب کیا ہی تو مفرد ہی فرمایا ہی اسیطرح حدیث شریف مین بہی جہان نفس وارد ہی تو مفرد ہی وارد ہی اگر بالفرض آدمی مین تین نفس ہوتے

نزاع النفس عن الهوى والقلب بين الداعيين يميل الى هذا مرة والى هذا اخرى وهذا موضع المحنة والابتلاء وقد وصف الله النفس في القرآن بعبارات صفات المطمئنة والامارة بالسوء واللوامة فاختلف الناس قيل هي واحدة وتلك اوصاف لها ام للعبد ثلث انفس فالاول قول الفقهاء والمتكلمين واكثر المفسرين و محققي الصوفية والثاني قول كثير من الصوفية

والتحقيق انه لا نزاع بين الفريقين فانها واحدة وانما اعتبارات مع كل صفة دون الاخرى فتعددت بالاعتبار وما اظنهم يقولون ان لكل احد ثلث انفس كل نفس قائمة بذاتها مساوية الاخرى في الحد والحقيقة

وحيث ذكر سبحانه النفس واضافها الى صاحبها فانما ذكرها بلفظ الافراد وكذا اسماء وردت في الاحاديث ولو كان في الانسان ثلاث انفس

تو کہین ایک ہی جگہہ قرآن وحدیث مین نفوسک اور نفوسہم یعنی تیری
نفس اور اُسکی نفس ارشاد ہوجاتا جب لفظ جمع کہین نہین آیا تو معلوم
ہوا کہ نفس ایک ہی ہو اب ہر ایک کی تعریف سُننی چاہئیے کہ نفس جب اللہ
کے ذکر سے ساکن اور چین پکڑنیوالا ہوتا ہو اور اُسکی نزدیکی سے انس پاتا
ہے تو وہ اطمینان والا ہو اوسیکو مرنیکے وقت کہا جائیگا یَا اَیَّتُہَا
النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً حضرت ابن عباسؓ فرماتے
اے جی بس پکڑی ہی پھر چل اپنی رب کیطرف تو اوس سے راضی وہ تجھ سے راضی ۱۲
ہین کہ مطمئنہ سے مراد تصدیق کرنیوالا ہو اور حضرت قتادہؒ کہتے ہین کہ
وہ مومن ہو جسکے نفس نے اللہ تعالی کے وعدہ پر اطمینان پکڑا اور
ایسا ہی حضرت حسنؓ سے مروی ہو اور حضرت مجاہدؒ سے منقول ہو کہ وہ رجوع
کرنیوالا اور ڈرنیوالا ہو جسکو یقین ہو کہ اللہ تعالی میرا رب ہو اور اوسکے
امر اور طاعت اور ذکر کے لئے پہلو مارتا ہو اور اُسکی سوا کیطرف نہین
ٹھہرتا اسلئے کہ وہ اطمینان پاچکا ہو خدا تعالی کے ملنے اور اوسکے وعدہ
اور اوسکے ناموں اور صفتوں کی حقیقتوں کی تصدیق سے اور اُسکی کافی
اور بس ہونے اور ضامن ہونے سے اور اگر نفس اسکے برخلاف ہوگا تو وہ بدی
کا حکم کرنیوالا ہے کہ گمراہی کی خواہشوں اور باطل کی پیروی مین سے جو

جاء ولكن معرضا عن
الكتاب او السنة فنقول
ونفس ساكنة فالنفس اذا سكنت
واطمانت بذكر الله وانست
به وفرحت فهي مطمئنة وفي
التي يقال لها عند
الوفاة يا ايتها النفس المطمئنة
ارجعي الى ربك راضية
مرضية قال ابن عباس المطمئنة يقول
المصدقة وقال قتادة هو المؤمن اطمانت
نفسه الى ما وعد الله وعن
الحسن نحوه وعن مجاهد المنيبة
المخبتة التي ايقنت ان الله ربها
وضربت جأشا لامره وطاعته وذكره
ولم تسكن الى سواه
فقد اطمانت الى لقائه ووعده
والتصديق بحقائق اسمائه
وصفاته والى كفايته
وحسبه وضمانه وان
كانت بضد ذلك فهي
امارة بالسوء تأمر
صاحبها بما تهواه
من شهوات الغي
واتباع الباطل

اوسکا آقا چاہی اوسکو حکم کرتا ہی تو یہ نفس ہر بدی کا گہر ہی اگر آقا اسکی
طاعت کریگا تو اوسکو ہر ایک طرحکی خرابی اور برائی مین لیجائیگا اور
اللہ تعالی نے جو اس نفس کو امارہ مبالغہ کے وزن سی فرمایا ہی اسمین
اشارہ ہی کہ حکم برائی کا کرنا اسکی عادت اور خو ہی اسلئی کہ اصل مین یہ
نفس جاہل اور ظالم ہے انصاف اور عدل اسکی پروردگار اور خالق
کے الہام سی اوسپر آجایا کرتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ
عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکیٰ مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا پس جب اللہ تعالی کو اوسکی بہتری
منظور ہوتی ہی تو اوسمین وہ بات پیدا کر دیتا ہی جسسی وہ سنور جاوے
اور جب اسکی بہتری نہین منظور ہوتی تو اوسکو جس حال پر وہ ہوتا ہی
اوسی پر چہوڑ دیتا ہی اسیوجہ سی بندہ کو اپنی پروردگار کیطرف ضرورت
ہر ایک ضرورت سی بڑہکر ہی اور نفس لوامہ یعنی ملامت کرنیوالیکا حال
یہہ ہی کہ اس صفت کی نکلنے مین اختلاف ہی کہ تلوم بمعنی تردد سی نکلا ہی یا لوم
بمعنی ملامت سی اور سلف کی عبارت سی یہی دو نو معنی معلوم ہوتے ہین سعید بن
جبیر فرماتے ہین کہ مینی حضرت ابن عباس رض سی پوچھا کہ نفس لوامہ کیا ہے
انہونے فرمایا کہ وہ نفس ملامت کرنیوالا ہی اور حضرت مجاہد فرماتے ہین

کہ نفس لوامہ وہ ہی جو فوت ہوئی چیز پر نادم ہوا ورا وسپر ملامت
کرے اور حضرت قتادہ فرماتے ہین کہ لوامہ بدکار سے غرض ہے اور
عکرمہؓ فرماتے ہین کہ لوامہ وہ ہی جو خیر و شر پر ملامت کرے اور عطاؓ
حضرت ابن عباسؓ سے یون روایت کرتے ہین کہ ہر ایک نفس قیامت
کے دن اپنے آپکو ملامت کریگا نیک آدمی تو اسبات کی ملامت اپنے
نفس کو کریگا کہ نیکی زیادہ کیون نکی اور برا آدمی اپنے نفس کو یہہ ملامت کریگا
کہ اپنی برائی سے رجوع کیون نہ کی اور حضرت حسنؓ فرماتے ہین کہ ایماندار
کو بخدا جب دیکھوگے اپنے نفس کو سب حالتون مین ملامت ہی کرتا پاؤگے جو کچھہ وہ کرتا ہے
اُسکو کم جانتا ہے اسلئے پشیمان ہوکر اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے اور بدکار
ہمیشہ بڑہے جاتا ہے اور اپنے نفس کو نہین جھڑکتا یہہ قول اُن لوگون کے
ہین جو یہہ کہتے ہین کہ لوامہ لوم سے نکلا ہے اور جو لوگ تلوم سے مشتق
بتاتے ہین تو اسکی کثرت تردد کی جہت سے اور اسوجہ سے کہ وہ ایک حال
پر نہین رہتا اور قول اول یعنی لوم سے مشتق ہونا ظاہر ہے ورنہ اگر تلوم
سے مشتق ہوتا تو لوامہ کی جگہہ متلومہ کہتے اور نفس کبھی امارہ ہوتا ہے
اور کبھی لوامہ اور کبھی مطمئنہ بلکہ ایک ہی وقت مین یہہ تینون اوصاف

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ما فات و نافع علیہ و قال قتادہ ہی الفاجرۃ و قال عکرمۃ تلوم علی الخیر والشر و قال عطاء عن ابن عباس لیس من نفس
کل نفس تلوم نفسہا یوم القیامۃ تلوم المحسن نفسہا ان لا یکون ازداد احسانا و یلوم المسیء ان لا یکون رجع عن اساءتہ و قال الحسن ان المؤمن ما تراہ الا یلوم نفسہ علی کل حال
واللہ ما نراہ الا یلوم نفسہ یستقصر کل ما یفعل فیندم و یلوم نفسہ و ان الفاجر لیمضی قدما لا یعاتب نفسہ فہذہ عبارۃ من ذہب الی انہا من اللوم و اما من جعلہا من التلوم فلکثرۃ ترددہا و تلونہا و انہا لا تستقر علی حال و
الاول اظہر والافضل المناسبۃ فی النفس بل کل ان تارۃ امارۃ و تارۃ لوامۃ و تارۃ مطمئنۃ بل فی الیوم الواحد

يحصل فيهما الا اوصاف (؟) ولمرض القلب باستيلاء النفس عليه علاجان محاسبتها ومخالفتها وهلاك القلب من اهمال المحاسبة ومن موافقتها واتباع هواها وفي حديث شداد بن اوس الذي رواه احمد وغيره الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله وذكر الامام احمد عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه قال حاسبوا انفسكم قبل ان تحاسبوا وزنوا انفسكم قبل ان توزنوا فانه اهون عليكم في الحساب غدا ان تحاسبوا انفسكم اليوم وتزينوا للعرض الاكبر يومئذ تعرضون لا تخفى منكم خافية وعن الحسن لا تلقى المؤمن الا يحاسب نفسه ماذا اردت بكلمتي ماذا اردت باكلتي ماذا اردت بشربتي والفاجر يمضي قدما لا يحاسب نفسه وقال ميمون بن مهران

اوسکی اندر ہوجاتے ہین آور نفس کے غالب ہوجانیسے دل پرجور کی
ہوتا ہی اوسکے دو علاج ہین ایک تو نفس سی حساب لینا دوسرا اوسکی خلاف
کرنا اور اگر حساب لیا جاوے اور خواہشونکی پیروی مین نفس کی موافقت کیجاوے
توان دونو باتونسی دلکی موت ہی شداد بن اوس کی حدیث مین جسکو
حضرت امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہی وارد ہی کہ دانا وہ ہی جو
نفس کو مطیع کرے اور مرنیکے بعد کی لئی کام کرے اور عاجز وہ ہی جو
نفس کی خواہش مین اوسکی پیروی کرے اور اللہ پر آرزو کرے اور امام
احمد نے حضرت عمر بن خطاب سی روایت کی ہی کہ انہون نے فرمایا کہ
اپنی نفسونکا حساب تو پیشتر اس سی کہ تمسی حساب لیا جاوے اور انکو تولو
پہلے اس سی کہ تم تولیجاؤ اسلئی کہ اگر تم آج اپنی نفسونکا حساب لوگے
تو کل کو تمپر حساب مین آسانی ہوگی اور بڑی پیشی کے لئی آراستہ ہوجاؤ
اس روز تمہارا سامنا ہوگا کہ کوئی تمہارا بہید چہپا نرہیگا اور حضرت
حسن سی روایت ہی کہ مومن کو جب پاؤگی تو اپنی نفس کا حساب ہی کرتا ہوگا
کہ کہانے سی تیری کیا مراد ہی اور پینی سی کیا غرض ہی اور بدکار ہمیشہ
یون ہی گذارتا ہی اور اپنی نفس کا حساب نہین لیتا اور میمون بن مہران

فرماتے ہین کہ بندہ متقی نہین ہوتا جبتک کہ اپنی نفس سی حساب لینے
مین زیادہ کڑا نہو بنسبت ایک شریک کی حساب لینے کے دوسرے
ساجھی سی اور اسیواسطی کہتی ہین کہ نفس مثل دغاباز شریک کی ہی اگر تم
سی حساب لو تو وہ تمہارا مال خوردبرد کر لیگا اور امام احمدؒ وہبؒ سی روایت
کرتے ہین کہ آل داؤد کی حکمت مین لکھا ہوا ہی کہ عاقل پر واجب ہی کہ چار
ساعتوں سی غافل نہو ایک تو وہ ساعت جسمین اپنے پروردگار سی مناجات
کرے دوسری وہ ساعت کہ آسمین اپنی نفس سی حساب لے تیسری وہ ساعت
کہ آسمین اپنے اُن بھائیونکے ساتھہ الگ بیٹھے جو اُسکی عیب بتادین اور
نفس کی طرف سی اوسکو سچا کرین چوتھی وہ ساعت کہ اسمین اپنی نفس کو حلال
چیزونکے ساتھہ لذت حاصل کرنے دے کیونکہ یہہ چوتھی ساعت پہلی
تین ساعتونپر مددگار ہوگی اور دلونکی ماندگی دور کریگی اور یہہ روایت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام مبارک سی مرفوعًا بھی آئی ہی ابو حاتمؒ وغیرہ نے
اُسکو روایت کیا ہی اور احنف بن قیسؒ کا دستور تہا کہ چراغ کی پاس آتے
اور اپنی انگلی اُسکی لَو پر رکہتے پھر کہتے کہ ای حنیف تجھکو کس چیز نے جرأت
دی کہ فلان روز تو مرتکب اس فعل کا ہوا اور فلان روز اوس فعل کا

لا یکون العبد تقیا
حتی یکون لنفسه
اشد محاسبة من
الشریک لشریکه وقال
قیل ان النفس کالشریک
الخوان ان لم تحاسبه
ذهب بمالک وذکر الامام
احمد عن وهب قال مکتوب فی
حکمة آل داود حق علی العاقل
ان لا یغفل عن اربع ساعات ساعة
یناجی فیها ربه وساعة یحاسب فیها
نفسه وساعة یخلو فیها مع اخوانه الذین
یخبرونه بعیوبه ویصدقونه عن نفسه و
ساعة یخلی فیها بین نفسه وبین لذاتها فیما یحل
فان فی هذه الساعة عونا علی تلک
الساعات واجماما للقلوب وقد
روی هذا مرفوعا من کلام النبی
صلی الله علیه وآله وسلم
رواه ابو حاتم وغیره وکان
الاحنف بن قیس یجیء الی المصباح
فیضع اصبعه فیه ثم یقول
حس یا حنیف ما حملک علی
ما صنعت یوم کذا ما حملک
علی ما صنعت یوم کذا

وكتب عمر بن الخطاب الى بعض عماله حاسب نفسك في الرخاء قبل حساب الشدة فان من حاسب نفسه في الرخاء قبل حساب الشدة عاد امره الى الرضا والغبطة ومن الهته حياته وشغلته اهواؤه عاد امره الى الندامة والحسرة وقال الحسن المؤمن قوام على نفسه يحاسبها لله وانما خف الحساب يوم القيامة على قوم حاسبوا انفسهم في الدنيا وانما شق الحساب على قوم اخذوا هذا الامر من غير محاسبة وقال مالك بن دينار رحم الله عبدا قال لنفسه الست صاحبة كذا الست صاحبة كذا ثم زمها ثم خطمها ثم الزمها كتاب الله عز وجل ... وقد مثلت النفس ...

اور حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے کسی عامل کو لکھا کہ حساب لے
اپنے نفس کا وسعت کیوقت مین پیشتر شدت کے حساب سے اسلیے کہ
جو شخص اپنے نفس کا حساب شدت کے حساب سے پیشتر وسعت مین لیگا
تو اُسکا معاملہ رضا اور خوشحالی کیطرف رجوع کریگا اور جسکو زندگی
غافل کریگی اور اوسکی خواہشین روکے رہینگی اوسکا مآل ندامت و افسوس
ہوگا اور حضرت حسنؓ فرماتے ہین کہ مومن اللہ کیواسطے اپنے نفس پر
داروغہ ہوتا ہے اور قیامت کے روز انہین لوگون پر حساب ہلکا ہوگا جنہون نے
دنیا مین اپنے نفسون کا حساب لیا اور مشکل اُن لوگون کا ہوگا جنہون نے
اس کام کو بے حساب لیا اور حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہین کہ
خدا تعالی رحم کرے اُس بندہ پر جو اپنے نفس سے کہے کہ تو فلان گناہ والا
نہین تو فلان قصور کا مرتکب نہین پھر اوسکو لگام دے پھر ناتھے پھر
اللہ تعالی جلشانہ کی کتاب کی پیروی اوسپر لازم کردے۔ اور نفس کو
آدمی کے ساتھہ مال کے شریک کی سی نسبت بیان کی گئی ہے
شریک کے ساتھہ نفع پورا اوسصورتمین ہوتا ہے کہ اول اُس سے باہم شرط
کرلیجاے دوم اُسکی کام کی نگرانی اور خبرگیری رکھی جاوے سوم اُس

سے حساب کتاب کیا جاوے اور اگر کوئی خیانت پاوے تو اُس سے
روکدیا جاوے پس جو شخص نفس سے شرط ساتون اعضا کے نگاہ رکھنی
کی نکریگا جنکی حفاظت اصل سرمایہ ہے تو وہ طمع نفع کی کیسے رکھیگا اور وہ
ساتون اعضا یہہ ہین آنکھہ کان مُنہ زبان شرمگاہ ہاتھہ پانو
کہ یہی ساتون سواری نجات کی بہی ہین اور ہلاکی کی بہی اللہ تعالی
فرماتا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ اور فرمایا
وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اور فرمایا وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا اور فرمایا
قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور فرمایا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا اور فرمایا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ — ان آیتون سے ان اعضاء مذکورہ کی
حفاظت رکھنی پائی جاتی ہے پس جب نفس سے انکی حفاظت کی شرط کرلی
تو پہر چاہیے کہ نفس کی نگرانی اور خبر گیری رکہے کیونکہ اگر ایک لحظہ اُسکی
خبر نہ لیگا تو وہ خیانت مین پڑجاویگا پہر اگر اسیطرح چھوڑے رکھیگا تو
وہ خیانت مین بڑہتا جاویگا یہانتک کہ اصل مال سب جاتا رہے اور اگر

ثم المحاسبة والمعوذة عليه
الخيانة ان اطلع النفس
فمن ثم شارط النفس
على حفظ الجوارح السبعة التي حفظها راس
المال وهي العين والاذن والفم واللسان و
الفرج واليد والرجل قال تعالى
قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم وقال
ولا تمش في الارض مرحا وقال ولا تقف ما ليس لك به علم
ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا
وقال قل لعبادي يقولوا التي هي احسن
وقال يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا وقال يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله
ولتنظر نفس ما قدمت لغد
على حفظ هذه الجوارح السبعة فاذا شارط
لحظة وقعت في الخيانة ودام فيها فان اهملها
فان عادت الى الخيانة
الاعمال عادت
حتى ذهب راس
المال كله وان

ہمیشہ دیکھتا بھالتا رہیگا تو کیا عجب ہی کہ حفاظت پوری ہو اِس سی معلوم ہوا کہ جس شخص کو نقصان معلوم ہو وہ نفس کی طرف رجوع کری اور حساب کے بعد اگر گھٹی رہی تو اُس سی بہرے جیسی شریک پر سا جھی سی کیا کرتا ہی کہ جو گذر گیا وہ اُس سی لے لیتا ہی اور ائندہ کو ٹہیک بجا آوری شرائط اور حفاظت مین جو قصور ہوتا ہی اوسکا تدارک کرتا ہی اور شریک کی خیانت کی صورت مین تو یہہ بھی ممکن ہی کہ معاملہ شرکت توڑ دیا جاوی مگر یہہ بات نفس کے ساتھہ مین نہین ہو سکتی کہ اگر وہ خائن ہو تو معاملہ اُس سے چھوڑ کر اوسکے عوض دوسری سی کیا جاوی اِسلئی کہ نفس ایسا شریک ہی کہ آدمی کو اُس سی چارہ نہین اور بجز نگاہبانی اور حساب لینی کے کوئی اور سبیل نہین — اور نگاہبانی اور حساب پر یہہ بات جاننی مددگار ہوگی ہی کہ جتنی آج حساب مین کوشش کرونگا اوسیقدر کل کو آرام پاؤنگا جبکہ حساب اور کے سپرد ہوگا اور جسقدر اوسمین آج سستی کرونگا اوسیقدر کل کو مجپر حساب سخت ہوگا اور یہہ جاننا کہ نفع اِس تجارت کا جنت مین رہنا ہی اور اوسکی گھٹی دوزخ مین جانا اور یہہ کہ ہر ایک سانس اِس عمر کی سانسون مین سی ایسا جوہر نفیس ہے کہ اسکی مقابل جونسا خزانہ خزانون مین

سے ہو اوسکی برابر نہوگا پس ایسی سانسون بیش بہا کو تلف کرنا
اور اوسکے بدلے مین مہلک چیز کو خریدنا اس شخص کا کام ہی جسپر
نقصان عظیم ثابت ہوچکا ہی اور وہ شخص سب لوگونمین جاہل تر اور احمق
ہوگا اور اوسکو یہہ ٹوٹا معلوم نہوگا مگر اوس حسرت کے دنمین جسکی
شانمین اللہ تعالی فرماتا ہی یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا
عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا +

فصل اور نفس کا حساب لینا دو طرح سے ایک تو کام سے پہلے دوسرے
اوسکے بعد عمل سے پہلے حساب کی یہہ صورت ہی کہ اپنے اول قصد عمل پر
توقف کرے اور جبتک کام کے کرنیکی ترجیح نکرنے پر معلوم نہو جاوے
تب تک کرنیمین جلدی نکرے حضرت حسنؒ فرماتے ہین کہ خدا تعالے
رحم کرے اوس بندہ پر کہ اپنے ارادہ کیوقت توقف کرے پھر اگر ہو وہ کام
اللہ تعالی کے لئے تو کیا اور اگر غیر اللہ کے لئے ہوا تو ملتوی رکھا اور
بعد عمل کے حساب کرنا تین قسم ہی اول نفس کا حساب لینا کسی طاعت پر
جسمین کوتاہی کی ہو یعنی اخلاص اور نصیحت اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اور مقام احسان کو دیکھنا اور اپنے اوپر خدا تعالی کی منت اور اوسکی بعد

فما يضيع هذه الانفاس ويشتري بها ما تجلب هلاكه الا من خرج عن الخسران العظيم و كان من اجهل الخلق واحمقهم ولا يظهر له هذا الخسران الا في يوم التغابن يوم تجد كل نفس ما عملت من خير محضرا وما عملت من سوء تود لو ان بينها وبينه امدا بعيدا

فصل

ومحاسبة النفس نوعان قبل العمل وبعده فالاول ان يقف عند اول همه ولا يبادر حتى يتبين له رجحان العمل على تركه قال الحسن رحم الله عبدا وقف عند همه فان كان لله مضى وان كان لغيره تأخر والثاني ثلاثة انواع الاول محاسبتها على طاعة قصرت فيها فلم توقعها على الوجه الذي ينبغي من الاخلاص والنصيحة ومتابعة الرسول صلى الله عليه واله وسلم فيه وشهود مشهد الاحسان فيه وشهود منة الله عليه

اپنے تصور کو مشاہدہ کرنا اِن امور کے ساتہہ اُس عمل کو جسطرح
چاہیے تہا ادا نکیا ہو پس اپنی نفس سی حساب لیوی کہ بہلا اِن چہون
مقامونکا حق پورا کیا ہی دوسری قسم یہہ کہ نفس سی حساب لیوی عمل کا
جسکا نکرنا بنسبت کرنیکے اوسکے حق مین بہتر ہو تیسری یہہ کہ اپنی نفس کا
حساب کسی امر مباح یا عادت کی کام پر کرلے کہ آیا اِس سی مقصود خدا تعالیٰ
اور آخرت ہی تو اِسصورتمین نفع پانیوالا ہوگا یا اُس کام سی مراد دنیا
اور اوسکی بالفعل کی چیزین ہین تو ٹوٹے والا ہوگا اور وہ نفع اوس سے
جاتا رہیگا **فصل** اور سب سی زیادہ مضر چیز بندہ کے حقمین یہہ ہی کہ
سستی کری اور نفس کا حساب نہ لیے اور اوسکو مطلق العنان کر دیوی اور
اسبابکو سرسری جانے اور کامونکی انجام سی آنکہین بند کرلے اور بخشش
الٰہی پر تکیہ کری یہانتک کہ گناہونکا کرنا اوسپر آسان ہو اور اُن سے
اُلفت ہو جاوے اور اُنکو چہوڑنا شاق معلوم ہو اور اگر بندہ کو عقل وشعور
ہو تو جانے کہ گناہوں سی اول ہی بچا رہنا آسان تر ہی بنسبت مبتلا ہوکر
چہوڑ سکنے – ابن ابی الدنیا کہتی ہین کہ توبہ ابن صمہ رقہ مین تہے اور
اپنی نفس کا حساب لیا کرتے تہے ایک روز حساب کیا تو معلوم ہوا کہ

من فعله الثالث ان يحاسب نفسه على مباح او معتاد وعمل
عمل كان تركه خيرا له
الثاني ان يحاسب نفسه على
المقامات الستة حقها
نفسه هل وفى هذه
بعد ذلك كله فيحاسب
ونحوه بتقصيره فيه

اراد به الله والدار الآخرة
فيكون رابحا فيه او اراد الدنيا
وعاجلها فيخسر ذلك الربح
فصل واضر ما على العبد الاهمال و
ترك المحاسبة والاسترسال وتسهيل الامور
والاغماض عن العواقب والاتكال
على العفو فيهمل محاسبة نفسه
فيسهل عليه مواقعة الذنوب وانس
بها وعسر عليه فطامها ولو حضر
رشده لعلم ان الحمية اسهل من
الفطام وترك المألوف قال ابن ابي الدنيا كان
توبة ابن الصمة
بالرقة وكان محاسبا
لنفسه فحسب يوما فاذا

انکی عمر ساٹھہ برس کی ان برسونکے دن گنے تو اکیس ہزار پانسو دن ہوے[21]
پس ایک چیخ ماری اور کہا کہ اگر دنمین ایک ایک ہی گناہ ہو تو اپنے پروردگار
کے سامنے اکیس ہزار گناہ لیکر جاؤن اور جس صورتمین کہ ایک روز
مین ہزاروں گناہ ہون تب کچہہ ٹہکانا نہین یہہ کہکر بیہوش ہو کر گر پڑے
لوگون نے دیکہا تو مر گئے پہر اُنہون نے سُنا کہ کوئی یون کہتا ہے
ع کیا خوب ہے یہہ دوڑنا فردوس برین کو + اور حساب لینے کا قاعدہ
کلیہ یہہ ہے کہ اول نفس کا حساب فرائض سے لے پس اُنمین کچہہ کمی یاد آوے
تو اوسکا تدارک کرے پہر منع کی ہوئی چیزونکا حساب لے اور اگر معلوم
ہو کہ کسی ممنوع چیز کا مرتکب ہوا ہے تو توبہ اور استغفار سے اور اُن نیکیون
سے جو بُرائی کو مٹادین اوسکا تدارک کرے پہر غفلت کا حساب لیوے اور
اُسکا تدارک ذکر کرنے اور خدا تعالی کیطرف متوجہ ہونیسے کرے پہر جو کچہہ
زبان سے بولا ہو یا پانو سے کسی چیز کیطرف چلا ہو یا ہاتہو نسے اوسکو پکڑا
ہو یا کانونسے اوسکو سُنا ہو اُسکا حساب نفس سے لیوے کہ تیری اس سے
کیا غرض ہے اور کونسی وجہ سے تو نے اسکو کیا کیا تجہے معلوم نہین کہ ہر حرکت
اور کلمہ کے لئے دو دفتر کہلینگے ایک یہہ کہ کیون کیا دوسری یہہ کہ

فكيف فعلته او سوال
عن الاخلاص والثاني
سوال عن المتابعة قال
تعالى فوربك لنسئلنهم
اجمعين عما كانوا يعملون
فلنسئلن الذين ارسل
اليهم ولنسئلن المرسلين
ليسئل الصادقين عن صدقهم فاذا
سئل الصادق فكان وتوسلوا
على صدقهم فما الظن بالكاذبين
قال مقاتل يقول تعالى اخذنا
ميثاقهم لكي نسال الصادقين

کیونکر کیا اول سوال اخلاص سی ہوگا اور دوسرا متابعت سے
اللہ تعالی فرماتا ہے فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور
فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ اور لِيَسْئَلَ الصَّادِقِيْنَ
عَنْ صِدْقِهِمْ - پس جب لوگونسے سچ کے اوپر بازپرس اور حساب
ہوگا تو جھوٹوں پر کیا گمان کرنا چاہیئے - مقاتل اسکی تفسیر مین فرماتے
ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ہمنی انکا عہد لیا تا کہ صادقین یعنی انبیاء
سی پیام پہونچانیکا حال پوچھین اور مجاہد کہتی ہین کہ غرض یہہ ہی کہ جو
لوگ انبیا کیطرف سے پیام ادا کرینگے انسے بازپرس ہوگی کہ
انبیا کیطرفسی پیام پہنچا دیا کہ نہین جیسے انبیا سی پوچھہ ہوگی کہ خدا تعالے
کیطرفسے پیام پونہچایا کہ نہین اور تحقیق یہہ ہی کہ آیت دونو مضمونکو
شامل ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ
محمد بن جریر اسکی تفسیر مین کہتی ہین کہ جس نعمت مین دنیا مین تہی اسکا
حال پوچھا جائیگا کہ تمنی اسمین کیا کیا اور کہانسے اس تک پونہچی
کس کام مین اسکو لگایا اور اس سی کیا کیا - اور جس نعمت کی پوچھ
ہوگی وہ دو قسم پر ہی ایک تو وہ کہ جو حلال سی لی گئی اور حق طور پر

يعني الانبياء عن تبليغ الرسالة وقال
مجاهد نسال المبلغين المؤدين عن
الرسل هل بلغوا عنهم كما سال الرسل
اتباعهم هل بلغوا عن الله والتحقيق ان الامر يتناول
هذا وهذا وقال تعالى ثم لتسئلن يومئذ
عن النعيم قال محمد بن جرير
عن النعيم الذي كنتم فيه في
الدنيا ماذا عملتم فيه ومن
اين وصلتم اليه وفيم اصبتموه
وماذا عملتم به والنعيم
المسئول عنه نوعان نوع
اخذ من حله وصرف في حقه

ہوئی اوسکے توشکر سے سوال ہوگا دوسری یہہ کہ وجہ ناجائز سے
لائی گئی اورناحق مین صرف ہوئی اوسکی خرج اورصرف کی جگہہ سے سوال ہوگا۔
اور محاسبہ کے واجب ہونے پر یہہ قول خدا تعالی کا دلالت کرتا ہے
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہئے دیکھ لے ہر جی کیا بھیجا ہے کل کیواسطے

فصل

نفس کے حساب لینے مین کئی مصلحتین اور فائدے ہین اول نفس کے
عیبون پر واقف ہونا اور جو شخص اپنے نفس کے عیب پر واقف نہوگا
تو وہ اوسکے عیب کو دور نکر سکیگا پس جب عیب پر واقف ہو تو
نفس سے اللہ پاک کیلئے دشمنی رکھے امام احمدؒ حضرت ابو درداؓ سے
راوی ہین کہ انہون نے فرمایا کہ آدمی پورا دانا نہین ہوتا جبتک کہ
لوگونکو خدا تعالی کے مقابل مین دشمن نجانے پھر اپنے نفس کیطرف
رجوع کرکے اُس سے سب سے بڑھکر دشمنی نکرے۔ اور مطرف بن عبد اللہؒ
کہتے ہین کہ اگر مین اپنے نفس کا حال نجانتا ہوتا تو لوگون پر غالب ہوتا اور
عرفہ مین کسی نے دعا مین یون کہا کہ الٰہی لوگونکو میرے باعث سے نامنظور نفرمانا
اور ایوب سجستانی کہتے ہین کہ جب نیکبخت ذکر کئے جاتے ہین تو مین اُن سے
الگ ہوتا ہون اور جعفر بن زید کہتے ہین کہ ہم ایک جہاد مین کابل کیطرف

فیسال عن شکرہ ونعمہ وفی
اخذ بغیر حلہ وفی صرفہ فیسال عن
مستخرجہ ومصرفہ
وقد دل علی وجوب
محاسبۃ النفس قولہ
تعالی یا ایہا الذین امنوا
اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد
فصل وفی محاسبۃ النفس
فوائد منہا الاطلاع علی عیوبہا
ومن لم یطلع علی عیب نفسہ لم یمکنہ ازالتہ فاذا اطلع
علیہ مقتہا فی ذات اللہ روی
الامام احمد عن ابی الدرداء قال
لا یفقہ الرجل کل الفقہ حتی یمقت
الناس فی جنب اللہ ثم یرجع الی نفسہ فیکون
لہا اشد مقتا وقال مطرف بن عبد اللہ
لولا ما اعلم من نفسی لقلیت الناس
وقال بعض فی دعائہ بعرفۃ
اللہم لا ترد الناس لاجلی
وقال ایوب السختیانی اذا ذکر
الصالحون کنت عنہم بمعزل
وقال جعفر بن زید
خرجنا فی غزاۃ الی کابل

وفي الحلية صلة بن اشيم
فنزل الناس عند العتمة
فصلوا ثم اضطجعت فقلت
لأرمقن عمله فالتمس
غفلة الناس حتى
اذا قلت هدأت العيون
وثب فدخل غيضة
قريبا منا فدخلت على اثره فتوضى
ثم قام يصلي وجاء اسد حتى دنا
منه فصعدت في شجرة فلما سجد
قلت الآن يفترسه فجلس ثم سلم
التفت وقال
ثم قال ايها السبع اطلب الرزق من مكان آخر
فولى وان له زئيرا اقول
تصدع الجبال منه قال فما زال
كذلك يصلي حتى اذا كان عند
الصبح جلس فحمد الله
بمحامد لم اسمع بمثلها
ثم قال اللهم اني اسئلك ان
تجيرني من النار ومثلي
لا يجترئ ان
يسأل الجنة
قال ثم رجع واصبح

گئی اور لشکر مین صلہ بن اشیم بھی تھے لوگ عشا کیوقت اُترے اور نماز
پڑہی وہ بزرگ لیٹ رہے مین نے دلمین کہا کہ دیکھون یہہ کیا کرینگے
پس لوگونکی غفلت کی جویا رہے جب میری عندیہ مین لوگ سوگئے تو صلہ
بن اشیم اٹھے اور ایک جہاڑ مین جو ہمسے قریب تہی گہس گئے اور مین بھی
انکے پیچہے ہی گیا وہان پونہچکر اُنہون نے وضو کیا اور کہڑے ہوکر نماز
پڑہنے لگے اور ایک شیر آیا یہانتک کہ اُن سے قریب ہوا مین ایکدرخت
پر چڑہگیا پس گویا اُنہون نے اُسکو دیکہا اور بہیڑیے کا بچہ جانا جب وہ سجدہ
مین گئے تو مینے کہا کہ یہہ درندہ اب انکو چیر ڈالیگا پہر وہ بیٹہے اور معلوم
کیا کہ شیر ہے اُسکو فرمایا کہ اے درندے اپنا رزق اور جگہہ جا دیکہہ وہ اس
زور وشور سے غراتا گیا کہ مین یہہ کہتا تہا کہ پہاڑ اسکی آواز سے پہٹ
جائینگے غرضکہ صبح تک اسیطرح نماز پڑہتے رہے یہانتک کہ جب صبح ہوئی تو
بیٹہے اور خدا تعالی کی وہ تعریفین بیان کین کہ مینے ویسی نہین سنی
تہی پہر عرض کیا کہ الٰہی مین تجہہ سے یہہ سوال کرتا ہون کہ تو مجکو دوزخ
سے پناہ دے اور مجہہ جیسے کو یہہ جرأت کہان کہ تجہہ سے جنت کا سوال
کرے پہر آپ وہان سے لشکر کیطرف پہرے اور صبح کو ایسے معلوم ہوتے تہے کہ

گویا خوب نرم بچھونو نپر تمام رات سوئی ہین اور میری اوپر دنکو ایسی سستی تھی کہ خدا ہی جانتا ہی اور محمد بن واسع کہتی ہین کہ اگر گناہون مین بو ہوا کرتی تو میری پاس کوئی نہ بیٹھہ سکتا - اور ابن ابی الدنیا خالد بن ایوب سی روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب اپنے عبادتخانہ مین ساٹھہ برس سی رہتا تھا اوسکو خواب مین کسی نے کئی رات کہا کہ فلانا موچی تجہ سی بہتر ہی وہ راہب اُس موچی کے پاس آیا اور اُس سی اونکے عمل کا حال پوچھا اوسنی کہا کہ مین ایسا آدمی ہون کہ جو کوئی میری پاس کو گذرتا ہی مین یہی گمان کرتا ہون کہ وہ تو جنت مین ہوگا اور مین دوزخ مین (یعنی اپنی آپکو سب سی بُرا جانتا ہون) اور ابن ابی حاتم نے اپنی سند حضرت عمر بن خطابؓ تک پونہچا کر کہا ہی کہ آپ نے ایکروز فرمایا کہ الٰہی تو مجکو میرا ظلم اور کفر بخشدے اوسوقت کسی نے آپکی خدمت مین عرضکیا کہ یا امیر المومنین ظلم تو ہی ظلم ہی مگر کفر کیسا آپ نے فرمایا کہ جو اس قول خدا وندی مین ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ اور امام احمدؒ اپنی سند مسروقؒ تک پونہچا کر فرماتے ہین کہ اُنہون نے فرمایا کہ حضرت عبد الرحمن

كما قالت عائشة ... الحسنات واصبحت و بي من الفخر شيء والله عالم به وقال محمد بن واسع لو كان للذنوب ريح ما قدر احد ان يجلس الي وقال ابن ابي الدنيا عن خالد بن ايوب قال كان راهب في بني اسرائيل في صومعته ستين سنة فاتي في منامه ليلة فقيل له ان فلان الاسكاف خير منك فاتاه فسأله عن عمله فقال اني رجل لا يكاد يمر بي احد الا ظننت انه في الجنة واني في النار وقال ابن ابي حاتم بسنده الى عمر بن الخطاب انه قال يوما اللهم اغفر لي ظلمي وكفري فقال قائل يا امير المؤمنين هذا الظلم فما بال الكفر قال ان الانسان لظلوم كفار وقال الامام احمد بسنده عن مسروق قال دخل على عبد الرحمن

على أم سلمة فقالت
سمعت رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم
إن من أصحابي لمن
لا يراني بعد أن أموت
أبدا فخرج عبد الرحمن من عندها
مذعورا حتى دخل
على عمر فقال له اسمع ما تقول
أمك — فقام عمر حتى
أتاها فسألها ثم قال أنشدك
بالله أمنهم أنا قالت لا ولن أبرئ
بعدك أحدا قال ابن القيم

حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس گئے اونہون نے فرمایا کہ مین نے
آنحضرت صلے اللہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اصحاب مین سے بعض ایسے بھی ہین کہ مجھکو بعد
میرے مرنیکے کبھی نہ دیکھین گے حضرت عبدالرحمن انکے پاس سے ڈرتے
نکلے اور حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور آنکی خدمتمین عرض کیا کہ سنو آپ کی مان کیا
ارشاد فرماتی ہین حضرت عمرؓ اوٹھے اور حضرت ام سلمہؓ کے پاس آکر پوچھا
جب انہون نے حدیث بیان فرمائی تو آپ نے اونسے کہا کہ مین تمکو
اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ کیا مین انہین لوگونمین سے ہون حضرت ام سلمہؓ
نے فرمایا کہ نہین اور تمہارے بعد اور کسیکو مین بری نکرونگی — امام ابن
قیم اس جملہ کے معنی اپنے استاد سے سنے ہوئے یہہ فرماتے ہین کہ حضرت
ام سلمہؓ کی غرض اس قول سے یہہ ہے کہ آگے کو مین یہ راہ بند کردونگی یہہ
غرض نہین کہ صرف حضرت عمرؓ کی برائت منظور ہو — اور ابن ابی الدنیا
مالک بن دینار سے روایت کرتے ہین کہ کچھ لوگ بنی اسرائیل کے عید
کے دن اپنی کسی مسجد مین تھے اتنے مین ایک جوان آیا اور مسجد کے دروازہ
پر کھڑا ہوا اور کہا کہ مجھ سا آدمی تم لوگون کے ساتھ اندر نہین جا سکتا
مینے فلان قصور کیا اور فلان خطا کی اپنے نفس کی حقارت کرتا رہا پس

فسمعت شيخنا يقول إنما أرادت
أني لا أفتح هذا الباب ولم ترد
أنك وحدك برئت وذكر ابن أبي الدنيا
عن مالك بن دينار
أن قوما من بني إسرائيل كانوا
في مسجد لهم في يوم عيد فجاء
شاب حتى قام على باب
المسجد فقال ليس مثلي
يدخل معكم
أنا صاحب كذا
أنا صاحب كذا
يزري على نفسه

اللہ تعالی نے اُن لوگو نکے نبی پر وحی بھیجی کہ فلان شخص صدیق ہے
اور امام احمدؒ وہبؒ سے لاوی ہین کہ ایک سیاح نے خدا تعالی کی عبادت
ستر برس کی پہر ایک روز نکلا اور اپنی عمل کو چہوٹا جانا اور اپنی تقصیر
کا مقر ہوا اور خدا تعالی سی اپنی درد کا اظہار کیا پس اوسکی پاس کوئی شخص
خدا تعالی کے پاس سی آیا اور کہا کہ تیری یہہ بیٹہک مجکو تیری عمر گذشتہ
کے عمل کی نسبت کر محبوب تر ہے اور حضرت قتادہؓ فرماتے ہین کہ حضرت
عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تم اپنے دلونکو نرم کرو اسلئے کہ مین بہی نرم دل اور اپنے
نزدیک چہوٹا ہون اور احمد عبد اللہ بن رباح انصاری سے راوی ہین کہ
اونہون نے فرمایا کہ حضرت داؤدؑ بنی اسرائیل مین سی پوشیدہ حلقہ
دیکہتے اور اونکے درمیان بیٹہتی پہر فرماتے کہ الٰہی مین مسکین ہون اور
مسکینون کے درمیان ہون اور عمران بن موسیٰ قصیر فرماتے ہین
کہ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ الٰہی مین تجکو کہان تلاش کرون حکم ہوا
کہ مجکو شکستہ دلون کے پاس تلاش کر کیونکہ مین انکے ایک ڈگ ہر روز
قریب ہوتا ہون اور اگر یہہ بات نہو تو وہ لوگ ڈہجا دین اور امام احمدؒ
کی کتاب الزہد مین مرقوم ہی کہ ایک شخص نے بنی اسرائیل مین سی ساٹھ برس

ایک حاجت کی طلب مین عبادت کی مگر کامیاب نہوا پس اپنے جیمین کہاکہ بخدا اگر تجہہ مین کوئی بہتری ہوتی تو تجکو تیری حاجت ضرور ملتی اُس شخص کو خواب مین یہہ کہا گیا کہ تونے اِن ساعتون مین اپنے نفس کو بُرا کہنا دیکہا کہ یہہ اُن برسونکی عبارت سے بہتر ہے دوسرا فائدہ نفس سے حساب لینے کا یہہ ہے کہ آدمی کو اللہ تعالی کا حق اپنے اوپر معلوم ہوجاتا ہے اور جو شخص کہ خدا تعالی کا حق اپنے اوپر نہین پہچانتا تو اوسکی عبادت اوسکو کچہہ فائدہ نہین دیتی حضرت امام احمدؒ فرماتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی حجاج نے اور اُنسے جریر بن حازم نے اور اُنسے وہب نے کہ مینے سُنا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا گذر ایک ایسے شخص پر ہوا جو دعا اور تضرع کرتا تہا حضرت موسیٰؑ نے جناب احدیت مین عرضکیا کہ الہی اس شخص پر رحم فرما کہ مجکو اسکی حال پر ترس آیا ہے خدا تعالی نے اُنپر وحی بہیجی کہ اگر یہہ شخص مجہہ سے اتنی دعا مانگیگا کہ اسکی قوا جاتے رہینگی تب بہی مین اوسکی دعا قبول نکرونگا جبتک کہ یہہ میرے حق کو اپنے اوپر لحاظ نکریگا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص خدا تعالی کے حق مین نظر کرتا ہے اوسکے لئے فروتنی کا دروازہ کہلجاتا ہے اور اپنے نفس سے یاس ہوجاتی ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ اوسکو نجات بدون اللہ تعالی

فطلب الحاجة فلم يظفر بها فقال في نفسه والله لو كان فيك خير لظفرت بحاجتك فاتي في منامه فقيل له ارايت ازدراءك على نفسك تلك الساعات فانه خير من عبادة تلك الستين ومن فوائد محاسبة النفس معرفة حق الله عليه ومن لم يعرف حق الله عليه فان عبادته لا تجدي عليه قال الامام احمد حدثنا حجاج حدثنا جرير بن حازم عن وهب قال بلغني ان موسى عليه السلام مر برجل يدعو ويتضرع فقال يا رب ارحمه فاني قد رحمته فاوحى الله اليه لو دعاني حتى ينقطع قواه ما استجبت له حتى ينظر في حقي عليه فمن نظر في حق الله انفتح له باب الخضوع والياس من نفسه وان النجاة لا تحصل له الا

کی عفو اور مغفرت سے حاصل نہین ہوتی اسلئے کہ خدا تعالی کا حق یہہ ہے
کہ اوسکی طاعت کیجاوے نہ نافرمانی اور یاد کیا جاوے تو نہ بھولا یا جاوے
پس بندہ یہہ جانے کہ مین اس حق کو جیسا چاہئے ویسا ادا نہین کرتا ہون
اور بدون اوسکی معاف کرنے اور مغفرت کرنیکے میری گنجایش نہین
اور جو شخص اپنے حق کو خدا تعالی پر لحاظ کرے تو اللہ تعالی اُس سے علحدہ
ہو جاتا ہے اور اُسکا دل خدا تعالی کی مغفرت اور محبت اور اوسکی یاد
سے آرام پانے سے محجوب ہو جاتا ہے اور اگر اعمال مین سے سب کچہہ کیا مگر خدا تعالی
کے حق کو اپنے اوپر پہچاننا نصیب نہوا تو جو نیکی کہ اوسکے اعمال کی نسبت
افضل تھی وہی نصیب نہوئی اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ پر وحی بہیجی
کہ جب تو مجہے یاد کرے تو ایسی طرح یاد کر کہ تیرے اعضا کانپتے ہون اور میری
یاد کیوقت عاجزی کرنیوالا اور اطمینان پکڑنیوالا رہے اور اپنی زبانکو
اپنے دل کے پیچھے کر لے اور جب تو میرے سامنے کہڑا ہو تو یون کہڑا ہو جیسے
بندہ حقیر اور ذلیل کہڑا ہوتا ہے اور اپنے نفس کو برا کہہ کہ وہ برا کہنے کے
لائق ہے اور جب تو مجہہ سے مناجات کرے تو دل خوف زدہ اور زبان سچی
سے کر اور ایک فائدہ اللہ تعالی کے حق پر بندہ کو لحاظ رکہنے کا یہہ ہے کہ

اپنے عمل پر ناز نہین کرتا کیونکہ جو شخص اپنے عمل پر ناز کرتا ہی تو اُسکا عمل خدا تعالی کیطرف نہین پڑہتا بعض اہل علم سے کسی شخص نے کہا کہ مین اپنی نماز مین کہڑا ہوکر اتنا روتا ہون کہ میرے آنسوؤن سے سبزہ جمنے کے قریب ہوجاتا ہے اہل علم نے فرمایا کہ اگر تو ہنسے اور اللہ تعالی سے اپنے قصور کا اقرار کرے تو اس سے بہتر ہے کہ تو روئے اور اپنے عمل سے ناز کرے اسلئے کہ ناز کرنیوالے کی نماز اوپر کو نہین جاتی اُس شخص نے کہا کہ آپ مجہے وصیت کرین عالم نے فرمایا کہ دنیا مین زہد کرنا اختیار کر اور اسکے بابمین دنیا دارون سے نزاع مت کر اور شہد کی مکہی کیطرح ہو کہ کہاوے تو اچہا کہاوے اور جمع کرے تو ستہرا جمع کرے اور اگر کسی لکڑی پر گرے تو اوسکو نہ نقصان دے نہ توڑے اور تجہکو وصیت کرتا ہون کہ خدائے عزوجل کی خیر خواہی ایسی کرنا جیسے کتا اپنے مالک کی خیر خواہی کرتا ہے کہ وہ اوسکو بہوکا رکہتے ہین اور نکالدیتے ہین مگر وہ اونکا گرد نہین چہوڑتا اور اسی جگہہ سے شاطبی نے یہ مضمون شعر مین باندہا ہے کہتے ہین کہ ہوسگ کیطرح جسکو نکالین ؛ گہر والے وہ رہتا ہے وہ اونکا وفادار ؛

بارہوان باب

علم ادلاله بعمله فان من ادل بعمله لم يصعد الى الله وعن بعض اهل العلم انه قال له رجل اني لا اقع في صلوتي فابكي حتى يكاد ينبت البقل من دموعي فقال له انك ان تضحك وانت تعترف لله بخطيئتك خير من ان تبكي وانت تدل بعملك فان صلوة المدل لا تصعد فوقه فقال له اوصني فقال عليك بالزهد في الدنيا وان لا تنازعها اهلها

۱۲

وكن كالنحلة ان اكلت اكلت طيبا وان وضعت وضعت طيبا وان وقعت على عود لم تضره ولم تكسره وانصحك لله نصح الكلب لاهله فانهم يجيعونه ويطردونه ويابى الا ان يحوطهم وينصحهم عز وجل ومن هنا قال الشاطبي رحمه الله وقد قيل كن كالكلب يقصيه اهله ولا ياتلي في نصحهم متبذلا

الباب الثاني عشر

علاج مین دلکی مرض کے جو شیطانکی باعث سی ہوا دریہ بابنہایت ضروری بابونمین سی ہی
ازانجا کہ اللہ تعالی نے شیطان سی چند جا اپنی کتاب مجید مین ڈرایا ہی اور
اوسکی لئی ایک سورت پوری جدا کردی ہی (یعنی سورۂ ناس) تو اسی لئے
خدا وندکریم کا ڈرانا شیطان سی نفس کے ڈرانیکی نسبت کر زیادہ ہوا اور
نفس کی شرارت اور خرابی صرف شیطانکے وسوسے سے پیدا ہوتی ہی اسلیئے کہ
نفس شیطانکی سواری اور جال کی جگہہ اور وسوسہ کا مقام ہی اور اللہ تعالے
نے شیطان سی پناہ مانگنی کا حکم تلاوت قرآن مجید کیوقت اور دوسرے
وقتونمین فرمایا اور نفس سی پناہ مانگنی کا ذکر بجز خطبہ حاجت کی اور کہین
نہین آیا اوس خطبہ مین آیا ہی کہ پناہ مانگتی ہین ہم اللہ سی برائیون سے
اپنی نفسونکی نظر براین جن ارباب سلوک نی عیوب نفس کا ذکر بہت کچھ
لکھا ہی اور شیطان کے بیان اور اُس سی لڑائی کرنیکو مختصر لکھا ہی
تو اچھا نہین کیا **فصل** اللہ تعالی نے فرمایا فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ
آمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِيْنَ هُمْ
بِهٖ مُشْرِكُوْنَ — اس آیت مین اللہ پاک نے شیطان سی استعاذہ کا

في علاج مرض القلب بالشيطان وتعوذ من شره
العباب وقد حذر الله سبحانه من الشيطان في عدة مواضع وافرد له سورة تامة فكان تحذيره منه آكد من تحذيره من النفس وشر النفس وفساده انما ينشأ من وسوسة وهي مركبه وموضع شره ومحل زينته وامر الله بالاستعاذة منه عند قراءة القرآن وغير ذلك ولم يجئ ذكر الاستعاذة من النفس الا في خطبة الحاجة ونعوذ بالله من شرور أنفسنا فاصيب من توسع من ارباب السلوك في ذكر عيوب النفس وقصر في ذكر الشيطان ومحاربته **فصل**

قال الله تعالى فاذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم انه ليس له سلطان على الذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون انما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون امر سبحانه بالاستعاذة به

حکم یعنی اُس سے رکنے اور بچنے اور پناہ ڈہونڈہنے کی لئے قرآن کی پڑہنے کی وقت
مین حکم دیا اور اِس حکم کی کئی وجہین ہین اول وجہ یہہ ہے کہ قرآن سینون
کے مرضونکی شفا ہے کہ جو کچہہ شیطان وسوسے اور شہوات انمین ڈالتا ہے
قرآن اونکو دور کردیتا ہے تو حکم کیا کہ استعاذہ سے بالکل مادہ مرض کا
نکالدینا چاہئے تاکہ دوا یعنی تلاوت خالی جگہہ مین پونہچے اور اوسمین روک
کے نہونیکے باعث قرار پکڑے دوسری وجہ یہہ ہے کہ قرآن مجید دل مین
ہدایت اور علم اور خیر کی اصل ہے جیسے پانی روئیدگی کا مادہ ہوتا ہے اور
شیطان آگ ہے اور اوسکا کام یہہ ہے کہ جب خیر کی روئید کی دلمین پاتا ہے
تو اوسکی خرابی کرنے اور جلانیمین کوشش کرتا ہے اسلئے اُس سے پناہ مانگنے کا
حکم ہوا تاکہ جو کچہہ قرآن مجید سے آدمیکو حاصل ہو اوسکو شیطان تباہ کرے
پہلی وجہ مین تو استعاذہ اسلئے تہا کہ فائدہ قرآن مجید کا حاصل ہو اور
دوسری وجہ مین اسلئے ہے کہ فائدہ بنا رہے اور یہانسے معلوم ہوتی ہے اُس
شخص کے قول کی وجہ جسنے یہہ کہا ہے کہ استعاذہ بعد قرارت کے ہے
اور یہہ وجہ خوب لحاظ کے قابل ہے مگر کیا کیجے کہ حدیث اور صحابہؓ کے
اقوال مین استعاذہ قرارت کی شروع مین ہی وارد ہے تیسری وجہ یہہ ہے

أي الامتناع والاعتصام والمطلب من الشيطان عند قراءة القرآن بوجوه منها أن القرآن شفاء لما في الصدور يذهب لما يلقيه الشيطان من الوساوس والشهوات فأمر أن يطرد مادة الداء ليصادف الدواء محلا خاليا فيتمكن فيه ويعمل الزاحم ومنها أن القرآن مادة الهدى والعلم والخير في القلب كما أن الماء مادة النبات والشيطان فكلما أحس بنبات الخير من القلب سعى في إفساده واحتراقه فأمر أن يستعيذ بالله تعالى منه لئلا يفسد عليه ما يحصل له بالقرآن والفرق بين الوجه الأول والثاني لأجل تحصيل فائدة القرآن والاستعاذة في الوجه الأول وحصول فائدة القرآن ومن مناظرهم وجه قوي من قال إن الاستعاذة بعد القراءة وهو ملحظ حسن إلا أن السنة وآثار الصحابة إنما جاءت بالاستعاذة قبل الشروع ومنهي

کہ قران کے پڑھنیوالے سے فرشتے نزدیک ہوتے ہین اور اوسکے
پڑھنے کو سنتے ہین چنانچہ اسید بن حضیر کی حدیث مین ہی کہ جب اُنہون نے
قرات کیوقت ایک سایہ سا دیکھا جسمین چراغ تھی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ یہ فرشتے ہین اور شیطان فرشتونکی ضد اور خدا تعالی کا دشمن ہی
اسلئی قاری کو حکم ہوا کہ اپنے پاس سے اللہ تعالی کے دشمن کے دور کرنیکی
طلب کرے تاکہ اوسکی پاس اللہ تعالی کے مخصوص بندے اور فرشتے موجود
ہون اسلئے کہ قران مجید پڑہنا ایسی دعوت ہی جسمین فرشتے اور شیطان دونو
اکٹھے نہین ہو سکتے چوتھی وجہ یہہ ہے کہ شیطان قاری پر اپنے سوار اور پیادے
چڑہا لاتا ہی تاکہ قاری کو قران کے مقصود یعنی اوسکی معانی کے سمجھنے اور
مضمون کے پہچاننے سے باز رکھے پس اسی باتکی حرص کرتا ہی کہ قاری مین اور
قران کے مقصود مین آڑ ہو جاوے تاکہ قاری کو نفع کامل قران سے نہو تو
جب قاری پناہ مانگیگا یہہ آڑ دفع ہو جاویگی پانچوین وجہ یہہ ہی کہ قاری
اپنے رب سے تلاوت مین راز و نیاز کی باتین کرتا ہی اور اللہ تعالی قاری
کی خوش آوازی کو زیادہ سنتا ہی بنسبت راگ والی لونڈی کے مالک
کے اپنی لونڈی کی راگ کو اور شیطان کی قرأت شعر اور راگ ہین اسلئی

قاری کو حکم ہوا کہ مناجات کیوقت اور پروردگار سی سننی کیوقت شیطان کو دور کری چھٹی وجہ یہہ ہے کہ خدای پاک نی فرمایا ہی وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ اور اکابر سلف سب اسپر متفق ہین کہ اِس آیت کی یہہ معنی ہین کہ جب وہ تلاوت کرتا ہی تو شیطان تلاوت مین ملادیتا ہی پس جب شیطان کا یہہ فعل رسولو نکے ساتھہ ہوا تو اور ونکی ساتھہ کیسی نہوگا اِس سی معلوم ہوا کہ وہ قاری سی غلطی کراتا ہی اور اسپر قرات کو الجھاتا ہی اور پریشان کرتا ہی یا اوسکی فہم کو پراگندہ کرتا ہی یا دونو باتین اوسکی لئی جمع کرتا ہی پس استعاذہ سی یہہ خرابی دور ہوجاتی ہی ساتوین وجہ یہہ ہی کہ انسان جسوقت خیر کا ارادہ کرتا ہی یا اوسمین داخل ہوتا ہی تو شیطان اوسپر زیادہ تر حسد کرتا ہی اور اسبابین کوشش کرتا ہی کہ انسان کو اُس خیر سی علٰحدہ کردی چنانچہ بخاری شریف مین ایک حدیث صحیح مین وارد ہی کہ ایک شیطان نے کل رات مجھپر حملہ کیا اور چاہا کہ میری نماز کو توڑ دی اور جسقدر عمل بندہ کے حق مین نافع تر اور اللہ تعالی کے نزدیک محبوب تر ہوتا ہی اوسیقدر شیطان کی روک بھی اوسکو زیادہ ہوتی ہی مسند امام احمد مین سبرۃ بن الفاکہ کی

فامر القاری بطرد عنہ المناجاۃ واستماع الرب ومنہا انہ سبحانہ قال وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ واتفق کلہم علی ان المعنی اذا تلا القی الشیطان فی تلاوتہ واذا کان ہذا فعلہ مع الرسل فکیف بغیرہم فیغالط القاری ویخلط علیہ القراءۃ ویشوشہا او یشوش فہمہ

ومنہا ان الانسان عند ما یعزم ... علیہ ... فیجتہد الشیطان ... قطعہ عنہ وفی الصحیح ان شیطانا تفلت علی البارحۃ لیقطع علی صلاتی ... وکلما کان العمل انفع للعبد واحب الی اللہ کان اعتراض الشیطان لہ اکثر وفی مسند الامام احمد من حدیث سبرۃ بن الفاکہ

حدیث سے مروی ہی کہ شیطان آدمیکی راہون مین بیٹھا یعنی اول اسلام
کی راہ مین بیٹھکر کہا کہ تو مسلمان ہوتا ہی اور اپنا طریق اور اپنے باپ
دادیکا دین چھوڑے دیتا ہی آدمی نے اُسکا کہنا نمانا اور مسلمان ہو گیا
پھر اوسکی لئی ہجرت کی راہ مین بیٹھکر کہا کہ بہلا تو ہجرت کرکے اپنی زمین
اور اپنا آسمان یعنی اپنا وطن چھوڑے دیتا ہی اور ہجرت کرنیوالیکی مثال
تو ایسی ہی جیسی گہوڑا اگاڑی پچھاڑی لگا ہوا پس آدمی نے اُسکا کہنا نمانا
اور ہجرت کی پہر اوسکی لئی جہاد یعنی جان و مال کے جہاد کی راہ مین بیٹھکر کہا کہ
اگر تو لڑیگا تو مارا جاویگا اور تیری منکوحہ کسی اور سے بیاہی جائیگی اور تیرا
مال لُٹ جاویگا اور منصور مجاہد سے راوی ہین کہ جو قافلہ مکہ معظمہ کی جانیکو نکلتا
ہی تو شیطان بھی اونکی شمار کی برابر اپنا لشکر بہیجتا ہی ابن ابی حاتم نے
اِس مضمونکو اپنی تفسیر مین روایت کیا ہی غرضکہ شیطان ہر وقت انسانکی
تاک مین رہتا ہی خصوص تلاوت قران مجید کیوقت اسلیئے قاری کو حکم ہوا
کہ اپنے اِس دشمن سے لڑے جو رہزنی کرتا ہی اور اوسکی شر سے خدا تعالی سے پناہ مانگے
تاکہ اوسکو راہ کا چلنا نصیب ہو جیسے مسافر کہ اگر اوسکے سامنے کوئی راہزن
آجاتا ہی تو اول اُسکو دفع کرنے مین مشغول ہوتا ہی آٹھوین وجہ یہ ہے کہ قرات

ان الشيطان قعد لابن ادم باطرقه فقعد له بطريق الاسلام فقال اتسلم وتذر دينك ودين اباءك فعصاه فاسلم ثم قعد له بطريق الهجرة فقال تهاجر وتذر ارضك وسماءك وانما مثل المهاجر كمثل الفرس في الطول فعصاه فهاجر ثم قعد له بطريق الجهاد فقال تجاهد وهو جهد النفس والمال فتقاتل فتقتل فتنكح المرأة ويقسم المال فعصاه فجاهد

منصور عن مجاهد ما من رفقة تخرج الى مكة الا جهز معهم ابليس مثل عدتهم رواه ابن ابي حاتم في تفسيره فهو بالرصد والاستعاذة عند قراءة القرآن فامر القاري بمحاربة عدو الله ببعض الطرق ويستعين بالله منه كيف لا يسلكه كالمسافر اذا عرض له قاطع عن طريقه اشتغل اولا بدفعه ويحتمل ان الاستعاذة

قبل القراءة عنوان واعلام
بان الماتی به بعدها القرآن
ولذا لم یشرع الاستعاذة
بین یدی کلام غیره
فاذا سمع السامع الاستعاذة
استعد لاستماع کلام
الله تعالیٰ ثم شرع ذلک
للقاری وان کان وحده لما ذکرنا من بعض
فوائد الاستعاذة وقال احمد
بن حنبل فی روایة یجوز فی صلاة و
غیر صلاة الا استعاذ لقوله تعالیٰ فاذا
قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشیطان
الرجیم وفی روایة ابن شنبذ کلما قرأ
یستعیذ وقال عبد الله بن احمد سمعت
ابی اذا قرأ استعاذ یقول اعوذ بالله من
الشیطان الرجیم ان الله هو السمیع
العلیم وفی المسند والترمذی من حدیث ابی سعید
الخدری کان النبی صلی الله
علیه وآله وسلم اذا قام
الی الصلاة استفتح ثم قال
اعوذ بالله السمیع العلیم من الشیطان
الرجیم من همزه ونفخه و
نفثه وقال ابن المنذر جاء
عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم

سی پہلے پناہ مانگنا اسبات کا عنوان اور مقدمہ ہی کہ جو چیز اسکے بعد
آنیوالی ہی وہ قرآن مجید ہی اور اسیوجہ سی استعاذہ خدا تعالیٰ کے کلام کے
سوا اور کسیکے کلام کی پیشتر مشروع نہین پس جب سننی والا استعاذہ سنتا
ہی تو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی سننی کو مستعد ہو جاتا ہی پہر یہہ امر قاری
کی لئی مشروع ہو گیا گو وہ اکیلا ہی ہو۔ پس یہہ ہین چند فائدہ استعاذہ کے
اور امام احمدؒ سی روایت ہی کہ نماز اور غیر نماز مین قران بدون استعاذہ
نہ پڑہتی تہی اسلئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ
(جب پڑہے تو قران تو پناہ لے اللہ کی)
مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور ابن شیش کی روایت مین ہی کہ جب کبہی پڑہتے
(شیطان مردود سے ۱۲)
استعاذہ کرتے اب استعاذہ کی کلمات کو سننا چاہیئی کہ کئی طرح پر مروی
ہین عبد اللہ بن امام احمدؒ فرماتے ہین کہ مینی اپنی باپکو سنا ہی کہ جب قرآن مجید
پڑہتی تہی تو یون پناہ مانگتی تہی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ
ہو السمیع العلیم اور مسند اور ترمذی مین حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث
مین ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کو کہڑی ہوتے تو شروع کی دعا
پڑہکر پہر فرماتے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ہمزہ
ونفخہ ونفثہ اور ابن منذر فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی ثابت ہوا ہی

کہ آپ قرارت کے پیشتر فرمایا کرتے تھے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
اور حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعیؒ نے اور قاضی نے جامع
مین اسی بات کو اختیار کیا ہی کہ قاری تلاوت سے پیشتر اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم کہے اور ایک روایت حضرت امام احمدؒ سے بھی یہی ہی اس کے قول کی
وجہ یہہ ہی کہ ظاہر آیت سے یہی معلوم ہوتا ہی اور حدیث ابن منذر اسی پر دال ہی
اور دوسری روایت حضرت امام احمدؒ سے بروایت عبد اللہ یہہ ہے کہ
اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم کہے کہ یہ کلمات مطابق حدیث حضرت
ابو سعید خدریؓ کے ہین اور یہی مذہب حضرت حسن بصری اور ابن سیرین رحمہ
کا ہی اور اسکی دلیل وہ روایت ہی جو ابو داؤد نے حضرت عایشہؓ کے بہتان کے
قصے مین بیان کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور اپنا چہرہ مبارک
کھولکر فرمایا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ان اللہ ہو السمیع
العلیم اور اسی کو اختیار کیا ہی سفیان ثوری اور مسلم بن یسارؒ نے اور
قاضی نے مجرد مین اور ابن عقیل نے اسلئے کہ قران مجید مین ایک جا فاستعذ
باللہ من الشیطان الرجیم ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اعوذ باللہ کے بعد
من الشیطان الرجیم کہے اور دوسری جا فاستعذ باللہ انہ ہو السمیع العلیم ہی

أنه كان يقول قبل القراءة أعوذ بالله من الشيطان الرجيم واختار الشافعي وأبو حنيفة والقاضي في الجامع أنه يقول أعوذ بالله من الشيطان الرجيم وهو رواية عن أحمد لظاهر الآية وعن ابن المنذر حديث ابن ... أعوذ بالله السميع العليم من رواية عبد الله أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم ... ورواه ... وبه قال الحسن وابن سيرين لما رواه أبو داود في قصة الإفك أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم جلس وكشف عن وجهه وقال أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم إن الله هو السميع العليم واختاره سفيان الثوري ومسلم بن يسار والقاضي في المجرد وابن عقيل لأن قوله فاستعذ بالله من الشيطان ظاهره أنه يعقب قوله من الشيطان الرجيم وفي الأخرى فاستعذ بالله إنه هو السميع العليم

اختار ما ذکر عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم اللهم انی اعوذ بک من الشیطان الرجیم من همزه ونفخه ونفثه وقد جاء فی الحدیث تفسیر ذلک قال همزه الموتة ونفخه الکبر ونفثه الشعر وقال تعالی وقل رب اعوذ بک

یقتضی ان یلحق بالاستعاذة وصفه بانه هو السمیع العلیم فی جملة مستقلة بنفسها مؤکدة بحرف ان لانه سبحانه هکذا ذکر وقال اسحق

یہہ اسبات کی مقتضی ہی کہ استعاذہ کی ساتھہ خدا تعالی کا وصف انہ ہو السمیع العلیم ایک جملہ جداگانہ مین جسکی تاکید حرف انہ سی ہوئی ہو ملنا چاہیئی اسلئی کہ خداوند پاک نی بھی اسکو اسیطرح مذکور فرمایا ہی اور اسحق کہتی ہین کہ مین وہ الفاظ پسند کرتا ہون جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہین اللہم انی اعوذ بک من الشیطان الرجیم من ہمزہ ونفخہ ونفثہ اور حدیث مین انکی تفسیر آچکی ہی کہ شیطان کا ہمز جنس جنون سی ہی اور اسکا نفخ کبر ہی اور نفث شعر اور اللہ فرماتا ہی وقل رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین۔ ہمزات جمع ہمزہ کی ایسی جیسے تمرات جمع تمرہ کی اور ہمز کے معنی اصلی دور کرنیکے ہین چنانچہ ابو عبید کسائی سی نقل کرتے ہین کہ ہمزتہ ولمزتہ ولہزتہ ونہزتہ اسوقت بولتی ہین جب تو کسی چیز کو دور کری اور تحقیق یہہ ہی کہ ہمز کے معنی چبھاتی پر مار کر اور دباکر ہٹانیکے ہین جو شاید کو سنچا دینی کی ہی غرضکہ ہمز ایک قسم ہی انکو کہتی ہین اسصورت مین ہمزات شیاطین سی غرض وہ وسوسی اور بہکانا ہی جو شیطان دلون کی ڈالتی ہین حضرت ابن عباسؓ اور حسنؓ فرماتے ہین کہ ہمزات شیاطین انکی خلشین اور وسوسی ہین اور ہمزات کی تفسیر شیاطین کی پھونک اور دم سی بھی کی گئی ہی اور مجاہد کا قول یہی ہی اور نیز ہمزات کو دیوانگی از قسم جنون سی

(ترجمۂ زیرِ سطر:) تیری پناہ چاہتا ہون شیطان مردود سی جسکی ہمیشہ ہمز ونفخ اور نفث... / کہہ اے رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطان کی چھیڑ سی

من همزات الشیاطین والهمزات جمع همزة کالتمرات جمع تمرة واصل الهمز الدفع ومنه قول الکسائی همزته ولمزته ولهزته ونهزته اذا دفعته قال ابو عبیدة والتحقیق ان الهمز دفع بنخس وهو قریب من ذلک الدفع ومنه همز الشیاطین دفعهم بالوساوس والاغواء الی القلب قال ابن عباس والحسن همزات الشیاطین نزغاتهم ووساوسهم وفسر همزه بالموتة وهو قول مجاهد وهو الجنون

جو شیاطین کی طرف سے ہو انہیں بھی تعبیر کیا ہے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمز اور چیز ہے سوا نفخ اور نفث کے اور کبھی یون کہتے ہین کہ ہمزات جب اکیلے مستعمل ہوتے ہین تو جتنی آفتین شیطانونکی آدمی کے لئے ہین وہ سب ہمزات مین آجاتی ہین اور جب نفخ اور نفث کے ساتھہ مین آتی ہین تو ایک نوع خاص مراد ہوتی ہے جیسے اور الفاظ سے معانی جدا جدا مراد ہوتے ہین بعد اسکے الله تعالی فرماتا ہے وَاَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ یعنی اے رب تجھہ سے پناہ مانگتا ہون اس سے کہ شیطان میرے پاس آئین بعضون نے کہا ہے کہ مراد ہے کہ میرے کاموں مین پاس آئین اور کلبی کا قول ہے کہ تلاوت قرآن کیوقت انکے پاس آنیسے غرض ہے اور عکرمہ فرماتے ہین کہ جانکنی اور رحلت کیوقت مین آنیسے مراد ہے غرضکہ خدا تعالی نے ان دونو آیتون مین اپنے بندہ کو حکم فرمایا کہ شیطانونکی دونو طرحکی شرارت سے پناہ مانگے اول انسان پر انکے وسوسہ وغیرہ پہنچانے سے دوم انسان کے پاس انکے آنے سے اور ان دونو آیتونکو جو بعد اس آیت کے ذکر فرمایا ہے ادفع بالتی ہی احسن السیئۃ نحن اعلم بما یصفون تو اسمین یہہ حکم دیا ہے کہ انسانونکی شیطانونکی برائی کو اپنے اوپر سے بھلائی کرکے ٹالنی چاہئیے اور شیاطین جن کی برائی کو استعاذہ سے دور کرنی چاہیے

اور اسکی مثل ہو اللہ تعالیٰ کا فرمانا سورہ اعراف مین کہ اول ارشاد
فرمایا خُذِ العَفْوَ وَأْمُرْ بِالعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِينَ اسمین حکم دیا کہ جاہلون
کی شرکو اُن سی روگردانی کرکے دور کرنا چاہیے پہر فرمایا وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ
مِنَ الشَّيطَانِ نَزغٌ فَاستَعِذْ بِاللهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اور اسیطرح سورہ فصلت مین
مین ہی کہ اول ارشاد ہی وَلَا تَستَوِي الحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحسَنُ
پہر یہہ فرمایا وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيطَانِ نَزغٌ فَاستَعِذْ بِاللهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ العَلِيمُ
اِس سورت مین اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ العَلِيمُ کہا یعنی ضمیر غائب انہ کی تاکید ایک ضمیر
منفصل ہو سی کی اور سمیع اور علیم کو معرف لام سی کیا اور اعراف مین
صرف انہ سمیع علیم فرمایا اور غالبا اسکا بہید یہہ ہی کہ جس جگہہ صرف نام پر اکتفا
کی ہی اور اسکی تاکید نہین کی تو وہان صرف اُس وصف کا ثبوت منظور ہے
جو استعاذہ کی باب مین کافی ہی اور یہہ بتلاتا ہی کہ اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہی یعنی
تیری پناہ مانگنی کو سنیگا اور تجکو جواب دیگا اور جس چیز سی تو پناہ مانگتا ہی
اوسکو وہ جانتا ہی تجہسی اُسکو دور کردیگا اور اسباب سی مقصود پناہ مانگنی کا
حاصل ہی اور یہہ امر دونو جگہہ پایا جاتا ہی اور سورہ فصلت کی آیت مین
تاکید اور تعریف اور تخصیص کی زیادتی ہوئی تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ

نے وہان اُس آیت کو اُن لوگونکے گمان رد کرنیکے بعد فرمایا ہی جنہونے شک کیا تہا کہ خدا تعالی ہماری اقوال سنتا ہی اور ہماری احوال جانتا ہی جیسا کہ بخاری اور مسلم مین حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سی ثابت ہے کہ کعبہ مکرمہ کے پاس تین شخص جمع ہوئی جنہین سی دو قریش کے اور ایک ثقیف کا یا ایک قریش کا اور دو ثقیف کی تہی اونکی پیٹون کی چربی تو بہت تھی مگر دلونکی سمجہہ کم تھی انہون نے تذکرہ کیا کہ بہلا جو ہم کہتے ہین اوسکو خدا تعالی سنتا بھی ہی پس ایک نے کہا کہ اگر ہم پکار کر کہین تو سنتا ہی اور آہستہ سی بولین تو نہین سُنتا اور دوسری نے کہا کہ جب بعض گفتگو کو سُنتا تو کل کو سنتا اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ تو تاکید انه هو السمیع العلیم اِس انکار کے موقع پر آتی ہی جس سے یہہ غرض ہی کہ صرف وہی واحد برحق ایسا ہی جسکو کامل سننے اور پورا جاننے کی قوت ہی ایسا نہین جیسا اوسکی جاہل دشمن گمان کرتے ہین کہ اگر وہ آہستہ کچھہ کہینگے تو نہین سُنیگا۔ اور ایک خوبی یہہ بہی ہی کہ سورہ فصلت

حدثنا ابن مسعود قال
اجتمع عند البیت ثلاثة
نفر قرشیان وثقفی او ثقفیان وقرشی
کثیر شحم بطونهم قلیل فقه قلوبهم
فقال احدهم اترون ان الله یسمع ما نقول فقال الآخر
یسمع ان جهرنا ولا یسمع ان اخفینا و
قال الآخر ان کان یسمع اذا جهرنا فانه یسمع اذا اخفینا
فانزل الله عز وجل وما کنتم تستترون
ان یشهد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا
جلودکم ولکن ظننتم ان الله لا یعلم
کثیرا مما تعملون الی قوله من الخاسرین
فی سیاق هذا الانکار ای هو وحده
الذی له کمال السمع واحاطة
العلم لا کما یظن اعداؤه
الجاهلون انه لا یسمع
ان اخفوا وجہروا
فی ذلک الآیات
السمیع البصیر
من سورة فصلت

مین یہ حکم ہی کہ لوگونکی برائی کو اپنے اوپر سے احسان کرسکے ٹالنا چاہئے اور یہہ بات نفسونپر صرف روگردانی کی نسبت کر نہایت شاق ہی اور اسی لحاظ اس آیت کو اس قول کے بعد فرمایا وَمَا يُلَقَّاهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقَّاهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۔ اور ایک وجہ یہہ ہے کہ یہان صفات کمال کا ثابت کرنا اور انکے ثبوت کی دلیلین اور اپنے رب ہونیکی نشانیان مذکور ہین اور اسی مضمون کے لحاظ سی اسکی بعد یہ آیتین مذکور فرمائی ہین وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ تو حرف تعریف اسلیے لائے کہ اس سے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نامونمین سے السمیع اور العلیم بھی ہین جیسے اور اسماء حسنی سبکے سب لام تعریف کی ساتھ ہین اور جو آیت کہ سورہ اعراف مین ہی اوسمین مضمون مشرکون اور اونکے بھائی شیطانون کے وعید کا ہی اور پناہ چاہنے والیکو وعید کہ اوسکا ایک پروردگار ہی جو سنتا جانتا ہی اور مشرکون کے خدا نہ سنتے ہین نہ دیکھتے نہ جانتے تو پھر وہ کسطرح اونکو خداتعالیٰ کی برابر عبادت مین کرتے ہین ۔ اور ازانجا کہ پناہ چاہنے کی چیز سورہ مومن مین کفار کی لڑائی جھگڑے کی شر تھی جو خداتعالیٰ کی آیتو مین اور ان افعال مین نکالتے تھے

آیتونپر مترتب ہوتے ہین اور آنکہہ سی سوجہتی ہین تو اوسکی لئی خدا تعالےٰ

فرماتا ہی اِنَّ الَّذِینَ یُجَادِلُونَ فِی آیَاتِ اللّٰہِ بِغَیرِ سُلْطَانٍ اَتٰہُم اِن فِی

صُدُورِہِم اِلَّا کِبرٌ مَا ہُم بِبَالِغِیہِ فَاستَعِذ بِاللّٰہِ اِنَّہُ ہُوَ السَّمِیعُ البَصِیرُ اور یہان

تو جس چیز سی پناہ مانگتی ہین وہ معلوم نہین ہوتی اسلئی کہ شیطان اور اوسکا

گروہ تو ہمکو دیکہتا ہی اور ہم اوسکو نہین دیکہتی صرف اللہ تعالی اور اوسکی

رسول مقبول کے خبر دینی سی ہمکو اوسکا وجود معلوم ہی پس جب محسوس چیز

کے لئی استعاذہ کا ارشاد ہی تو ظاہر ہی کہ اس نفل کے کہونسی سی پناہ

مانگنی پر ضرور ہی **فصل** پس قرآن مجید نے ان دونو دشمنونکے دور

کرنیکو استعاذہ اور جاہلون سی کنارہ کشی بلکہ اونکی برائی کو بہلائی سے

ٹالنی کو بتادیا اور یہہ بہی خبر دی کہ جسکو یہہ بات نصیب ہوئی وہ بڑا شخص

ہی اور چونکہ اوسکا ملنا بدون صبر کے نہین ہوتا اسلئے ارشاد ہوا وما یلقاہا

الا الذین صبروا۔ اور از انجا کہ غضب شیطان کی سواری ہی اور اس صورت

مین نفس سرکش اور شیطان ایکدوسرے سی آشتی پاکر نفس مطمئنہ پر زور کرتے

ہین اسلئی بندہ کو حکم نفس مطمئنہ کی مدد کا ہوا اسطرح کہ شیطان سی پناہ مانگی

تاکہ اوسکو دفع پر قادر ہو اور صبر کی کمک پونہچ جاوی جسکے ساتھہ فتح ہی

وبجاء قاذ الايمان والتوكل فابطل سلطان الشيطان فانه ليس له سلطان على الذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون قيل له الحجة والصواب ليس له طريق لا من جهة الحجة ولا من جهة القدرة وقد اخبر الله تعالى انه لا سلطان له على عباده المخلصين المتوكلين فقال في سورة الحجر قال هذا صراط علي مستقيم ان عبادي ليس لك عليهم سلطان الا من اتبعك من الغاوين وقال في سورة النحل انه ليس له سلطان على الذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون انما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون فابطل سلطانه على اهل التوحيد والاخلاص واثبته على اهل الشرك والولاية يتولاه ولما علم عدو الله ان الله لا يسلطه على اهل الاخلاص قال الا عبادك منهم المخلصين فان قيل فقد اثبت له السلطان على من تولاه وقال نفي ذلك في قوله تعالى وما كان له عليهم من سلطان

اور ایمان اور توکل کی مدد آکر شیطانکا غلبہ بیکار کر دے اس لئے کہ
لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ قرآن مجید مین آچکا ہے
اسکی معنی بعض لوگ یہہ کہتے ہین کہ اسکو حجت نہین اور بہتر یہہ ہے کہ یون
کہین کہ اوسکو رستہ نہین نہ حجت کیطرف سے نہ قابو کیطرف سے اور اللہ تعالے
نے خبر دی ہے کہ شیطانکو غلبہ نہین ہمارے مخلص اور متوکل بندون پر چنانچہ
سورہ حجر مین فرمایا قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ
عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ اور سورہ نحل مین فرمایا
إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ
عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطانکا
غلبہ اللہ تعالی نے اہل توحید اور اخلاص پر بیکار کر دیا ہے اور اہل شرک
اور ان لوگون پر جو شیطان سے موافق ہین ثابت رکھا ہے اور جبکہ دشمن خدا
ابلیس نے جان لیا کہ اللہ تعالی مجکو اہل اخلاص پر مسلط نہین فرماتا تو
کہا کہ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ پس اگر کوئی کہے کہ سورہ نحل کی آیت سے
شیطان کا دباو اوسکے موافقون پر ثابت ہے حالانکہ سورہ سبا مین
اسکی نفی پائی جاتی ہے اس آیت مین وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطَانٍ

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَۃِ مِمَّنْ ھُوَ مِنْھَا فِیْ شَکٍّ تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ
اگر ضمیر جمع غائب وماکان لہ علیہم کی مومنین کیطرف پھرتی ہی تب تو اعتراض
ہی جاتا رہتا ہی اور استثنا منقطع ہو جاتا ہی تو یہہ معنی ہوئی کہ ہمنی اونکا امتحان ابلیس
سے لیا تاکہ سمجہا مین اوسکو جو آخرت پر ایمان لاتا ہی اوس سے جو آخرت کیطرف
سے وہمو کے مین ہی اور اگر اُن لوگونکی طرف پھرتی ہی جنکی طرف اس آیت مین ہے
وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْھِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّہٗ فَاتَّبَعُوْہُ اور یہی ظاہر بھی ہی تو یہہ معنی ہونگے
کہ شیطان کا دباؤ اونپر صرف اسوجہ سے ہی کہ آخرت پر جو ایمان لاوے اوسکو
ہم جان لین غرضکہ نفی مطلق دباؤ کی ثابت نہین ہوتی اب اگر یہہ کہا جاوے کہ سورۂ ابراہیم
کی آیت مین کیا کروگی وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ جسمین
قول اگرچہ شیطانکا ہی مگر خدا تعالی نے اسکو بیان فرمایا ہی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ جس
دباؤ کی یہان نفی ہوئی ہی وہ حجت اور برہان ہی چنانچہ حضرت ابن عباسؓ
اس آیت کے معنی یہہ فرماتے ہین کہ میرے پاس کوئی دلیل نہ تہی جس سے
مین تمہارے اوپر غالب آتا صرف اتنا ہی ہوا کہ مینی تمکو بلایا تمنی بے حجت و
برہان میری پیروی اختیار کی اور جس دباؤ کا ہونا سورہ نحل کی آیت اِنَّمَا سُلْطٰنُہٗ
مین پایا جاتا ہی وہ شیطانکا لوگون پر مسلط ہونا بہکانیمین اور اونکا ایسی طرح قابو

یقوم الی الکفر والشرک وتزعجهم الیه قال تعالی انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین تؤزهم ازا قال ابن عباس تغریهم اغراء وفی لفظ تحرضهم تحریضا وفی اخری تزعجهم ازعاجا وفی اخری توقدهم ای تحرکهم کما تحرک النار بالایقاد ومن الأزیز وهو الغلیان والتهییج ...

میں لاتا ہی جس سی کفر وشرک کیطرف اُنکو اکساوی اور اُبھاری دیکھو اللہ فرماتا ہی اِنَّا اَرْسَلْنَا الشَّیَاطِینَ عَلَی الْکَافِرِینَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا حضرت ابن عباسؓ (ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر اوچھالتے ہیں انکو اوبھار کر) اِسکی معنی یہہ فرماتی ہین کہ بہکاتا ہی اُنکو بہکانا اور ایک روایت مین ہے کہ برانگیختہ کرتا ہی انگیختہ کرنا اور ایک مین ہی کہ اُبھارتا ہی اُبھارنا اور ایک مین ہے کہ بھڑکاتا ہی انکو یعنی ہلاتا ہی اونکو جیسے بھڑکانے سی آگ ہلائی جاتی ہی اور تؤز مشتق ہی ازّ سی جسکی معنی تحریک اور اُٹھانیکے ہین لیکن شیطان کے پاس کوئی حجت اور دلیل نہین کفار نے اوسکا کہنا صرف بلانیکے ساتھہ ہی مان لیا اِسلئی کہ اُسکا بلانا اونکی خواہشون کے موافق تھا اِسلیئے خود بخود اوسکی طرف چلی آئی اور چونکہ اللہ فرماتا ہی وَلَنْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکَافِرِینَ عَلَی الْمُؤْمِنِینَ سَبِیلًا (اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر راہ) اِس سی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی بندہ پر شیطانکا دباؤ نہین کرتا جب تک کہ بندہ شیطانکی فرمانبرداری سی اوسکی راہ نہین نکالتا

تیرہوان باب

شیطانکی اُن مکرون مین جنسے وہ آدمیکو فریب دیتا ہے

اللہ تعالی اپنی دشمن ابلیس کا حال تبلانیکو اوسکا قول نقل فرماتا ہے فَبِمَا اَغْوَیْتَنِی لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیمَ ثُمَّ لَآتِیَنَّهُمْ مِنْ بَیْنِ اَیْدِیهِمْ وَ (تو جیسا تونے مجھے گمراہ کیا ہی میں بیٹھونگا انکی تاک میں تیری سیدھی راہ پر پھر ان پر آؤنگا انکے آگے سے)

بحجة ولا برهان وانما استجابوا له بمجرد دعوته لما وافقت اهواءهم واغراضهم فاعانوا من انفسهم ...

والله سبحانه لم یجعل للشیطان علی العباد سلطانا حتی جعل له العبد سبیلا بطاعته ... ولن یجعل الله للکافرین علی المؤمنین سبیلا

الباب الثالث عشر فی مکاید الشیطان التی یکید بها ابن آدم قال الله تعالی اخبارا عن عدو ابلیس فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطک المستقیم ثم لآتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم

بین خلفہم وعن ایمانہم وعن شمائلہم ولا تجد اکثرہم شاکرین اور حدیث سبرۃ بن الفاکہہ میں گذرچکی جسمین یہہ مذکور تہا کہ شیطان آدمیکی سب راہوں پر بیٹہا اس سے معلوم ہوا کہ کوئی طریق خیر ایسا نہین جسپر شیطان نہ بیٹہا ہو اور سالک کی رہزنی نکرتا ہو اور یہ جو آیت مین من بین ایدیہم مذکور ہے اسکی تفسیر مختلف ہی حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت تو یہہ ہی کہ آدمیون کو آخرت کے بابمین دہوکا دونگا اور ایسا ہی کچہہ حسنؒ سے مروی ہے اور مجاہد فرماتے ہین کہ اوس سے یہہ غرض ہے کہ ایسی طرف سے آونگا جہاں سے دیکہین اور من خلفہم سے حضرت ابن عباس یہہ غرض رکہتے ہین کہ اونکو انکی دنیا مین رغبت دلاؤنگا اور حضرت حسنؒ فرماتے ہین کہ دنیا کیطرف سے اونکے پاس آکر دنیا کو اونکی لئے آراستہ کرونگا اور اوسکی خواہش دلاؤنگا اور ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ آخرت کیطرف سے آونگا۔ اور ابو صالح فرماتے ہین کہ آخرت مین انکو شک ڈالونگا اور اسکو ان سے دور کرونگا اور مجاہدؒ اس سے یہہ مراد فرماتے ہین کہ ایسی جگہہ سے آونگا کہ وہ نہ دیکہین اور عن ایمانہم کی تفسیر مین حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ انپر انکا دین مشتبہ کرونگا اور ابو صالح کہتے ہین کہ حق باتین انکو شک مین ڈالونگا

وعن ابن عباس من قبل حسناتهم قال الحسن انبطهم عنها وعن شمائلهم الباطل الفقه عليهم وارغبهم فيه وقال الحسن السيئات بامرهم بها وزينها لهم ولم يقل من فوقهم لعلمه ان الله من فوقهم وعن الشعبي قال الله انزل الرحمة من فوقهم وقال قتادة اتاك الشيطان يا ابن آدم من كل وجه غير انه لم يأتك من فوقك لم يستطع ان يحول بينك وبين رحمة الله وعن بعضهم

اور ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سی یہہ ہی کہ اونکی نیکیونکی طرف سی آونگا اور حسنؒ فرماتے ہین کہ اس سی یہہ غرض ہی کہ نیکیونکی جانب سے انکو سست کرونگا اور عن شمائلہم کے معنی یہہ ہین کہ باطل کو انمین رائج کرونگا اور اسکی ترغیب اونکو دلاونگا اور حسنؒ فرماتے ہین کہ برائیونکا حکم کرونگا اور اونکو انکی نظرونمین اچھا کردکہاونگا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ شیطان نے چارجہت اپنی آنیکے بیان کئی یہہ کہا کہ اونکے اوپر سی آونگا اسلئے کہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی اونکے اوپر ہی اور شعبی سی مروی ہی کہ اللہ نے رحمت اونکی اوپر سی نازل فرمائی اور قتادہؒ فرماتی ہین کہ ای ابن آدم شیطان تیرے پاس ہر طرفسی آیا مگر اوپر کیجانب سی نہین آیا اوسکو قدرت نہوئی کہ تجہہ مین اور خدا تعالی کی رحمت مین حائل ہوجاتا۔ اور بعض اکابر اس آیت کی معنی یہہ کہتی ہین کہ مین بنی آدم کو اتنا بہکاونگا کہ وہ اون باتونکو جو پہلی امتونمین ہوچکی ہین اور مرنیکے بعد جی اٹھنی کو جھٹلاوینگی یعنی سامنی سی غرض حالات گذشتہ سلف کی امتونکی ہین اور پیچھی سی غرض احوال قیامت ہی اور دہنی اور بائین سی یہہ مراد ہی کہ اونکو اونکی کاموںمین بہکاونگا سلئی کہ کام کو یون ہی بولا کرتے ہین کہ یہہ عرض ہی تیری دونوں ہاتہہ کی کمائی کا

اگرچہ ہاتھوں سے کچھ خطا نہین کی ہوتی الا ابحث سے کہ تصرت مین ہاتھہ ہی
اصل ہین جو کچھ عمل اور اعضا سے کیا جاتا ہے اوسکو بھی اونہین کیطرف منسوب
کرتے ہین اور اور لوگ کہتے ہین اور زمخشری بھی اونہین مین ہے کہ ان طرفونکا
ذکر تاکید مین مبالغہ کے لئے ہے اور غرض یہہ ہے کہ سب طرفون سے آونکا اور یہہ مثال
شیطان کے وسوسہ اور حتی الامکان آدمیونکو فریب دینے کی ہے شقیق نے کہتے
ہین کہ ہر صبح کو شیطان میرے لئے چار گھات مین بیٹھتا ہے اول سامنے سے کہتا ہے
کہ تو خوف مت کر اسلئے کہ اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے پس مین یہہ
پڑھتا ہون وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی دوم میرے
پیچھے سے مجکو ڈراتا ہے کہ تیرے لیس ماندے تلف ہوجاوینگے تو مین یہہ آیت پڑھتا ہون
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا سوم میرے داہنے سے میری تعریف
کرتا ہے تو مین پڑھتا ہون وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ چہارم بائین سے شہوات کی رغبت
دلاتا ہے تو مین یہہ پڑھتا ہون وَحِیْلَ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَھُوْنَ اور جس دلیل سے
کہ سلف کے اقوال کی صحت معلوم ہوتی ہے وہ یہہ آیت ہے وَقَیَّضْنَا لَھُمْ قُرَنَآءَ
فَزَیَّنُوْا لَھُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ ما بین ایدیھم
سے امر دنیا سے غرض ہے وما خلفھم سے امر آخرت سے اور معنی یہہ ہین کہ دنیا کو

انکی نظر دنین اچھا کر دیا یہانتک کہ اسکو اختیار کر لیا اور انکو اسباب
کیلیف نبلایا کہ آخرت کو نمانین اور اس سی روگردانی کرین آور ابن زید فرماتے
ہین کہ مراد یہہ ہی کہ انکی نظر دنین جو اعمال بد کہ گذر گئی اور جو وہ آگے کو کرینگی
اچھی کر دی اور معنی یہہ ہوئی کہ جو کچھ وہ کر چکے ہین اسکو بہلا دکھایا تو اس سے
تائب نہوئی اور جن اعمال کا عزم رکھتی ہین انکو بہلا دکھایا تو نیت انکے
کرنیکی کی نہ رضکہ دشمن خدا کا یہہ قول کہ مین انکی سامنی اور پیچھی سی آونگا دنیا اور آخرت
دو نو کو شامل ہی اور اسکا جو یہہ قول ہی لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا
وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ
اسمین مفروضا کے معنی ضحاک نے معین کے کہی ہین اور زجاج نے کہا ہی
کہ اسکی یہہ معنی ہین کہ ایک حصہ اپنی نفس پر مقرر کر لونگا فراء کا قول یہہ ہی کہ اسکی
مراد یہہ ہی کہ جسقدر آدمیون پر شیطانکا گذر کر دیا گیا ہی وہی مثل مفروض کی ہی
مین کہتا ہون کہ فرض واقع مین انداز کرنا ہی پس مراد یہہ ہوئی کہ جو شخص شیطان کا
تابع ہوگا اور اوسکی اطاعت کریگا تو وہ اسکی نصیب مفروض اور حصہ مقرری
مین سے ہوگا سو ثابت ہوا کہ آدمیونکی دو قسمین ہوئین ایک شیطانکا حصہ دوم خدا تعالی اسکے
دوست اور اسکی گروہ اور لَأُمَنِّيَنَّهُمْ کے معنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین

اِس سی غرض توبہ کاٹنا لنا اور اوسمین تاغیر کرنی ہو اور کلبی نے کہا ہو کہ اس
سی یہہ مراد ہو کہ ان کو توقع دلاوِنگا کہ بہشت ہی نہ دوزخ نہ کسیطرح کی مشقت
اور زجاج کہتی ہین کہ اِس سی یہہ غرض ہو کہ گمراہ کرنیکے ساتھہ یہہ بات اُن
کو دونگا کہ انکو وہم دلاونگا کہ باوجود ان حرکات کی حصہ آخرت ہمکو ملیگا اور بعضون
نے کہا ہو کہ ارتکاب خواہش نفس کی اونکو توقع دلاونگا جو مقتضی نافرمانی اور
بہ عفو کی ہے اور بعض کہتی ہین کہ دنیا مین زیادہ رہنے کی توقع دلاونگا یعنی دنیا
مین توقع زیست کو انکی لئی بڑہا دونگا تا کہ اوسکو آخرت پر اختیار کرین اور فلیبتکن
اذان الانعام سی مراد سانڈ کے کان کاٹنی کی ہی۔ اکثر ائمہ نے بچیکا کان
چھیدنا زیور کے لئی مکروہ کہا ہی اور بعض نے لڑکیون کیواسطی اجازت دی ہے
اور انہین مین سی امام احمد ہین اور حدیث ام زرع سے اپنی مسند بیان کی ہے
جسمین ہی کہ بلادی مجہکو زیور سی میری دونو کان اور اوسپر فرمانا آنحضرت صلی الله
علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عائشہ رض کو کہ مین تیری لئی ایسا ہون جیسی ابو زرع تہا
ام زرع کی لئی (اس سی معلوم ہوتا ہی کہ آپنے حضرت عائشہ کے کانمین زیور
کو الا تمام) اور جو اوسنی کہا فلیغیرن خلق الله حضرت ابن عباس فرماتی ہین
کہ خلق سی مراد دین ہی اور یہی ہی قول ابراہیم اور مجاہد اور حسن اور ضحاک کا در

وقتادة والسدی وسعید بن المسیب وسعید بن جبیر ومعناه ان الله فطر عباده على الفطرة المستقیمة وهي ملة الاسلام كما قال تعالى فطرت الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ولذا قال صلى الله عليه واله وسلم ما من مولود الا يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه كما تنتج البهيمة بهيمة جمعاء هل تحسون فيها من جدعاء حتى تكونوا انتم تجدعونها

قتادہ اور سدی اور سعید بن المسیب اور سعید بن جبیر رحمہم اللہ کا اور معنی اسکے یہ
ہین کہ اللہ تعالی نے اپنے بندونکو سیدہی پیدایش یعنی ملت اسلام پر پیدا کیا ہی چنانچہ
خود ارشاد فرمایا فِطْرَةَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ اور اسی جہت
(وہی تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگونکو بدلنا نہیں اللہ کی بنائی کو)
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو لڑکا ہی وہ اصل اسلام پر پیدا
ہوتا ہی پہر اوسکی ماباپ اوسکو یہودی اور نصرانی اور مجوسی کرلیتے ہین جیسے
چوپایہ صحیح سالم بچہ دیتا ہی کوئی اوسمین نکٹا بوچا نہین ہوتا یہانتک کہ تم اوسکو
نکٹا بوچا کرو پہر حضرت ابو ہریرہ راوی حدیث نے یہہ آیت پڑہی فطرة اللہ التی
فطر الناس علیہا یہہ حدیث بخاری اور مسلم دونوہین ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے دوباتونکو ایکجا فرمایا فطرت کے بدلنی کو تو یہودی اور نصرانی
کرنیسے اور پیدایش کی بدلنی کو ناک کان کاٹنی سے اور یہہ دونو وہ باتین ہین کہ
شیطان نے خبردی ہی کہ انکو ضرور بدلونگا اور ایسا ہی کیا کہ خدا تعالی کی فطرت کو تو
شرک سے بدلدیا اور اوسکی بناوٹ کو کاٹنے اور چیرنے سے غرضکہ ایک تبدیل تو
پیدایش روح کی ہی اور دوسری پیدایش صورتونکی پہر اس آیت کے بعد ارشاد
فرمایا یَعِدُہُمْ وَیُمَنِّیْہِمْ اسکے یہہ معنی ہین کہ اونسے وعدہ بہت دنون تک جینے اور
(انکو وعدہ دیتا ہی اور انکو توقع بتاتا ہی)
دنیاکے ماننے کا کرتا ہی اور کہین کہین جہوٹی آرزؤنکی توقع دلاتا ہی اور نفس باطل

اور خسیس نکمی آرزوان اور جہوٹے وعدونسی ایسا خوش ہوتا ہی جیسے لڑکے
اور عورتین اُن سی خوش ہوا کرتی ہین خلاصہ یہہ کہ باطل قولونکا منشا شیطان کا
وعدہ اور توقع دلانا ہی اور اسیلئی اللہ تعالی فرماتا ہی اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ
وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاۤءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْہُ وَفَضْلًا یعنی شیطان تمکو محتاج
ہونے سی ڈراتا ہی اور بخل یا سب برائیونکا حکم کرتا ہی اور حدیث مین ہی کہ آدمی
کے دلپر فرشتہ کی ایک لپٹ ہی اور ایک شیطانکی فرشتہ کی لپٹ تو خیر کا
وعدہ دینا اور وعدہ کا سچا کرنا ہی اور شیطان کی شر کا وعدہ دینا اور
وعدہ جہٹلانا ہی پہر آپنے یہ آیت پڑہی الشیطان یعدکم الفقر الایۃ ❊
فصل شیطانکا مکر انسان کیلئے ایک یہہ ہے کہ اوسکو اول آن جگہونمین
لاتا ہی جنمین اوسکو سوجہا دیتا ہی کہ تیرا نفع انہین مین ہی پہر انجام کو ایسے
ٹہکانونمین پونہچا دیتا ہی جہان اوسکی تباہی ہوا ور اپنے آپ اوس سی کنارہ
کرتا ہی اور اوسکو پہنسا کر آپ کہڑا ہوا اوسکی رنج سی خوش ہوتا ہی اور اوس
سی تمسخر کرتا ہی مثلا اوسکو چوری اور زنا اور قتل کا حکم کرتا ہی اور یہہ چیزین
اوسکو بتلا کر پہر رسوا کرتا ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی وَاِذْ زَیَّنَ لَہُمُ الشَّیْطَانُ
اَعْمَالَہُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ فَلَمَّا تَرَاۤءَتِ الْفِئَتَانِ

نكص على عقبيه وقال اني اري ما لا ترون اني اخاف الله والله شديد العقاب فانه راى ... المشركين عند خروجهم الى بدر في صورة سراقة بن مالك وقال اني جار لكم ...

نكص على عقبيه وقال انى برئ منكم انى ارى مالاترون انى اخاف الله والله
شديد العقاب یعنی مشرک جب جنگ بدر مین نکلے تو شیطان سراقہ بن مالک
کی صورت مین اونکو معلوم ہوا اور کہا کہ بنی کنانہ اگر تمہاری زن و فرزند سی کچھ
برائی کرینگے تو مین تمکو بچا دونگا جب اوسنے خدا تعالی کا لشکر فرشتونکا لڑائی مین
دیکھا تو مشرکونکے پاس سی بھاگ گیا اور اونکو حوالہ کر دیا اور ایسا ہی اوس تارک الدنیا
کے ساتھ کیا جسنے عورت اور اوسکے بچہ کو مار ڈالا اول تو اوس عابد کو اوس
عورت سی زنا کرنیکو کہا جب وہ حاملہ ہوگئی اور بچہ ہوا تو اوسکے مار ڈالنے کا امر کیا
پھر اوسکے گھر والونکو عابد کا حال بتایا اور آنکو سارا معاملہ دا انکشاف کر دیا پھر
عابد سی کہا کہ مجھے سجدہ کرے تو بچ جاویگا جب عابد نے سجدہ کیا تو اوسکو چھوڑ کر بھاگ
گیا اور اسی حال کے بیان مین خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ہی كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ
إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ الآیہ اور یہہ جو شیطان نے کہا کہ انی اخاف الله تو بعض
اسکے معنی یہہ کہتے ہین کہ شیطان کو خوف ہوا کہ کہین دنیا مین گرفتار نہو جاؤن اور
بعضے کہتے ہین کہ اس بات سی ڈرا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھکو پکڑ کر لوگون سی میرا حال کہدین
اور بعضون نے کہا ہی کہ شیطانکو گمان ہوا کہ جس وقت تک کی مہلت ملی ہی وہ آپہونچا
اسلئے عذاب مین پڑنے سی اور جان پر بننے سے ڈرا

فصل

اور ایک مکر شیطا نکا

... كمثل الشيطان اذ قال للانسان اكفر الاية ... وقوله اني اخاف الله ... فصل ومن كيده

یہہ ہی کہ مومنونکو اپنے دوستدارونسے ڈراتا ہی اسلیئے وہ اوسکے رفیقون سے
ڈرتے ہین اونکو نیک کام کا حکم کرتے ہین بُری بات سے روکتے ہین اللہ تعالی فرماتا
ہی اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ
یہہ جو ہی سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہی اپنے دوستون سے سو تم ان سے مت ڈرو اور مجہسے ڈرو اگر ایمان رکہتے ہو
یعنی تمکو اپنے رفیقوں سے ڈراتا ہی اور قتادہ فرماتے ہین کہ اس سے یہہ غرض ہی کہ اپنے
دوستدارونکی بڑائی تمہارے دلونمین ڈالدیتا ہی پس تم اُن سے مت ڈرو اور مجہسے ڈرو
اگر ایماندار ہو اس سے معلوم ہوا کہ جسقدر بندہ کا ایمان قوی ہوتا ہی اوسیقدر اسکے
دل سے خوف شیطان کے یارونکا جاتا رہتا ہی اور جتنا ایمان ضعیف ہوتا ہی اوسیقدر
آدمی کو اُنکا خوف گاڑہا ہوا کرتا ہی اور ایک مکر شیطانکا یہہ ہی کہ آدمی پر جادو کرتا
ہی یہانتک کہ جو چیز آدمی کو بہت بڑا ضرر کرتی ہی اُسکو اُسکی نظرونمین اچہا کر دیتا ہی اوسکو
یہہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ یہہ چیز مجکو سب سے زیادہ مفید اشیا کے
میں سے ہے اور جو چیز سب سے زیادہ فائدہ کرتی ہے اُس سے آدمی
کی طبیعت کو اُچاٹ کر دیتا ہی حتی کہ اوسکو یہہ خیال بندہ ہوتا ہی کہ یہہ چیز مجکو مضر ہی
اس جادو سے اُسنے بہت سے آدمیونکو لے ڈالا اور بہتونکو ایمان اور احسان سے
اسی سحر سے روکدیا اور اکثر امر باطل کو چکنا کر اچہی شکل مین ظاہر کیا اور حق
کی مذمت کرکے اسکو بُری شکل مین نکالا۔ پس یہہ وہی شیطان ہی کہ عقلون پر جسنے

انه یعنی فی المؤمنین من
اولیائه فاذا جاء وه صدقوهم
ولا یأتمرون بامرهم بالمعروف فیأتوهم
وینهیهم عن المنکر فان
نما کان اتباعه لکم من الشیطان
یتبعون اولیاءه و…
… فخافونی وخافوا فوق من ان
… الی یخوفکم باولیائه
کنتم مؤمنین … فان
… ومن المؤمنین فکلما
کان قوة ذا تعظیم ان کان … ان کنتم مؤمنین اولیاء
… العقاب … آیة تخفیف
… وکلما ضعف … بخافة
الشیطان وکلما …

منهم ومن مکائده انه یسحر العقل
حتی یزین الیه ما یضره اعظم الضرر
فیخیل الیه انه من انفع الاشیاء
له وینفر من انفع الاشیاء
حتی یخیل الیه انه یضره
فتن عن السحر من انسان و
کم حال بینه و
بین الایمان والاحسان و
کم جلی الباطل
وابرزه فی صورة حسنة
وشنع الحق واخرجه
فی صورة مستهجنة فهو الذی

جادو کردیا ہے اور عقل والونکو مختلف بدعتون اور شاخ در شاخ تجویزون ڈالا
اور انسی مہلک رستی مثل بیٹیون کے زندہ درگور کرنے اور ماؤن سی نکاح کرنیکی
طرف لے گیا اور باوجود کفر اور بدکاری اور زنا زمانی کے انسی وعدہ کردیا کہ تمکو بہشت
ملیگی اور شرک کو تعظیم کیصورت مین انپر ظاہر کیا اور خدا تعالی کے بیکار جاننی کو پاک
جاننی کے قالب مین انکو سمجہادیا اور اچہی بات کی حکم نکرنی اور بری بات سی نروکنی
کو اس پیرایہ مین کیا کہ یہ خوش خلقی اور لوگون سی میل کی بات ہے اور اس آیت پر
عمل ہے کہ علیکم انفسکم اور حدیثات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائی اوس سی
روگردانی کو اپنی آپ سی زیادہ جاننی والیکے تقلید کی شکل مین انکو بتایا۔ غرضکہ
یہہ ہی ابلیس ہے جسنے آدم و حوا علیہما السلام ہماری ماباپ کو جنت مین سی نکالا یہی
قابیل کا ساتھی تھا جب اوسنی اپنی بھائی ہابیل کو قتل کیا اور حضرت نوح علیہ السلام
کی قوم جب ڈبائی گئی اور قوم عاد جب نہایت تیز آندہی سی تباہ ہوئی اور حضرت صالح
علیہ السلام کی قوم جب چیخ سی ہلاک کی گئی اور حضرت لوط کی امت جب زمین مین دہسا
گئی اور جیسی پتہر پڑی اور فرعون اور اوسکی قوم جب خوب پکڑی گئی سب کا
ساتھی یہی ملعون تہا اور جنگ بدر مین مشرکین قریش کا یار تھا اور ہر ہلاک ہونیوالے
اور مبتلا شخص کا ساتھی ہے

فصل

اول مکر اور فریب اس دغا باز کا یہہ ہوا کہ

ماں باپ کو فریب یا جھوٹی قسموں سے کہ میں تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں چنانچہ
اللہ تعالے فرماتا ہے فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ
سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ
وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ اور فریب دینے کی وجہ یہ ہوئی کہ
شیطان نے معلوم کر لیا کہ یہ دونو جنت میں ہمیشہ رہنا چاہتے ہیں اور اوسکے
مکر کا دروازہ یہی ہے جسمیں وہ گھستا ہے یعنی انسان کی خون کی جگہہ میں پھر کر اوسکے
نفس سے ملجاتا ہے اور جس چیز کی رغبت اور محبت نفس میں پاتا ہے اوسکو معلوم
کر لیتا ہے پس اوسی راہ سے اوسپر داخل ہوتا ہے اور انسانونمیں سے جو اوسکے بھائی اور
یار ہیں انکو بھی سکھا دیتا ہے کہ اگر تم اپنا مطلب فاسد کسی سے نکالنا چاہو تو اسی راہ
سے اوسکے پاس آؤ اور جو چیز اوسکو محبوب اور مرغوب ہو اوسکو اوسکی نظر میں
اچھا کر دو اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ آیت مذکورہ بالا میں ملکین لام کو کسرہ
سے پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ آدم و حوا علیہما السلام کو یہہ طمع تو نہیں کی
تھی کہ فرشتونمیں سے ہو جاوین مگر بادشاہ ہونیکی تاک میں تھے اسی جہت سے شیطان
اونکے پاس ملک کیطرف سے آیا اور اس قول کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے
هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَى اوس درخت کو ان دونو کے فریب دینے کی لئے

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ

وذلك لما علم من ... منهما ... الذي يدخل منه
فانه يجري من ابن ادم مجرى الدم
الانس اذا ارادوا اغراضهم الفاسدة ان
يدخلوا على من ارادوا من هذا الباب
وكان عبد الله بن عباس يقرأ
من الملائكة
تعالى هل ادلك على شجرة الخلد وملك لا يبلى
وسماها شجرة الخلد

ہمیشہ رہنی کا درخت کہا اور جو لوگ شیطان کے پیرو ہین اونہون نے اوس سے
یہہ سیکہا ہی کہ حرام چیزون کے نام ایسے رکہی ہین جنکے معانی نفسونکو اچھی معلوم
ہون مثلاً شراب کا نام رکہا ام الافراح یعنی خوشیونکی جڑ اور اوسکے بہائی
کا نام ہین کا نوالہ اور سود کا نام معاملہ اور محصولونکا نام حقوق شاہی اور سب سے
بڑی اندہیر کا نام دستور عدالت اور صفات پروردگار سے منکر ہونیکا نام تنزیہ اور
فسق کی مجلسونکا نام پاکیزہ مجلسین (جیسے فارسی مین مجلس نشاط کہتی ہین) اور
جب شیطان نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے سامنے قسم کہائی تو خواہش
اور شبہ دونون جمع ہوی اسلیئے دونو کو خواب غفلت نے لیلیا اور اسپر طرہ
یہہ ہوا کہ اس ملعون نے اپنی قول کو طرح طرح تاکیدون سے مضبوط کیا کہ قسم
کہائی اور حرف اِنَّ سے اوسکی تاکید کی اور معمول یعنی لکما کو مقدم کیا جو
مفید تخصیص ہی اور صیغہ اسم فاعل سے لولا جو مفید ثبوت ہی اور اوسپر لام تاکید
زیادہ کیا اور لَمِنَ النَّاصِحِینَ کہنی سے یہہ بھی نکلتا ہی کہ ایسی جیسی بات کی ناصح
بہت سے ہوتے ہین آدریہی حال اوسکی یارون اور اوسکی جماعت کا ہوتا ہے
جسوقت وہ ایماندارونکو فریب دیتی ہین جیسا کہ منافقون نے کہا تھا
نَشْہَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ کہ اپنی قول کی تاکید شہادت اور اِنَّ اور لام سے کی تہی
ہم گواہی دیتے ہین کہ تو بے شک رسول ہے اللہ کا

استیلاء اس آیت مین تاکید ہی وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا اور یہہ جو آیت
اور قسم کہاتے ہیں اللہ کی کہ وہ تمکو تمہاری نصیحت سناتے ہیں
مین مذکور ہوا فدلاہما ابو عبیدہؓ اسکے معنی فرماتے ہین کہ رسوا کیا آدم و حوا
کو اور چہوڑ دیا اونکو اور یہہ لفظ مشتق ہی تدلیہ اَلدلو سے جسکے معنی کنوئین مین
ڈول ڈالنے کے ہین اور اوسکی اصل یہہ ہی کہ پیاسا آدمی کنوئین مین ڈول
ڈالتا ہی تاکہ اوس سے سیراب ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ اسکی معنی یہہ ہین کہ
جرأت دلائی اُن دونوکو اور یہہ لفظ مشتق دالّہ سے ہی جسکے معنی جرأت کے
ہین اصل مین دللہما تہا ایک لام الف سے بدلگیا مطرف بن عبداللہ فرماتے
ہین کہ شیطان نے حضرت آدم و حوا سے یہہ تقریر کی کہ مین تم دونو سے پیشتر پیدا
ہوا ہون اور تم دونو سے زیادہ جانتا ہون تو تم میری پیروی کرو مین تمکو
ٹہیک ہدایت دونگا اور اسپر آنکے سامنے قسم خدا کی کہائی ایماندار کو یہہ ملعون
خداتعالی ہی کا نام لیکر فریب دیتا ہی چنانچہ ایک حدیث صحیح مین وارد ہی کہ حضرت
عیسی علیہ السلام نے کسی شخص کو چوری کرتے دیکہا پس آپنے اُس سے فرمایا کہ
تو نے چوری کی اُسنے کہا کہ نہین مجکو قسم ہی اُس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود
نہین حضرت عیسیؑ نے فرمایا کہ مین اللہ پر یقین لایا اور اپنی آنکہہ کو جہٹلایا
بعضون نے اس حدیث کے یہہ معنی کہے ہین کہ جب اس شخص نے آپکے سامنے قسم

قسم کہائی تو آپنے جائز رکہا کہ اوسنے اپنا ہی مال لیا ہوگا مینے اسکو چوری
سمجہا اور یہہ ایک تکلف ہی بلکہ اصل یہی ہی کہ اللہ تعالی کا رتبہ حضرت عیسیٰؑ
کے دلمین اس بات سے زائد تہا کہ کوئی اوسکی جہوٹی قسم کہاوے تو جب اوسنے قسم
مین مبالغہ کیا تو آپنے تہمت کو اپنی آنکہہ کیطرف سے ہٹا دیا **فصل** شیطان کا
مکر عجیب ہے کہ نفس کیطرف دیکہتا ہی اگر اوسکی قوتین پشیقدمی اور بلند ہمتی
غالب دیکہتا ہی تو جس چیز کا حکم الہی ہوتا ہی اوسکو اوسکی ہمت کی سامنے تہوڑا
اور حقیر کر دیتا ہی اور آدمی کو یہہ وہم دلاتا ہی کہ اسقدر کافی نہین اسکی ساتہہ
کچہہ مبالغہ اور زیادتی بہی ضرور ہی اور اگر نفس پر سرکشی غالب دیکہتا ہی تو ہمت
کو مقدار مامور سے کاہل اور سست کر دیتا ہی یہانتک کہ آدمی اوسکو چہوڑ بیٹہتا ہی
یا اوسمین کوتاہی کرتا ہی بعض اکابر سلف فرماتے ہین کہ جس باتکا خداوند پاک
نے حکم فرمایا ہی اوسمین شیطان کے دو وسوسے ضرور ہی ہوتے ہین یا تو کمی اور
کوتاہی کیطرف یا زیادتی اور مبالغہ کیطرف اور ان دونو مین سے جس سے
جیت جاوے کچہہ مضائقہ نہین کرتا اکثر لوگ اسی کمی اور بیشی کے جہگڑون مین
کہپ گئی ایسے کم ہین جو اُس رستہ پر جمے رہے ہون جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تہی دیکہو بعضون کو گہٹایا تو طہارت کے واجب بہی اچہی طرح ادا نہین

کرتے اور بعضونکو بڑہایا تو وسواس مین سے ڈالا کچہہ لوگونکو ایسا کم
کر دیا کہ زکوۃ اور صدقہ واجب اپنی مال سی نہین نکالتی اور کچہہ کو ایسا بڑہایا
کہ جو کچہہ اُنکے پاس تہا دی ڈالا کر لوگونکے قسہ بہاری ہو بیٹہی کسی قوم کو نبیون
کے بابمین اتنا ناقص کیا کہ اُنہون نے پیغمبرونکو قتل کر ڈالا اور کسیکو اتنا
مبالغہ دیا کہ اُنکی پرستش کرنے لگی بعضونکو لوگونسے ملنی مین اتنا کم کیا کہ نہ
جمعہ اور جماعت اور علم کی مجلسون سی بہی کنارہ کش ہوئی اور بعضونکو یہہ زیادتی
اسباب مین دی کہ ظالمون اور گناہگارون تک میل پیدا کیا ایک قوم کو
یہہ دبایا کہ وہ چڑیا اور بکری جنکو خدا تعالی نے کہانیکی لئی حلال کیا ہی ذبح
کرنی روا نہین رکہتی اور دوسری قوم کو اتنا اُبہارا کہ وہ ناحق خون کرتے
ہین ایک لوگونکو یہہ گہٹایا کہ وہ آدمی کی غذا چہوڑ ساگ پات پر کفایت
کرتے ہین اور دوسرونکو یہہ بڑہایا کہ حرام خالص سی پیٹ بہرتے ہین کسی
قوم کو سنت نکاح کرنیسے گہٹا دیا اور کسیکو ارتکاب حرام پر بڑہا دیا کچہہ
لوگونکو اتنا گہٹایا کہ اُنہون نے مشائخ پر ستم کیا اور اُنکی حقارت کی اور کچہہ کو
اتنا بڑہایا کہ اُنہون نے خدا تعالی کے ساتہہ مشائخ کی عبادت کی بعض کو اتنا
کم کیا کہ اُنہون نے کسی عالم کا قول نمانا اور بعض کو اتنا زیادہ کیا کہ جو کچہہ

عالمون نے حلال کیا اوسکو اونہون نے بھی حلال کیا اور جسکو عالمون نے
حرام کیا اوسکو اُنہون نے حرام کیا ایک قوم کو اتنا ناقص کیا کہ اہل بیت نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کی اور اونکے حقوق بجانہ لائی اور اُنکا مارڈالنا
جائز سمجھا اور ایک کو اتنا مبالغہ دیا کہ اہل بیت مین نبوت کی خواص کے مدعی
ہوئی اور بعض اوقات اُنکی خدا ہونے کا دعوی کربیٹھے ہو وکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے بابمین اتنا گھٹایا کہ اونہون نے آپکو جھٹلایا اور آپکی ماں کو وہ عیب لگایا
جس سے خدا تعالی نے اُنکو بری فرمایا اور نصاری کو آپکے بابمین اتنا بڑہایا کہ
وہ آپکو خدا کا بیٹا کہکر پرستش کرنے لگی ایک قوم کو یہانتک گھٹایا کہ وہ اسباب
اور قوتون اور طبیعتون اور مزاجون کے منکر ہوئے اور دوسرونکو ایسا بڑہایا
کہ انہون نے ان چیزونکو امر لازم ٹھہرایا جسکی تغیر اور تبدیل ممکن نہین ہے اور
بعضون نے کبھی ان اشیا کو تاثیر مین مستقل مانا اور ایک قوم کو اتنا گھٹایا کہ
لوگون کے سامنے اپنے اعمال نیک ظاہر کرے اور دوسرونکو اتنا بڑہایا کہ انہون نے
اپنی بُری باتین اور جو اعمال کہ عزت کو زائل کرین ظاہر کرے اور اپنا نام فرقہ
ملامتیہ رکہا غرضکہ شیطان کے مکر کا یہ دروازہ نہایت چوڑا ہے +

فصل اور ایک مکر شیطانی یہہ ہے کہ کچھہ لوگونکو نکمی رائین اور مختلف خیالات

بتا دی ہین یہانتک کہ اونکے دلمین یہ ڈالدیا ہو کہ خدا تعالی کا کلام پاک ظاہر
ہی یقین کا مفید نہین بلکہ یقینی باتین وہ ہین جو امور عقلی اور حکمت کی طریق
پا کلام والونکے ڈہنگ ہین اس نظر سے شیطان نے اونکی راہ ماری کہ قانون
قران سے نور ہدایت و یقین اونکو حاصل نہونے دیا اور یونان کے منطق کیطرف
اُنکو پہیر دیا یہانتک کہ قران مجید کو پس پشت ڈالکر اونہین خیالات کیطرف
جھکے جو ذہنونکی میل اور فکرونکی نجاست اور تاریک حیران دلونکی پہینکے ہوئے
جہاگ ہین تو اب دیکھنا چاہیے کہ شیطان نے آپکر و فریب مین کسطرحکی نرمی برتا
ہو کہ ان لوگونکو ایمان اور دین سے ایسا باہر کردیا جیسا آٹے مین سے بال
نکالدیتے ہین **فصل** دوسرا ایک مکر اوسکا وہ ہو جو جاہل صوفیونکو ظاہر شریعت کے
خلاف بیہودہ باتین دلمین ڈالدیتا ہو اور ان باتونکو کشف خیالات کے پیرایہ مین
اونپر ظاہر کرتا ہو اور اونکے جیمین ڈالدیتا ہو کہ علم کے سوا ایک اور راہ ہو اگر
اوسپر چلوگے تو آنکہہ سے دیکھ لینے کے مرتبہ پر پہونچ جاؤگے اور حدیث
و قران کی کچہ حاجت نہ پڑیگی اس بنا پر آنکی نظر دونین سے ہٹا کر اونکو اچہا کردیا کہ
نفسونکی ریاضت اور اخلاق کی درستی کرین اور حبس حالین کہ دنیا والے
رذیل اور عالم مین اوس سے علیحدہ رہین اور دلکو ہر ایک چیز سے خالی کرین تاکہ

اوسمین حق خود بخود بیواسطہ منتقش ہو جاوے۔ پس جب دل اوس علم کے نور
سے خالی ہوتا ہے جسکو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہین تو شیطان اوسمین
جسطرحکی استعداد دیکہتا ہے ویسا ہی نقش باطل بٹہا دیتا ہے یہانتک کہ اوسکے
نزدیک اس نقش کو ایسا کر دیتا ہے کہ گویا آنکہہ سے سوجہتا ہے پہر جب علماء وارث
پیغمبر اون لوگون پر اوس امر باطل کا انکار کرتے ہین تو وہ جواب دیتے ہین
تمکو علم ظاہر ہے اور ہمکو کشف باطن ظاہر شریعت تمہارے پاس ہے اور باطن حقیقت
ہمارے پاس اور چونکہ شیطان اونکے دلونکو خوب قابو مین کرلیتا ہے تو اونکو کتاب
اور حدیث سے کہینچکر انہین خیالات پر لا ڈالتا ہے اور یہہ وہم دلاتا ہے کہ یہہ
کہلی ہوئی آیتین ہین اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے الہام اور بتائی ہوئی ہین انسے
کتاب و سنت پر انکو پیش نہین کرتے اور بجز انکو مان لینے کے اور کوئی بات
اور جسقدر کہ وہ لوگ قران و حدیث سے روگردانی اور دوری مین بڑہ جاتے
اوسیقدر شیطانکا اونکے دلون پر زیادہ جیت ہوتی ہے **فصل** اور ایک کرا
یہہ ہے کہ آدمی کو ایسے شخص سے خوش خلقی اور خندہ روئی اور اچہی طرح ا
کہتا ہے جنکی بدی سے رہائی بجز منہ بگاڑنے اور ترش روئی اور اونسے روگرد
کے نہو پہر اسکے بعد آدمی کو انکی بدی اور فتنہ سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے

بنتقش فيه المعنى بلا واسطة فلما خلا القلب من صرف نور العلم الذي جاء به الرسول نقش فيه الشيطان بحسب ما هو مستعد له من انواع الباطل حتى يجعله كالشاهد فاذا انكر عليهم ورثة الرسل قالوا لكم العلم الظاهر ولنا الكشف الباطن ولكم ظاهر الشريعة وعندنا باطن الحقيقة وما اشبه هذا من قولهم سلخهم من الكتاب والسنة واحالهم على ذلك الخيالات واوهمهم انها من الآيات البينات وانها من قبل الله الالهامات والتعريفات فلا تعرض على الكتاب والسنة ولا تعرض الا بالقبول وكلما ازدادوا بعدا عن القرآن وما جاء به الرسول كان هذا الشيطان عليهم اعظم **فصل** ومن مكائده انه يامر بحسن الخلق والتواضع ...

اسیو بہ سی دلکے طبیبون نے بدعت والون سی روگردانی اور انکو سلام نکرنیکی
نصیحت فرمائی ہی اور اسیطرح جنکی ملاقات سی مبتلا ہونیکا خوف ہو مثلا عورتون
اور امردونسی بہی کنارہ کرنیکو فرمایا ہی اور کہا ہی کہ جب تم عورتون خواہ لڑکون
کے سامنی اپنی دانتونکی سفیدی ظاہر کروگے تب تمکو حقیقت اس منع کی معلوم
ہوگی اور مقصود اوس دشمن خدا کا اسطرف بلانیسی یہہ ہی کہ وہ اُن دونومین سی
کسیکو اور اپنا مطلب نکالے اور سالحونکی معاملہ مین وہ اسکی برخلاف کیا کرتا ہی
یعنی بندہ کو نیکبختونکی اچہی دعاؤن اور اونکی دلونکی توجہ سی محروم رکہتا ہی
پس اوسکی لئی دروازہ شر کا کہولتا ہی اور خیر کا بند کر دیتا ہی **فصل** اور ایک
اوسکا مکر یہہ ہی کہ آدمی کو اپنی نفس کی عزت اور حفاظت کا حکم دیتا ہی
جہان پروردگار کی خوشی نفس کی ذلت اور مستعمل کرنیمین ہو مثلا کافرون
اور منافقون سی لڑنے مین اور بدکارون اور ظالمونکو اچہی بات بتلانے
اور بری بات سی روکنی مین یون خیال دلاتا ہی کہ ان باتون سی تو اپنی نفس کو ذلت
کی جگہہ مین ڈالتا ہی اور دشمنونکو اپنی اوپر غالب کرتا ہی اور انکی طعنو اپنی اوپر لیتا
ہی اسکا انجام یہہ ہوگا کہ تیری عزت جاتی رہیگی بعد اسکی نہ کوئی تیری بات مانیگا
نہ تیرا قول سنیگا۔ اور جسجگہہ نفس کی بہتری عزت حفاظت مین ہوتی ہی وہان

اوسکے ذلیل و خوار کہنی کو کہتا ہی مثلاً آدمی کو کہتا ہی کہ رئیسون کے بیسانکو
ذلیل بنا رہ ۔ اور اُنکی لئی اپنی نفس کی اہانت کر اور دلین یہہ ڈالدیتا ہی کہ
تو اس امر کے اختیار کرنیسے اُنکی باعث اپنی نفس کی عزت کرتا ہی اور کسی شاعر
کا قول یاد دلاتا ہی ــــ کرون ہون خوار اپنا نفس لوگونین تاکہ پاوی وہ
اُنسی عزت ✦ نہ نفس ہرگز بزرگ ہو وی کرے نہ اوسکی توکرا ہانت ✦ اور اس
شاعر نے غلطی کی ہی اسلئی کہ یہ امر بجز خدا تعالیٰ کے اور کسیکو زیبا نہین
اوسکی ذات پاک ایسی ہی کہ بندہ جسقدر اپنی نفس کو اُسکی سامنی ذلیل کرے
اوسیقدر وہ اُسکا اکرام و عزت فرماوی بخلاف مخلوق کی کہ اوسکی سامنی جتنا
نفس کو ذلیل کروگی وتنا ہی خالق کے نزدیک اور اُنکی دوستونکی نزدیک ذلیل و خوار ہوگے
فصل اور ایک مکر اوسکا یہہ ہی کہ آدمی سی کہتا ہی کہ کسی مسجد یا مسافرخانہ
یا گوشہ یا مزار مین بیٹھہ رہ اور اوسکو اوسی جگہہ قید کردیتا ہی اور کہتا ہی کہ اگر
تو یہان سی نکلیگا تو لوگونکی سامنی بیقدر ہو جاویگا اور اُنکی نظرون سے گر جاویگا
اور غالباً راستہ مین کوئی بات خلاف شرع دیکھیگا اور اِسطرح کہنی مین
اوسکی بہت سی غرضین پوشیدہ ہین منجملہ اونکے اپنی آپکو بڑا جاننا اور
لوگونکو حقیر سمجھنا اور ریا کا جنا بشرطیکہ اوسکے عندیہ مین لوگون سی ملنی سی ریاست

ملتی ہو اور وہ یہہ چاہتا ہو کہ مجھسی لوگ ملین پیش ملون اور میری پاس آوین
مین اونکے پاس نجاؤن اور امرا اسکے پاس آکر دست بوسی کرین اس خیال
سی واجبات کو اور اللہ تعالی کی تقرب کی چیزونکو چھوڑکر آنکی عوض وہ امور
کری جس سی لوگ اوسکی پاس آوین حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
بازار مین تشریف لیجاتے تھی بلکہ بعض حدیث کی یاد کرنیوالے فرماتے ہین کہ آپ
اپنی حاجت کی چیز خرید فرماتے اور اوسکو اپنی آپ ہی لے آتے چنانچہ اس امر
کو ابو الفرج جوزی وغیرہ نے ذکر کیا ہی اور حضرت ابوبکرؓ بازار مین کپڑے لیکر
جاتے اور بیچتی اور خریدتے تے اور حضرت عبد اللہ بن سلامؓ اپنی سر پر لکڑیونکا بوجہ
اٹھائی ہوئی نکلی لوگون نے پوچھا کہ آپ ایسا کیون کرتے ہین آپکو تو اللہ تعالے
نے اس امر سی بے پروا کیا ہی آپنے فرمایا کہ مینے یہہ چاہا کہ اس کام سی کبر
کو دفع کرون اسلئی کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سنا ہی کہ یون
فرماتے تھی کہ جس بندہ کے دلمین ایک ذرہ بھر کبر ہوگا وہ جنت مین نجاویگا
اور حضرت ابوہریرہؓ اپنی کامونکی متکفل خود ہوا کرتے حالانکہ مدینہ منورہ کے
حاکم تھی اور فرمایا کرتے کہ اپنی حاکم کو جگہہ دو اپنی امیر کو راہ دو اور حضرت عمر
بن خطابؓ اپنی عہد خلافت مین کسی کام کو پیادہ پا باہر تشریف لیگئی اور تنہا گئی

پس ایک لڑکے کو ایک گدہے پر سوار دیکہا اُس سے فرمایا کہ لڑکے مجہے سوار کر
کہ مین تہک گیا ہون وہ لڑکا سواری سے اُتر پڑا اور عرضکیا کہ آپ سوار ہو لین
آپنے فرمایا کہ نہین تو سوار ہو مین تیرے پیچہے بیٹہونگا چنانچہ اوسکے پیچہے بیٹہکر
مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور لوگ آپکو دیکہتے تہے۔ اور ایک مکر اُسکا یہہ ہے
کہ لوگونکو سکہاتا ہے کہ اس شخص کا ہاتہ چومو اور اوسکی تعریف کرو اور اُس سے
اپنے لیے دعا چاہو تاکہ اوسکو اپنا نفس اچہا معلوم ہونے لگے پہر اگر بالفرض اُس سے
کوئی کہے کہ تم زمین کے اوتاد مین سے ہو اور اُن لوگونمین سے جنکو اللہ کیطرف وسیلہ
کرکے اُنکے طفیل سے خدا تعالی سے سوال کرتے ہین تو وہ شخص اپنا تکو سچ سمجہیگا
حالانکہ ساری خرابی اسیمین ہے اور اگر اسکے بعد لوگونمین سے کسی کو بہی
اپنی جانب سے کنارہ کرتے دیکہیگا تو رنجیدہ ہوگا اسطرحکا شخص کبیرہ گناہ
پر اصرار کرنیوالونسے بہی زیادہ بُرا ہے اسلئے کہ وہ اُسکی نسبت کہ سلامتی کی
طرف قریب تر ہین **فصل** اور ایک مکر شیطانی یہہ ہے کہ وہ ارباب عزلت
اور زہد و ریاضت کو اپنے خیال پر بدون حکم شرع کے عمل کرنا اچہا کر دیتا ہے
اُن لوگونکا قول ہے کہ دل جب اللہ تعالی کے ساتہ محفوظ رہتا ہے تو اوسکے
خیالات اور اندیشے خطا سے بچے رہتے ہین اور یہہ نہایت بڑا دہوکا ہے

اسلئے کہ خیالات وارد لیشونکی تین قسمین ہین ایک رحمانی دوم شیطانی سوم
نفسانی مثل خواب کی اور بندہ عابد تھین اگرچہ کسی درجہ کو پہونچ جاوے مگر اسکا
نفس اور شیطان مرتے دم تک اُس سے جدا نہین ہوتا اور شیطان آدمی مین خون کی
جگہہ چلتا ہے اوس سے بچنا صرف انبیا علیہم السلام ہی کو ہوا وہ لوگ خدا تعالی اور
اوسکی مخلوق مین ذریعہ ہین کہ انکی امر و نہی اور وعدہ اور وعید انکو پہنچا دین
اور سوا انبیا کے جو لوگ ہین وہ صواب پر بھی ہوتے ہین اور خطا بھی کرتے ہین
حضرت عمر بن خطاب جو الہام والون اور رای صائب والونکے سردار تھے کچھ فرماتے
تو انسے کمتر شخص اوس بات کو رد کرتا اور اگر آپکو غلطی معلوم ہو جاتی تو رجوع
فرماتے آپ کا دستور تھا کہ اپنے خیالونکو کتاب و سنت پر پیش فرماتے اور محض
خیالات پر التفات نکرتے اور ان جاہلون مین سے ایک کو بھی نہین دیکھتے کہ شریعت
پر التفات کرتا ہو اپنے خیالات پر حکم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا دل میرے پروردگار
سے یون بیان کرتا ہے اور ہمنے یہ بات زندہ جاوید سے حاصل کی ہے اور تمنے دنیاوی
لوگون سے بطرحکی گفتگو بیہودہ کرتے ہین یہانتک کہ کسی نے ایسی قسم کے
شخص سے کہا کہ تم عبد الرزاق کے پاس نہین جاتے کہ اُنسے کچھ سنو تو اوسنے جواب
دیا جو شخص ملک خلاق سے سنتا ہے وہ عبد الرزاق سے سنکر کیا کریگا اور یہ نہایت

لان العبد الحص والخواطر ثلاثة رحمانية وشيطانية ونفسانية كالرؤيا ولو بلغ العبد من العبادة ما بلغ فمعه نفسه وشيطانه لا يفارقانه الى الموت والشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم والعصمة انما هي للرسل صلوات الله عليهم الذين هم وسائط بين الله وبين خلقه في تبليغ امره ونهيه ووعده ووعيده ومن عداهم يصيب ويخطئ وليس بحجة على الخلق وقد كان سيد المحدثين الملهمين عمر يقول الشيء فيرده عليه من هو دونه فيتبين له الخطأ فيرجع وكان يعرض ما يقع له على الكتاب والسنة ولا يلتفت الى ما قام له ولا يحكم به وترى احدهم من الجهال لا يلتفت الى الشرع ويحكم على ما قام له ويقول حدثني قلبي عن ربي ونحن اخذنا عن الحي الذي لا يموت وانتم اخذتم عن الوسائط وذكر من احكام الباطل حتى قيل لبعضهم الا تصعد الى عبد الرزاق فقال ما يصنع بالسماع من عبد الرزاق من يسمع من الملك الخلاق وهذا غاية

مدارج السالكين

اتباع شیطان

جہالت ہی اسلئی کہ خدا ہی تو حضرت موسی ابن عمران کلیم الرحمن نے سُنا ہر ان
لوگونکی گفتگو خواہ شیطان سے ہوتی ہوگی یا نفس یاد و نوسی اور جو شخص اپنے
دلمین خواطر کے پڑنیسے یہ سمجہے کہ مجکو حاجت شریعت نبوی کی نہین تو وہ کفر مین
سب سے بڑہکر ہی ۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مسئلہ مفوضہ کا مہینا بہر پوچہا گیا بعد اسکے
کے فرمایا کہ اسکا جواب اپنی رای سے مین کہتا ہون اگر درست ہوگا تو خدا
تعالی کیطرفسے ہی اور اگر خطا ہوگی تو میری طرفسے اور شیطان کی جانب سے ہی
اللہ تعالی اور اسکا رسول خطا سے بری ہین ۔ اور حضرت عمر کے منشی نے
آپکے سامنے لکہا کہ یہہ امر وہ ہے جو خدا تعالی نے عمر کو بتایا آپنے فرمایا کہ اسکو
مٹادی اور یہہ لکہہ کہ یہہ وہ ہے کہ عمر کے نزدیک مناسب ہی اور یہہ بہی حضرت عمرؓ
کا قول ہی کہ اپنی رایونکو تہمت لگایا کرو اسلئے کہ مین نے ابی جندل کے دن اپنا یہہ
حال دیکہا کہ اگر مجکو مقدور ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو
ٹالدون تو ٹالدیتا اور صحابہؓ کا اپنی رایون کو اچہا نہ سمجہنا بہت ہی اور مشہور
ہی حالانکہ امت کی نسبت اُنکے دل پاک تر اور علم بہت گہرا اور وسواس
شیطانی سے بہت دور تہے وہ لوگ سنت کے تابع اور اپنی تجویزونکو عیب لگانا
مین لتت سے بڑہکر تہے اور ان لوگونکا حال اونکی برعکس ہی آن راست بازدلنی

وسوسون اور اندیشون سے کسی چیز پر توجہ نفرمائی حضرت جنید نے فرمایا ہے
ہین کہ ابو سلیمان دارانیؒ نے فرمایا ہے کہ اکثر میرے دل مین ان لوگون کے نکتے مین سے
ایک نکتہ چند روز تک رہا مگر مین اوسکو بدون دو گواہون کتاب اور سنت کے
قبول نہین کرتا اور حضرت ابو یزید نے فرماتے ہین کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ
کرامات دیگئی ہے کہ ہوا مین اڑتا ہے پس اس سے مغالطت کہا و جب تک یہ
نہ دیکھ لو کہ امر و نہی اور حدود الہی کی حفاظت مین کیسا ہے اور حضرت جنید نے
فرمایا ہے کہ ہمارا یہ مذہب کتاب سنت کے اصول کا پابند ہے تو جو شخص کلام مجید
یاد نہ کرے اور حدیث نہ لکھے اور نہ سمجھے اوسکی پیروی نہ کیجائے اور ابو بکر وراق
فرماتے ہین کہ جو شخص امر و نہی کے حدود کو بظاہر تلف کرے وہ دل کے مشاہدہ
سے باطن مین محروم رہیگا۔ اور ابو الحسن نوریؒ کہتے ہین کہ جس شخص کو دیکھو کہ خدا
کے ساتھ ایسے حال کا مدعی ہے جو علم شرعی کی حد سے اوسکو خارج کر دے تو اوسکی
قریب مت جاؤ اور جسکو ایسے حال کا مدعی دیکھو کہ ظاہر کی حفاظت اوسکی شاہد نہو
تو اوسکو دین پر تہمت لگاؤ اور ابو سعید خراز نے فرماتے ہین کہ جس باطن کا ظاہر مخالف
ہو وہ بیکار ہے اسکے سوا انکے بہت اقوال ہین ابو احمد شیرازی فرماتے ہین کہ اول
صوفی شیطان سے تمسخر کیا کرتے تھے اب شیطان آن سے تمسخر کرتا ہے

فصل اور ایک کراوسکا یہ ہی کہ اُن لوگونکو ایک لباس خاص میں ورہیئت
ور نمازسین اور مرشد مقرر اور طریقہ مخصوص کے لازم پکڑنیکا حکم وجوب کے طور پر
کردیتا ہی اکثر دیکھا ہی کہ بعض اس قسم کے لوگ ایک جگہہ معین کر لیتے ہین کہ
اوسکے سوا اور جگہہ مین نماز نہین پڑہتے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے منع فرمایا ہی اس سے کہ کوئی شخص نماز کیواسطے اونٹ کیطرح جگہہ مقرر کرے
بعضونکو دیکھتے ہو کہ جانماز ہی پر نماز پڑہتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جانماز پر نماز نہین پڑہی اور نہ جانماز آپکے سامنے بچھتی تھی بلکہ زمین پر
نماز پڑہتے اور کبھی گاری پر سجدہ کرتے اور چٹائی پر نماز پڑہتے غرضکہ جو چیز
اُسوقت بچھہ جاتی اوسی پر نماز پڑہ لیتے اور اگر کوئی چیز نہوتی تو زمین پر پڑہتے
اور جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق کو تامل کریگا تو اوسکو
اُن لوگونکی طریق کے مخالف پاویگا اسلئے کہ آپ کبھی کرتہ پہنتے اور کبھی قبا
اور کبھی عبا اور کبھی تہمد اور کبھی چادر اور اونٹ پر اکیلے سوار ہوتے کبھی دوسرے
کے ساتھہ اور گھوڑے زین بندہی ہوئی پر اور ننگی پیٹھہ پر اور گدہے پر اگر فرش پر سوار
ہوتے اور جو موجود ہوتا کھا لیا کرتے اور زمین پر کبھی بیٹھتے اور کبھی چٹائی
پر اور فرش پر اور تنہا تشریف لیجاتے اور اصحاب کے ساتھہ چلتے اور بدون اُن

امرت به فصل في بيان كيده الذي بلغ به من الجهال ما بلغ الوسواس في امر الطهارة والصلاة عند عقد النية حتى القاهم في الآصار والاغلال واخرجهم عن اتباع السنة وخيل اليهم ان ما جاءت به السنة لا يكفي حتى يضموا اليه غيره فجمع لهم بين هذا الظن الفاسد والتعب العظيم وبطلان الاجر او تنقيصه

فقد كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يتوضأ بالمد وهو قريب من ثلث رطل بالدمشقي ويغتسل بالصاع وهو نحو رطل وثلث والموسوس يرى ان ذلك القدر لا يكفيه لغسل يديه وصح عنه صلى الله عليه وآله وسلم انه توضأ مرة مرة ولم يزد على ثلث واخبر ان من زاد عليها فقد اساء وتعدى

امور کے جنکا حکم آپکے پروردگار نے کیا تہا اور کسی چیز کے پابند نہوتے
فصل اور ایک مکر شیطان کا جس سے جاہلونکو اسنے بڑی نوبت کو پہنچایا ہے
طہارت کے باب مین اور نیت کرنیکے وقت نماز کے باب مین وسواس سے
یہانتک کہ انکو بوجہون اور طوقون ڈالکر سنت کی پیروی سے باہر کر دیا اور
یہہ سوجہا دیا کہ جسقدر سنت مین وارد ہے وہ کافی نہین پس شیطان نے انکو
بڑی مشقت مین بہی ڈالا اور انکا ثواب بہی غارت کیا یہانتک کہ اگر کوئی انمین
سے وضو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی کرلیتا ہے اور غسل کرتا ہے تو اپنی
عندیہ مین پاک نہین ہوتا نہ ناپاکی دور ہوتی ہے اگر قدر جہالت نہو تو یہ امر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لڑائی ٹھہرتی ہے کیونکہ آپ تو ایک مد پانی سے
وضو کر لیا کرتے تھے جو دمشقی رطل کی تہائی کی برابر ہے یعنی سو روپیہ بھر کے
سیر سے قریب ڈیڑہ پاؤ کے ہوتا ہے اور غسل ایک صاع پانی سے فرماتے تھے
جو ایک طل اور تہائی رطل کے قریب یا ڈیڑہ سیر کے قریب ہوتا ہے اور وسواسی کے
کے نزدیک اسقدر پانی ہاتھ دہونیکو بھی کافی نہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ ایکبار آپنے وضو کی اور تین بار سے زیادہ کوئی
عضو نہ دہویا اور فرمایا کہ جو اسقدر پر زیادہ کرے وہ برا کرتا ہے اور حد سے

پڑہتا ہی اور ظلم کرتا ہی اور یہہ بھی ثابت ہوا ہی کہ آپ اور حضرت عایشہ رض
ایک بادیا پانیکا جسمین آٹے کا نشان ہوتا تھا بیچمین رکہکر غسل کرتے تھی
اگر وسواسی اسکو دیکہی تو انکار کری اور کہی کہ اسقدر کافی نہین اور آٹے سے
کے ہونے سی رنگ بھی بدلا ہوا ہے اور چھینٹین گرتی ہین تو بعضونکے نزدیک پانی
کو ناپاک ہی کر دیتی ہین اور دوسرونکے نزدیک بگاڑ دیتی ہین اور یہی امر آپ
حضرت میمونہ اور ام سلمہ کے ساتھہ کرتے تھی اور یہہ سب روایتین صحیح ہین اور
ایک حدیث صحیح مین حضرت ابن عمر رض سی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک مین مرد اور عورتین ایک برتن سی وضو کیا کرتے تھی اور جن برتنون
سی کہ آپ اور ازواج مطہرات اور اصحاب غسل کیا کرتے تھی وہ بڑی برتنون
سی نہی نہ کوئی انکا خزانہ تہا جس سی انمین پانی آتا جاتا ہو جیسی حمام کی ٹونٹی
ہوتی ہی اور نہ وہ لوگ انکی لبریز ہونیکو دیکہتے تھی جیسے وسواس والے اس امر کا
لحاظ رکہتی ہین اور جو شخص اس طریق نبوی کے خلاف کرکے حوض کا منتظر
رہی تاکہ پانی بہادی یا اور کسی ایسی ہی قید کا پابند ہو تو وہ بدعتی ہی ہمارے
استاد نے فرمایا ہی کہ ایسا شخص مستحق ایسی سزا کا ہی جو اسکو اور اوس
جیسونکو اس امر سی روکدی کہ دین مین ایسی باتین شروع کرین جسکا حکم خدا تعالے

وقد صح انه صلى الله عليه وآله وسلم كان يغتسل هو وعائشة من قصعة بينهما فيها اثر العجين ولو رآه الموسوس ... هذا لا يكفي ... من العجين والرشاش ينزل فيخبث عند بعضهم ...

عن ابن عمر كان الرجال والنساء يتوضؤن في زمان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من اناء واحد

لانه النبي كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وازواجه واصحابه يغتسلون منها ... ولا كانت لهم ... كما في الحمام ... فيضانها ... الوسواس ومن خالف هذا الهدي النبوي وانتظر الحوض حتى فيضها وقيد بقيد بدعة من التقليدات فهو مبتدع قال شيخنا ويستحق التعزير البليغ الذي يزجره وامثاله عن ان يشرعوا والدين ما لم يأذن به الله

سے نکیا ہوا ور خدا تعالی کی عبادت بدعت سے کرین نہ سنت کی پیروی سے
اور امام احمد فرماتے ہین کہ پانی کا حریص کم ہونا آدمی کی سمجھ کی دلیل ہے
اور مروزی کہتے ہین کہ مین نے ابو عبد اللہ کو عسکر مین لوگون سے خفیہ وضو کرایا
تاکہ کوئی یون نکہے کہ یہہ شخص پانی کم خرچ کرتا ہے اور وضو اچھی طرح نہین کرتا
انکا دستور تہا کہ وضو تو پانی سے کرتے تہے کہ مٹی بہی نہین تر ہوتی تہی۔ اور
وسواس والے کا نفس کبہی نہین مانیگا کہ وہ اور اوسکی بی بی ایک برتن سے
نہالین جسمین پانی پانچ رطل دمشقی ہو اور دونو اپنے ہاتہونکو اوسمین ڈبوتے
جاوین اور پانی اپنے بدن پر ڈالتے جاوین وسواس والے کہتے ہین کہ ہم جو ایسا کام
کرتے ہین تو اپنے دین کی احتیاط کے لئے کرتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اس قول پر عمل کرتے ہین کہ جس چیز مین شک ہو اوسکو چہوڑکر وہ بات کر
جسمین شک نہو اور اس قول پر کہ جو شخص شبہات کی چیزون سے بچا اوسنے پاک کیا اپنے دین
اور عزت کو اور اس قول پر کہ گناہ وہی ہے جو خلش کرے دلمین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک چہوہارا پایا اور فرمایا کہ اگر مجہے یہہ ڈر نہوتا کہ یہہ صدقہ کا
ہوگا تو مین اوسکو کہا لیتا پس اوسکی کہانیکو احتیاط کی راہ سے چہوڑ دیا۔ اور
امام مالک نے فتوی دیا ہے کہ جو شخص اپنی بی بی کو طلاق دے اور اسباب مین

شک کرے کہ ایک دی ہے یا تین تو بہتر ہی احتیاط کی روسے وہ تین ہی ہونگی
اور جو شخص کہے کہ اس بادام مین دو گری ہین ورنہ میری بی بی کو طلاق سے
حالانکہ اوسکو یقینی معلوم نہین پھر جیسا اوسنے کہا تہا ویسا ہی ہو تب بھی
اوسکی بی بی کو طلاق پڑیگی اسلئے کہ اوسنے بے جانی بات پر طلاق کو مقید کیا اور
یہہ بھی انھون نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی بیبیون مین سے ایک کو طلاق دے اور بھول
جاوے کہ کسکو دی تو احتیاطاً اوسکی سب بیبیون پر طلاق ہو جاویگی اور
مالکیونکا یہہ قول ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی قسم کہا وے پھر بھولجاوے کہ وہ کیا
تو جتنی باتون سے عادت قسم کی ہے وہ سب اوسکو کرنی پڑینگی یعنی کل بیبیون پر
طلاق پڑجاویگی اور سارے غلام اور لونڈیان آزاد ہو جاوینگی اور تہائی مال
خیرات مین دینا پڑیگا اور ظہار کا کفارہ اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا اور پیادہ
حج کرنا پڑیگا مالکیون کے نزدیک یہہ ایک روایت ہے اور یہہ بھی امام مالکؒ کا مذہب
ہے کہ جب کوئی قسم کہائے کہ مین ایسا کرونگا تو اوس کام کے کرنے تک وہ حانث ہی
رہیگا پس اگر اوسنے قسم طلاق کی کی ہو تو اوسمین اور اوسکی بی بی مین اوس
کام کے کرنے تک جدائی کرنی چاہیئے جب وہ کام کر چکے تب بی بی کے ساتھ
تملیہ کرے اور یہہ بھی اونکا مذہب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ جب

ولانه حلف على ما لا يعلم
وقال من طلق وكحل ثم شك
وقال صاحب مالك فيمن حلف بيمين
فيها انه يلزمه جميع ما يحلف به عادة
من الطلاق والعتاق والصدقة
قال مالك وكفارة الظهار وكفارة اليمين
بالله والحج ماشيا ويقع الطلاق في جميع نسائه
ثلثه ويعتق عليه جميع عبيده وامائه
ومنها انه اذا حلف ليفعلن

برس کا شروع ہو آوی تو تجکو مین طلاق ہی پس اوسکو اوسیوقت طلاق ہو جاویگی
اور فقہا فرماتے ہین کہ جس شخص کو نجاست کی جگہہ کپڑی مین معلوم نرہی ہو
تو اوسکو تمام کپڑے کا دہونا واجب ہی اور جب نمازی کے پاس بہت سی کپڑی
پاک ہون اور انمین سی ایک ناپاک ہو جاوے اور معلوم نہو کہ کونسا تہا تو وہ ہر ایک
کپڑی سی جدا جدا نماز پڑہی کئی بار نماز اسلئی پڑہی تا کہ یقینا بری الذمہ ہو جاوے
اور فقہا نے فرمایا ہی کہ جب پاک برتن ناپاک مین ملجاوین تو سبکا پانی گرادی
اور تیمم کری اسیطرح جب قبلہ مین شبہ ہو تو بعض اماموں کے نزدیک چار طرفکو چار
نمازین پڑہی اور فقہا نے فرمایا ہی کہ جس شخص سی کسی دنکی ایک نماز قضا ہو گئی
اور اُسکو یاد نرہا کہ کونسی تہی وہ پانچ نمازین پڑہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم نے حکم فرمایا ہی کہ جو شخص اپنی نماز مین شک کری تو وہ جسقدر پر یقین ہو اُسپر
نماز کو پوری کری اور جب شکاری شکار مین شک کری کہ وہ تیر سی مرا ہی یا کسی
اور چیز سی تو اُس شکار کا کہانا حرام فرمایا جیسے وہ شکار کہ زخمی ہو کر پانی مین
گر گیا ہو اور جس شکار پر کہ اُسکے کتے کے ساتھ دوسرا کتا شریک ہو گیا ہو
اوسکا کہانا حرام فرمایا اسلئی کہ شک ہی کہ دوسرے کتے کے مالک نے بسم اللہ کہکر اوسکو
چھوڑا تہا کہ نہین تو اس قسم کی مسائل احتیاطی بہت ہین مگر تم انکو وسواس کہہ دیکہو

حضرت عبداللہ بن عمرؓ وضو مین اپنی آنکھونکے اندر کو دہویا کرتے تہی یہانتک کہ بینائی جاتی رہی اور حضرت ابوہریرہؓ وضو کرنے مین جب ہاتہہ دہوتے تو بازو تک پانی ڈالتے اور پانو دہوتے تو پنڈلیون تک پس اگر ہم اپنے واسطے احتیاط کرین اور یقین کو اختیار کرکے شک کی بات چہوڑین تو اس امر سے نہ شریعت سی خارج ہونگے نہ بدعت مین داخل یہہ بات سہل انگاری اور مطلق العنان رہنے سے تو بہتر ہی ہی کہ آدمی اپنے دین کی پروا اور احتیاط نکرے اور کامونکو ظاہر پر محمول کرلے اور کیا عجب ہی کہ وہ سب مین بری نجاست ہو اور شک کی ساتہہ کام مین داخل ہو اور شک ہی سی باہر نکلے کہان تو ایسا شخص اور کہان وہ جو مامور بہ مین مبالغہ اور کوشش کرے کہ کوئی چیز اوس سے رہنجاوے گو مقدار مامور سے زیادہ ہو اسلئے کہ اُسکا قصد تو امور کے کامل کرنیکا ہے اور در کل تمہارا اعتراض ہم پر یہہ ہی کہ فعل مامور مین احتیاط اور ممنوع سی احتراز کرتے ہین حالانکہ یہہ بات اُن دونو چیزون مین سستی کرنے سی بہتر ہی کیونکہ سستی اکثر امر واجب مین نقصان رہنے اور امر ناجائز مین داخل ہونیکی موجب ہوتی ہے اب اس خرابی کو اگر وسواس کی خرابی سے مقابلہ کرتے ہین تو وسواس کی خرابی بہت ہلکی ہے بشرطیکہ ہم بہی تمہاری طرح اوسکو وسواس مان لین اور ہم تو اوسکو احتیاط ہی کہتے ہین پس تمہاری نسبت کر

سنت سے ہم زیادہ سعادت یاب ہین اور اسیکے گرد پہرتے ہین اور اسیلیے
کمال کے طالب میانہ روی والے اور سنت کے پیرو انکے جواب مین یون کہتے ہین کہ
اللہ تعالی فرماتا ہی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ
(تمکو بہلی تہی سیکہنی رسول اللہ کی چال جو کوئی امید رکہتا ہے اللہ کی)
وَالْيَوْمَ الْآخِرَ اور فرمایا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ اور فرمایا
(اور پچہلے دن کی) (تو کہہ اگر تم محبت رکہتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تمکو چاہے گا)
وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ اور جس
(اور یہ راہ ہی میری سیدہی سو اسپر چلو اور مت چلو کئی راہین پہر تمکو جدا کر دینگے اوسکی راہ سے)
رستہ کا کہ ہمکو خدا تعالی نے اس آیت مین حکم فرمایا ہی وہ وہی ہی کہ جسپر اوسکا رسول
کریم تھا اور وہی ہی جسکا راستہ ہی اور جو اسکے باہر ہی وہ راہین ٹیڑہی ہوئی ہین کسیسے انکو
کہا ہو مگر راہ راست ایسی تہا کبہی تو بہت ہوتا ہی اور کبہی تہوڑا اور ان دونونکی درمیان
بہت سے مراتب ہین جنکی شمار بجز اللہ کے اور کوئی نہین جانتا اور جس قدر ان کو راستی
سمجہائی جاتی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کا طریق ہی اور اسی قدر کمی ہوئے
یا تو بہت ازالہ والے اندہیرے ہین یا اجتہاد کرنیوالے بات بنانیوالے یا انجان تقلید
کرنیوالے پس انمین بعض مستحق عذاب ہین اور بعضونکی مغفرت ہوگی اور بعضونکو ایک
ثواب ملیگا یعنی موافق انکی نیتون اور مقصدونکے اور طاعت خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مین جیسی انکی کوشش ہوگی خواہ نقصان ہوگا ویسا ہی عوض ملیگا اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور انکے اصحاب رضی اللہ عنہم کا وہ طریق لکہتے ہین جس سے معلوم ہو کہ ہم دونو فریقون سے

آپکے اتباع کا کون لائق تری پہر تمہاری غرض کا جواب لیجئے اول اُس نہی کو لکہتے ہین جو مبالغہ اور حد ون سے تجاوز کرنے اور اسراف کی بابمین وارد ہی تو کہتے ہین کہ خدا نے فرمایا ہی یا اَہلَ الکِتابِ لَا تَغلُوا فِی دِینِکُم اور فرمایا وَلَا تُسرِفُوا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ المُسرِفِینَ اور فرمایا تِلکَ حُدُودُ اللّٰہِ فَلَا تَعتَدُوھَا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی جسکو امام احمد اور نسائی نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہی کہ لوگو دین میں مبالغہ مت کرو اسلئی کہ تم سی پہلے لوگونکو دین مین مبالغہ کرنے ہی نے تباہ کیا ہی اور حضرت انس فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اپنی نفسون پر سختی مت کرو ورنہ خدا تعالی تمپر سختی کریگا کیونکہ پہلے ایک قوم نے اپنی نفسون پر سختی کی تھی تو خدا تعالی نے انپر سختی کی یہہ انہین کے بچی ہوئی ہین جو عبادتخانون اور گرجا اور شہرو نمین ہین یہہ وہ فقیری ہی کہ انہون نے آپ تراشی ہی خدا تعالی نے انپر فرض نہین کی تہی اور حضرت ابن مسعود فرماتے ہین کہ وضو مین اسراف کرنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے تجاوز کرنیکو اہل علم مکروہ کہتے ہین اور حضرت ابن عمر فرماتے ہین کہ وضو کا کمال اعضا کو صاف و پاک کرنا ہی غرضکہ پوری سمجھ دین مین میانہ روی اور سنت کو دستور العمل کرنا ہی اور حضرت ابی بن کعب فرماتے ہین کہ لازم پکڑو سبیل اور سنت کو اسلئی کہ جو بندہ سبیل اور سنت پر ہو کر اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہی اور اسکی

خوف سے اسکا رُواں کھڑا ہو جاتا ہی تو اُنکی خطائیں ایسی گرتی ہیں جیسی خشک درخت
کی پتے جھڑتے ہیں اور راہ و سنت میں میانہ روی کرنی اُن دونو کی خلاف میں کوشش کرنے سے
بہتر ہی تو جس صورت میں تمہاری اعمال میانہ روی کے طور پر ہوں تو یہ حرص کرو کہ انبیا کی ڈھنگ
اور طریق پر ہوں اور شیخ ابو محمد مقدسی نے اپنی کتاب ذم الوسواس میں یہ فصلیں لکھی ہیں

فصل ایک سو آدمیوں کی جماعت ایسی ہی کہ شیطانکی حکم برداری اُنپر ثابت ہے
یہانتک کہ اُنکو وسوسہ میں تنگ کیا اور اتباع رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منہ موڑا حتی کہ
انمیں سے کوئی اگر آپکی سی وضو کرتا ہی یا نماز پڑھتا ہی تو اپنی اعتقاد میں وہ وضو باطل سمجھتا
ہی اور نماز درست نہیں جانتا اور اُسکا اعتقاد یہہ ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا فعل ترکونکی ساتھہ کہانیمیں اور عام مسلمانونکا کہانا کہانہیں کریگا تو وہ اس فعل سے
ایسا ناپاک ہو جاویگا کہ اُسپر ہاتھہ دہونے کا دہونا واجب ہوگا گویا اُن کہانوں نے کتّوں
نے منہ ڈالا ہی یا بلی موت گئی ہی اور ان لوگوں پر شیطانکا غلبہ اس درجہ کو پہنچا ہی کہ اُسکا
کہا اسیطرح مانتے ہیں جو جنون سے کے مشابہ ہوا اور سوفسطائی فرقے کے قریب ہو جو
موجودات کی حقیقتوں سے منکر ہیں۔ دیکھو انسانکو اپنی نفس کا حال جاننا ضروریات سے ہی مگر
انمیں سے کوئی اگر اپنا عضو اسطرح دہووے کہ اپنی آنکھہ سے دیکھہ لے اور تکبیر و قرارت اپنی
زبان سے اسطرح کہے کہ اپنے کان سے سُنلے تو پہر بہی شک کرتا ہی کہ یہہ کام میں کیا ہی یا نہیں

اور شیطان اوسکو نیت اور قصد مین شک الدیتا ہی جو یقینا اوسکو معلوم ہی بلکہ اوسکی حال کے قرینونکو مشاہدہ کرنیوالیکو بھی معلوم ہی اور باوجود اسکی یہہ شخص شیطانکا قول قبول کرلیتا ہی اسباب مین کہ تونے نماز کی نیت اور ارادہ نہین کیا یہہ اپنی آنکھون دیکھی چیز مین ہٹ دہرمی اور اپنی نفس کے یقین کا انکار ہی یہانتک کہ اوسکو تردد حیرت زدہ دیکھتی ہو گویا اس فکر مین ہے کہ کسی چیز کو نگلتا ہی یا کوئی چیز اوسکی اندر کی اوسکو باہر نکالے اور جس شخص کی فرمانبرداری شیطان کیواسطی اس درجہ کو پہنچگئی ہو تو یہہ کمال درجہ کی طاعت ہی۔ پہر وہ شخص شیطانکا قول اپنی جانکے ستانے اور ایذا دینی مین قبول کرتا ہی کہ ٹھنڈے پانی مین غوطہ مارتا ہی اور بہت سا پانی اپنی اوپر ڈالتا ہی اور بہت دیر تک بدن ملتا ہی اور بعض اوقات اپنی دونو آنکھین پانی کے اندر کہولتا ہی اور آنکھو اندر سے دہوتا ہی یہانتک کہ بینائی مین نقصان آجاتا ہی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ اپنی برہنگی لوگونکو سامنی کہلجاتی ہی اور ایسی حالین ہو جاتا ہی کہ لڑکے اُس سی تمسخر کرتے ہین اور جو دیکھتا ہی اوس سی ہنسی کرتا ہی مین کہتا ہون کہ ابوالفرج ابن جوزی نے ذکر کیا ہی کہ کسی شخص نے اُنسے پوچھا کہ مین پانی مین بہت دفعہ غوطہ لگاتا ہون لیکن مجھے شک رہتا ہی کہ غسل درست ہوا یا نہین آپکی اسمین کیا رائی ہی ابن جوزی نے فرمایا کہ جا تیری ذمہ نماز نہین سائل نے پوچھا کہ کیسے آنہون نے کہا اسلئے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم

ويجحد اليقين نفسه حتى تراه
ولا ارادها مكان منه لعيانه
يقبل قول ابليس في انه ما نوى الصلاة
عن تأمله لغوامض الامور هذا
المعلوم ثم يقبل الملعون في قوله
وتصديقه

فقد بلغ النهاية في طاعته له انه يقبل
قوله في تعذيب نفسه والاضرار بجسده
بالغوص في الماء البارد وكثرة صبه

تلبيس ابليس على الطهارة

واطالة الغوص وربما فتح عينيه في الماء
وداخلهما فضعف بصره وربما افضى
غسل داخلهما الى ما يضر بصره الى حال
الى كشف عورته بين الناس من تركه في
مثل هذا الفضيحة ويضحك الصبيان
ذكر ابو الفرج ابن الجوزي ان رجلا قال له انى انغمس
في الماء مرارا كثيرة واشك هل
صح الغسل ام لا فما ترى
وذلك فقال ذهب
فقد سقطت عنك
الصلوة قال وكيف
قال لان النبي
صلى الله عليه وآله وسلم

نے فرمایا ہی کہ تین ادمی مرفوع القلم ہین یعنی ان پر احکام شرعی نہین ایک انمین سی مجنون ہی جبتک کہ افاقہ پاوی اور جو شخص بار بار پانی مین غوطہ لگا دی اور شک کری کہ پانی پونہچا ہی یا نہین تو وہ دیوانہ ہی تو تو کبھی ایسا ہی ہوا اور کبھی اسکو وسواس مین ایسا مشغول کرتا ہی کہ اس سی جماعت جاتی رہتی ہی اور بعض اوقات وقت نہین رہتا اور نیت سکے وسوسہ مین مشغول کر دیتا ہی یہانتک کہ تکبیر اسکے فوت ہو جاتی ہی اور کبھی ایک رکعت یا زیادہ جاتی رہتی ہی اور بعضی وسواسی ایسی ہین کہ قسم کہاتے ہین کہ اب اسپر زیادتی نکرینگے مگر پھر جھوٹے ہو جاتے ہین ایک شخص معتمد نے مجھسی بیان کیا کہ کسی سواسی سے کہا کہ اس دفعہ پر اب زیادہ کرون تو بی بی پر طلاق ہی پس اسکو شیطان نے بدون پڑہائی نہ چھوڑا اور اوسمین در اسکی بی بی مین جدائی کرا دی اور ایک شخص کا حال مجکو پونہچا ہی کہ وہ نیت کے بولنے مین بہت گنگناتا تھا ایک روز اللہ اکبر کہنا چاہتا تو بہت سا گنگنایا اور نیت کو کئی بار کہا پھر چاہا کہ ادا کرے اور اللہ کی جگہہ ذال کہا اوسکی برابر ایک شخص تھا اوسنی کہا کہ اینڈا تو پائے تجکو خدا اور اوسکا رسول اور اسکے فرشتے اور نمازی لوگ اور بعض ایسے ہین کہ حرف کے نکالنی مین وسواس کرتے ہین اور ایک حرف کو کئی بار کہتے ہین انمین سی ایک شخص سے مین نے سنا ہی اللہ اللکبر اور ایک شخص نے مجھسے کہا کہ مجھ سی السلام علیکم نہین کہا جاتا

مین نے کہا کہ جیسے تو نے اب یہ کلمہ کہا اسیطرح کہلیا کر اور مین کہتا ہون کہ جس شخص کو اس
بلا سے چھوٹنا چاہیے اوسکو جان لینا چاہیے کہ حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی
مین ہے اور آپ ہی کے طریقہ پر چلنے کا قصد کرے اور جان لے کہ جو کچھ اسکے خلاف ہے وہ شیطان
کی بناوٹ اور اوسکا وسواس ہے اور جس چیز کو آپکی سنت کے خلاف جانے خواہ وہ
کچھ ہی ہو اوسے جھٹ چھوڑ دے اور اپنے نفس سے یون کہے کہ تجھے معلوم نہین کہ طریقہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ اور ہے جب نفس کہے کہ ہان تو اوس سے پوچھے کہ بھلا یہ
آپ کیا کرتے تھے اگر کہے کہ نہین تو اوس سے کہے کہ پھر حق کے بعد سوا گمراہی کے اور کیا ہے
اور راہ جنت کے بعد بجز راہ دوزخ کے اور کیا ہے اور اللہ اور اوسکے رسول کے راستہ
کے بعد سوا راہ شیطانکے اور کیا ہے اور چاہیے کہ بزرگان گذشتہ کے حالات دیکھے کہ
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کیسے کرتے تھے اور انکی پیروی کرے حضرت
امام زین العابدین نے ایکروز اپنے لڑکے کو فرمایا کہ بیٹا میرے لیے ایک کپڑا ایسا بنا کہ
مین دیکھتا ہون کہ مکھیان غلیظ پر بیٹھکر کپڑے پر بیٹھتی ہین پھر آپ چونکے اور فرمایا کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحاب کے پاس تو ایک ہی کپڑا تھا اور اس خیال سے درگذرے
اور حضرت عمرؓ کسی کام پر قصد و ارادہ محکم فرماتے مگر جب کوئی آدمی کہتا کہ اسکو
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین کیا تو آپ باز رہتے یہانتک کہ آپ فرماتے

کہ مین نے ایکروز قصد کیا کہ ان کپڑونکی پہننے سے منع کردون اسلئے کہ مینے سنا ہے
کہ یہہ کپڑے ہمونکی پیشاب سے رنگے جاتے ہین پس ابو مالک نے اُنکی خدمتمین عرض کیا کہ آپ
منع فرماتے ہین مگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو پہنا ہے اور اور دونے بھی آپکے
زمانہ مین پہنا ہے اگر خدا تعالیٰ کو معلوم ہوتا کہ انکا پہننا حرام ہے تو اپنے رسول کو آگاہ فرما دیتا
حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ درست کہتے ہو۔ پہر یہہ جانے کہ صحابہؓ مین کوئی وسواسی تھا
اگر وسوسے ہی مین کچہہ بہتری ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور اسکے اصحاب سے اوسکو
نہ رکہہ چہوڑتا کہ وہ بہترین خلق اور سب سے افضل ہین اور اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وسواسیونکو دیکہتے تو اُنسے ناراض ہوتے اور حضرت عمرؓ دیکہتے تو اُنکو مارتے اور ادب
دیتے اور صحابہؓ دیکہتے تو بدعتی کہتے اب ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُنکے خلاف مذہب
کی باتین تفصیل ذکر کرتے ہین **فصل اوّل** نیت اور طہارت اور نماز مین
نیت کے معنی ہین ایک چیز کے کرنے پر قصد اور اسکا ارادہ کرنا اور اُسکی جگہہ دل
ہے زبان سے اوسکو کچہہ علاقہ نہین اور اسیواسطے کسیطور مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اُنکے اصحابؓ سے کوئی لفظ نیت کا منقول نہین اور یہہ عبارتین کہ شروع طہارت
اور نماز کے لئے بنائی گئی ہین انکو شیطان نے وسواسیون کے لئے اکہاڑا مقرر کیا ہے کہ
انپر اُنکو روکدیتا ہے اور ستاتا ہے نماز مین اُنکو کچہہ دخل نہین بلکہ نیت تو کسی کام

کے کرنیکا قصد ہی جو شخص کسی کام کا عزم کریگا وہ اوسکی نیت کرنیوالا ہی اوسکا نیت
سی جدا ہونا خیال مین نہین آتا مثلاً جو شخص وضو کو بیٹہا اوسنی نیت کی اور جو نماز کو اوٹہا
وہ بھی نیت کرچکا غرضکہ عاقلونکی جتنی افعال قصداً ہوتے ہین نیت سب مین ضرور
ہوتی ہی بلکہ اگر کوئی چاہی کہ اپنی فعل اختیاری کو نیت سی علحدہ رکہی تو نہین کرسکیگا
اور اگر خدا تعالےٰ اس امر کا حکم آدمی کو کرتا تو طاقت سی باہر چیز کا حکم فرماتا اور
جب ایسی نوبت آتی تو اوسکی حاصل کرنی مین مشقت ہوا کرتی اور اگر نیت کی حاصل ہونے
مین شک کیا جاوے تو یہہ ایک قسم کا جنون ہی اسلئی کہ ہر ایک عاقل اپنی نفس سی نیت کو
پہچانتا ہی بلکہ احوال کے قرینون سی دوسرا شخص بھی جان لیتا ہی مثلاً اگر کوئی شخص
کسی آدمی کو نماز کیوقت جب لوگ اکٹہی ہونے لگین صف مین بیٹہا ہوا دیکہی تو جان
لیگا کہ یہہ نماز کا منتظر ہی اور جب وسکو دیکہیگا کہ لوگونکی ساتھہ نماز کے لئی کہڑا ہوگیا
تو جانیگا کہ نماز پڑہنی کو اوٹہا ہی پہر اگر دو شخصونکی آگے کہڑا ہوگا تو جانیگا کہ اونکی امامت
کرنا چاہتا ہی اور اگر صف مین دیکہیگا تو جانیگا کہ مقتدی ہونا منظور ہی اب جو یہہ نمازی
شیطانکی بات مانے کہ نیت نہین کی تو آنکہہ کی دیکہی چیز کے انکار مین اوسکو سچا کرنا
ہی علاوہ ازین نیت جو موجود ہے اوسکا حاصل کرنا اور پیدا کرنا ممکن نہین اسلئی کہ کسی چیز
کی ایجاد کی شرط یہہ ہی کہ وہ معدوم ہو موجود کی ایجاد مین کچھہ فائدہ نہین ابو محمد

کہتے ہین کہ تعجب کی بات یہ ہی کہ جبتک امام رکوع کرتا ہی اور مقتدی کہڑا رہتا ہی
جبہی تک وسواس کرتا ہی مگر جب رکوع کے جاتے رہنے کا خوف کرتا ہی تو جلدی سے
اللہ اکبر کہکر شامل ہو جاتا ہی اب ہم پوچہتے ہین کہ جس شخص کو بڑی دیر تک قائم البال
کہڑے رہنے مین نیت حاصل نہوئی اوسکو تنگ وقت مین کیسے حاصل ہوگی اب تو رکعت کے
جاتے رہنے کا کہٹکا بہی دل کو لگا ہوا ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحاب رضہ
اور تمام مسلمانونکی نماز کو جنہون نے اس شخص کا سا فعل نہین کیا کیا کہیگا ان لوگونکی
نماز اوسکے نزدیک ناقص ہی یا اچہی خاصی کامل ہی تو پہر وجہ انکی مخالفت کی کیا ہی اگر
کہے کہ یہہ ایک مرض ہی جسمین مین مبتلا ہوگیا ہون تو ہم کہینگے کہ سچ ہی مگر اوسکی علت
شیطانکا قول ماننا ہی اور اللہ تعالی نے یہہ عذر کسیکو نہین بتایا تو سنت کو ترک کرنے
اور شیطانکی بات ماننے مین تیرا کچہہ عذر نہین مین کہتا ہون کہ ہمارے استاد کا قول ہی
کہ نیت کی ادا کرنے مین ایسا آدمی وسوسہ بد متین کرتا ہی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
انکے اصحاب رضہ نے ایک بہی نہین کی مثلا کہتا ہی کہ پناہ مانگتا ہون اللہ کی شیطان مردود سے
نیت کرتا ہون کہ ظہر کے فرض وقت چار رکعتین خدا کے لئے ادا کرون امام خواہ مقتدی
ہوکر منہہ میرا کعبہ کیطرف پہر اپنے اعضا ہلاتا ہی اور ماتہا جہکاتا ہی اور اپنی دونون
آنکہونکی رگین تانکر دوسری اللہ اکبر کہتا ہی گویا دشمن پر تکبیر کہتا ہی ابو محمد کہتی ہین کہ

وسواس وہ ہین جو نماز کو فاسد کردیتے ہین مثلاً بعض کلمات کو مکرر کرنا اور بعض مساجد کو ایذا دیتے ہین اور وسواسی کی مذمت اور طعن پر انکو آمادہ کرتے ہین تو وہ اپنی جان پر اتنی باتین جمع کرتا ہی شیطان کی حکم برداری اور سنت کی مخالفت اور بدعت کا کرنا اور اپنے نفس کو دکھ دینا اور وقت کا ضائع کرنا اور جس چیز سے ثواب کم ہو اوسمین لگا رہنا اور اپنے نفس کو ہدف طعن بنانا اور جاہل کو دھوکا دینا اور حکم سنت پر بدگمانی کرنی اور اُسکو کافی نسمجھنا اور نفس کا شیطان سے اثر قبول کرنا او نقصان عقل پر راضی ہونا حضرت امام ابو حامد غزالیؒ فرماتے ہین کہ وسوسہ کا سبب یا تو شرع کو نسمجھنا ہی یا عقل مین نقصان ہونا اور مسلم نے عثمان بن ابی العاص سے حدیث روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیطان مجھ مین اور میری نماز مین آڑ ہو گیا ہی کہ نماز مین مجکو شبہہ ڈالتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس شیطان کو خنزب کہتے ہین جب وہ تجکو معلوم ہو تو اس سے خدا کی پناہ چاہ اور اپنی بائین طرف تین بار تھوک مین نے ایسا ہی کیا خدا تعالی نے مجھسے اُسکو دور کردیا تو معلوم ہوا کہ وسواس والے خنزب کی آنکھ کی ٹھنڈک ہین نعوذ باللہ منہ

فصل اور منجملہ وسواس کے وضو اور غسل کے پانی مین زیادتی کرنی ہی امام احمدؒ اپنی مسند مین عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعدؓ پر گذرے

وہ وضو کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اسراف مت کرو اُنہوں نے عرض کیا کہ پانی مین بھی اسراف ہوتا ہی آپنے فرمایا کہ ہان اگرچہ تو چلتی نہر کے کنارہ پر ہو اور جامع ترمذی مین حضرت ابی بن کعب سے حدیث ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کا ایک شیطان ہے جسکو ولہان کہتے ہین تو تم پانی کی وسوسون سے بچو اور مسند اور سنن مین عمرو بن شعیب سے روایت ہی اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادے سے روایت کرتے ہین کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر وضو کا حال پوچھا آپنے اوسکو تین تین بار دھوکر دکھایا اور فرمایا کہ وضو یہہ ہے اور اگر کوئی شخص اس سے زیادہ کریگا وہ برا کریگا اور حد سے بڑھیگا اور ظلم کریگا اور سنن اثرم مین سالم بن ابی الجعد جابر بن عبد اللہ سے راوی ہین کہ انہون نے فرمایا کہ وضو کے لئے ایک مد پانی کافی ہی اور غسل جنابت کے لئے ایک صاع پس ایک شخص نے کہا کہ مجھکو تو اسقدر کافی نہوگا حضرت جابر غصہ ہوئے یہانتک کہ چہرہ آپکا متغیر ہوگیا پہر فرمایا کہ جو شخص تجھ سے بہتر اور بال زیادہ رکہتا ہی اوسکو کافی ہی اس روایت کو امام احمد نے اپنی مسند مین مرفوع روایت کیا ہی اور سنن نسائی مین عبید بن عمیر سے مروی ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مین نے اپنا حال دیکھا ہی کہ مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پتھر کے برتن سے جو صاع کی برابر یا اوس سے کم تھا نہاتے تھے اور وہ نو آسمین ہاتھ

تو التی تھی پس اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر تین بار پانی بہاتی تھی اور اپنے بالونکو نہین کھولتی تھی اور سنن ابی داؤد اور نسائی مین عباد بن تمیم ام عمارہ بنت کعب سے روایت کرتی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا تو پانی ایک برتن مین بقدار دو تہائی مد کے لایا گیا تھا اور ابراہیم نخعی کہتے ہین کہ پہلے لوگ پانی تمہاری نسبت کہیں بہت بچاتے تھے اور انکے نزدیک چوتھائی مد کافی تھا اور یہہ مبالغہ ہے اسلئے کہ مد کی چوتھائی تو دمشقی وزن سے ڈیڑھ اوقیہ بھی نہین ہوتی اور بخاری اور مسلم مین حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مد سے وضو فرماتے تھے اور ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک سے نہاتے تھے اور مسلم مین شعبہ سے روایت ہے کہ ایک صاع آپکے غسل جنابت مین کام آتا تہا اور ایک مد وضو مین اور محمد بن عجلان کہتے ہین کہ دین خدا مین سمجھہ ہے کہ وضو پورا ہو اور پانی کم گرے اور امام احمد کہتے ہین کہ پانی کا حریص ہونا آدمی کی کم فہمی مین سے ہے اور ابوداؤد نے اپنی سنن مین عبداللہ بن مغفل سے روایت کی ہے کہ انہون نے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ عنقریب اس امت مین ایسے لوگ ہونگے کہ حد سے تجاوز کرینگے پاکی اور دعا مین اب اس حدیث کو اس آیت سے ملاؤ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ یعنی حد سے بڑھنے والونکو اللہ دوست نہین رکھتا اور جانو کہ خدا تعالیٰ اپنی عبادت پسند کرتا ہے تو یہہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ وسواس والیکا وضو ایسی عبادت نہین جسکو خدا تعالیٰ قبول کرے اور گو اوس سے فرض ساقط

ہو جاوی گرد ضو کے باعث جنت کے دروازی نہ کہلینگے کہ جسمین سی چاہی گہسجاوے

فصل اور منجملہ وسوسون کے وضو ٹوٹنی کا وسواس ہی صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت ابوہریرہ

فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سی کوئی اپنی پیٹ مین

کوئی چیز معلوم کری اور اسکو شک پڑ جاوی کہ کچھہ اسمین سی نکلا ہی یا نہین تو وہ نماز کی جگہہ

سی باہر نہو جبتک کہ کچھہ آواز نہ سنی یا بو نپاوی اور بخاری اور مسلم مین عبد اللہ بن زید

سی روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنی ایک شخص کی شکایت کی گئی کہ اوسکو

یہہ خیال ہو جاتا ہی کہ نماز مین کچھہ ہو گیا آپنی فرمایا کہ وہ نماز سی نہ پہرے جب تک کہ آواز نہ سنی

یا بو نپاوی اور مسند اور سنن ابی داؤد مین حضرت ابو سعید سی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نی فرمایا کہ شیطان تم مین سی کسیکے پاس نماز کے اندر آتا ہی اور ایک بال اوسکے

پیچھی کیطرف سی پکڑ کر کھینچتا ہی تو نمازی کو معلوم ہوتا ہی کہ میرا وضو جاتا رہا پس اوسکو چاہیے

کہ نماز سی نہ پہری جبتک کہ آواز نہ سنے یا بو نپاوی اور ابو داؤد کی روایت یہہ ہی کہ جب

شیطان تم مین سی کسیکے پاس آکر کہی کہ تو بی وضو ہو گیا تو اس سی کہنا چاہیے کہ تو جھوٹا ہے

مگر اس صورت مین کہ اپنی ناک سی بو معلوم کری یا اپنی کان سی آواز سنی دیکھو آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس امر مین کہ احتمال سچ کا تہا اوسمین شیطان کے جھوٹلانیکا حکم دیا

تو جس صورت مین اوسکا جھوٹ یقینی ہو وہان کیسی ہوگا مثلاً وسواسی کو اسکا کہنا کہ

تو نے نہیں کیا حالانکہ وہ کر چکا ہی شیخ ابو محمد فرماتے ہین کہ آدمی کو مستحب ہے
کہ جب پیشاب کری اپنی ستر اور پاجامہ پر چھینٹا پانیکا دیدے تا کہ اپنی نفس سی وسواس
کو دور کری اور جب تری معلوم ہو تو کہی کہ یہہ اوسی پانی کی ہی جو مین نے چھڑکا ہی چنانچہ
ابو داود نے سفیان ابن الحکم یا حکم بن سفیان سے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور چھینٹا دے لیتے اور ایک روایت مین
یون ہی کہ مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ پیشاب کیا پھر اپنی ستر پر پانی
چھڑکا اور حضرت ابن عمر اتنا پانی چھڑکتے کہ انکا پاجامہ تر ہو جاتا اور امام احمد رحمہ اللہ کے
بعض یاروں نے ان سے گلہ کیا کہ مجکو بعد وضو کے تری معلوم ہوتی ہی آپ نے فرمایا کہ اس
سے غافل ہو جا اوسنے دوبارہ سوال کیا آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ نہو گیا اوسی قدر دہنا
چاہتا ہی اوس سے غافل ہو جا **فصل** اون منجملہ وسواسون کے وہ ہی جو بہت سے وسواسی
بعد پیشاب کے کرتے ہین اور وہ دس چیزین ہین ایک شرمگاہ کو جڑ سے سرتک دبانا اور
اسمین حدیث غریب ہی جو ثابت نہین ہوتی چنانچہ مسند اور سنن ابن ماجہ مین عیسی
بن یزداد اپنے باپ سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے
کوئی پیشاب کرے تو اپنے ستر کو تین بار پونچھ لے اور جابر بن زید نے کہا ہی کہ جب تو
پیشاب کرے تو اپنے ذکر کے نیچے ہاتھ پھیر دے کہ اس سے بند ہو جاویگا اس روایت

لم تفعل کذا وقد فعله قال الشارح ابو محمد ویستحب للانسان اذا بال ان ینضح فرجه وسراویله بالماء اذا بال لیدفع عن نفسه الوسوسة فمتی وجد بللا قال هذا من الماء الذی نضحته کما روی ابو داود عن سفیان بن الحکم او الحکم بن سفیان قال کان النبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم اذا بال توضأ وینتضح وفی روایة رأیت النبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم بال ثم نضح فرجه وکان ابن عمر ینضح حتی یبل سراویله وشکی الی الامام احمد بعض اصحابه انه یجد البلل بعد الوضوء فقال له الامام اعرض عنه فاعاد علیه المسألة فقال

فصل ومن ذلک ما یفعله کثیر من الموسوسین بعد البول وهو عشرة اشیاء السلت والنتر والنحنحة والمشی والقفز والحبل والتفقد والوجور والحشو والعصابة والدرجة اما السلت والنتر فیستندون فیه الی حدیث غریب لا یثبت ففی المسند وسنن ابن ماجه عن عیسی بن یزداد عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا بال احدکم فلینتر ذکره ثلث مرات وقال جابر بن زید اذا بلت فامسح اسفل ذکرک فانه ینقطع

کو سعید نے جابر سے روایت کیا ہی دوسرے بعد استنجا کے جس چیز کے دوبارہ آنیکا خوف
ہو اوسکو نکالنا اور یحییٰ ان دونو مین اپنے استاد سے پوچھا تو انکے نزدیک کچھہ ٹھہری
اور فرمایا کہ اسمین حدیث صحیح نہین ہی اور یہہ بھی فرمایا کہ پیشاب تھن مین کے دودھ
کیطرح ہی اگر چھوڑ دو تو ٹھہر جاتا ہی اور دوہو تو نکل آتا ہی اور جو شخص اس امر کا عادی
ہو جاتا ہی وہ ایسے مرض مین مبتلا ہو جاتا ہی کہ اوس سے غفلت کرنیوالا اوس سے بچا رہتا ہے
ابو محمد کہتے ہین کہ اگر یہہ امر مسنون ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی لیے سب سے بہتر تھے
چنانچہ ایک یہودی نے حضرت سلمان سے کہا کہ تمہارے پیغمبر نے تمکو سب چیزین سکھائی
ہین حتی کہ پاخانہ پھرنا بھی آپنے فرمایا کہ ہان تیسرے بچی ہوئی پیشاب کو نکلنے کی لئے کھنکہانا
اور چند قدم چلنا چوتھی زمین سے کچھہ ابہر کر جلدی سے بیٹھہ جانا پانچوین ایک رسی مین
لٹک کر زور دینا کہ زمین سے پانو اوٹھہ جانیکے قریب ہوجا دین پھر اوسمین کہسک کر
بیٹھہ جانا چھٹی ذکر کو پکڑ کر اوسکے سوراخ کو دیکھنا کہ اوسمین کچھہ باقی ہی کہ نہین ساتوین
اوسکو سوراخ کھولکر پانی ڈالنا آٹھوین اوسمین روئی رکھنی نوین اوسپر پٹی باندہنی
دسوین تھوڑی دور زینہ پر چڑھکر جلدی سے اوترنا ہمارے استاد فرماتے ہین کہ یہہ سب وسوسے
اور بدعت ہین **فصل** اور منجملہ اونکے وہ چیزین ہین کہ صاحب شریعت صاف اونمین نرمی
برتتی تہی اور وسواسیون نے انمین سختی کر لی ہے انہین سے ایک یہہ ہی کہ راستو نمین ننگے

پانو چلے پہر نماز پڑہی اور پانو نہ دہوئے ابو داؤد بنی عبد الاشہل کی ایک عورت سے
روایت کرتے ہین کہ اوسنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ ہماری یہان مسجد
کا راستہ گندہ ہی تو جب مینہ برسے تو کیا کرین آپنے فرمایا کہ اوس رستے کی بعد کوئی
اوس سی ستہرا رستہ نہین اوسنی عرض کیا کہ ہی آپنے فرمایا کہ یہ راہ عوض ہے پہلی کا۔ اور
ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ ہم راہ چلکر وضو نہین کیا کرتے تہی اور حضرت علیؓ نوسی روایت
ہی کہ وہ مینہ کے کیچڑ مین گہسی پہر مسجد مین آکر نماز پڑہی اور اپنی پانو نہ دہوئے۔ اور
حفص کہتی ہین کہ مین عبد اللہ بن عمرؓ کے ساتھہ مسجد مین آیا جب ہم پہنچے تو مین وضو
کی جگہہ کیطرف چلا گیا تاکہ پانو پر جو کچہہ لگ گیا تہا اوسکو دہوؤن حضرت عبد اللہ نے
فرمایا کہ مت دہو اسلئے کہ تو ناپاک راہ پر چلتا ہی پہر پاک پر نکلتا ہی اسی سی پاک ہوجاتا ہی
غرضکہ منہی مسجد مین اگر نماز پڑہلی **فصل** اور منجملہ انکی یہہ ہی کہ موزہ اور جوتے کے نیچے
جب نجاست لگجاتی ہی تو اوسکو زمین سی رگڑنا مطلقا کافی ہی اور اوسکو پہنکر حدیث صحیح
کی روسی نماز درست ہی امام احمدؒ نے اسکی تصریح کی ہی اور انکی محقق یاروں نے اوسکو
پسند فرمایا ہی چنانچہ ابو البرکات کہتی ہین کہ زمین پر مطلق رگڑ ڈالنی کی میری نزدیک صحیح ہی
اسلئی کہ حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی راوی ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب
تم مین سی کوئی جوتا پہنکر ناپاکی پر کو چلے تو مٹی اوسکی واسطی پاک کرنیوالی ہی اور ایک

روایت مین یہہ ہی کہ جب ہم مین سی کوئی اپنی موزون سی ناپاکی کو پامال کرے تو
موزونکی پاک کر دینیوالی مٹی ہی ان دونو روایتونکو ابوداؤد نے بیان کیا ہی اور
ابوسعیدؓ روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی پس اپنی
جوتیان نکالین لوگون نے بہی اپنی جوتیان اتار دین جب آپ نماز سی فارغ ہوئی لوگونسی پوچہا
کہ تمنے کیون اتارین انہون نے عرض کیا کہ ہمنے آپکو دیکہا کہ جوتیان اتارین ہمنے بہی اتارین
آپ نے فرمایا کہ میری پاس جبرئیل علیہ السلام نے آکر خبر دی کہ انمین ناپاکی ہی تو جب تم مین سے
کوئی مسجد مین آوی تو چاہیے کہ اپنی جوتیونکو الٹ کر دیکہے اگر انمین کچہہ خبث یعنی ناپاکی ہو
تو اوسکو زمین سے رگڑ دی پہر ان سی نماز پڑہ لے اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت
کیا ہی اور اسکی معنی جو یہہ کہتی ہین کہ ناپاکی سی غرض مکروہ چیزین ہین مثل رینٹ وغیرہ
پاک اشیا کے تو یہہ تاویل کئی وجہ سی درست نہین اول تو یہہ کہ اسطرحکی چیزین خبث
نہین کہلاتین دوسری یہہ کہ نماز کیوقت ان اشیا کے پونچہنیکا حکم نہین کیونکہ اُنسے
نماز نہین جاتی تیسری یہہ کہ انکی لئی نماز مین جوتیان نہین اتارنی چاہئین اسلئی کہ یہہ کام
بیضرورت ہی ادنی بات ہی کہ مکروہ ہوگا چوتہی یہہ کہ روایت دارقطنی کی ابن عباسؓ سے
یہہ ہی کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے میری پاس آکر خبر دی کہ
انمین خون حلمہ کا ہی جو بڑی قسم کی کلنی ہوتی ہی اور اسوجہ سے کہ جوتی ایسی جگہہ ہی کہ اکثر

نجاست اُسکو بہت دفعہ پونہچتی ہی تو رفع حرج کے لئی سخت چیز سی اُسکا ملزا لنا
کافی ہوا جیسے ڈیلا لینے کی مقام کی لئی ہی بلکہ جوتی کیواسطے بطریق اولی ہونا چاہیئے
کیونکہ مقام پاخانہ پر تو نجاست ونہین دو یا تین ہی بار لگتی ہی **فصل** ابیمی حال
عورت کے دامن کا ہی ایکعورت نے حضرت ام سلمہؓ سی پوچہا کہ مین اپنے دامن لمبی رکہتی
ہون اور ناپاک جگہہ پر کو گذرتی ہون اونہونے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ اوسکے بعد کی جگہہ اسکو پاک کردیتی ہی روایت کیا ہی اسکو احمد اور ابوداؤد
نے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتکو اجازت دی ہی کہ اپنے دامن ایک ہاتھ
لٹکالے اور ظاہر ہی کہ ایسا دامن ناپاکی پر لگیگا مگر اوسکو اوسکی دہونیکا حکم نہین فرمایا
بلکہ یہہ فتوی دیا کہ زمین اوسکو پاک کردیگی **فصل** اور جوتیان پہنکر نماز پڑہنی سے
وسوسیونکا دل نہین خوش ہوتا حالانکہ یہ سنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے
اصحابؓ کی ہی فعل اور حکم دونو کے اعتبار سی۔ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جوتیون سی نماز پڑہتی تہی اور شداد بن اوسؓ کہتی ہین کہ آپنے فرمایا
کہ یہود یون کے خلاف کرو کہ وہ اپنی موزون اور جوتونسی نماز نہین پڑہتی روایت کیا ہی اسکو
ابوداؤد نے **فصل** اور ایک یہہ ہی کہ سنت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی نماز پڑہنا
جہان کہین ہو اور جس جگہ اتفاق پڑی سوا ان جگہون کے کہ اُنسے منع فرمایا یعنی قبرستان

اور حمام اور اونٹو نکے بیٹھنے کی جگہہ چنانچہ یہ فرمانا آپکا صحیح ہی کہ تمام زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنیکی چیز کردیگئی ہی پس جس جگہہ میری امت مین سے کسیکو نماز کا وقت آجاوے وہ نماز پڑہ لیوے اور آپ بکریونکی رہنے کی جگہہ مین نماز پڑہلیا کرتے تھے اور اس امر کا حکم بھی فرمایا اور کسی آڑ کی شرط نہین لگائی - ابن منذر یہ کہتے ہین کہ سب ائمہ اہل علم کا بکریونکی رہنے کی جگہہ مین نماز کے مباح ہونے پر اتفاق ہی بجز امام شافعی کے کہ وہ فرماتے ہین کہ مین اسکو مکروہ جانتا ہون مگر اوسصورت مین کہ جگہہ مینگنیون سے بچی ہوئی ہو اور ابو ہریرہ کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نماز پڑہو بکریونکے رہنے کی جگہہ اور نہ پڑہو اونٹونکے رہنے کی جگہہ مین اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور صحیح کہا ہی اور امام احمد نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑہو بکریونکی رہنے کی جگہہ مین اور مت نماز پڑہو شترخانون یا اونٹونکی نشستگاہ مین اور اسیطرح مسند مین عبد اللہ بن المغفل سے بھی مروی ہی اور ایسا ہی جابر بن سمرہ اور براء اور اسید بن حضیر سے آور فرمایا زمین بالکل مسجد ہے بجز مقبرہ اور حمام کے اسکو نسائی کے سوا اصحاب السنن نے روایت کیا ہی - اب اس طریق نبوی اور اس شخص کے فعل مین بڑا فرق ہی جو نماز بچھونے کو اوپر مصلے بچھا کر ہی پڑہتا ہی اور اسپر چڑہ پا کیطرح کود کر چلتا ہی حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ایسی چٹائی پر نماز پڑہی ہی جو زیادہ استعمال کے باعث سیاہ ہو گئی تہی اوسپر
پانی چہڑکا گیا اور آپنے نماز پڑہلی کبہی اوسپر جانماز بہچہی رومال اور آپ کبہی خاک
پر سجدہ کرتے تہی کبہی کنکروںپر کبہی گارے پر یہانتک کہ اوسکا نشان آپکی پیشانی اور
اور ناک پر معلوم ہوتا تہا - اور حضرت ابن عمرؓ کہتے ہین کہ کتے مسجد مین آتے جاتے
تہی اور پیشاب کر دیتی تہی اور لوگ اوسپر پانی نہ ڈالتے تہی اسکو بخاری نے روایت کیا ہے
مگر پیشاب کا ذکر نہین کیا اور ابو داؤد کی نزدیک کتونکا پیشاب کرنا بہی سند صحیح سے ثابت ہے

فصل اور اسمین سے ایک یہ ہے کہ زمانہ نبوی مین لوگ مسجد وںمین ننگے پانو گارے
وغیرہ مین کو آتے تہی ابن ثابت کہتی ہین کہ مینے حضرت ابن عباسؓ سے پوچہا کہ آدمی
وضو کرکے ننگے پانو مسجد مین جاوے آپنے فرمایا کہ کچہہ مضائقہ نہین اور کمیل بن زیاد
کہتے ہین کہ مین نے حضرت علیؓ کو دیکہا کہ مینہ کے گارے مین گہسے پہر مسجد مین جاکر نماز
پڑہی اور پانو نہ دہوئے اور ابراہیم نخعی کہتی ہین کہ لوگ بلغی اور گارے مین مسجد تک
جاتے اور نماز پڑہتی اور یحیی بن ثابت کہتی ہین کہ مینہ کے پانی مین کو چلتے اور چہینٹین
پڑتی جاتین اسکو سعید بن منصور نے اپنی سنن مین روایت کیا ہے اور ابن منذر نے کہا ہے
کہ حضرت ابن عمرؓ منی مین ننگے پانو گارے پانی مین چلے پہر نماز پڑہی اور وضو نکیا
ابو محمد کہتی ہین کہ جو لوگ اس امر کے قائل ہین وہ علقمہ اور اسود اور عبد الرحمن بن

اور سعید بن المسیب اور شعبی اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ اور مالک ہین اور
ایکصورت شافعیہ کی بہی یہی ہے اور یہی قول اکثر اہل علم کا ہے اور یہہ وجہہ بہی ہے کہ
پانیکو ناپاک کر دینے مین بڑی مشقت ہے شریعت کی جیسے کفار کے برتنکو کہا ہے اون
اور کپڑون اور بدکارون شرابخوارون وغیرہ کے کپڑونکے نجس کرنیمین ہے آمیدو البرکات
ابن تیمیہ کہتے ہین کہ اس سب بیان سے زمین کا خشک ہوکر پاک ہوجانا قوی ہوتا ہے
اسلئے کہ ان بحث طہارت ہمیشہ اپنی راستون مین چہاتکو بہت آمد و رفت بازار و مسجد وغیرہ کی
طرف کرنا ہے جابجا نجاستونکو دیکہتا ہے پس اگر خشکی سے اثر نجاست دور ہونیکے بعد زمین کو
پاک نکہا جاوے تو اسپر نجاست کی جگہوں سے بچنا لازم ہوگا اور اسکی بعد ننگے پانوں پہنا
اوسکو درست نہوگا حالانکہ معلوم ہوچکا کہ صالحین سلف نے اس سے احتراز نہین کیا
اور ابو قلابہ کہتے ہین کہ زمین کا سوکہ جانا مثل پاک کرنیکے ہے فصل اوسہین سے ایک
یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے مذی کا حال پوچہا آپنے وضو کرنیکو فرمایا
اوسنے عرض کیا کہ اگر میرے کپڑے کو اسمین سے کچہہ لگجاوے تو کیا ارشاد ہے فرمایا کہ ایک چلو
پانی لیکر جسجگہہ دیکہے کہ لگ گئی ہے چہڑک دے روایت کیا ہے اسکو احمد اور ترمذی اور
نسائی نے پس مذی کی جگہہ پر پانیکا چہڑک دینا درست فرمایا جیسے لڑکے کی پیشاب
پر پانی چہڑکنے کا حکم کیا ہے ہمارے استاد فرماتے ہین کہ یہی امر مشہور ہے اسلئے کہ یہہ بہی نجاست

ہی کہ اس سی بچنا بہت مشکل ہی کیونکہ جوان اور مجرد آدمی کو اکثر عارض ہوتی ہی تو
اسمین تخفیف ہولی لڑکے کے پیشاب اور موزہ اور جوتے کے نیچے کی نجاست کی نسبت کر
زیادہ مناسب ہی اور اسمین سی ہی اتفاق مسلمانونکا اُس امر پر جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے انکی لئی مسنون فرمایا ہی یعنی ڈھیلون سی استنجا کرنا جائز ہی اور گرمی کے موسم مین
باوجودیکہ استنجی کی جگہہ پر پسینا آکر کپڑی پر لگجاتا ہی مگر اوسکے دہونیکا حکم نہین دیا اسلئی
کہ حرج نہو اور اسمین سی ایک یہہ ہی کہ تہوڑی مقدار نجاست چھوٹی اور دوندونکی لید کی معاف
ہی یہہ ایک روایت ہی امام احمدؒ کی دو روایتون سی اور ہمارے استاد نے اسکو پسند
کیا ہی اسوجہ سی کہ بچنا مشکل ہی ولید بن مسلم کہتی ہین کہ مینے اوزاعیؒ سی اُن چوپایونکے
پیشاب کا حال پوچھا جنکا گوشت نہین کہایا جاتا مثل خچر اور گدہی اور گہوڑی کے
انہونے کہا کہ اگلے لوگ اُنہین مبتلا ہوتے تہی تو نہ جسم پر سے دہوتے تہی
نہ کپڑی پر سی اور اسیوجہ سی امام احمدؒ نے تصریح فرمائی ہی کہ تہوڑی کیسی ودی معاف
ہی مثل مذی کے اور اسیطرح تہوڑی قی معاف ہی اور ہمارے شیخ کہتی ہین کہ کپڑے اور
جسم کا دہونا مواد اور پیپ اور زرد آب وغیرہ سی واجب نہین اور اوسکی نجاست
پر کوئی دلیل قائم نہین ہوئی اہل علم کا مذہب یہہ ہی کہ وہ پاک ہی بیان کیا ہی اوسکو
ابوالبرکات نے اور حضرت ابن عمر اوسکی باعث نماز نہ توڑتے تہی اور خون کے نکلنی سی نماز

سی بہرتے تھی یعنی زرد آب کو شکنندہ وضو سمجھتی تھی اور خون کو جانتی تہی اور
حسن سی بھی ایسا ہی کچہہ مروی ہی اور ابو مجلز سی کسینے بدن اور کپڑی پر پیپ
کے لگنی کا حال پوچھا تو کہا کہ کچہہ نہین خدا تعالی نے صرف خون کا ذکر کیا ہی
پیپ کو نہین فرمایا اور اسحق بن راہویہ کہتی ہین کہ سب کے نزدیک خون کے سوا جو کچہہ
ہی وہ بدبو عرق کی مانند ہی اور موجب وضو نہین اور امام احمد سی کسی نے پوچھا کہ آپ کے
نزدیک خون اور پیپ برابر ہین آپ نے فرمایا کہ نہین خون مین کسی نے اختلاف نہین
کیا اور پیپ مین لوگون کا اختلاف ہی اور ایکدفعہ آپ نے یہ فرمایا کہ پیپ اور زرد آب
اور مواد سب کے نزدیک خون سی سہل تر ہین اور اسمین ہی وہ قول کہ امام ابو حنیفہ
نے فرمایا ہی کہ جب منگنی چوہی کی گیہون مین پڑکر پیجاوے یا بہتی تیل مین گرے تو اُسکا
کہانا جائز ہی بشرطیکہ متغیر نہوا اسلئے کہ اُس سی بچنا غیر ممکن ہی الا اگر پانی مین گریگی تو
اسکو نجس کردیگی اور بعض شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جن گیہون پر روند نے کیوقت
گدہی کا پیشاب پڑگیا ہو اونکو بدون دہوی کہانا درست ہی اسلئے کہ سلف نے اُس سی احتراز
نہین کیا اور اللہ تعالی نے کتی کا شکار حلال کیا اور یہہ نہین فرمایا کہ اوسمین
سی جگہہ کو دہویا جاوے یا کاٹ ڈالا جاوے اور حدیث مین بھی کہین نہین آیا نہ کسی
صحابی سی منقول ہی اور اسمین سی ہی وہ مسئلہ کہ سلف کی ایک جماعت نے فتوی دیا ہے

کہ آدمی جب اپنے ہاتہون یا کپڑی پر بعد نماز کے نجاست دیکہی اور پہلی سے اوسکو
معلوم تہی یا اسکو بہول گیا تہا یا اوسکو دور کرنے سے عاجز تہا تو اسپر اس نماز کا دوبارہ
پڑہنا نہین آور ایسین سے ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نواسی امامہ بنت زینب
کو گود لیئے نماز پڑہی جب سجدہ کرتے تو اتار دیتے اور جب کہڑی ہوتے تو اُٹہا لیتے بخاری
اور مسلم دونوں نے روایت ہے اور امام احمدؒ نے یہی صورت حضرت حسنینؓ کے حق مین
ابوہریرہ سے روایت کی ہے آور شداد بن الہاد کہتی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت
حسن یا حسین کو اُٹہائی ہوئی ہمارے پاس نکلے پس انکو بٹہا کر نماز کے لئے اللہ اکبر کہا
اور اس نماز مین ایک لمبا سجدہ کیا جب نماز پڑہ چکے تو فرمایا کہ میرا لڑکا مجہپر سوار ہو گیا
تہا تو مجکو جلدی اتار دینا اچہا نہ معلوم ہوا روایت کیا ہے اسکو احمد اور نسائی نے آور
حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد پڑہتی اور مین حالت حیض مین
آپکے برابر ہوتی اور مجہپر ایک چادر ہوتی جسمین سے کسیقدر آپکے اوپر ہوتی روایت کیا ہے
اِسکو ابوداود نے اور فرماتی ہین کہ ایام حیض مین مین اور آپ ایک کپڑے مین سوتے
اگر کچہہ مجہہ مین سے اُس کپڑے کو لگجاتا تو آپ اُسیقدر کو دہو ڈالتے اُس سے زیادہ نہ
اور اُسی سے نماز پڑہتے آور اسیمین سے ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کپڑونکو
پہنا اور اُنسے نماز پڑہی جنکو مشرکون نے بُنا تہا اور جب حضرت عمرؓ نے اُنکی تیزی سے

کرنا چاہا تھا تو ابو مالک نے جو کچھ کہا تھا وہ پہلے ہم بیان کر چکے اور اسی قیاس پر
بانات ہیں پس اس سے بہت دخل وسواس ہوا اور جب حضرت عمرؓ جابیہ میں تشریف لائے
تو ایک کپڑا ایک نصرانی سے مانگ کر پہنا یہانتک کہ آپکے قمیص سیا گیا یا دھویا گیا
اور ایک نصرانی عورت کے گھر سے وضو کیا اور حضرات سلمان اور ابو درداء کسی
نصرانیہ کے گھر میں تھے حضرت ابو درداءؓ نے اس سے کہا کہ تیرے گھر میں اگر کوئی جگہ پاک ہو تو
ہم نماز پڑھلیں اوسنے جواب دیا کہ تم دونو اپنے دلونکو پاک کرلو پھر جہاں چاہو نماز پڑھو
حضرت سلمانؓ نے اسسے کہا کہ سیکھ لو یہ بات ایسے شخص سے جو فقیہ نہیں اور اسمیں سے کو کہ
صحابہ اور تابعین حوضوں اور کھلے برتنوں سے وضو کرتے تھے اور یہ نہ پوچھتے تھے کہ انہیں
ناپاکی تو نہیں لگی یا کتے خواہ درندے نے تو نہیں پیا چنانچہ موطا میں یحییٰ بن سعید سے
روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ایک سوار کے ساتھ باہر نکلے اسمیں عمرو بن عاص بھی تھے حتیٰ کہ دونو
ایک حوض پر پہنچے عمرو بن عاصؓ نے حوض والے سے پوچھا کہ تیرے اس حوض میں درندے
تو پانی نہیں پیتے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مت بتلانا اسلیئے کہ ہم اور درندے ایکدوسرے
کے بعد آتے ہیں اور سنن ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے سوال
کیا کہ گدہوں کے چھوڑے سے ہم وضو کریں آپ نے فرمایا کہ ہاں اور درندوں کی چھوڑے سے
بھی اور حضرت عمرؓ ایکدفعہ چلے جاتے تھے پرنالہ میں سے کوئی چیز آپکے اوپر گری آپکے

فقبضه من نصراني فلبسه ... وتوضأ من جرة نصرانية ... وكان سلمان وابو الدرداء عند نصرانية فقال ابو الدرداء لها هل في بيتك مكان طاهر فنصلي فيه فقالت طهرا قلوبكما ثم صليا حيث احببتما فقال سلمان خذها من غير فقيه ... والتابعين ... ولا يسألون ... هل صاحبها نجاسة او وردها كلب او سبع

في الموطا عن يحيى بن سعيد ان عمر خرج في ركب فيهم عمرو بن العاص حتى وردوا حوضا فقال عمرو يا صاحب الحوض هل ترد حوضك السباع فقال عمر لا تخبرنا فانا نرد على السباع وترد علينا

وفي سنن ابن ماجة ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سئل انتوضأ بما افضلت الحمر قال نعم وبما افضلت السباع ... عمر بن الخطاب بميزاب فقطر عليه شيء من ميزاب ...

صاحب له فقال يا صاحب
الميزاب ماؤك طاهر او نجس
فقال عمر يا صاحب الميزاب
لا تخبرنا ومضى ذكره احمد
قال شيخنا وكذلك اذا
اصابه بجاله او ذيلها
بالنبات يعني رطوبة ولا يعلم ما هو
لم يجب عليه ان يشمه ويتعرف ما هو
واحتج بانه نهى عن عمر وهذا هو الفقه
فان الاحكام انما تترتب على المكلف بعد علمه
باسبابها وقبل ذلك هي على العفو فما عفا
الله عنه فلا ينبغي البحث عنه ومن

ساتھ ایک رفیق تھا ادسنے پرنالے والے سے پوچھا کہ تیرا پانی پاک ہے یا ناپاک آپنے
فرمایا کہ اے پرنالے والے ہمکو کچھہ مت کہنا یہہ کہکر چلے گئے ذکر کیا ہے اسکو امام احمد نے
ہمارے شیخ کہتے ہین کہ یہی حال ہے جسوقت کہ آدمی کے پانو یا دامن مین کوئی چیز تر
ساتھ لگجاوے اور اوسکو معلوم نہو کہ کیا ہے تو اوسکو اوسکا سونگہنا اور پہچاننا واجب
نہین اور اسکی حجت وہی بیان کی ہے جو روایت حضرت عمرؓ سے گذری اور واقع مین فقہ بہی
یہی ہے اسواسطے کہ مکلف پر اسباب کی جاننے کے بعد حکم مترتب ہوا کرتے ہین اور اس سے
پہلے معاف رہتے ہین پس جو چیز خدا تعالی نے معاف فرمائی ہو اوسکی
کرید کرنی نچاہیے آور اسی مین سے ہے تہوڑے سے خون کے ساتھ نماز
پڑھنی بخاری فرماتے ہین کہ حضرت حسن نے فرمایا ہے کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخمون مین
نماز پڑہتے رہے ہین آور فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک پھنسی کو دبایا اسمین سے خون
نکلا آپ نے وضو نکیا اور ابن ابی اوفی نے نماز کے اندر خون تہوکا اور نماز پڑہتے رہے
حضرت عمرؓ نے نماز پڑہی اور آپکے زخم سے خون جاری تہا اور اگلے لوگ اپنی تلوارین جنکو
خون لگا ہوتا تہا ان پر لگائے ہوئے نماز پڑہ لیتے تہے اور پونچہہ ڈالنے پر کفایت کرتے تہے
اور اسی قیاس پر صیقل کی ہوئی چہری کو پونچہنا کافی ہے اس سے معلوم ہوا کہ قصائی کو
اپنی چہری کا پونچہہ ڈالنا کافی ہے چنانچہ امام احمد نے اسکی تصریح کی ہے اور اسمین سے

ذلك الصلاة مع سيلان الدم قال البخاري
وقال الحسن ما زال المسلمون يصلون في جراحاتهم
وعصر ابن عمر بثرة فخرج منها دم ولم يتوضأ
وبزق ابن ابي اوفى دما فمضى في صلاته
وصلى عمر بن الخطاب وجرحه
يثعب دما وكان السلف
يصلون وهم يحملون
سيوفهم التي قد اصابها الدم ويكتفون
بمسحها وعلى قياسه مسح
السكين الصقيلة من الدم
فان مسحها يكفيه
وكذلك يكفي الجزار مسح سكينه
كما نص عليه احمد ومن ذلك

ہے کہ دائیاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین اپنے کپڑون سے نماز پڑھتی
تہین اور شیرخوار انکے کپڑون پر قے کرتے تھے اور انکے بال بھی کپڑون اور بدن پر گرتے تھے
مگر وہ کچھ دہوتی نہین اسلئے کہ شیرخوار کا تھوک اُسکے منہ کو پاک کر دیتا ہے جیسے بلی کا تھوک
اُسکے منہ کا پاک کرنیوالا ہے جسکے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ نجس
نہین اسلئے کہ وہ تمہارے پاس آمد ورفت رکھنے والون مین سے ہے اور آپ اوسکے لئے برتن
جہکا دیتے تھے کہ پانی پیوے باوجودیکہ وہ چوہے اور کیڑے مکوڑے کہاتی ہے اور امام احمد
نے تصریح کی ہے کہ دہوبی کی رسی پاک ہے جبکہ وہ اوسپر گیلا کپڑا ناپاک پھیلادے اور اسکے
سوکہنے کے بعد پھر پاک کپڑا پھیلادے اور یہ ایسا ہے جیسا حضرت امام ابوحنیفہ رح فرماتے
ہین کہ زمین نجس کو آفتاب و ہوا پاک کر دیتے ہین اور امام احمد رح کے لوگون کے لئے بھی حجت ہے
کہ وہ اس زمین سے تیمم درست کہتے ہین اور اسمین حدیث ابن عمر رض کی شامل لفظ کے ہے جو واسطے
گذرے کہ کتے مسجد مین چلتے جاتے اور پیشاب کرتے تھے اور اسمین سے یہ ہے کہ تھوڑا
پانی بدون بدلنے رنگ وغیرہ کے ناپاک نہین ہوتا یہہ قول اہل مدینہ اور اکثر سلف کا ہے
اور اسکو امام احمد کے یارونکی ایک جماعت نے پسند کیا ہے انہین مین سے ہین ہمارے شیخ
اور انکے شیخ ابن ابی عمر حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی اسکو احمد نے روایت کیا ہے اور مسند اور سنن

عن ابی سعید قیل یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انتوضأ من بئر بضاعة وهی بئر یلقی فیها الحیض ولحوم الکلاب والنتن فقال الماء طهور لا ینجسه شیء قال الترمذی هذا حدیث حسن وقال احمد حدیث بئر بضاعة صحیح ولفظ لاحمد انه یستقی لک من بئر بضاعة ... وفیه لا ینجسه شیء الا ما غلب علی ریحه وطعمه ولونه

مین حضرت ابو سعیدؓ سی مروی ہی کہ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم بیر بضاعہ
سی وضو کرین وہ ایک کنوان ہی جسمین حیض کے کپڑی اور کتونکے گوشت اور بدبو
ڈالی جاتی ہین آپنے فرمایا کہ پانی پاک کرنیوالا ہے اوسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی
اور ترمذی نے کہا ہی کہ یہ حدیث حسن ہی اور امام احمدؒ فرماتے ہین کہ حدیث بیر بضاعہ
کی صحیح ہی اور انکی الفاظ یہ ہین کہ کیا آپکے لئے بیر بضاعہ سی پانی بہرا جاوی آخر حدیث
تک اور اوسمین ہی کہ اسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی مگر جو اوسکی بو اور مزہ اور رنگ پر
غالب ہوجاوے اور امام احمدؒ ہی نے یہہ حدیث حضرت ابو سعیدؓ سی روایت کی ہی کہ
آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن حوضونکا حال پوچھا گیا جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان
مین ہین کہ اُنمین کتی اور درندی اور گدہی پانی پیتی ہین اُنسے وضو کرین آپنے فرمایا کہ
جانورونکا اُسقدر ہی جو پیٹ مین لیگئی اور ہماری واسطے پانی پاک کرنیوالا ہی اگرچہ ان
دونو حدیثون مین گفتگو ہی اور زہری کہتی ہین کہ جب کتا برتن مین منہ ڈالجاوی اور
آدمی کے پاس اوسکے سوا اور پانی نہو تو اوسی سی وضو کری پہر تیمم کرے سفیان ثوریؒ
کہتی ہین کہ فقہ بھی یہی ہی بعینہ اللہ تعالی فرماتا ہی فلم تجدوا ماءً فتیمموا اور یہہ
پانی ہی کہ نفس کو اوس سی کراہت ہی اسلئی اُس سے وضو کری پہر تیمم کرے اسیطرح
بخاری مین اور امام احمدؒ نے تصریح فرمائی ہی کہ تیل کے شکیزون مین کتا منہ ڈالے تو

(بین السطور: پہر اگر نہ پاؤ پانی تو تیمم کرو)

ابی سعید سئل عن الحیاض التی بین مکة والمدینة تردها الکلاب والسباع ... فقال لها ما حملت فی بطونها ولنا ما غبر طهور

عن الزهری فی الکلب یلغ فی الاناء ... لا یجد غیره یتوضأ به ثم یتیمم قال سفیان هذا هو الفقه بعینه یقول الله تعالی فلم تجدوا ماء فتیمموا وهذا ماء وفی النفس منه شیء یتوضأ به ثم یتیمم هکذا فی البخاری ونص احمد ... فیه کلب

کہانا جاوی **فصل** اس بیان مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو شخص دعوت
کرتا آپ قبول فرماتے اور اسکا کہانا کہاتے اور ایک یہودی نے آپکی ضیافت جو
کی روٹی اور بگڑی ہوئی سالن سے کی تہی اور خدا تعالی نے اہل کتاب کا کہانا حلال فرمایا ہے
اور مسلمان انکا کہانا کہایا کرتے تہے اور حضرت عمرؓ نے انسے شرط کی تہی کہ جو
مسلمان تمہارے پاس آوے اسکی ضیافت کرو اور جو تم کہاتے ہو اسکو کہلاؤ اور جب
آپ شام مین تشریف لائے تو آپکے لئے اہل کتاب نے کہانا تیار کیا اور بلایا آپنے پوچہا
کہ وہ کہان ہے انہون نے کہا کہ گرجا مین آپنے اوسکے اندر جانا مکروہ سمجہا اور حضرت
علیؓ سے فرمایا کہ تم لوگونکو لیجاؤ چنانچہ وہ لیگئے اور کہانا کہایا حضرت علیؓ گرجا کی
صورتونکو دیکہتے تہے اور فرماتے تہے کہ اگر امیر المومنین عمرؓ بہی آتے اور کہاتے تو کچہ انکا
ہرج نہ تہا اور ایک لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا کر اپنی گود مین بٹہایا اوسنے
آپ پر پیشاب کر دیا آپنے پانی منگا کر اوسپر چہڑک دیا اور دہویا نہین اور یہہ بیان بہت
مین سے تہوڑا ہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ مین بہیجا گیا ہون ایک طرفی
اور نرم ملت کے ساتہہ روایت کیا ہے اسکو احمد نے اور اس ملت کو ایک طرفی اور نرم
اسلئے فرمایا کہ توحید مین یکتا اور عمل مین سہل اور ان دونو باتونکی ضد شرک اور حلال
کو حرام کرنا ہے اور انہین دونونکی طرف اشارہ ہے اس حدیث قدسی مین کہ مینے اپنے

فقال بعد کل فصل من ذلك انه صلی الله علیه وآله وسلم کان یجیب من دعاه ویأکل من طعامه وضافه یهودی بخبز شعیر واهالة سنخة و احل الله اطعمة اهل الکتاب وکان المسلمون یأکلون من طعامهم وشرط علیهم عمر ضیافة من یمر بهم من المسلمین وقال اطعموهم مما تأکلون ولما قدم عمر الشام صنع له اهل الکتاب طعاما فدعوه فقال این هو قالوا فی الکنیسة فکره دخولها وقال لعلی اذهب بالناس فذهب علی بالمسلمین فدخلوا واکلوا وجعل علی ینظر الی الصور فی الکنیسة ویقول ما علی امیر المؤمنین لو دخل فاکل وحمل صلی الله علیه وآله وسلم صبیا فوضعه فی حجره فبال علیه فدعی بماء فنضحه ولم یغسله وهذا قلیل من کثیر وقال صلی الله علیه وآله وسلم بعثت بالحنیفیة السمحة رواه احمد وجمع بین کونها حنیفیة و سمحة فهی حنیفیة فی التوحید سمحة فی العمل وضد الامرین الشرك وتحریم الحلال وهما اللذان ذکرهما فی قول الله تعالی انی خلقت

بندونکو ایک طرف سیدہا کیا پس شیطانون نے انکو انکے دین سے نوپٹ یا اور
اُنپر میری حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیا اور انکو حکم کیا کہ میرے ساتہہ اُس چیز کو شریک
کرین جسکی مین نے حجت نہین اُتاری غرضکہ شرک اور حلال کا حرام کرنا ساتہہ ہی ساتہہ
ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبالغہ کرنیوالونکی مذمت فرمائی ہی اور انکی تباہی کی
خبر دی چنانچہ تین بار فرمایا سُنلو کہ غلو کرنیوالے ہلاک ہوئی اور بعض صحابہ رض نے
قسم کہائی ہی کہ غلو کرنیوالونکی حقین جتنی سختی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تہی اتنا مین
اور کسیکو نہین دیکہا اور اسیوجہ سے جب آپنے روزہ وصال کا رکہا اور چاند دیکہا تو فرما
یا اگر چاند دیر مین نکلتا تو مین البتہ یہ وصال کرتا کہ مبالغہ والے اپنا مبالغہ چہوڑ دیتے اور
صحابہ کا دستور تہا کہ اپنی نبی کی اقتدا کی باعث تکلف نہین کرتے تہے اللہ فرماتا ہی
قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ اور حضرت انس فرماتے ہین کہ ہم حضرت
کہہ مین نہین مانگتا تم سے اسپر کچہہ بدلہ اور مین نہین تکلف کرنیوالون سے ہون
عمر رض کے پاس تہے پس ہمنے سُنا کہ کہتے تہے کہ ہم تکلف سے منع کئے گئے ہین اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ ہر پچہلونمین سے اس علم کو انکے عادل اُٹہاوینگے وہ ایسے
الفاظ کا بدلنا غلو کرنیوالونکا اور بنانا مذہب اختیار کرنا باطل والونکا اور معانی کا
بدلنا جاہلونکا دور کرینگے اس حدیث مین اسلام کا بگاڑ تینون جماعتونکی طرف سے
فرمایا اور غلو کرنیوالون سے شروع کیا پس اگر خداوند پاک اپنی دین کے لئے ایسے

عبادی حنفاء فاجتالتهم الشیاطین عن دینهم وحرمت علیهم ما احللت لهم وامرتهم ان یشرکوا بی ما لم انزل به سلطانا فالتزاید وتحریم الحلال ...

انه ما رأی احد اشد علی المتنطعین من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ... ولما واصل صلی الله علیه وآله وسلم ... رأی الهلال قال لو تأخر الهلال لواصلت ...

وقال صلی الله علیه وآله وسلم یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاهلین ...

فلولا انه سبحانه اقام لدینه ...

شخص کو قائم نکرتا جو دین سے فساد دور کرے تو اس دین پر وہی گذرتا جو ان لوگون کے ہاتھ سے پہلے سب دینون پر گذرا ہے **فصل** اس بیان مین کہ حروف کے مخارج مین وسوسہ اور مبالغہ کرنا ابو محمد بن قتیبہ مشکل القرآن مین کہتے ہین کہ پہلے لوگ اپنی زبانون پر ہانکا کرتے تھے پھر اونکے بعد ایک قوم شہر والون اور عجم کی اولاد مین سے آئی جنکی سرشت اُس زبانکی نہ تھی پس اُنہون نے بہت سے حرفون مین لغزش اور بلک کی اور بگاڑا انہین مین سے وہ شخص ہے کہ عوام کے نزدیک اللہ تعالی نے اسپر نیکی کا پردہ ڈالا اور دلونکی عقیدہ مین دین کا ساتھی کیا مگر مین نے اس سے زیادہ غلط کرنیوالا کوئی ندیکھا کہ ایکحرف مین جس بات کو استعمال کرتا ہے اسکی نظیر مین اسکو چھوڑ دیتا ہے اور ایک اصل قرار دیتا ہے اور بار بار اوسکی مخالفت کرتا ہے اور مد اور ہمزہ اور اشباع اور ادغام اور اخفا میں زیادتی کرتا ہے اور سیکھنے والونسے محنت اٹھواتا ہے اور جو بات خدا تعالی نے آسان کی ہے امت پر اسکو مشکل کرتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ لوگونکو بیہ اختلافات پڑہاتا ہے اور نماز ان سے مکروہ جانتا ہے تو اگر ان سے نماز ہی جائز نہیں تو پھر کسجگہ اس قراءت کو استعمال کیا جاویگا اور ابن عیینہ کے نزدیک جو شخص اس جیسی قراءت پڑہے اسکی اقتدا درست نہین اور ابن عیینہ کی رای کے موافق بہت سے مسلمان ہین کہ عوام اور بازاری اُس قراءت کو اچھا جانتے ہین اسلئے کہ جب انہون نے اسکو

اور شاگردونکی آمد و رفت قاری کے پاس بہت پائی تو اونکو وہم اُسکی فضیلت کا ہوا

اور جب اونکے عندیہ مین یہہ بات جمگئی اور قرأت کیوقت قاری کی باچھین ترچھی گردن

کی رگین پھولی پیشانی پسینے سی تر دیکھی تو جان لیا کہ یہ بات فضیلت ہی کی وجہ سے

ہی حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت ایسی تھی اور نہ کسی سلف کے نیکبختونکی تھی

اور ابن مبارک نے اِس شخص کی سی قرأت سی منع فرمایا ہی فضل بن زیاد کہتی ہین کہ

ایک شخص نے ابو عبد اللہ سی کہا کہ اوسکی قرأت مین سے مین کیا چھوڑ دون اوسنے

کہا کہ ادغام اور کسرہ جو عرب کے زبانون مین سی کسی مین نہین معلوم ہوتا اور اونکی لڑکی

عبد اللہ نے جو اُنسے پوچھا تو کہا کہ سخت کسرہ اور حرف کو لٹا دینا چھوڑنا چاہیے اور

دوسری جگہہ مین کہا کہ اگر ادغام نکیا جاوے اور ویسا اضجاع نکری تو کچھہ مضائقہ نہین

اور امام احمدؒ سے مروی ہی کہ اُنہون نے فرمایا کہ یہہ قرأت نئی نکلی ہی اسپر کسی نے نہین

پڑہا اور اوسکو بُرا جانا ہی یہہ معنی ہین اوسکے جو ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہی **فصل**

جواب مین وسوسا س والونکی حجت کی اول انکا یہہ کہنا کہ جو کچھہ ہم کرتے ہین احتیاط

ہی وسواس نہین تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ تم اسکا جو چاہو نام رکھلو مگر ہم تم سی یہہ پوچھتے

ہین کہ یہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فعل کی اور جسپر کہ صحابہؓ تھے اوسکے موافق ہی

یا نہین اگر کہو کہ موافق ہی تو بہتان اور جھوٹ ہی تو ضرور ہی کہ اقرار کرو کہ اوسکی

اذا رأى واصحوبها وطول اختلاف المتعلمين اليه فاذا استقر عندهم ذلك ورأى عند قراءته بامال الشدة فمن دار العيون بين راشح الجبين اعتقدوا ان ذلك كفضيلة وكسبكها كانت قراءة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولا احد من السلف الصالحين فنهى عن قراءته ذلك الرجل ابن المبارك وقال الفضل بن زياد ان رجلا قال لابي عبد الله فما اترك من قراءته قال الادغام والكسر ليس يعرف في لغة العرب وسأله ابنه عبد الله فقال الكسر الشديد

والاضجاع وقال في موضع اخر ان لم يدغم ولم يضجع فلا بأس وحكي عن احمد انه قال ذلك لا تعجبني قراءتهما [illegible] **فصل** [illegible] ابن قتيبة [illegible]

[illegible] فنقول [illegible] صلى الله عليه وآله وسلم [illegible] وما كان عليه اصحابه [illegible]

موافق نہین مخالف ہی پس اسکے بعد اسکو احتیاط نام کرنا تمہارے مفید نہوگا یہ تو
ایسا ہی ہوا کہ کسی شخص نے امر ممنوع کیا اور اسکا نام کچھ اور رکھ لیا جیسے شراب
کو اور نام سے پکارتے ہین اور سود کو معاملہ کہتے ہین اور حلالہ کو نکاح کہتے ہین جسکے
کرنیوالیکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہی اور نماز مین تکرین بارشیکو تخفیف
کہتے ہین حالانکہ آپنے فرمایا کہ ایسے شخص نے نماز نہین ادا کی اور نہ اُس سے مقبول
ہوئی تو اسیطرح تم بھی دین مین غلو اور مبالغہ کو احتیاط کہتے ہو اور وہ احتیاط کہ آدمی کو
بکار آمد ہوا اور اسپر اللہ تعالی اسکو ثواب دے وہ سنت کی موافقت مین ہی اور جو شخص کہ
سنت سے باہر ہو گیا اوسنے اپنی نفس کی احتیاط نہین بلکہ اصل احتیاط کو ترک کردیا
اور ایسے ہی جو لوگ کہ اختلافی جگہون مین طلاق پڑجانیکے لئے جلدی کرتے ہین مثلا
کسی سے زبردستی طلاق دلوائی جاوے اور نشہ والے کی طلاق اور طلاق البتہ اور
تین طلاقونکا اکٹھا دینا اور طلاق بمجرد نیت کے اور طلاق مدت مقرر کی ہوئی جسکی
میعاد کا آنا معلوم ہو اور قسم طلاق کی وغیرہ کہ انمین اماموںکا اختلاف ہے پس جب
مفتی تقلید کی روسے اس طلاق کو واقع کردے اور کہے کہ شرمگاہ ہونیکے لئے زیادہ احتیاط
اسمین ہی تو اصل احتیاط کا تارک ہی اسلئے کہ دو شرمگاہ کو ایک پر حرام کرتا ہی اور
دوسری پر مباح تو احتیاط کہان رہی احتیاط کیصورت تو یہ تہی کہ اسکو اپنی حال پر

یعلم من موافقته وانه مخالف
له وبعد ذلک لا ینفعکم
تسمیته احتیاطا وهما لیس
...
الله علیه وآله وسلم ...

في موافقة السنة وما احتياط النفس
من ترجيح عند ارادته تحقيقه الاحتياط في ازالة
المتوعد عن الوقوع في الطلاق في مواد النزاع
الذي اختلف فيها الأئمة كطلاق المكره
السكران والبتة وجمع الثلاث و
الطلاق بمجرد النية والطلاق
المعلق ...
الاحتياط بل ...

رہنی دینا یہانتک کہ اسکی حرمت پر اجماع امت ہو جاتا یا کوئی حجت اللہ تعالی اور
اسکے رسول کیطرف سے اوسپر لاتا جیسا کہ اسپر امام احمد ہو نے نشہ والے کی طلاق میں تصریح
فرمائی ہی کہ ابو طالب کی روایت میں کہا ہی کہ جو شخص طلاق کا حکم نہیں کرتا وہ تو ایک ہی بات کرتا
ہی اور جو طلاق کا حکم دیتا ہی وہ دو باتیں کرتا ہی کہ خاوند پر حرام کرتا ہی اور دوسرے
پر مباح تو پہلا شخص دوسرے کی نسبت اچھا ہی اور طلاق پڑنے میں احتیاط ممکن نہیں
مگر اوسی صورت میں کہ اجماع امت ہو یا وہان کوئی نص اللہ تعالی اور اوسکی رسول کیجانب
سے ہو کہ اوسپر رجوع کرنا واجب ہو ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ احتیاط جب تک ہی اچھی
ہی کہ آدمی کو سنت کی مخالفت پر نہ پونہچاوے اور جب مخالفت پر پونہچاوے تو احتیاط
یہ ہی کہ اوس احتیاط کو چھوڑے اوس بیان سے وسوسہ والونکی حجت کا جواب بھی نکل آیا جو
ان احادیث سے کرتے تھے کہ جو شخص شبہہ کی چیزوں کو چھوڑتا ہی وہ اپنے دین اور آبرو کو
پاک کرتا ہی اور چھوڑ دے اوس چیز کو جو شک میں ڈالے تجھکو طرف ایسے چیز کی جو شک
مین نہ ڈالے اور گناہ وہ ہی جو سینہ مین خلش کرے اسلیے کہ شبہات وہ ہین جنمین حق
باطل سے اور حرام حلال سے ایسی طرح مشتبہ ہو جاتا ہی کہ اوسمین دلیل کسی طرف نہو اور کسیکی
علامتیں متقابل ہون اس نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشتبہ کو چھوڑنے اور واضح
اور صاف کیطرف میل کرنیکی ہدایت فرمائی اور ظاہر ہی کہ غایت وسواس یہی ہے کہ وسواسی

حاله حتى يجمع الأمة على تحريمه او يأتي ببرهان من الله ورسوله على ذلك ولكن فعل ما فعل بالاحتياط كما نص عليه احمد في طلاق السكران فقال في رواية ابي طالب الذي لا يأمر بالطلاق انما اتى خصلة واحدة والذي يأمر به اتى خصلتين حرمها عليه واباحها لغيره وهذا خير من هذا ولا يمكن الاحتياط في وقوع الطلاق الا عند اجماع الامة وان كان هناك نص عن الله ورسوله يجب المصير اليه قال شيخنا والاحتياط حسن ما لم يفض بصاحبه الى مخالفة السنة فاذا افضى الى ذلك فالاحتياط ترك هذا الاحتياط وبهذا خرج الجواب عن احتجاجهم بقوله صلى الله عليه وسلم من اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه وقوله دع ما يريبك الى ما لا يريبك وقوله الاثم ما حاك في الصدر فان الشبهات ما اشتبه فيه الحق بالباطل والحلال بالحرام على وجه لا يكون فيه دليل على احد الجانبين او تتعارض فيه الامارات والادلة فالنبي صلى الله عليه وسلم ارشد الى ترك الشبهة والعدول الى الواضح الجلي ومعلوم ان غاية الوسواس ان

پر مشتبہ ہو جاوی کہ آیا فعل طاعت اور قربت ہی یا گناہ و بدعت ہیہ اوسکا بہتر حال سے اور صاف کہلا ہوا طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی پس جو شخص کہ شبہات کو چہوڑیگا وہ آپ ہی کے طریق کیطرف جہکیگا۔ مبالغہ اور غلو کیطرف جو خلاف سنت ہی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خرما نہ کہانا از قبیل شبہات سی بچنی اور جس چیز مین کہ حلال حرام ہونی مشتبہ ہو اوسکو ترک کرنیکو تہا جو ورع وانا شبہات سی بچنی مین اصل ہی تو دسوسہ والونکو اوس سی کیا سروکار ہی اور امام مالک کا فتوی اُس شخص کے بابمین کہ طلاق دمی اور یہہ بہجانا کہ ایک دی یا تین جو نقل کیا ہی تو اُسکا جواب یہ ہے کہ ہان یہہ قول مالک کا ہی لیکن تم کیا اسکو اُن لوگونپر حجت ٹہراتے ہو جو اس مسئلہ مین امام صاحب کے خلاف پر ہین تاکہ اُنپر واجب ہو جاوی کہ اپنا قول اس قول کے لئی چہوڑ دین یا یہہ قول خود محتاج حجت ہی اسکا مرتبہ اس حد کو نہین پہونچا کہ اُس سی وسوسہ والات پر حجت کیجاوی کہ یہہ بات وسوسہ سی نہین بلکہ اسکی حجت یہ ہی کہ طلاق زوجہ کی حرمت کا موجب ہوتی اور رجعت اُس حرمت کو دور کر دیتی ہی تو امام کہتی ہین کہ سبب حرمت کا یعنی طلاق تو یقینی ہوگیا اور اسمین شک ہی کہ رجعت سی وہ سبب اوٹہا کہ نہین اسواسطی کہ طلاق مین احتمال رجعی ہونیکا بھی ہی جسکو رجعت دور کر دیتی ہی اور تین ہونیکا بھی ہی جو اُس سی دور نہین ہوتا اور جبتو یہہ کہتی ہین کہ نکاح یقینی ہی

اور اسکو جدا کرنیوالا جس سے ستر کی حلت مرد کو ہے اسمین شک ہے کیونکہ طلاق ہو سکتا ہے کہ رجعی ہو اور نکاح اوسے بجا ہوا ور ہو سکتا ہے کہ بائن ہو اور جاتا رہے تو اصل یہی ٹھہری کہ نکاح باقی رہے جبتک کہ اُسکی دور کرنیوالی خبر یا یہ یقین کو نہ پہنچے پس اگر یہ کہو کہ حرمت تو یقینی ہے اور حلال رہنے مین شک ہے تو ہم کہینگے کہ طلاق رجعی مین تو حرمت تمہارے نزدیک بھی نہین اسلیے رجعی طلاق والی کی صحبت کو درست کہتے ہو اور جب طلاق دینے والا صحبت سے رجعت کی نیت کریگا تو رجعت ہو جاویگی تو حرمت یقینی کہان ہے اب اگر کہو کہ عورت حرام ہے مگر صحبت کیوقت نیت کرنے سے رجعت حاصل ہو گئی تو ہم کہینگے کہ یہ بھی تمکو مفید نہین کیونکہ اگر یقین ہو حرمت کا تو رجعت سے دور ہوا اور یقین نہو حرمت کا تو رجعت اوسمین اثر نہین کرتی **فصل** اور جو شخص کہ طلاق کی قسم کہا دے کہ اس بادام مین دو گریان مین خواہ اور کوئی ایسی ہی چیز جسکا یقین قسم کہانیوالے کو نہو تو اگر جیسی قسم کہائی ویسا ہی ہو تو اکثر و نکے نزدیک وہ شخص حانث نہوگا اور اسی نظر سے اگر اوسوقت حال معلوم نہوا اور وہ یہی گول مول رہے تو نکاح یقیناً باقی ہے تو اسکو شک دور نکریگا اور امام مالکؒ کا ایک قاعدہ کلیہ جسمین اور وں نے نزاع کیا ہے اور وہ طلاق کا واقع ہونا اُس صورت مین کہ طلاق والی مین شک ہو مثلاً جب اپنی ایک بی بی کو طلاق دی پہر بہول گیا کہ کسکو دی تو سب

بیبیونکو طلاق ہوجاویگی جیسے اگر قسم کہائی کہ یہ فلان شخص ہی اور قسم کیوقت
اُسکو اوس شخص مین شک رہی پہر ظاہر ہو کہ وہ نہین یا معلوم ہی نہو کہ جسپر قسم
کہائی وہی ہی کہ نہین تو اُنکی نزدیک وہ حانث ہوجاویگا اور اگر معلوم ہو کہ جسپر
قسم کہائی تہی وہی ہی اور قسم کیوقت اُسکی حقیقت نجانتا تہا اور نہ ظن غالب تہا اور
نہ عادت کا اعتبار ہی اوسکی جاننے کا کوئی طریق اوسکو میسر تہا تب بہی اُنکی نزدیک
حانث ہوگا اسوجہ سی کہ قسم کیوقت اُسکو شک تہا حاصل یہہ کہ قسم کہانیوالا جس چیز
پر قسم کہاتا ہی اوسکی مخالفت کرنے سی حانث ہوا کرتا ہی خواہ طلب مین مخالفت ہو
مثلاً کسی کام کی نکرنے پر قسم کہاوی اور اُسکو کر بیٹہی خواہ خبر مین ہو کہ اسکی قسم کے
خلاف نکل آوی اور امام مالک کی نزدیک ان دونو صورتونکی سوا ایک اور بات سی بہی
حانث ہوتا ہی یعنی قسم کے وقت شک کرنیسے برابر ہی کہ پہر وہ سچ نکلی یا نہین
اور اِس سی بہی زیادہ یہ ہی کہ جو شخص قسم کہائی طلاق کی اپنی پہلو کی انسان پر یا کسی
اور چیز پر ایسی چیز وونمین سی کہ جنمین شک نہوا اور کہی کہ یہہ انسان ہی یا پتہر وغیرہ تو وہ
حانث نہوگا اور علت دونو جگہہ ایک سی حکم کی آئی ہی کہ قسم کہانیوالا گپ کرتا ہی مثلاً جو
کہی کہ تجکو طلاق ہی بشرطیکہ تو عورت نہو یا مین مرد نہون تو اس کلام کے معنی بجز
گپ کے اور کچہہ نہین اور کبہی حانث ہونیکی علت یہ بیان کی ہی کہ کہنیوالے نے جانا

ان يحرم الطلاق ثم ندم فيما
بما لا يقبل الرفعة واما في القسم
الاول فاصله فيه تغليب الحنث
بالشك كمن حلف ثم شك هل حنث
ام لا فانه يامر وبقع بفراق
زوجته وجوبا او استحبابا
على قولين الاول لابن القاسم و
الثاني لمالك فمالك يراعي بقاء النكاح وابن
القاسم يقول ما رجل الوطء تشكك فيه و
يجب عليه مفارقتها والاكثرون يقولون لا يجب
عليه مفارقتها ولا يجبر فان قاعدة الشريعة ان
الشك لا يقوى على ازالة الاصل المعلوم ولا يزول

کہ طلاق کو حرام کردی پہر شرمندہ ہوکر اوسمین ایسی بات ملادی جو مفید نہو تاکہ حرمت
دور ہوجاوی اور قسم اول مین تو امام مالک کا قاعدہ یہی ہی کہ شک کی باعث حانث ہونیکو
غالب کہتی ہین مثلا کوئی شخص قسم کہاکر شک کری کہ قسم ٹوٹ گئی یا نہین تو مالکی اسکی بیوی
کی جدائی کا حکم وجوب یا استحباب کے دو قولونپر کرتے ہین وجوب کا قول ابن قاسم کا ہی اور
استحباب کا قول امام مالک کا پس امام مالک نکاح کے باقی رہنے کی رعایت کرتے ہین
اور ابن قاسم کہتی ہین کہ صحبت کی حلال ہونیمین شک پڑگیا اسوجہ سی مرد کو زوجہ سے
علیحدہ رہنا واجب ہی اور جمہور یہہ کہتی ہین کہ زوجہ سی مفارقت واجب ہے نہ مستحب اسلئے
کہ شریعت کا قاعدہ ہی کہ شک کو کسی اصل یقینی کے دور کرنیکی قوت نہین اور یقین بدون یقین
نہین جایا کرتا مگر کسی یقین قوی تر یا اپنی برابر سی **فصل** اور یہہ مسئلہ جو ذکر کیا ہی کہ
ایک بی بی کو طلاق دیکر بہول گیا یا ایک کو طلاق دی اور گول رکہا معین نکیا تو اسمین
اختلاف ہی امام ابوحنیفہ اور ثوری کی نزدیک یہہ ہی کہ دوسری صورتمین جسکو چاہے
چہانٹ لی اور پہلی صورتمین سب سی رکا رہی اور انکو نفقہ دیجا دی جبتک کہ یاد آدی
پس اگر زوج قرعہ ڈالنی سی پہلی مرجاوے تو امام اعظم فرماتے ہین کہ زوجہ کا حصہ ان
سب مین تقسیم کیا جاوے اور امام شافعی فرماتے ہین کہ زوجہ کا حصہ ملتوی رکہا جاوے
یہانتک کہ وہ سب آپسمین صلح کرین اور مالکی کہتے ہین کہ جب آدمی اپنی مسندہ مین یا معلوم

فصل ولا يزول
اليقين الا بيقين اقوى منه او مساويه ومما
اذا اتى طلق واحدة من نسائه ثم انسيها او طلق واحدة
مبهمة ثم مات قبل ان يعينها فاختلف فيه فقال ابو حنيفة والثوري
يختار ايتهن شاء في المبهمة ويمسك عن غير المنسية
ويمسك عليهن حتى يتبين وان مات الزوج قبل
ان يقرع فقال ابو حنيفة
نصيبهم بينهن ميراث
وقال الشافعي
معا فقف الى ان يرث
امرأة حتى يصطلحن
وقال المالكي اذا طلق
واحدة غير معلومة

بی بی کو طلاق دی مثلاً کہی کہ تجکو طلاق ہی اور یہہ نجانے کہ یہہ کونسی ہی تو طلاق
سب پر ہو جاویگی اور اگر ایک معین کو طلاق دیکر بہول جاوی تو انسے رکا رہی جب تک
کہ یاد آوی پہر اگر دن بڑہجاوین تو اسکی لئی مدت ایلا کی یعنی چار مہینی مقرر کری اگر
انہین یاد آوی تو بہتر ہی ورنہ سب پر طلاق ہو جاویگی اور اگر یون کہی کہ تم مین سے
ایک پر طلاق ہی اور نیت سی اوسکو معین نکری تو سبکو طلاق ہو جاویگی اور امام احمدؒ
کہتی ہین کہ دونو صورتونمین بیبیونمین قرعہ ڈالے اسپر او جسکے نام نکلے یا دنین سی جماعت کی
روایت مین تصریح ہی اور حضرت علی اور ابن عباسؓ سی اسکو بیان کیا ہی اور ظاہر
مذہب پیر کہ سب صحاب ہین یہہ ہی کہ غیر معین اور بہولی ہوئی مین کچہہ فرق نہین اور صاحب
مغنی نے کہا ہی کہ غیر معین تو قرعہ سی باہر ہو جاویگی مگر بہولی ہوئی سبکو حرام کریگی
یہانتک کہ بات کہلجاوی اور سب متفق ہو جاوین پس اگر خاوند مرجاوی تو میراث کی
کے لئی انہین قرعہ ڈالا جاوی اور کہا کہ اسمعیل بن سعید نے امام احمدؒ سی ایسی روایت کی ہی
کہ جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بہولی ہوئی مین قرعہ حلال ہونیکی شناخت کی لئی نہین مستعمل
ہوتا بلکہ میراث کی پہچان کے لئی ہوتا ہی اور اسکا مطلب امام احمد سی روایت کیا ہی اور ہمارے
شیخ فرماتے ہین کہ قرعہ کا استعمال دونو صورتونمین بجا ہی ایسی پر جماعت کی روایت
مین امام احمد سی تصریح ہی اور عدت تونکو نفقہ دینی اور یاد آنے تک روکنی اور اسکے

حرام کرنے اور نفقہ کے واجب کرنیمیں چند خرابیان ہین اور بیبیونکو اُدہر مین چھوڑ دینے
کی نسبت کر قرعہ ڈالنا شرع کے مقاصد کیطرف اور خاوند بیبیونکی بہتری کی لئے اچھا
ہے اور شریعت مین اُدہر ڈالنے کی کوئی نظیر نہین اور جب سب راستے تنگ ہو جاتے
ہین تو شرع نے قرعہ کی راہ مقرر کردی ہے مثلاً آزاد کو غیر آزاد سے جدا کرنیمین اور عورت
کے ستر کو مرد پر حلال ہونے مین قرعہ ہوگا چنانچہ امام احمدؒ سے مروی ہے کہ جب عورت کے دو
ولی اسکا نکاح دو مردون سے کردین اور معلوم نہو کہ پہلا کونسا ہوا تو جسکا قرعہ
نکلیگا اوسی پر اول ہونیکا حکم ہوگا اور شیخ ابو محمد کا قول یہہ ہے کہ قرعہ وہان لازم ہے
جہان مرد کی بی بی اجنبی عورت کے ساتھ مشتبہ ہوجاے اُنکے قول کا جواب یہ ہے کہ دوام
اور ابتدا کی دو حالتون مین فرق ہے جو صورت تم کہتے ہو اوسمین یہہ شک ہے کہ اجنبی عورت
مین عقد حاصل ہوا یا نہین اور پہلے سے وہ حرام تھی اور غیر معین اور پہلی ہوی مین
حلال ہونا اور نکاح ثابت ہے اور شک اسکی بعد ہوا ہے کہ حرمت اسمین پیدا ہوئی یا اسمین تو اب
یا دونو حرام ہوجاوین اسکی تو کوئی وجہ نہین یا دونو حلال رہین یا اختیار دیا جاوے
یا ہمیشہ کو توقف کیا جاوے یا قرعہ ڈالا جاوے اور ازانجا کہ سوا قرعہ کے اور کسی چیز
کے معتبر ہونے پر کوئی دلیل نہین اسلئے قرعہ ہی متعین ہوگیا **فصل** اور جو شخص کوئی قسم کہا کر
بہول جاوے کہ کیا تھی تو اوسکو جن چیزونکی قسم کہائی جاتی ہے وہ سب لازم آئینگی

قول خلاف قیاس ہے بعضے مالکی اسکے قائل ہین اور اہل علم اسپر متفق ہین کہ اُس
شخص پر کچھ لازم نہین آتا جبتک کہ یقین نہو اور ہمارے شیخ کے قول پر مراد اسکو
قسم کا کفارہ لازم ہے اسلئے کہ انکے نزدیک سب قسمونکا عوض یہی ہے **فصل** اور جس
شخص نے کسی فعل کے کرنے پر قسم کہائی اور وقت معین نکیا تو جمہور کے نزدیک
اوسکو مہلت آخر عمر تک کی ہوگی مگر اسصورت مین کہ اپنی نیت مین کوئی وقت معین کرلے
تو اوسکی قید ہوجاویگی اور اگر اُس کام کے بالکل نکرنے پر عزم کرے تو عزم
کرنیکے وقت حانث ہوگا اسپر امام احمدؒ نے تصریح کی ہے اور امام مالکؒ کہتے ہین کہ
وہ کام کرنے تک حانث ہی رہیگا اور اوسمین اور اوسکی بی بی مین جدائی کردیجاویگی
یہانتک کہ جس کام پر قسم کہائی ہے اوسکو کرلے اور یہ مسئلہ امام مالکؒ کی قاعدہ کی رو سے
اور دلکش مین ہے اسلئے کہ جب مہلت وقت موت تک ہوگی تو قسم کا کیا فائدہ رہا اور طلاق کا
ایسے وقت سے مقید کرنا جو ضرور آویگا مثلاً شہر اور برس کا شروع تو اسمین چار قول ہین ایک یہ کہ کسی حال
مین طلاق نہوگی یہ مذہب ابن حزم کا ہے اور ابو عبدالرحمن شافعی بھی اسکو اختیار کرتے ہین
اسلئے کہ طلاق شرط سے مقید ہونیکے قابل نہین جیسے نکاح اور بیع اور کہتے ہین کہ طلاق نہ تو اس وقت
پڑیگی اسلئے کہ اُسنے طلاق کو فوراً واقع نہین کیا اور نہ میعاد آنے پر واقع ہوگی کیونکہ اوس سے
اُسوقت تو طلاق صادر نہوئی اور سوا اسکے آنیکا اور کوئی بات نہین ہوئی اور اس ترک کے

وقابل هذا القول قول من قال
يقع الطلاق في الحال وهو
قول مالك وجماعة من التابعين
لانهم لو لم يوقعوه في الحال لصار
استباحة وطء موقت وقد
حرم نكاح المتعة لاجل دخول
الاجل فيه قال الموقعون عند الاجل
لا ينبغي الحكم للدوام بحكم الابتداء
فقد فرقت الشريعة بينهما في مواضع فان
ابتداء عقد النكاح في الاحرام فاسد دون دوامه
وكذا ابتداء عقد على المعتدة دون دوامه
وكذا ابتداء عقد على الامة مع الطول دون دوامه

مقابل اس شخص کا قول ہی کہ کہتا ہی کہ طلاق اسیوقت پڑجاویگی اور یہہ قول امام مالکؒ
اور ایک جماعت تابعین کا ہی انکی دلیل یہہ ہی کہ اگر طلاق اوسوقت نہ پڑی تو وہ صحبت
جسمین وقت کی قید لگی ہوئی ہی وہ مباح ٹہریگی حالانکہ نکاح متعہ اسی جہت سے
حرام ہوا ہی کہ اوسمین میعاد کا دخل ہی جو لوگ کہ میعاد پر طلاق واقع کرتی ہین وہ یہہ
کہتے ہین کہ دوام کا حکم ابتدا کے حکم سے نہ لینا چاہیے اسلیے کہ شریعت نے دونوں مین بہت
جگہہ فرق کیا ہی مثلا ابتداء عقد نکاح احرام مین فاسد ہی مگر اسکا ہمیشہ رہنا فاسد نہین
اسیطرح مرد کا عقد کرنا اپنی زوجہ کی عدت مین کہ اوسکی ابتدا فاسد ہے نہ دوام اور ایسی ہی
ابتدا لونڈی کی نکاح کی باوجود قدرت آزاد عورت کے نکاح کی اور نہ ہونے خوف زنا کی ابتدا فاسد
نہ دوام کو اور امام احمدؒ اور جو انکے موافق ہین انکی نزدیک زناکار عورت کے عقد کی بھی ابتدا
فاسد ہے نہ دوام اور اسیطرح کی اور نظیرین ہین اور جس سبب سے کہ نکاح متعہ حرام ہوا وہ یہہ ہے کہ وہ عقد
اصل ہی سے موقت تہا اور یہہ عقد مطلق ہی اور یہین جہت جب اوسکو ایسی بات پیش آویگی جو
عقد کو باطل کرتی ہی تو باطل نہوگا مثلا اگر طلاق کو کسی شرط سے مقید کیا اور جانتا ہی کہ عورت ضرور
کریگی یا خود اوسکو ضرور کریگا تاہم ہو سکتا ہی کہ اسکی خلاف کرے تیسرا قول یہہ ہی کہ اگر طلاق مقید بائن ہوگی
تو اسیوقت پڑجاویگی اور اگر رجعی ہوگی تو وقت سے پہلے نہ پڑیگی اور امام احمدؒ کی دو روایتون مین
سے ایک ہی اور چوتہا قول یہہ ہی کہ صرف میعاد آنے پر طلاق پڑیگی یہ قول جمہور کا ہی

وكذلك ابتداء عقد على الزانية دون
دوامه عند احمد ومن وافقه ونظائر ذلك قالوا
والمعنى الذي حرم لاجله نكاح المتعة كون العقد
موقتا باصله وهذا العقد مطلق وانما عرض له ما يبطله
فلا يبطل كما لو علق الطلاق بشرط وهو يعلم انها تفعله او
يفعله هو لا بد وكذلك يجوز ان يتخلف والقول
الثالث انه ان كان الطلاق المعلق بائنا
وقع الطلاق وان كان رجعيا لم يقع
قبل الوقت وهو احد الروايتين
عن احمد والقول الرابع
انه لا تطلق الا عند مجيء
الاجل وهو قول الجمهور

فصل اور جو فتوی کہ حسن اور ابراہیم اور ایک روایت مین امام مالک نے
دیا ہی کہ جو شخص اپنی وضو کی ٹوٹنی مین شک کری تو وہ احتیاطاً وضو کرلے تو اس
مسئلہ مین جمہور کے نزدیک کہ انہین سی امام شافعی اور امام احمد اور امام اعظم ہین
اور ایک روایت امام مالک کی بھی ہی یہ ہی کہ وضو کا دوبارہ کرنا واجب نہین جس نی وضو
میں کہ یقین ہی اور اسکی ٹوٹنی مین شک ہی اوسی سی نماز پڑہلی اور ان لوگونکی حجت وہ
روایت ہی کہ مسلم نے ابوہریرہؓ سی کی ہی کہ جب تم مین سی کوئی اپنی پیٹ مین کچھہ پاوی
اور اوسکو شبہہ ہو کہ اوسمین سی کچھہ نکلا ہی یا نہین تو وہ مسجد سی نہ نکلی یہانتک کہ آواز
سُنے یا بو پاوے مراد یہہ بات نمازی اور غیر نمازی کو عام ہی اور پہلے قول والے کہتی
ہین کہ نماز اُس شخص کے ذمہ یقینی ثابت تھی اب اوسکو شک ہوا کہ اس وضو سی مین
اس کی بری الذمہ ہوا ہون کہ نہین اور اسکا جواب یہہ ہی کہ وہ نماز ایک طہارت معلوم
پر منسوب تھی جسکے باطل ہونے مین شک ہو گیا ہی تو شک کیطرف التفات نکیا جاویگا اور
نیز شک یقین کے دور کرنے مین موثر نہوگا جیسے اگر شک کری کہ میری کپڑی پر یا بدن پر
نجاست لگی ہی یا نہین تو اُسپر دہونا واجب نہوگا وہ لوگ یہہ تقریر پیش کرتے ہین کہ
نجاست سی بچنا شرط نہین اور اسی لحاظ سی اسکی نیت واجب نہین بلکہ نجاست ایک
مانع ہی اور اصل اُسکا نہونا ہی بخلاف وضو کی کہ وہ شرط ہی اور اوسکی ثابت رہنی مین

شک ہوگیا ہے اور چونکہ وضو سی پہلے نمازی بیوضو تھا تو اسمین اصل بیوضو ہونا ہی ہوا اور جب طہارت کی حاصل ہونیمین شک ہوا تو ہمنی اصل کیطرف یعنی بیوضو ہونے کیطرف رجوع کیا اسکا جواب یہ ہی کہ اصل بیوضو ہونا تو طہارت کے یقین سی جاتا رہا اب اصل طہارت ہی ہوگئی پس جب ہمنی بیوضو ہونیمین شک کیا تو اصل یعنی طہارت کیطرف رجوع کیا تو کہان پہلا اور کہان یہ سواس ہم شرع اور عقل سے بری ہی **فصل** اور یہہ جو حکم کہتی ہو کہ جس شخص پر کپڑے مین سی نجاست کی جگہہ پوشیدہ ہو جاوے تو اوسپر تمام کپڑے کا دہونا واجب ہی تو یہہ وسواس کی قسم سی نہین بلکہ یہہ تو اون صورتونمین سی ہی کہ واجب ہونا اوسکو تمام نہین ہوتا اسلئی کہ اوسپر کپڑے کی ایک جزو کا دہونا واجب ہی مگر اس جزو معین کو نہین جانتا اور اس واجب کی بجاآوری کے لئی کوئی سبیل جانے کی بجز تمام کپڑے کے دہوڈالنی کی نہین **فصل** اور کپڑونکا مسئلہ جنمین پاک ناپاک ملکر معلوم نرہی ہون اختلافی ہے امام احمد کا مذہب اور ایک روایت مین امام مالک کا یہہ ہی کہ نمازی ہر ایک کپڑی سی جدا جدا نماز پڑہی تاکہ یقین ہو جاوی کہ پاک کپڑی سی نماز پڑہی اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور ایک روایت مین امام مالک وغیرہم فرماتے ہین کہ اٹکل کرکی ایک کپڑی سی صرف ایک نماز پڑہی جیسے قبلہ کی معلوم ہونیکی صورتمین اٹکل کیجاتی ہی اور مزنی اور ابوثور کہتی ہین کہ نماز ننگے بدن پڑہی اسلئی کہ

قد تيقنا الطهارة وانما وقع الشك في
الوضوء بعدها وهو الاصل فيه
واذا شك في حصول الطهارة
رجعنا الى الاصل وهو الحدث
والجواب ان اصل الحدث قد
زال بيقين الطهارة فصار هو
الاصل فاذا شك كنا
في الحدث رجعنا اليه فان [illegible]
الوسواس [illegible] **فصل**
وامامن [illegible] من خفي عليه موضع النجاسة
من الثوب وجب عليه غسله كله فاهل
من باب الوسواس [illegible] لايتم الواجب الا به فانه
[illegible]
فلما لم يعلم [illegible] لا يتم الواجب الا بغسل
[illegible] العلم [illegible] اذا هذا الواجب [illegible] الثياب
فصل واما مسئلة اشتباه [illegible] الثياب
الطاهرة بالنجسة فهذا [illegible]
التي اشتبهت [illegible] واحمد الا انه يصلي في [illegible]
ومذهب مالك في رواية [illegible] يصلي في [illegible]
بعدد [illegible] ان [illegible]
كما هو [illegible] وقال ابو حنيفة
والشافعي ومالك
في رواية وعبد [illegible] يتحرى فيها [illegible]
صلاة واحدة كالقبلة
وقال المزني وابو ثور
يصلي عريانا لانه

ناپاک کپڑا شرع مین مثل معدوم کے ہے اور اُس سے نماز پڑھنی حرام ہے اور پاک
کپڑے تھے ستر کو ڈہانکنے سے عاجز ہوگیا اسوجہ سے ستر کی فرضیت اسکے حق مین نرہی اور یہ
قول پوچ ہے اور اٹکل کرنیکا قول غالب ہے گو شمار کپڑون کی زیادہ ہو
اور اٹکل کرے مشقت کی وجہ سے اور اگر شمار کم ہو تو یقین پر
عمل کرے ۔ ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ نجاست سے احتراز
کرنا از قبیل ممنوع ہے پس اگر اٹکل کر کے اوڑا ہے کہ انمین ایک کپڑے کی طہارت
غالب جانکر اُس سے نماز پڑھلی تو شک کے باعث اسکی نماز کے باطل ہونیکا حکم کیا جاویگا
اسلئے کہ اصل تو نجاست کا نہونا ہے اور اوسیکا شک اس کپڑے مین ہوا ہے تو اُسی سے نماز
پڑھ لے جیسے اگر کوئی کپڑا مانگ لیا یا خریدا اور اوسکا حال نجانتا ہو اور ابو ثور کا
قول نہایت خراب ہے اسلئے کہ اگر بالفرض کپڑے کی نجاست کا یقین ہی ہوتا تب بھی تو
اس سے نماز پڑھنی خدا تعالیٰ کے نزدیک محبوب تر اور بہتر تہی اس سے کہ ننگا اور دیکھنے والون
کے سامنے ستر کو کہولکر نماز پڑھتا بہرحال یہہ مسئلہ وسواس قسم سوم مین سے نہین

فصل

اور برتنونکی مشتبہ ہونیکا مسئلہ بھی وسواس کی قسم سے نہین اور اوسمین اختلاف ہے
امام احمد فرماتے ہین کہ تیمم کرلے اور برتنونکو چھوڑ دے اور ایکبار یہہ فرمایا ہے کہ انکا
پانی گرا دے تاکہ پانی کا گم کرنیوالا ہو اور امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ اگر پاک برتن زیادہ ہون تو

فقال ابو حنیفة ان کانت الطاهرة اکثر
وقال محمد یتحری
وقال احمد یتیمم ویترك
فصل اما مسئلة اشتباه الاوانی فلیست من باب الوسواس
المذموم

تب تو اٹکل کرے ورنہ نکرے اور امام شافعی اور بعض مالکی کہتے ہین کہ ہر حال مین اٹکل کرے
اور عبد الملک ہگون کا قول ہے کہ ہر برتن سے جدا وضو کرے اور نماز پڑہے اور محمد بن مسلمہ
مالکی کہتے ہین کہ انمین سے ایک سے وضو کرے اور نماز پڑہے پہر جو کچہہ اسمین اوسکے بدن کو
لگا ہوا اسکو دہووے پہر دوسرے سے وضو کرکے نماز پڑہے اور ایک لوگ کہتے ہین جنمین سے
ہمارے شیخ ہین کہ جون سے برتن مین سے چاہے وضو کرلے اسنظر سے کہ پانی کو کوئی چیز بدون
تغیر کے ناپاک نہین کرتی غرضکہ یہہ مسئلہ مشکل ہے اور جگہہ ترجیح کی نہین **فصل** اور قبلہ
کے مشتبہ ہونیکی صورت مین اہل علم کا یہی قول ہے کہ اجتہاد کرکے ایک ہی نماز اپنی
اٹکل کیجانب کو پڑہلے اور کچہہ لوگون نے خلاف اسکے کہا ہے کہ چار نمازین چار طرفکو پڑہے
ان لوگونکا قول خلاف قیاس اور مخالف سنت کے ہے انہون نے اسکا التزام کپڑون کے
مسئلہ سے کیا ہے اور یہہ مسئلہ اور دوسرے اسطرحکے التزامات دلیل کے جاری کرنے مین
انکی طرف التفات نہین ہوتا اور ایک اسکی نظیر نجاست کی دور کرنے مین نیت کی شرط
ہونیکو لازم پکڑنا ہے کہ جب حنفیون نے اسکا انپر الزام لگایا تو کسی نے انمین سے کہا
کہ ہم اسکے قایل ہین اور ایک نظیر جمعہ کی ملجانیکی ہے امام کے ساتھہ ایک رکعت ملنے سے کہ
جب حنفیون نے ایسا بین اپنی نزاع کرنیوالونکو جمعہ اور جماعت کی برابر ہونیکا الزام
لگایا تو بعضون نے اوسیکو لازم پکڑلیا **فصل** اور جو شخص کسی دنکی ایک نماز نہ پڑہے

اور نجانتا ہو کہ کونسی تھی تو اس مسئلہ مین خلاف ہے امام مالک اور امام شافعی اور اسحٰق
تو یہہ کہتے ہین کہ اوسکو پانچ نمازین لازم ہین تا کہ برائت یقینا ہو جاوے اور اوزاعی اور
زفر اور محمد بن مقاتل حنفیون مین سے یہہ کہتے ہین کہ چار رکعتین اسطرح پڑہے کہ نماز اوسکی ذمہ
ہے اوسکی نیت کرے اور دوسری اور تیسری اور چوتھی رکعت کے بعد بیٹھے اور یہہ صورت
اس تین اصل پر مبنی ہے ایک یہہ کہ نماز مین سہو سے التحیات اور سلام کے باہر ہو جاتا ہے اور دوسرا
یہہ کہ صرف فرض ہونیکی نیت کافی ہے بدون مقرر کرنے تعین ظہر وغیرہ کے جیسے کہ روزہ مین صرف
نیت فرض کافی ہے اور ایک یہہ ہے کہ جلسہ کا زیادہ ہو جانا ضرر نہین کرتا اسوجہ سے کہ وہ
نماز ہی کی جنس سے ہے اور سفیان ثوری اور محمد بن الحسن کہتے ہین کہ فجر اور مغرب کی نماز پڑہے
اور چار رکعتین اور پڑہے اسمین نیت اپنے ذمہ کی نماز کی کرے اور عبد اللہ بن احمد کہتے ہین کہ
مین نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ انسے ایک شخص نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص کو یاد ہو کہ
میرے ذمہ کوئی نماز ہے اور تعیین یاد نہین اسکی اوسنے دو رکعتین پڑہین اور بیٹھکر تشہد
پڑہا اور ان دونوں مین نیت صبح کی نماز کی کیا اور سلام نہ پھیرا پھر کھڑا ہوکر ایک رکعت اور
پڑہی اور بیٹھکر التحیات پڑہکر نیت مغرب کی کرلی اور بدون سلام پھیرے کھڑا ہو گیا پھر
چوتھی رکعت شامل کی اور بیٹھکر تشہد پڑہا اور اُس سے نیت ظہر یا عصر یا عشا کی کرلی
پھر سلام پھیر دیا تو آپنے فرمایا کہ یہہ امر اوسکو کافی ہے اور عراقیون کے نزدیک نماز ادا

ہوجاتی ہی اِسلئے کہ اُنہون نے حضرت ابن مسعودؓ کے اِس قول پر تشہد مین تمام
کیا ہی کہ جب تو یہہ کہلے یعنی التحیات پڑہلے تو تیری نماز پوری ہوگئی مگر ابو عبد اللہ شافعی
کے اور ہماری مذہب پر کافی نہوگی اسلئے کہ ہم اِس حدیث کو سند کرتے ہین کہ نماز
کے اندر آنا اللہ اکبر کہنا ہی اور اُس سی باہر نکلنا سلام ہی اور ہمارا مذہب ہی التحیات
مین درود پڑہنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابو البرکات فرماتے ہین کہ یہہ روایت جو
امام احمدؒ سی ہی ظاہر کرتی ہی کہ ایک نماز کی قضا اُسکو کافی نہوگی اِسلئے کہ نماز سی
باہر آنا معتبر طور پر دشوار ہی اِسلئے کہ معین کرنا نیت کا فوت ہوگیا پس جب تین کو
قضا کریگا تو ثوری کہتی ہین کہ مفسد نماز جاتا رہا بہرحال اسمین کچہہ وسواس والونکو
راحت نہین **فصل** اور جسکو اپنی نماز مین شک ہو تو وہ یقین پر بنا کرے اِسلئے کہ
اوسکا ذمہ شک سی پاک نہوگا اور یہہ جو ذکر کیا ہی کہ شکار کا کہانا حرام ہی اُس صورت
مین کہ شکاری کو شک ہوجاوے کہ وہ زخم سی مرا ہی یا پانی سی اور اُس صورت مین کہ اُسکو کتی
کے ساتہہ دوسرے کتا لگگیا ہی تو یہہ امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی ارشاد فرمایا
ہی اور اسکی وجہہ یہہ ہی کہ حلت کی سبب مین شک ہوگیا اور حیوان مین اصل حرمت ہی بخلاف
اُن اشیا کے جنمین اصل حلت ہی جیسی کہانا یا کپڑا خریدا جسکا حال معلوم نہین تو اُسکا
استعمال جائز ہی گو شک ہو کہ ناپاک ہی یا نہین اسلئے کہ شرط کا جب معتبر کرنا مشکل ہوتا ہی

او كان بدلا مثل جاء المانع لم يلتفت الى ذلك فالاول كما اذا اتى بلحم لا يعلم أسمى عليه ام لا وهل استوفى شروط الذبح ام لا فانه يحرج المشقة في التفتيش عن ذلك وقال صلى الله عليه وآله وسلم ان ناسا من الاعراب يأتوننا باللحم لا ندري اذكروا اسم الله عليه ام لا فقال اذكروا اسم الله وكلوا وانه نهى عن اكل الجلالة والثاني كما ذكر من المبالغة وما ذكر عن ابن عمر وابي هريرة رضي الله عنهما في تفرد ابن عمر بنضح الماء في عينيه في الوضوء وكان ابن عمر يقول لا تقتدوا بي فاني مبتلى ... والظاهر من مذهب الشافعي واحمد ان غسل داخل العينين في الوضوء لا يستحب وانه من البدعة لانه لم ينقل عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انه فعله او امر به وقد توضأ بحضرته جماعة كعثمان وعلي وعبد الله بن زيد والربيع بنت معوذ وغيرهم فلم ينقل احد منهم ذلك عنه ولا في الجنابة وحكى ذلك عن احمد

فصل

یا اصل مانع نہونا ہوئی ہو تو اوسکی طرف التفات نہین کیا جاتا پہلی صورت کی
مثال یہہ ہو کہ جیسے کسیکے پاس گوشت آوی اور اوسکو معلوم نہو کہ ذبح کرنیوالیے
بسم اللہ کہی یا نہین اور شرطین ذبح کی پوری کین یا نہین تو یہہ امور قابل التفات
نہین اسلئے کہ انکی تفتیش مین دقت ہی اور حضرت عایشہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیخدمت مین عرض کیا کہ کچھہ لوگ باہر کے ہمارے پاس گوشت لاتے مین مگر ہمکو معلوم
نہین کہ اونہون نے اوسپر خدا کا نام لیا ہی یا نہین آپنے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہکر کہا لیا
کرو بار جو دیکہ آپنے منع فرمایا ہی اوس جانور کے کہانیسے جسپر خدا کا نام لیا گیا
ہو اور دوسری صورت کی مثال وہ ہی جو پانی اور کہانیکی مذکور ہوئی **فصل** اور
جو حال تہی ابن عمر اور ابو ہریرہؓ کا ذکر کیا تو خود اُن دونو صاحبون نے تنہا ایسا
کیا اور صحابہ نے نہین کیا اور حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تہے کہ مجکو وسواس ہے تم
میری پیروی مت کرو اور ظاہر مذہب امام شافعی اور احمدؒ کا یہہ ہی کہ وضو مین دونون
آنکہونکی اندر کا دہونا مستحب نہین اور یہہ امر منفر ہی اسلئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے منقول نہین کہ آپنے اُسکو کیا ہو یا اُسکا حکم دیا ہو حالانکہ آپکو بہت لوگون نے وضو
کرایا ہی مثل حضرات عثمان اور علی اور عبد اللہ بن زید اور ربیع بنت معوذ وغیرہم کے
اور کسی نے یہہ امر آپ سے نقل نہین کیا اور جنابت مین اسکے واجب ہونے پر امام احمد سے

دو روایتین ہین اُنمین سے صحیح تر یہہ ہے کہ واجب نہین اور یہی قول جمہور کا ہے اور اسی بنا پر اگر نجاست سے
انکا دہونا واجب ہے تو اولی ہے اسلئے کہ کبھی کبھی بار بار دہو اور بیر کبھی غالب نقصان ہی ہو جاوے
شافعی اور حنفی کہتے ہین کہ دہونا واجب ہے کیونکہ آنکہو مین نجاست کا لگنا بہت کم ہوتا ہے اور
بعض فقہاء ہمارے امام احمد کے توابع مین سے یہہ مبالغہ کیا کہ وضو مین ان دونو کا واجب کیا مگر انکا قول قابل
التفات اور دلیل کے نہین اور صحیح یہہ ہے کہ وضو اور جنابت اور نجاست کسیمین اندر سے دہونا واجب نہین
اور حضرت ابو ہریرہ کا فعل ایک ایسی چیز ہے جسکی تاویل غیرون نے کی ہے اور خلاف کیا ہے اور انپر
اعتراض کرتے تھے اور اس مسئلہ کا نام اطالۃ الغرہ ہے اگرچہ غرہ سفیدی چہرہ کے
(سفیدی کا بڑہانا)
لئے خاص ہے اور فقہا اس مسئلہ مین مختلف ہین امام احمد سے اسمین دو روایتین ہین ایک
یہہ کہ مستحب ہے اور یہی قول امام اعظم اور شافعی کا ہے اور اسکو اختیار کیا ہے ابو البرکات
ابن تیمیہ وغیرہ نے اور دوسری روایت یہہ ہے کہ مستحب نہین اور یہہ مذہب امام مالک کا اور
ہمارے شیخ ابو العباس کا ہے جو لوگ مستحب کہتے ہین وہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث سے
سند کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے چہرے
اور ہاتھ پانو نورانی ہونگے قیامت کے دن وضو کے نشان سے پس جو کوئی تم مین سے
کر سکے وہ اپنے چہرہ اور ہاتھ پانو کے نور کو بڑہالے یہہ روایت بخاری اور مسلم دونو کی
ہے اور اسواسطے ہے کہ سفیدی ایماندار کو اسی جگہہ تک پہنچیگی جہانتک وضو کا پانی لگیگا اور

عن بعض الفقهاء من اصحاب احمد فاوجب غسلهما في الوضوء وهو قول لا يلتفت اليه ولا يعرج عليه والصحيح انه لا يجب في وضوء ولا الجنابة ولا النجاسة واما فعل ابي هريرة فشيء تأوله وخالفه فيه غيره وكانوا ينكرونه عليه وهذه تلقب بمسئلة اطالة الغرة وان كانت الغرة والتحجيل خاصة بالوجه وقد اختلف الفقهاء في ذلك وفيه روايتان عن احمد احداهما يستحب وهو قول ابي حنيفة والشافعي واختاره ابو البركات ابن تيمية وغيره والثانية لا يستحب وهو مذهب مالك وهو اختيار شيخنا ابي العباس فالمستحبون يحتجون بحديث ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انتم الغر المحجلون يوم القيامة من اثر الوضوء فمن استطاع منكم فليطل غرته وتحجيله متفق عليه ولمسلم تبلغ الحلية من المؤمن حيث يبلغ الوضوء

اطالۃ الغرہ

جو لوگ مستحب ہونیکی نفی کرتے ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ خدا تعالی نے حدونکو معین کر دیا ہی تو انسے آگے مت بڑہو اور خداوند کریم نے
وضو مین کہنیان اور ٹخنے حدین ٹھہرائی ہین تو انسے بڑہنا بیجا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے یہہ امر نقل نہین کیا جسنے کہ آپکے وضو کی نقل کی ہی اور اسلئی کہ یہہ امر وسوا
کی جڑ ہی ہونی ہوتے ران اور شانہ تک کے دہونیکا ذریعہ ہو جائیگا اور اسلئی کہ یہہ مبالغہ
ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دین مین مبالغہ سے بچو اور حدیث جو اوپر
نقل کی ہی تو اوسکا راوی حضرت ابوہریرہؓ سے نعیم مجمر ہی وہ کہتا ہی کہ اتنا جملہ حدیث کا
(جو کوئی تم مین سے کر سکے وہ اپنی پیشانی اور ہاتھ پانو کے نور کو بڑہا لے) مجکو
نہین معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہی یا حضرت ابوہریرہؓ کا روایت کیا ہی
اُس سے اس امر کو امام احمدؒ نے مسند مین اور حدیث زینت جو نقل کی ہی تو زینت جبہی
ممکن ہی کہ برمحل ہو اور جب اپنی جگہہ سے تجاوز کریگی تو زینت نرہیگی **فصل** اور یہہ جو تم
کہتے ہو کہ وسوا اس بات سے بہتر ہی کہ نقصان والے اور مطلق النقصان لوگ اور کام چلانے
والے جیسے پہلے اوپر مین تو سمجہنا چاہیے دونو باتین یعنی تمہاری اور انکی فعل دو طرفین زیادتی
اور کمی اور مبالغہ اور کوتاہی کی ہین اور اللہ تعالی نے بہت جگہہ دونو سے منع فرمایا ہے
مثلاً ارشاد ہی وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ اور وَالَّذِينَ
اور رکہہ اپنا ہاتہہ بندہا ہوا اپنی گردن کے ساتہہ اور نہ کہول دے اسکو بالکل کہول دینا پہر بیٹہہ رہے ملامت کہایا ہارا ہوا

اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا اور اسیطرح اور بہت ہین

اور لوگونمین سے بہتر وہ ہین جو درمیانی طور پر ہین کہ کوتاہی کرنیوالونکے مرتبہ سے بڑہے

ہوئے ہین اور زیادتی کرنیوالونکی مبالغہ پر نہین پونہچے **فصل** در شیطانکے کرد ان سے

جس سے کہ اوسنے اکثر لوگونکو فریب دیا ہی اور اس سے سوا اوس شخص کے جسکا امتحان

خدا تعالی نے نہین چاہا کوئی نہین بچا وہ ہی جو اوسنے اپنی جماعت کے کامین قبرونکا

فتنہ ہونکہ یہانتک کہ یہہ نوبت ہوگئی کہ قبر والے پوجنے لگے اور بت ٹھہرائے گئے اور انپر گنبد

بنے اور انکی تصویرین کہینچین اور یہہ مرض شروع ہین حضرت نوح علیہ السلام کی قوم مین تہا

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗ

اِلَّا خَسَارًا وَّمَکَرُوْا مَکْرًا کُبَّارًا وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ

وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا وَقَدْ اَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ابن جریر کہتے ہین کہ ان

بتونکا حال ہمکو جو معلوم ہوا ہی وہ یہہ ہی کہ ہم سے حدیث بیان کی ابن حمید نے اور

اوس سے ہران نے اور اس سے سفیان نے اور اوس سے موسی نے اور اوس سے محمد بن قیس نے کہ یغوث

اور یعوق اور نسر بنی آدم مین سے اچہے لوگ تہے اور انکی بہت پیرو تہے جو انکی اقتدا کرتے

تہے جب وہ مرگئے تو انکے پیرو ونے کہا کہ اگر ہم انکی صورت بنالین تو جب ہم انکو یاد

کرینگے ہمکو زیادہ شوق عبادت کا دلاوینگے اس لحاظ سے انکی صورتین بنائین جب وہ مرگئے

اور دوسری لوگ آئی تو ابلیس نے چپکے سی آکر انسی کہا کہ وہ لوگ تو انکی عبادت
کیا کرتے تہی اور انکی ذریعہ سی مینہہ کی درخواست کیا کرتے تہی پس انہون نے انکی پرستش شروع کی یہہ روایت کیا ابن ابی حاتم نے
انکی سفیان اپنی باپ سی اور وہ عکرمہؓ سی راوی ہین کہ حضرت آدم اور نوح علیہما السلام
کے درمیان دس قرن تہی کہ سبکے سب مسلمان تہی اور یہی حدیث کی ابن عبد الاعلی نے معمر کی
اور انہون قتادہؓ سی کہ انہون نے آیت مذکورہ کی تفسیر مین فرمایا کہ یہہ بت وہ معبود تہی
جنکی عبادت حضرت نوحؑ کے لوگ کرتے تہی پہر عرب والون نے انکی عبادت اونکی بعد کی اور انمین
سی ودّ تو قبیلہ کلب کا بت دومة الجندل مین تہا اور سواع ہذیل کا اور یغوث بنی غطیف
بن مراد کا اور یعوق ہمدان کا اور نسر ذی الکلاع کا حمیر مین سی اور روایت کی نے ابن
عباسؓ سی روایت کیا ہی کہ یہہ بت زمانہ نوحؑ مین بنی تہی اور بخاریؒ کہتی ہین کہ یہی حدیث
کی ابراہیم بن موسی نے اور انسی ہشام نے اور انسی ابن جریج نے کہ عطاءؒ ابن عباسؓ
سی راوی ہین کہ جو بت قوم نوح علیہ السلام مین تہی وہ بعد کو عرب مین ہوگئی اسطرح کہ ودّ تو
کلب کا ہوا دومة الجندل مین اور سواع ہذیل کا اور یغوث اول مراد کا تہا پہر بنی غطیف
کا ہوا سبا پاس جرف مین اور یعوق ہمدان کا اور نسر حمیر کو ذی الکلاع کی اولاد کا اور
یہہ نام چند نیکبخت لوگونکی ہین قوم نوحؑ سی جب وہ مرگئی شیطان نے انکی قوم سی کہا کہ جن
بیٹھکو نمین یہہ لوگ بیٹھا کرتے تہی بت قائم کرو اور انکو وہی نام رکہو جو ان لوگونکے

ذی الکلاع
من قوم نوح فلما هلکوا
اوحی الشیطان الی قومهم
ان انصبوا الی مجالسهم
التی کانوا یجلسون فیها
انصابا وسموها باسمائهم

اُنہون نے تعمیل کی گر اُنکی پرستش نکی جب یہہ لوگ مرگئے اور علم جاتا رہا تو اُنکی
پرستش ہوئی اور سلف مین سے کئی شخصون نے کہا ہی کہ یہہ لوگ حضرت نوح کی قوم مین
نیکبخت تھے جب وہ مرگئے تو لوگ بیٹھے ہر اُنکی قبرون پر پہر اُنکی شکلین بنائین پہر اُنپر عرصہ
گذر گیا تو اُنکی عبادت کرنے لگے ان لوگون نے دو بلائین جمع کین ایک قبرونکی دوسری
مورتونکی اور یہہ وہی دونو بلائین ہین جنکی طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث
مین جسکی صحت پر حضرت علیہ سب کو اتفاق ہی اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حضرت ام سلمہ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک بتخانہ کا ذکر کیا جسکو اُنہون نے حبشہ مین دیکہا تہا اور
اُسکا نام ماریہ تہا تو جو کچہہ اُسمین مورتین دیکہی تہین اُنکا ذکر کیا آپنے فرمایا کہ یہہ وہ
لوگ ہین کہ جب اُنمین سے کوئی بندہ یا مرد صالح مرجاتا ہی تو اوسکی قبر پر مسجد بناتے ہین
اور اوسمین اُسکی تصویر بناتے ہین یہہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین خلق ہین۔ اور یہی
باعث تہا لات کی پرستش کا چنانچہ ابن جریر نے اپنی اسناد سے منصور سے روایت کیا ہی
اور اُنہون نے مجاہد سے افرایتم اللات والعزی کے بیان مین کہ لات اُنکے لیے ستو گہولا
کرتا تہا جب وہ مرگیا تو اوسکی قبر پر بیٹہہ رہے۔ اب تمنے دیکہہ لیا کہ سبب یغوث اور
یعوق اور نسرا اور لات کی پرستش کا اُنکی قبرونکی تعظیم تہی ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ
اسیوجہ سے شارع نے قبرون پر مسجدین بنانے سے منع فرمایا ہی اور یہی بات ہی جسنے بہت سی

لوگونکو شرک اکبر یا اوس سے کمتر شرک مین ڈالا ہی یعنی لوگ اُن نیکبخت لوگون کی
مورتون سے اور اُن مورتون سے جنکو ستارونکا طلسم بناتے تھے اور اسیطرحکی
مورتون سے مشرک ہنگئے اسلیئے کہ ایسے مردکی قبر سے جسکی نیکبختی کا اعتقاد ہو شرک کرنا نفسون
سے قریب تر ہی لکڑی یا پتھر کے ساتھہ شرک کرنے سے اور اسیوجہ سے اہل شرک کو
دیکھتے ہو کہ قبرونکے پاس تضرع اور عاجزی کرتے ہین اور عبادت دل سے کرتے ہین
کہ اوسطرحکی عبادت گھرون مین نہین کرتے سحر کے وقت اور بعض لوگ قبرونکو سجدہ کرتے
ہین اور اکثر لوگ قبر کے پاس کی نماز و دعا مین ایسی برکت کی توقع کرتے ہین جو مسجدون
مین نہین کرتے تو اسی خرابی کیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی بیخ و جڑ ہی
کاٹ دی کہ قبرستان مین نماز پڑھنے کو مطلق منع فرما دیا گو نمازی کا قصد اپنی نماز مین
اوسجگہہ کی برکت حاصل کرنیکا نہو جیسے کہ نماز پڑھنی آفتاب کے نکلنے اور ڈوبنے کیوقت
منع فرمائی اسلیئے کہ یہ ایسے اوقات ہین کہ مشرک اُسمین آفتاب کیواسطے نماز کا قصد کیا
کرتے ہین اسی نظر سے اوسوقت نماز سے منع فرما دیا گو نماز پڑھنیوالے کا قصد وہ نہو جو مشرکونکا
ہوتا ہی مگر سد ذریعہ کیواسطے دور کرنیکو منع فرمایا اور اگر نمازی قصد اُس جگہہ کی برکت لینیکا کرے
تو یہہ صریح ہوگا دینا ہی اللہ تعالی اور اوسکے رسول کو اور مخالفت ہی اوسکے دین
کی اور ایجاد کرنا ہی ایسے دین کا جسکی اجازت اوسنے نہین دی بخوبیکہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین سے یہ بات یقیناً جانی گئی کہ قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت ہے اور یہہ کہ آپنے اُس شخص پر لعنت کی ہے جو قبروں کو مسجدیں کرے اور علما کے اکثر گروہ ہونے بوجہ پیروی حدیث صحیح صریح کے قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع کر دیا ہے اور امام احمد اور مالک اور شافعی نے اُسکو حرام کہا ہے اور کچھہ لوگون نے مکروہ کہا ہے مگر یون مناسب ہے کہ مکروہ تحریمی اوس سے مراد لیا جاوے تاکہ ان لوگوں کے ساتھہ حسن ظن ہووے نہ اُنپر یہہ گمان ہوگا کہ جس بات کے کرنیوالے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لعنت کا کرنا اور اُس سے منع فرمانا بتواتر ثابت ہو چکا ہے اُسکو یہہ لوگ جائز رکھتے ہیں چنانچہ صحیح مسلم میں جندب بن عبد اللہ بجلی سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانچ روز پیشتر آپ کی وفات شریف کے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مین بَری ہوتا ہون اللہ کیطرف اس سے کہ تم مین کوئی میرا کوئی خلیل ہو اور اگر مین خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا سنو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیا کی قبروں کو مسجدیں بناتے تھے خبردار تم قبروں کو مسجدیں مت بنائیو کہ مین تمکو اس سے منع کرتا ہون اور حضرت عائشہ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض ہوتے تو اپنے چہرۂ مبارک پر اپنی ایک چادر ڈالنے لگے پس جب گھبرائے تو اُسکو اُتار ڈالتے اور اسی حالت مین فرمایا کہ لعنت ہے خدا کی یہود اور نصاری پر کہ اُنہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجدیں بنالین اور اسی سے آپکو اُنکے فعل سے ڈرانا منظور تھا روایت کیا اسکو بخاری

اور مسلم نے اور صحیحین مین ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالی یہود اور نصاری کو مارے کہ انہون نے اپنے انبیا کی قبرونکو مسجد بنایا
اور مسلم کی روایت مین ہے کہ لعنت کرے خدا تعالی یہود اور نصاری پر کہ اپنے انبیا کی
قبرونکو مسجد بنایا بہرحال قبرونکو مسجد بنانے سے آپنے اپنی آخر عمر مین منع فرمایا اور اہل
کتاب مین سے جسنے ایسا کیا اوسکو لعنت فرمائی تاکہ اپنی امت کو اُس فعل سے ڈراوین
حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوس مرض مین فرمایا
جس سے کہ نہ اٹھے کہ لعنت کرے اللہ تعالی یہود اور نصاری کو کہ انہون نے اپنے انبیا کی قبرون
کو مسجد بنایا اور اگر یہہ بات آپ ارشاد نفرماتے تو آپکی قبر شریف بھی کہلی رہتی مگر
اسکا ڈر ہوا کہ کہین مسجد نہو جاوے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حضرت عائشہ
کی قول خشی یہ بعینہ مجہول علت ہے قبر کے کہلا نرکہنے کی اور امام احمد نے سند جید سے
حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون
مین سے بدترین وہ ہونگے کہ اونکو قیامت آلیگی اور وہ زندہ ہونگے اور وہ لوگ کہ قبرونکو
سجدہ گاہ بناتے ہین اور زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ خدا تعالی لعنت کرے قبر کی زیارت کرنیوالی عورتون پر اور اُن لوگون پر جو قبرون پر
مسجدین بناوین اور چراغ دہرین اسکو امام احمد اور سنن والون نے روایت کیا ہے

و[في] الصحيحين عن ابي هريرة رضي الله
عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم قال قاتل الله اليهود والنصارى
اتخذوا قبور انبيائهم مساجد وفي
رواية لمسلم لعن الله اليهود والنصارى
اتخذوا قبور انبيائهم مساجد
فقد نهى عن اتخاذ القبور مساجد في آخر الكتاب
ولعن من فعل ذلك من اهل الكتاب
وفي الصحيحين عن عائشة وعبد الله بن عباس رضي الله عنهم
قالا لما نزل برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم طفق
يطرح خميصة له على وجهه فاذا اغتم بها كشفها فقال وهو كذلك
لعنة الله على اليهود والنصارى
اتخذوا قبور انبيائهم مساجد ولولا ذلك لابرز قبره
غير انه خشي ان يتخذ مسجدا متفق عليه
وقولها خشي تعليل لمنع ابراز
قبره وروى الامام احمد باسناد جيد عن
عبد الله بن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم قال ان من شرار الناس من تدركهم
الساعة وهم احياء والذين يتخذون
القبور مساجد وعن زيد بن ثابت
ان رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم لعن زائرات
القبور والمتخذين عليها
المساجد والسرج رواه
الامام احمد واهل السنن

اور صحیح بخاری میں ہی کہ حضرت عمرؓ نے انس بن مالکؓ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑہتی
دیکہکر فرمایا کہ قبر ہی قبر- اس سی معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ کے نزدیک ٹہہری ہوئی بات ہی
کہ قبر کے پاس نماز منع ہی مگر حضرت انس کو قبر کا خیال نرہا اور ابو سعید خدریؓ فرماتی ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زمین بالکل مسجد ہی سوا مقبرہ اور حمام کے اسکو
امام احمد اور سنن والون نے روایت کیا ہی اور ابو حاتم اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا ہی
اور اس سی بڑہکر ممانعت قبر کیطرف نماز پڑہنی کی ہی کہ نماز ہی ہین اور قبر مین کچہہ آڑ نہو
چنانچہ مسلم نے ابی مرثد غنوی سی روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ قبرون پر مت بیٹہو اور نہ انکی طرفکو نماز پڑہو اور اس حدیث سی اُس شخص کا قول باطل ہے
جو قبرستان مین نماز پڑہنی کی ممانعت کا باعث نجاست کو بیان کرتا ہی کیونکہ یہہ بات آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقاصد سی بہت بعید ہی اور کئی وجہہ سی باطل ہی اول یہہ کہ حدیثون کی
اور کہیں ہوئی مقبرہ نہین کچہہ فرق مذکور نہین جیسی علت نجاست بیان کرنیوالے کہتی ہین
دوسری یہہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود اور نصاری کو اپنی انبیا کی قبرون کو
مسجدین بنانی پر لعنت فرمایا ہی اور یہہ بات یقیناً معلوم ہی کہ اسکی وجہ نجاست نہین
ہوسکتی اسلئی کہ انبیا کی قبرین تو نہایت پاک جگہہ نہین سی ہین کیونکہ خدا تعالی نے زمین
پر حرام کر دیا ہی کہ اونکی جسمونکو کہا دی تیسرے یہہ کہ آپ نے اونکی طرفکو نماز پڑہنے سے

سنع فرمایا ہی کہ نمازی پاک جگہہ مین کہڑا ہو چوتہی یہہ کہ آپ نے فرمایا ہی کہ زمین سراسر
مسجد ہی سوا مقبرہ اور حمام کے اگر ان دونوکا استثنا نجاست کی باعث ہوتا تو
پاخانے اور کمیلے قبرونکو ذکر کی نسبت کہ زیادہ تر مستحق استثنا تہی پانچوین یہہ کہ آپکی
مسجد شریف مشرکونکا قبرستان تہا آپ نے انکی قبرین کہود ڈالکر انکو برابر کر دیا اور مسجد
بنوائی اور قبرونکی مٹی نہین اُٹھوائی چنانچہ بہیہ امر بخاری اور مسلم مین انس سے پایہ
ثبوت کو پونہچا ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائی تو لوگو نمین چودہ رات رہے
پہر آپنے بنی نجار کی جماعت کے پاس ایک شخص کو بہیجا وہ تلوارین حمایل کئی ہوئی آگئے
اور گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر سوار اور آپکے پیچہی حضرت ابو بکر اور
بنی نجار کے لوگ آپکے گرد میری نظر و نمین پہرتے ہین یہانتک کہ آپ ابو ایوب کے صحن مین اُترے
اور آپکو اچہا معلوم ہوتا تہا کہ جہان نماز کا وقت ہو جاوے اوسی جگہہ نماز پڑہ لین اور
چونکہ آپ بکریونکی بیٹہنے کی جگہہ مین نماز پڑہا کرتے تہی اور مسجد بنانیکا حکم آپکو ہو لیا تہا
اسلیئے بنی نجار کی جماعت کو آدمی بہیجکر بلوایا اور اُن سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی اس
جگہہ کا مجہہ سے مول کر لو انہون نے عرض کیا کہ ہم فروخت نہین کرتے ہمکا مول اللہ ہی
سے لینگے اس جگہہ مین یہہ چیزین تہین جو مین تم سے کہتا ہون یعنی مشرکونکی قبرین اور
زمین افتادہ اور خرما کے درخت پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مشرکونکی

قبرین توکہودی گئین اورزمین افتادہ برابر کی گئی اوردرختونکو کاٹکر قبلہ کیطرف برابر
برابر رکہدیا اورمسجد کی دو طرفونمین پتہر رکہی پس لوگ پتہر اٹہاتے جاتے تہے اوررجز
پڑہتے تہے آور سب حدیث کو ذکر فرمایا جسمین یہ کہ شرک اورمشابہت بت پرستونکا فتنہ عجم
اورفجر کے بعد کی نماز کی خرابی سی بہت بڑکر ہی تو جب تشبیہ کی ذریعہ کی روک کی لئی جو کبہی
نمازی کے دلمین بہی نہین گذرتا اس نماز سی منع فرمایا ہو تو اس ذریعہ قریب کو جو اکثر
اپنی کرنیوالے کو شرک اورمردونکی پکارنے اور انسی حاجت مانگنے کیطرف بلاتا ہی اور یہ
اعتقاد دلاتا ہی کہ نماز اونکی قبرونکی پاس پڑہنی مسجدونمین پڑہنی کی نسبت افضل ہی
اور اسکی سوا اور بلاؤنکا موجب ہوتا ہی جو کہلا کہلی اللہ تعالی اور اوسکی رسول کی مخالفت
ہی کسطرح منع نہ فرمایا ہوگا اب اس خرابی کی سامنی جگہہ کی نجاست کی سبب ٹہرانا کیا
رہا اور جیسی وجہہ سی کہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ قصد فرمایا ہی
امت کو قبرونمین مبتلا ہونی سی منع فرمائین جیسی پہنس گئی اسمین حضرت نوح کی لوگ اور
اوسی طرح یہہ ہی کہ آپنے قبرونپر مسجدین بنوانے والونکو لعنت فرمایا اور اگر منع کرنا نجاست
کے سبب ہوتا تو ممکن تہا کہ قبرونپر پاک مٹی سی استرکاری کردیجاتی اور لعنت دور
ہوجاتی اور یہہ یقینا باطل ہی شان نبی کہ آپنے لعنت مین قبرونپر مسجدین بنانے والون
اور چراغ رکہنے والونکو ایک ساتہہ فرمایا ہی اس سی معلوم ہوا کہ یہہ دونو گروہ لعنت مین

مفسدة الصلاة بعد العصر والفجر فاذا
سد عن ذالك السد الذي يعم التشبه
الى لا يكاد يخطر ببال المصلي فكيف
بهذه الذريعة القريبة التي كثيرا
ما تدعو اصحابها الى الشرك ودعاء الموتى

عباد الاوثان اعظم بكثير من
نهاه ان فتنتها الشرك ومشابهة
مم يعبدون وذكر الحديث و
الحجارة وجعلوا ينقلون الحجارة
قبلة المسجد وجعلوا اعضادتيه
قبورهم وبالنخل فقطع وصفوا النخل
بقبور المشركين فنبشت ثم بالخرب

وطلب الحوائج منهم واعتقاد ان الصلاة عندها [illegible]
فليعلم [illegible] افضل منها [illegible]
هذه [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible]
[illegible] كما افتتن بها [illegible]
النفع [illegible] القبور [illegible]
[illegible] المساجد [illegible]
[illegible]

شامل اور گناہ کبیرہ کرنے مین شریک ہین اسلئے کہ جس امر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے تو وہ گناہ کبیرہ ہی اور ظاہر ہی کہ چراغ کے جلانیوالے کو جو لعنت ہوئی ہی تو اسی جہت سے کہ چراغ جلانا قبرونکی تعظیم کا وسیلہ ہی اور انکو بت ٹھہرانیکا ذریعہ جنکی طرف مشرک دوڑین اسیطرح اونپر مسجدونکا بنانا ہی کیونکہ قبرونپر مسجدونکا بنانا انکی تعظیم ہی اسی جہت سے یہہ دونوں باتین ایک ساتھ ارشاد ہوئین اور اسی تعظیم کی وجہہ سے جو لوگ کہ اصحاب کہف کی مقدمہ مین زیادتی کرنیوالے تھے اونکا قول خدا تعالی نے یون نقل فرمایا لنتخذن علیہم مسجدا آٹھوین یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہم بنادینگے اونکے مکان پر عبادتخانہ
ہی کہ الہی تو میری قبر کو بت مت کرنا جسکی پرستش ہو سخت ہوا غصہ اللہ تعالی کا اون لوگوں پر جنہوں نے اپنے نبیونکی قبرونکو مسجدین بنائین اس حدیث مین لعنت کے لاحق ہونیکے سبب پر آگاہ فرمادیا کہ وہ انکا قبرونکو بت ٹھہرانا ہی حاصل یہہ کہ جس شخص کو شرک اور اوسکے اسباب و ذریعونکی شناخت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقاصد کو سمجھتا ہی وہ یقینا جان لیگا کہ آپکا مبالغہ کرنا لعنت کرنے مین نجاست کی باعث سے نہین بلکہ نجاست شرک کی باعث ہی جو ایسے شخص کو لگتی ہی کہ آپکا نافرمان ہو اور اپنی نفس کی خواہش کا پیرو اور شہادت لا الہ الا اللہ کی تحقیق سے اوسکو بہرہ کم ہو یا بالکل نصیب نہو غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونکی لعنت مین مبالغہ فرمانا ایک تو توحید کی بچانیکو لئی ہی کہ

ان یلحقہ التراب ویغشاہ و
غضبا لربہ ان یعمل بسنتہ فان
المشرکون الا معصیۃ امرہ وارتکاب
فیہ من التعظیم الشیطانی انہ
تعظیمہم لہا فی الصحابۃ حین قحطوا
کانوا اشد لہا تعظیما کانوا لہم
اسعد ومن اہتدی بہدیہم بعد
ولعمر اللہ من ہذا الباب بعینہ دخل
علی عباد یغوث ویعوق ونسر ومن ہذا الباب
دخل علی عباد الاصنام منذ کانوا الی یومہم
فجمع المشرکون بین الغلو فیہم والطعن
فی طریقتہم وہدی اللہ اہل التوحید لسلوک
سبیلہم وانزالہم منازلہم التی انزلہم اللہ ایاہا
من العبودیۃ وسلب خصائص الالہیۃ عنہم وہذا
غایۃ تعظیمہم وطاعتہم واما المشرکون فعصوا
امرہم وتنقصوہم فی صورۃ التعظیم لہم

اوسکو شرک لگ کرو ہا نکت سے دوسرا ہی سب کی لئی غصہ ہی کہ اوسکی ساتہ اُسکی
غیر کی برابری نہ کیجاوی مگر مشرکون نے آپکے حکم کی نافرمانی ہی کی اور جس بات سی منع
فرمایا تہا وہی کیا اور شیطان نے اونکو جہکو سی فریب دیا کہ یہ انبیا نیکبختونکی قبرونکی تعظیم ہی
اور جسقدر تم انکی زیادہ تعظیم کروگی وتنا ہی اُن صلحا کی قریب سی سعادت یاب اور اونکی
دشمنون سی دور تر ہوگی اور بخدا کہ اس مردود نے بعینہ اسی فریب سی یغوث اور یعوق
اور نسر کی پوجنی والونکو دہوکا دیا تہا اور اسی دروازہ سی بت پرستونکی پاس جب سی کہ
یہ ہوتی ہین قیامت تک آویگا اب مشرک اکابر کی بابمین بعض تو مبالغہ کرنے لگی اور بعض
اونکی طریق مین طعن نکالنی لگی اور اللہ تعالی نے اہل توحید کو ہدایت کی کہ اکابر کی
طریق پر چلی اور انکو اُس مرتبہ پر جانا جس مرتبہ پر خدا تعالی نے انکو کیا ہی یعنی اونکو
بندہ جانا اور معبود ہونیکے خواص انسی دور کئی اور یہ امر انکی نہایت تعظیم و محبت
کا ہی اور مشرکون نے انکی امر کی نافرمانی کی اور تعظیم کے پیرایہ مین اونکو گہٹایا ـــ
امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ مین مکروہ جانتا ہون کہ کسی مخلوق کی اتنی تعظیم
کیجاوی کہ اوسکی قبر مسجد ٹہرائی جاوی کیونکہ اسمین خوف فتنہ کا اوسپر بہی ہی اور اوسکے
بعد کے لوگونپر بہی اور اسکی علت شرک اور یہود و نصاری کی مشابہت کو کیا
ہی یہ قول کتاب ناسخ الحدیث ومنسوخہ مین اوس جگہہ ہی جہان اس حدیث مین گفتگو

قال الشافعی رحمہ اللہ واکرہ ان یعظم
مخلوق حتی یجعل قبرہ مسجدا
مخافۃ الفتنۃ علیہ وعلی
من بعدہ من الناس
وعلل بالشرک والتشبہ
بالیہود والنصاری ذکرہ
فی کتاب ناسخ الحدیث
ومنسوخہ عند الکلام

عا فعله صلى الله عليه وآله
وسلم وبما جعلت لي الارض كلها
مسجدا الا المقبرة والحمام ومن
ذلك عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم
اله وسلم نهى عن الصلوة في المقبرة
فصل ومن ذلك اتخاذها
عيدا وهو اسم لما يعتاد قصده من
زمان ومكان كقوله صلى الله عليه وآله وسلم يوم عرفة

کی ہی کہ زمین بالکل میرے لئے مسجد کردی گئی ہی سوا قبرستان اور حمام کے اور
اس حدیث ابن عمر رض مین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبرستان مین نماز پڑہنی سے
منع فرمایا ہی **فصل** اور شیطانکی کرسی ہی قبر کا عید مقرر کرنا اور عید وہ ہی کہ اوسکی
قصد کی عادت کرلیجاوی خواہ وہ مکان ہو یا وقت وقت تو ایسا جیسا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کا روز اور قربانی کا دن اور منی کے ایام ہم مسلمانون
کی عید ہی اسکو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہی اور جگہہ اسطرح جیسی ابوداؤد نے اپنی
سنن مین روایت کیا ہی کہ ایک شخص نے عرضکیا کہ یا رسول اللہ مین نے نذر کی ہی کہ مکان
بوانہ مین قربانی کرون آپنے فرمایا کہ وہ مشرکونکی تو نہین سے کوئی بت ہی یا اونکی کوئی
عید ہی اوسنے عرضکیا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ تو اپنی نذر پوری کرلے اور جسطرح
آپکا ارشاد ہی کہ میری قبر کو عید مت ٹہراؤ یہہ لفظ معاودت اور اعتیاد سے نکلا ہی تعجب
جگہ کے لئے ہوگا تو اوس سے وہ جگہہ مراد ہوگی جسمین اکٹھا ہونیکا قصد کیا جاوے خواہ
یہہ قصد عبادت کیواسطے ہو یا غیر عبادت کیلئے مثلاً مسجد کعبہ اور منی اور مزدلفہ اور
عرفہ اور مشاعر ہین کہ اونکو مسلمانونکیلئے اللہ تعالی نے عید اور جگہہ مقرر فرمائی ہے
جیسے کہ ان مکانونمین عبادت کرنیکے ایام کو عید قرار دیا ہی اور مشرکونکی عیدین
اور جگہہ کی بہت سی تہین جنکو اسلام نے بالکل باطل کردیا اور وقت کی عید کی عوض

ابطلها الاسلام وعوض
زمانية ومكانية
المشركين اعياد
التعبد فيها عيدا وكان
كما جعل ايام
عيد الحنفاء ومشاعر
وعرفة والمشاعر جعلها الله
المسجد الحرام ومنى ومزدلفة

ابو داود في سننه حدثنا احمد بن صالح قال قرأت على عبد الله بن نافع اخبرني ابن ابي ذئب عن سعيد المقبري عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تجعلوا بيوتكم قبورا ولا تجعلوا قبري عيدا وصلوا علي فان صلواتكم تبلغني حيث كنتم اسناده

اتخاذ قبر الشريف عيدا قال في صلى الله عليه وآله وسلم عن الكعبة وعرفة ومنى والمشاعر و وعيد الاضحى وايام منى من المكان للخلفاء من الازمنة عيد الفطر

مسلمانونکی لیے عید الفطر اور عید قربان اور منی کے ایام مین اور جگہہ کی عید کے لیے
مین کعبہ اور عرفہ اور منی اور مقامات حج مین اور آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبر
مبارک کو عید بنانیسے منع فرمایا چنانچہ ابو داؤد کہتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی احمد
بن صالح نے وہ کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ بن نافع کے سامنے قرأت کی کہ خبر دی مجکو ابن ابی
ذئب نے سعید مقبری سے اور انہون نے ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ تم اپنی گہرونکو قبرین مت بناؤ اور نہ میری قبر کو عید ٹہراؤ اور مجھپر درود بھیجو
اسلئے کہ تمہارا درود مجکو پونہچ جائیگا جہان تم ہوگے اس حدیث کی اسناد حسن ہے
اور اسکے راوی معتبر اور مشہور ہین اور ابو یعلی موصلی اپنی مسند مین فرماتے ہین کہ ہمسے
حدیث بیان کی ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور ان سے زید بن الحباب نے اور ان سے جعفر بن ابراہیم
نے جو ذی الجناحین کی اولاد مین سے ہین اور انسے امام زین العابدین نے اسطرح کہ آپ
نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک شگاف کیطرف کہ آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم
کی قبر مطہر کے پاس تہا آتا ہے اور اوسکے اندر جاکر دعا مانگتا ہے آپ نے اوسکو منع فرمایا
اور کہا کہ سنو مین تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے اپنے باپ سے اور انہون نے
میرے دادے سے اور انہون نے رسول مقبول صلے الله علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ فرمایا میری
قبر کو عید مت بناؤ اور اپنے گہرونکو قبرین اسواسطے کہ تمہارا اسلام جہان مین ہوگا مجہی

حسن ورجاله ثقات مشاهير وقال ابو يعلى الموصلي في مسنده حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة حدثنا زيد بن الحباب حدثنا جعفر بن ابراهيم من ولد ذي الجناحين حدثنا علي بن عمر عن ابيه عن علي بن الحسين انه رأى رجلا يجيء الى فرجة كانت عند قبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم فيدخل فيها فيدعو فنهاه وقال الا احدثكم حديثا سمعته من ابي عن جدي عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لا تتخذوا قبري عيدا ولا بيوتكم قبورا فان تسليمكم يبلغني اينما كنتم

پونہچیگا اسکو ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی سے روایت کیا ہی اور سعید بن منصور
نے سنن مین روایت کیا ہی کہ مجہسی حدیث بیان کی حبان بن علی نے اور انسے محمد بن عجلان
نے ابو سعید سے جو مہری کا غلام ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مت
کرو میری قبر کو عید اور نہ اپنی گہرونکو قبرین اور درود پڑہو مجہپر جہان تم ہو کہ تمہارا درود
مجکو پونہچ جاویگا اور سعید کہتی ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی عبد العزیز بن محمد نے اور انکو
خبر دی سہیل بن ابی سہیل نے انہون نے کہا کہ مجکو حضرت امام زین العابدین نے قبر شریف
کے پاس دیکہکر پکارا اور اسوقت فاطمہؑ کی گہر مین آپ رات کا کہانا کہاتی تہی مجکو
آپ نی فرمایا کہ آؤ کہانا کہاؤ مین نے عرضکیا کہ مجکو خواہش نہین پہر فرمایا کہ کیا بات ہے
کہ مین تمکو قبر مطہر کے پاس دیکہتا ہون مین نے عرضکیا کہ مین نے سلام کیا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو آپنے فرمایا کہ اسلئے تو داخل ہوا مسجد مین پہر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ مت کرو میری قبر کو عید اور مت بناؤ اپنی گہرونکو قبرین لعنت کری
اللہ یہود و نصاری پر کہ ٹہرالین اپنے انبیا کی قبرین مسجدین اور درود بہیجو مجہپر کہ تمہارا
درود مجکو پونہچیگا تم اور اندلس کے لوگ برابر ہی ہو تو یہ دونو مرسل حدیثین اُن
مختلف صورتونسی اصل حدیث کی ثبوت پر دلالت کرتی ہین خصوص اُس صورتمین کہ جس
شخص نے اسکو مرسل کیا ہی وہی اسکو اپنی حجت ٹہراتا ہی اس سے لازم آتا ہی کہ

اوسکے نزدیک حدیث ثابت ہی اور یہہ جب ہی کہ سوا ان دو وجہونکے اور کسی ولیت سند سی روایت نکی گئی ہو اور جب پہلی سند وار بیان ہوچکی تو پہر ثبوت کسیطرحکا شیخ الاسلام کہتی ہین کہ دلالت حدیث کی وجہ یہہ ہی کہ قبر شریف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روی زمین کی قبرونمین سی افضل ہی جب اسکو عید بنانے سی منع فرمایا تو اورونکی قبرونکو عید بنانے سی منع بطریق اولے ہوگا پہر حدیث مین اس منع کی ساتھہ یہہ بھی فرمایا کہ اپنی گہرونکو قبرمت کرو اسکی یہہ معنی ہین کہ اونکو نماز اور دعا اور تلاوت سے خالی مت رکہو کہ قبرونکی طرح ہوجاوین تو نفل کے اداکا گہرونمین حکم فرمایا اور قبرون کے پاس بجاآوری عبادت سی منع فرمایا اور یہہ حکم مخالف ہی اوس حال کی جسپر مشرکین نصاری اور انکی مثل ہین اور بعضی شخصون نے جو شرک مین کچہہ مشابہت نصاری سی اور تحریف مین یہود یون سے پیدا کی ہی وہ ان احادیث کی تحریف کرتے ہین اور کہتی ہین کہ انمین حکم قبر شریف کی ساتھہ رہنے اور اوسکے پاس بیٹھہ رہنی کا ہی اور اس بات سی منع فرمایا کہ قبر کو عید کیا جاوے جو سالمین ایک یا دو بار ہوا کرتی ہی گویا کہ یون ارشاد ہی کہ قبر کو ایسی عید مت کرو کہ برس دن ہوا کرتی ہے بلکہ ہر وقت اوسکی ساتھہ رہو اور یہہ امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصود کی خلاف اور اوسکی ضد اور نقیض ہی اور حقیقت کو برعکس کرنا اور جناب رسالت مآب کو مکر اور فریب کیطرف منسوب کرنا ہی

ثبوته عند اهل العلم بكل وجه
فهي مستقلة فيه بهذه نفسه
وقد تقدم مسند ابي الشيخ الاصبهاني
قدس الله روحه ونور ضريحه وجه الدلالة
ان قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم
افضل قبر على وجه الارض
وقد نهى عن اتخاذه عيدا فقبر غيره
اولى بالنهي كائنا من كان ثم انه قرن ذلك بقوله ولا تتخذوا
بيوتكم قبورا اي لا تعطلوها من الصلاة فيها والدعاء
والقراءة فتكون بمنزلة القبور فامر بتحري العبادة
في البيوت ونهى عن تحري العبادة عند القبور
وهذا ضد ما عليه المشركون من النصارى
واشباههم وقد حسن هذه الاحاديث بعض
من اخذ شبها من النصارى بالشرك ومن اليهود
بالتحريف فقال هذا امر بملازمة قبره والعكوف
عنده ونهي ان يجعل كالعيد الذي لا يأتي في
العام الا مرة او مرتين وكانه قال لا تجعلوه بمنزلة
العيد الذي يكون من الحول الى الحول واقصدوه في كل ساعة
وكل وقت وهذا مراغمة ومحادة
ومناقضة لما قصده الرسول
صلى الله عليه وسلم وقلب
للحقائق ونسبة الرسول صلى الله عليه
وسلم الى التلبيس والتناقض

اور اسمین کچھ شک نہین کہ شرک کے بعد امر دین الہی اور سنت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو اسطرح بدلڈالنے کی نسبت کہ ہر کبیرہ گناہ کا کرنا گناہ ہو نہین سہل اور عذاب
مین لگاہی اوسیطرح سلو انکی یہی باتین بولی گئی ہین اگر خدا تعالی اس دین مین ایسے حامی
نہ کہڑا کرتا جو اسسی خرابی دور کرتے ہین تو اسپر بھی وہی حال ہوتا جو اسسے پہلے دینونکا
ہوا اور اگر مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی ہوتی جو یہ نادان کہتے ہین تو آپ یہودونصاری
کی قبرونکو مسجدین بنانے سے منع نہ فرماتے اور اُنکو مرتکبونکو لعنت کرتے اسلئے کہ جب آپ نے ایسے شخصونکو
لعنت کیا جو قبرونکو مسجدین بنالین کہ اُنمین خدا تعالی کی عبادت ہوا کرتی ہی تو جو شخص انکو ساتھ
شرک اور اُنکے پاس سجدہ کرے اُسکو کیسی لعنت نفرما دینگے اور اپنے رب سے یہہ دعا کیون مانگتے
کہ میری قبر کو بت نکر جسکی پرستش ہو اور حضرت عائشہ جو خلق مین زیادہ عالم تہین وہ کیون فرماتین
کہ اگر یہہ بات نہوتی تو آپکی قبر کہلی رہتی مگر یہہ ڈر ہوا کہ کہین مسجد نہ ٹہرائیجاوے اور آپ یہہ کیون
فرماتے کہ میری قبر کو عید مت بناؤ اور مجہپر اور پر درود پڑہو جہان کہین تم ہوا اور آپکے
اصحاب اور اہل بیت نہ وہ بات کیون نسمجہے جو تحریف کرنیوالے سمجہے دیکہو افضل تابعین
حضرت امام زین العابدین نے جو آپکے اہل بیت مین سے تہے اوس شخص کو آپ کی قبر
شریف کے پاس دعا مانگنے سے منع فرمایا اور اسکی وجہہ وہ حدیث بیان کی جسکی
روایت اپنے باپ سے اور اونہون نے انکے دادے سے کی تہی حالانکہ وہ اوسکے معنونکو

ان جاہلونکی نسبت کہ زیادہ سمجھتی تھی اسیطرح انکا بچا حضرت امام حسن نے جو اہل بیت
مین سی بڑی تہی برا جانا اسکو کہ کوئی شخص قبر شریف کا قصد کرے اور مسجد
کا ارادہ نہ رکہتا ہو اور اس امر کو یہہ تصور فرمایا کہ قبر مبارک کا عید ٹہرانا ہی ہماری شیخ
فرماتے ہین کہ اب سنت کو دیکھو کہ وہ مدینہ منورہ کے لوگون اور اہل بیت سی نکلی ہے جنکو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب نسب اور نزدیکی مکانکی تھی اسلئے کہ غیرون
کی نسبت کہ انکو اسکی حاجت زیادہ تہی تو انہین کو خوب یاد ہی ہوگی **فصل**
پہر قبرونکو عید ٹہرا لینے مین اتنی بڑی خرابیان ہین کہ انکا علم سوا اللہ تعالی کے
اور کوئی نہین جانتا انمین سی ایک یہ ہی کہ انکو عید اسلئے بناتے ہین کہ انکی طرفکو
نماز پڑہین اور انکا طواف کرین اور چومین چاٹین اور انکی خاک پر اپنے رخسار رگڑین اور
قبر والونکی پرستش کرین اور ان سے مدد اور روزی اور صحت اور ادای قرض اور
سختی کے دور کرنے اور مظلوم کی دادرسی وغیرہ کا سوال کرین جو بت پرستانِ بُتوں نے
انکا کرتے ہین اور بہت سی باتین ہین کہ ایمان اور اسلام والونکو پسند نہین بلکہ جسکے دلمین اللہ کی تہوڑی
سی بہی عزت ہوگی وہ بہی اسکی باعث غصہ کریگا مگر کیا کیجئے مردہ کو زخم کا درد نہین ہوتا —
ان لوگونکی مبالغہ کرنیوالونکو دیکہو کہ دور دراز جگہہ سی چلکر سواریون سے اترکر اپنے ہاتھی
رکہتے ہین اور زمین کو بوسہ دیتے ہین اور سر کہولکر بلند آواز سی اسی شخص کو پکارتے ہین جو نہ پیدا کرے

نہ مرنیکے بعد جاوینا اونکی فائدہ کی کسی چیز پر قدرت رکہی اور انسے وہ چیز مانگتی ہیں
جسکا مانگنا خدا کے سوا اور کسی کو نہیں پہونچتا ہی یعنی سختیونکا دور کرنا اور فاقہ والونکو تونگر
کرنا اور مریض والونکو شفا دینا پہر قبرونکے گرد سجدہ مین گر پڑتے ہین پہر انکے گرد ایسی پہرتے
ہین جیسی خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہین جسکو اللہ تعالی نے مبارک اور تمام جہان کیلئے ہدایت
بنایا ہی پہر اوسکو چومتی چاٹنی لگتی ہین جیسے خانہ کعبہ مین آنیوالے حجر اسود کو ساتھہ کرتے ہین
پہر قبر کے اپنے ہاتھ اور رخسار خاک آلود کرلیتے ہین اور خدا کو معلوم ہی کہ اوسکے سامنے سجدہ مین
وہ اپنا منہ اور رخسار اسطرح کبھی خاک آلود نہین کرتے اور اسکی لئے قربانیان کرتے ہین اور اونکی نماز اور
اعمال سب غیر اللہ کے لئے ہوتے ہین پہر یہ دیکہکر ایکدوسرے کو مبارکی دیتی ہین اور کہتی ہین کہ ہمکو
اور تمکو خدا تعالی بہت سا اجر اور ثواب دے اور جب پہر کر آتے ہین تو جو لوگ انکے ساتھہ نہین تھے
انکے ساتھہ نہین تہے وہ سوال کرتے ہین کہ تم مین سے کوئی اپنی حج قبر کے ثواب کو ہمارے ہاتھ بیچتا ہی اور
ثواب حج کعبہ کا لیلو وہ جواب دیتی ہین کہ ایک حج سے تو کیا ہزار حج کے ثواب سے بھی نہ بدلین گے
اور پہلے گزر چکا ہی کہ اس قسم کی باتین بت پرستی کا ہیولی ہین اور بند کرنا ایسی ذریعہ کا جس
سے یہ ممنوع چیز پیدا ہو نہایت ضروری ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ صاحب شریعت نے جو بات منع کی
ہی اوسکے بند کرنے میں تاکید فرمائی اور اوسپر وعید کیا ہی اوسکے انجام و مآل کو وہی خوب جانتا ہی اور ابو الوفا ابن عقیل نے کیا اچھی
انکی بات کہی ہی کہ جب جاہلون اور کمینون پر احکام شرعی دشوار ہوئے تو انہون نے شرعی

لما صعبت التكاليف على

الجہال والطغام عدلوا عن

وضعون سی منحرف ہوکر اپنی لئی اُن وضعونکی تعظیم کرعلی اور یہہ وضعین اُنپر آسان ہوتین اسلئی کہ اُنکو کسی نے اُنکے زیرحکم داخل نہین کیا الوالوفا کہتی ہین کہ ان وضعونکی جہت سے وہ لوگ میری نزدیک کافر ہین مثلا قبرونکی تعظیم ایسی امور سے کرنی جو شرع مین ممنوع ہین جیسے چراغ جلانا اور قبرونکو بوسہ دینا اور اُنکو آراستہ کرنا اور مردونکو حاجتونکی لئی پکارنا اور اُن مضمونکی عرضیان اُنکو لکھنی کہ میری لئی یہ کیجیو ایسا کرو اور اُنکی مٹی بطور تبرک لینی اور قبرون پر خوشبو ڈالنی اور سفر کرکے اُن تک جانا اور درخت پر چیتھڑی ڈالنا جسطرح کہ لات اور عزیٰ کے پرستش کرنیوالی ڈالتی ہین اور اُنکی نزدیک اُس شخص کی خرابی ہی جو کہ مزار کونہ چومی اور اُسکی مٹی اینٹ کو بدہ کے دن ہاتھہ نہ لگاوی اور اسبات کا قائل نہو کہ جس کے جنازہ کو حضرت ابوبکر صدیق خواہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خواہ حضرت علی نے اُٹھایا تہا اپنی باپکی قبر پر چونہ اور اینٹ سی کوئی عمارت نہ بنادی اور کپڑونکو اُن تک جیسے اور قبر پر گلاب چہڑکے اُنہی اور جو شخص طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبرونکی بابین اور جس چیز کو آپنے اجازت دی اور جس سی منع کیا اور نیز سیرت اصحاب کی دیکھی وہ سادے کے ساتھہ ہی وہ طریق دیکھی جسپر اکثر لوگ اس زمانہ مین ہین تو اُن دو نو طریقون مین نہایت درجہ کا خلاف پاوے مثلا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو قبرونکی طرف نماز پڑہنی سی منع فرمایا اور یہہ لوگ اُنکی طرف نماز پڑہتی ہین اور آپنے اُنکو مسجد کر لینی سی منع فرمایا اور یہہ لوگ قبرون پر مسجدین بناکر

خدا تعالے کے گہروں کی شباہت کے لئے اونچا بام مشاہد رکہتے ہین اور آپ نے انپر چراغ جلانیسے منع فرمایا اور یہہ لوگ قندیل جلاتے ہیں واسطے اونکے بہت سے مال وقف کردیتے ہین اور آپ نے قبرونکو عید بنانے سے منع فرمایا اور یہہ انکو عید بناتے ہین اور عبادت گاہ بناتے ہین اور آپ نے حکم اونکے برابر کردینے کا فرمایا چنانچہ مسلم نے ابی الہیاج اسدی سے روایت کی ہی کہ مجکو حضرت علی بن ابیطالبؓ نے فرمایا کہ مین تجکو اُس کام پر بہیجتا ہون جسپر مجکو رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے بہیجا تہا کہ کسی مورت کو مت دون مٹائے بغیر چہوڑو اور نہ کسی اونچی قبر کو بدون برابر کئے اور صحیح مسلم مین ثمامہ بن شفی سے بہی اسیطرح ہی حالانکہ یہہ لوگ اسکے خلاف کرنیمین مبالغہ کرتے ہین اور اونچی عمارتین بناکر انپر برج بنواتے ہین اور آپ نے قبر پر گچ کرنیسے اور اوسپر عمارت بنانیسے منع فرمایا ہی چنانچہ مسلم مین جابرؓ سے مروی ہی کہ منع فرمایا رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے سے اور اوسپر بیٹہنے سے اور مکان بنانے سے اور یہہ لوگ اسکی خلاف عمل کرتے ہین اور قبرونپر لکہنے سے منع فرمایا چنانچہ ابوداود نے جابرؓ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے اور لکہنے سے منع فرمایا ترمذی کہتے ہین کہ یہہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور یہہ لوگ قبرونپر لوحین لگاکر انپر قرآن وغیرہ لکہتے ہین اور قبر پر اوسکی مٹی کے سوا اور اشیا سے منع فرمایا

روی مسلم عن ابی الهیاج الاسدی قال قال لی علی بن ابی طالب الا ابعثک علی ما بعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لا تدع تمثالا الا طمسته ولا قبرا مشرفا الا سویته

وفی صحیح مسلم عن ثمامة بن شفی نحوه

وفی مسلم عن جابر قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجصص القبر وان یقعد علیه وان یبنی علیه

عن جابر رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نهی ان یجصص القبور وان یکتب علیها

قال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح وهم یخالفون علیها الاعلام ویکتبون علیها القرآن وغیره

وفی ابن ماجه ... علیها شیء ابدا

چنانچہ ابو داود نے جابرؓ ہی کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے اور لکہنے اور مٹی زیادہ کرنے سے منع فرمایا اور یہہ لوگ اوپر مٹی اور پکی اینٹ اور پتہر اور استرکاری زیادہ کرتے ہین اور امام احمدؒ کے یارون مین سے جو فقیہ ہین اونہون نے تصریح کر دی ہے کہ چراغونکا جلانا حرام ہے ابو محمد مقدسی کہتے ہین کہ اگر یہہ فعل مباح ہوتا تو اوسکا کرنیوالا لعنت نکیا جاتا اور نیز اسمین مال کا بیفائدہ کہونا ہے اور قبرون پر مسجدین بنوانی اس حدیث کی رو سے جائز نہین اور اسلئے کہ دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا خدا تعالے لعنت کرے یہود پر کہ اپنے نبیونکی قبرونکو مسجدین ٹہرالین اسمین اونکے فعل سے ڈرانا منظور ہے بخاری اور مسلم نے اسکو روایت کیا ہے اور ایک وجہ یہہ ہے کہ قبرون پر گچ کرکے اونکے پاس نماز پڑہنا ایسا ہی ہے جیسا بتونکی تعظیم کے لئے سجدہ کرتے ہین اور اونکی طرف نزدیکی کرتے ہین اور ہمکو پہنچا ہے کہ ابتدا بت پرستی مردونکی تعظیم سے ہوا ہے کہ اونکی صورتین بناکر اونکو ہاتہہ لگایا اور اونکے پاس نماز پڑہی انتہے اور ان جاہلونکی اب یہ نوبت ہوئی ہے کہ قبرون کے لئے ایک حج گڑہا ہے اور اوسکے افعال ٹہرائے ہین اور اسمین سے بعض مبالغہ کرنیوالون نے اسبابمین ایک کتاب بنائی ہے جسکا نام مناسک حج مشاہد کہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ امر دین اسلام کو چھوڑنا اور بت پرستون کے دین مین داخل ہونا ہے

كما روى ابو داود ومسلم من حديث جابر ايضا ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى ان يجصص القبر او يكتب عليه او يزاد عليه وهؤلاء يزيدون عليها التراب والآجر والاحجار والجص وقد صرح الفقهاء من اصحاب احمد بتحريم ايقاد السرج قال ابو محمد المقدسي ولو ابيح اتخاذ السرج عليها لم يلعن من فعله ولان فيه تضييعا للمال من غير فائدة قال ولا يجوز اتخاذ المساجد على القبور لهذا الخبر ولان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لعن الله اليهود اتخذوا قبور انبيائهم مساجد يحذر ما صنعوا متفق عليه ولان تخصيص القبور بالصلوة عندها يشبه تعظيم الاصنام بالسجود لها والتقرب اليها وقد روينا ان ابتداء عبادة الاصنام تعظيم الاموات باتخاذ صورهم ومسحها والصلوة عندها انتهى وقد آل الامر بهؤلاء الضلال الى ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا له مناسك حتى صنف بعض غلاتهم في ذلك كتابا وسماه مناسك حج المشاهد ولا يخفى ان هذا مفارقة لدين الاسلام ودخول في دين عبدة الاصنام

اور جو باتین ان لوگون نے تراشی ہین انمین مشہار خرابیان ہین اول قبرونکی دو
تعظیم کرنی جو فتنہ مین ڈالے مثلاً ان پر بیٹہنا اور مجاور رہنا اور انپر پردے ڈالنے
اور انکی خدمت کرنی اور قبر پرست قبرونکے پاس مجاور رہنے کو کعبے کے پاس مجاور رہنی
سے زیادہ سمجہتے ہین اور انکی خدمت کو مسجدونکی خدمت سے افضل جانتے ہین اور جو اس شخص
کو انکا خبرگیران ہو اس سے اگر کسی رات قبر پر لگی ہوئی قندیل گل ہو جاوے تو انکی نزدیک
اوس شخص کی خرابی ہے دوسرے قبرونکے لئے اور اونکی خادمونکی منت ماننی تیسرے اس
باتکا معتقد ہونا کہ یہہ مصیبت کو دور کرتی ہین اور دشمنون پر فتح دیتی ہین اور مینہ برساتی
ہین اور سختیونکو ٹالتی ہین اور حاجتونکو روا کرتی ہین چوتھے اونکو مسجدین ٹہرانی اور
اونپر چراغ جلانے سے خدا کی لعنت مین داخل ہونا پانچوین قبر والونکو رنج دینا اسلئے
کہ وہ ان باتون سے ناخوش ہین اور ایذا پاتے ہین جیسے حضرت عیسی علیہ السلام
کو نصاری کے وہ اعمال جو اونکی قبر پر کرتے ہین برے معلوم ہوتے ہین اسیطرح آپ کے
سوا جتنے انبیا اور صلحا ہین وہ بھی برا جانتے ہین اور قیامت کو ان لوگون
سے بیلو تہی کرینگے اللہ تعالے فرماتا ہے ویوم یحشرھم وما یعبدون
اور جس دن جمع کرے گا ان کو اور جنکو پوجتے
من دون اللہ فیقول ءانتم اضللتم عبادی ھؤلاء ام ھم ضلوا السبیل
ہیں اللہ کے سوا پھر کہیگا کیا تم نے بہکایا میرے ان بندون کو یا وہ آپ بہکے راہ سے
قالوا سبحانک ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء
بولے تو پاک ہے ہم کو بن نہ آتا تھا کہ پکڑیں تیرے سوا کسی کو رفیق

سبحانک ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء
ام ھم ضلوا السبیل قالوا
ءانتم اضللتم عبادی ھؤلاء
من دون اللہ فیقول
تعالی ویوم یحشرھم وما یعبدون
ویوم القیامۃ یتبرؤن منھم فان

ولکن متعتہم وآباءہم حتی نسوا الذکر وکانوا قوما بورا سو مشرکونکو ارشاد ہوگا
لیکن تو نے انکو برتنے دیا اور انکے باپ دادونکو یہانتک کہ بھول گئے یاد اور یہ تھے لوگ کھپنے والے

فقد کذبوکم بما تقولون ۔ اور فرمایا اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم أأنت قلت
سو وہ تو جھٹلا چکے تمکو تمہاری بات پر جب کہیگا اللہ اے عیسی مریم کے بیٹے تو نے کہا

للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ قال سبحانک ما کان لی ان اقول
لوگونکو کہ ٹھہراؤ مجھکو اور میری ماں کو دو معبود سوای اللہ کے بولا تو پاک ہے مجھکو نہیں بنتا کہ کہوں جو مجھکو

ما لیس لی بحق اور اسیطرح بہت آیات ہین جنمین یہود اور نصاری کی مشابہت قبرون
نہین پہنچتا

کو مسجدین ٹھہرانے اور انپر چراغ جلانےمین ساتوین جو چیز خدا تعالی نے مشروع
فرمائی اسمین اسکا خلاف کرنا آٹھوین سنتونکو کہو کر بدعتونکا رائج کرنا نوین
قبرونکو فضیلت دینی مسجدونپر جو اللہ کے نزدیک عمدہ اور محبوب تر جگہہ ہین یہانتک کہ انکے
نزدیک مسجدونکی اتنی بھی عزت نہین جو قبرونکی عزت کے قریب ہی ہو دسوین یہہ کہ یہہ
امر قبرونکی آبادی اور مسجدونکی بربادی کو متضمن ہو گیا گیارہوین یہہ کہ قبرونکی زیارت
کیوقت جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی وہ صرف آخرت کی یاد اور مردہ کے
لیے دعا اور طلب مغفرت اور ترس کہانے اور سوال عافیت کرنی اسکی ساتھہ سلوک کرنا ہی
تاکہ زیارت کرنیوالا اپنی نفس کے ساتھہ بھی احسان کرے اور مردہ کے ساتھہ بھی مگر ان مشرکون
نے وہ بات برعکس کر دی اور مقصود زیارت سے میت کو خدا کا شریک کرنا اور اپنی حاجتونکو اس
سے مانگنا ٹھہرا لیا تو اپنا اور میت کے دونو کے حق مین برا کیا گو اتنا ہی سہی کہ جو چیز اللہ
نے دعا اور ترس کہانے اور طلب مغفرت سے شروع کی تہی اوسکی برکت سے محروم رہا

ولکن متعتہم وآباءہم حتی نسوا الذکر وکانوا قوما بورا قال اللہ للمشرکین فقد کذبوکم بما تقولون وقال تعالی اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم أأنت قلت للناس اتخذونی الآیۃ وغیر ذلک من الآیات ومنہا تشبیہ الیہود والنصاری فی اتخاذ المساجد والسرج علیہا ومنہا اتخاذہا للہ ومناقضتہم فیما شرعہ ومنہا ما کان الشارع یجعل البدعۃ وما تفضیلہ علی خیر البقاع واحب الی اللہ وہی المساجد فانہم لکن المساجد عندہم من الموقع ما یقرب ... عمارۃ اہلہا ... ومنہا ان الذی شرعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند زیارۃ القبور انما ہو تذکر الآخرۃ والاحسان الی المزور بالدعاء لہ والترحم علیہ والاستغفار لہ وسؤال العافیۃ لہ فیکون الزائر محسنا الی نفسہ والی المیت فقلب ہؤلاء المشرکون الامر وجعلوا المقصود بالزیارۃ الشرک بالمیت وسؤالہ حوائجہم منہ فاساؤا الی نفسہم والی المیت ولو لم یکن الا حرمانہم برکۃ ما شرعہ اللہ

اب اہل ایمان کی زیارت کو سنو جو اللہ تعالی نے مشروع کی ہے اور اوسکو
اور شرک والونکی زیارت کو جو شیطان نے اونکے واسطے مشروع کی ہے مقابلہ
کرو پھر جونسی چاہو اپنے لیے پسند کرو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میری نوبت کی رات مین پچھلی رات سے بقیع مین تشریف لیجا کر فرماتے

السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ما توعدون غدا موجلون وانا
تمپر سلام ہو اے ایماندار لوگوں کی بستی اور تمکو آچکا جو وعدہ تھا تمکو کل تک کی مہلت ہے اور ہم
ان شاء اللہ بکم للاحقون اللھم اغفر لاہل بقیع الغرقد روایت کیا اسکو
اگر خدا چاہے تو تم سے ملینگے الٰہی تو بخشدے بقیع غرقد والونکو
مسلم نے اور انہین سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس
آئے اور فرمایا کہ تمہارا رب تمکو حکم فرماتا ہے کہ تم بقیع والونمین جاکر اونکے لیے
مغفرت کی درخواست کرو حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کیسے کہون آپ نے فرمایا کہ یون کہنا السلام علے
سلام ہے
اہل الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منکم والمستاخرین
بستی والونپر ایماندارون اور مسلمانون سے اور رحم کرے اللہ تم مین سے اگلونپر اور پچھلونپر
وانا ان شاء اللہ بکم للاحقون اور بریدہؓ کی حدیث مین اونکے باپ سے یہہ
اور ہم اگر اللہ چاہے تم سے ملنے والے ہین
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابؓ کو سکھلاتے کہ جب قبرستان مین جاؤ
تو یون کہو السلام علے اہل الدیار۔ اور ایک روایت مین السلام
سلام ہے بستی والونپر
علیکم اہل الدیار سے آخر حدیث تک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تمپر ہے بستی والو

قالت قلت كيف اقول لهم يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال قولي السلام على اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منكم والمستأخرين وانا ان شاء الله بكم للاحقون

وفي حديث بريدة عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يعلمهم اذا خرجوا الى المقابر فكان قائلهم يقول في لفظ السلام عليكم اهل الديار وفي لفظ السلام على اهل الديار

قد نهى عن زيارة القبور سدا للذريعة فلما تمكن التوحيد في قلوبهم اذن في زيارتها عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر ولا تقولوا هجرا رواه احمد وكان اذنه صلى الله عليه وآله وسلم في زيارتها على ذلك الوجه المشروع ونهاهم ان يقولوا هجرا فمن زارها على غير هذا الوجه لم يكن مأذونا ومن اعظم الهجر الشرك عندها قولا وفعلا وفي صحيح

قبرونکی زیارت سی ذریعہ کے بند کرنیکے لئے منع فرما دیا تہا جب توحید انکے دلونمین جمگئی تو اوسکی اجازت دیدی چنانچہ بریدہ کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے تمکو قبرونکی زیارت سے منع کر دیا تہا اب جو چاہی وہ زیارت کرے اور فحش نکہے روایت کیا ہی اسکو احمد نے اور آپ کا اجازت دینا قبرونکی زیارت کے لئے اوسی مشروع طور پر تہا اور فحش کہنے سے منع فرما دیا پس جو شخص کہ اونکی زیارت اس طور پر نکرے اُسکو اجازت نہوگی اور سب سی بڑا فحش یہہ ہی کہ قبرونکے پاس قول اور فعل کی روسی شرک کرے اور صحیح مسلم مین حضرت ابو ہریرہ رضہ سی روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زیارت کرو قبرونکی کہ وہ موت کو یاد دلاتی ہین اور اسبابمین حضرات علی اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابو سعید سی حکم زیارت قبور کا موت کی یاد اور عبرت اور دنیا سی بے رغبتی کے لئی مروی ہی اب بتاؤ تو کہ جو چیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی اوسمین اُن امور مین سی کچہہ ہی جو شرک و بدعت والے کرتے ہین یا ان دونو مین ہر طرحسی مخالفت پائی ہو اور اکابر سلف نے توحید کو اتنا خالص کیا اور اوسکی رعایت اتنی کی کہ اگر کوئی انمین سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرتا پہر دعا مانگنا منظور ہوتا تو اپنا منہ قبلہ کیطرف کرکے

زیارتہا ۱۲

مسلم عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم زوروا القبور فانها تذكر الموت وفي الباب عن علي وابن عباس وابن مسعود وابي سعيد فالزيارة للتذكر والاعتبار والزهد في الدنيا والابتعاد عن الدنيا فانظر ما شرعه النبي صلى الله عليه وآله وسلم وما يفعله اهل الشرك والبدع تجد بينهما من التضاد ما بين الشرك والتوحيد من كل وجه ولقد جرد السلف التوحيد وحموا جانبه حتى كان احدهم اذا سلم على النبي صلى الله عليه وآله وسلم ثم اراد الدعاء استقبل

قبر اطہر کی دیوار کیطرف پشت کر لیتا پہر دعا مانگتا سلمہ بن الوردان کہتے ہین کہ
مین نے انس بن مالکؓ کو دیکہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہتے پہر اپنی پشت
دیوار کی جانب کرتے پہر دعا مانگتے اور چارون اماموں نے تصریح فرمائی ہی کہ
دعا کیوقت قبلہ رخ ہو تا کہ دعا کا مانگنا قبر کے پاس نہو اسلئے کہ دعا عبادت ہی
چنانچہ ترمذی وغیرہ مین مرفوعاً آیا ہے کہ دعا عبادت ہی اور میت کے
اعمال جب منقطع ہوگئے تو وہ دعا اور استغفار اور ترحم کا محتاج ہی اسلئے مردون
پر نماز پڑہنے مین وہ الفاظ ہین جو زندہ کے لئے مشروع نہین عوف بن مالکؓ
کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑہی تو آپکی دعا مین سے
یاد کرلی الہی اوسکو بخشدے اور رحم کر اور عافیت دے اور اوس سے درگذر کر اور
اوسکی مہمانی اچہی کر اور اوسکی جگہہ کشادہ کر اور اوسکو پانی اور برف اور
اولے سے غسل دے اور اوسکو گناہون سے ایسا صاف کر جیسا سفید کپڑے کو
میل سے صاف کر دیتا ہی اور اوسکے گہر سے بہتر اوسکو گہر بدلین دے اور اوسکی
بی بی سے بہتر بی بی عنایت کر اور اوسکو جنت مین داخل کر اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ
سے اسکو محفوظ رکہہ راوی کہتے ہین کہ مجکو یہہ تمنا ہوئی کہ کاش یہہ مردہ مین
ہوتا اسجہت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے لئے دعا مانگی روایت کیا اسکو مسلم نے

اسیطرح ہی ابو ہریرہؓ سی جسکو روایت کیا ہی احمدؒ نے اور سنن ابوداؤد مین بھی ابو ہریرہؓ
سی اسیطرح ہی اور حضرت عائشہؓ اور انسؓ کی حدیث مین ہی کہ جو مردہ کہ اوسپر ایک
جماعت مسلمانونکی نماز پڑہی اور تعداد مین سو ہون اور سب اوسکی سفارش کرین
تو انکی سفارش اوسکی باب مین پذیرا ہوگی روایت کیا اسکو مسلمؒ نے اور مسلم مین حضرت ابن
عباسؓ سی یون آیا ہی کہ کہڑی ہون اوسکے جنازہ پر چالیس آدمی کہ نہ شریک کرتے
ہون اللہ کا کسی چیز کو تو خداوند کریم انکی سفارش اسکی باب مین مقبول فرماتا ہی غرضکہ
مردہ پر نماز پڑہنی سی مقصود یہ ہے اور ظاہر ہی کہ مردہ اپنی قبر مین دعا کا سخت محتاج ہی اسلئے
کہ اوسوقت وہ بازپرس کیواسطی پیش ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تہا کہ دفن
کی بعد قبر پاس کہڑی ہوتے اور فرماتے کہ اسکی لئی ثابت رہنی کی دعا مانگو کیونکہ اوس سی ابہی سوال
ہوگا آپ دیکہو کہ شرک اور بدعت والون نے جس بات کا اونکو حکم تہا اوسکو اوس بات سی بدل ڈالا اوسلئے
حکم تہا کہ مردہ کے لئی دعا اور سفارش کرو انہون نے اوسکی عوض اوسیکو سفارشی کیا اور زیارت
جو آخرت کی یاد اور مردہ کے ساتہ سلوک کرنیکی لئی تہی اوسکو اسطرح کر لیا کہ مردہ سے سوال کرنے مین
اور اسکے سبب سے خدا کو قسم دیتی ہین اور مردونکو پکارنا اور انکی قبرونکی پاس دعا مانگنی اور انکی باعث
سفارش چاہنی کسی جائز اور عمل صالح ہوگی جسسے وہ تہین کہ پہلی تین قرن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اسکے قرن والونکو بموجب انکی فضل ہی اُس سے بہرہ ہون پہر وہ پچہلے لوگون کو سلے

کہتے ہین کچہہ اور کرتے ہین کچہہ اور ایسے افعال کرتے ہین جنکا اونکو حکم نہین ج
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور قبر والونکے باب مین کچہہ اوپر تیئیس برس
یہی رہا اور آپکے خلفا کا طریق اور تمام صحابہ اور تابعین کا یہی تہا مگر یہی وا
اتین کسی سے کوئی روایت صحیح یا حسن یا ضعیف یا منقطع بیان تو کرین کہ جب
اونکو کوئی حاجت ہوتی تہی تو وہ لوگ قبر ونبیر جا کر دعا مانگتے اور انکو ہاتہہ لگاتے
تہے اور انکے پاس نماز پڑہتے اور مردونکی طفیل سے خدا سے کچہہ مانگتے تو کیا کر
ہرپس کوئی قول ان لوگونکا بیان کرین اور ہمکو ایک ہی حرف پر مطلع کرین ہان یہ
ہوسکتا ہی کہ اونکے بعد کے لوگونکے اقوال نقل کرین اور جسقدر زمانہ بڑہتا گیا
اور وہ عہد دور ہوتا گیا یہہ بلا پہیلتی گئی ہین نے اسباب مین چند کتابین دیکہین
مگر اونمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچہہ مروی نپایا نہ آپکے خلفا اور صحابہ
سے کوئی حرف تہا بلکہ آنمین اسکے خلاف بہت تہا چنانچہ احادیث مرفوعہ ہم بیان
کرینگے اور آثار صحابہ بہی حصر سے زیادہ ہین حضرت عمر کا انکار حضرت انس کو
قبر کے پاس نماز پڑہنی سے اور یہہ فرمانا کہ قبر ہی قبر ہی بیشتر لکہہ چکے ہین اور محمد بن اسحق
نے اپنی مغازی مین خالد بن دینار سے اور اونسے ابو العالیہ سے روایت کی ہی کہ جب
ہمنے تستر کو فتح کیا تو ہرمزان کے بیت المال مین ایک تخت پایا جسپر ایک شخص

مردہ اور اوسکو سرہانے اوسکا مصحف تہا ہمنے مصحف کو اوٹہا کر حضرت عمرؓ کے
پاس بہیجا آپنے کعب احبار کو بلواکر اوسکو عربی مین لکہوایا اور سب سے پہلے اوسکو
مین نے پڑہا جیسے کہ قرآن پڑہتا ہون خالد بن دینار کہتے ہین کہ مین نے ابو العالیہ
پوچہا کہ اوسمین کیا تہا فرمایا کہ تمہاری خصلت اور کام اور گفتگو کے لہجے اور جو
آگے کو ہونا تہا وہ مذکور تہا مین نے پوچہا کہ تمنے اُس شخص کو کیا کیا فرمایا کہ ہمنے
دنکو تیرہ قبرین دور دور کہودین جب رات ہوئی تو ہمنے اوسکو دفن کرکے سب قبرونکو
برابر کردیا تاکہ لوگونکو حال معلوم نہوا در قبر نکہودین مین نے کہا کہ اُس شخص سے اُنکی کیا
غرض تہی کہا کہ جب مینہ نہ برستا تہا تو وہ تخت نکال لاکرتے تہے اور پانی برسا کرتا تہا
مین نے پوچہا کہ تمہاری دانست مین وہ کون شخص تہا کہا کہ دانیال نبی تہے مین نے کہا کہ تمہارے
نزدیک انکو مرے کتنے روز ہوگئے کہا کہ ۳۰۰ برس مین نے کہا کہ اُنمین سے کچہہ بگڑا نہ تہا کہا کہ نہین
صرف چند بال گدی کے بدل گئے تہے اسلئے کہ انبیا کی گوشت کو نہ زمین بگاڑتی ہے نہ درندے کہا دین آپ اس
قصہ مین فعل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور حضرت دانیال کی قبر کے چہپانیکو دیکہو کہ
لوگونکو بلا مین پڑنے نہ دیا لیکن اگر پچہلے لوگ اُس تخت کو پاتے تو تلوار روکے لڑتے اور خدا کے سوا اوسکی پرستش
کرتے اور اگر قبر ونکو پاتے تو اونکو بت بنا لیتے اور اونسے برکت حاصل کرتے اور نہین کچہہ بہتری ہوتی تو مہاجر وانصار مین
[illegible]

شہرونمین بہت تہین اونہون نے بہی کسیکی قبر پر فریاد نکی نہ اوسکو پکارا نہ اوسکے
طفیل اور نہ اوسکے پاس دعا مانگی نہ اوس سے سفارش چاہی اگر اونمین سے
کوئی بات بہی وہ کرتے تو روایت کیجاتی بہلا ایسی بات مین بہتری ہی کہ اس
عمدہ زمانہ کے لوگ تو محروم اور ناواقف رہی ہون اور پچہلا اوس سے بہرہ ور
اور واقف ہوگئی ہون باوجود لوگ اسکو جانتے تہے اور نہ بے رغبتی کر گئی حالانکہ اس خیر مین
لوگونکی نسبت کر حریص تر تہی تو اگر یہہ امر خلاف شرع نہوتا تو وہ ضرور کرتے کہ دعا
کی حاجت تو ہر ایک کو ہوتی ہی خصوص جسوقت کہ کوئی بہاری مصیبت آدمی پر آتی
اور صحابہؓ نے تو اس سے کم کا بہی انکار کیا ہی چنانچہ معرور بن سوید سے مروی ہے کہ
مین نے حضرت عمرؓ کے ساتہہ مکہ معظمہ کی راہ مین نماز صبح پڑہی آپنے اوسمین الم تر کیف
اور لایلاف قریش پڑہی پہر لوگونکو دیکہا کہ ادہر ادہر جاتے ہین آپنے فرمایا کہ تم
کہان جاتے ہو کسی نے کہا کہ ایک مسجد ہی کہ اوسمین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی
ہی یہہ لوگ بہی اوسمین نماز پڑہین گے آپنے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اسی جیسی بات
سے ہلاک ہوئے وہ بہی اپنے انبیا کے نشانات ڈہونڈتے اور اونکو بتخانے
اور گرجے بنا لیتے پس تم مین سے کسیکو اگر ان مسجدون مین نماز کا وقت
آجاوے تو نماز پڑہ لے اور وقت نماز نہو تو چلا جاوے اور انکا قصد نکرے

اور نیز آپ نے جس پیڑ کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے بیعت لی تھی
اوسکی کاٹ ڈالنے کا حکم فرمایا اور جب صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے عرض
کیا کہ مشرکوں کا ایک درخت ذات انواط ہے جسکے گرد وہ بیٹھتے ہیں اور اپنے ہتھیار اوس میں
لٹکاتے ہیں اور درخواست کی کہ آپ بھی ہمارے لئے کوئی درخت ایسا مقرر کردیجئے کہ جسپر
ہم اپنے ہتھیار لٹکایا کریں تو آپنے انکی بات نمانی اور فرمایا کہ تمہارا یہہ سوال ایسا ہے
جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ ہمارا کوئی معبود کردو جیسے مشرکوں
کے ٹھاکر ہیں اور حضرت موسیٰ نے جوابدیا تھا کہ تم جاہل لوگ ہو آخر قصہ تک تم اپنے
پیشتر کے لوگوں کی چال چلتے ہو پس جس صورتمیں کہ اوس درخت کا مقرر ہونا ہتھیار
لٹکانے اور گرد بیٹھنے کی لئے ایسا ہوا جیسا خدا تعالی کے ساتھ اور معبود کا ٹھہرانا ہے باوجود
وہ لوگ اُس درخت کی پرستش نکرتے تھے اور نہ اوس سے سوال کرتے تھے تو پھر قبر کے گرد بیٹھنے اور
اوسکو وسیلہ سے اور اوسکے دعا مانگنے کو کیا سمجھنا چاہئے بعض مالکیوں نے اپنی کسی کتاب میں
کہا ہے کہ خدا تمپر رحم کرے دیکھو جہان کہیں تمکو ایسا درخت ملے کہ لوگ اوسکی پاس جاتے ہوں اور اسکی تعظیم
کرتے ہوں اور اُس سے توقع سلوک کرنے اور شفا کی رکھتے ہوں اور اوسمیں میخین اور کپڑے گاڑتے باندھتے ہوں تو
ذات انواط ہے اوسکو کاٹ ڈالو اور جو شخص کہ اسرار شریعت سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ اکابر سلف اور ان
پہلوں میں فرق ہوئے بیچ کا ہے شعر وہ گئی شرق کی سمت اور میں مغرب کو نہ فرق دونوں میں بہت بڑی پیدا

وامر عمر بقطع الشجرة التي بايع تحتها اصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم وانكر النبي صلى الله عليه وآله وسلم على الصحابة لما قالوا له اجعل لنا ذات انواط كما للمشركين ذات انواط يعلقون عليها اسلحتهم وينوطون بها ... ان يجعل لهم شجرة يعلقون بها اسلحتهم فقال صلى الله عليه وآله وسلم هذا كما قالت بنو اسرائيل لموسى اجعل لنا الها كما لهم آلهة فقال انكم قوم تجهلون لتركبن سنن من كان قبلكم فاذا كان اتخاذ الشجرة لتعليق الاسلحة والعكوف حولها اتخاذ اله مع الله مع انهم لا يعبدونها ولا يسألونها فما الظن بالعكوف حول القبر والدعاء به ... وقال بعض المالكية ... فانظروا رحمكم الله اينما وجدتم سدرة او شجرة يقصدها الناس ويعظمونها ويرجون البرء والشفاء منها ويضربون بها المسامير والخرق فهي ذات انواط فاقطعوها ومن له خبرة بما بعث الله به رسوله ... علم ان بين السلف وبين الخلف بعد ما بين المشرق والمغرب ... سارت مشرقة وسرت مغربا شتان بين مشرق ومغرب

بلکہ جو کچھ تمنے ذکر کیا ہی بخدا بات اوس سے بھی بڑھکر ہی اور بخاری نے ام درداؓ سے
روایت کیا ہی کہ ابودرداؓ میرے پاس غضبناک آئے مینے پوچھا کہ تمکو کیا ہوا ہے اونہون
فرمایا کہ مین لوگون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی کوئی بات نہین دیکھتا بجز اسکی
کہ نماز اکھٹی پڑہتے ہین اور امام مالکؒ نے موطا مین اپنے چچا ابی سہیل بن مالک سے اور اونہون
نے اپنے باپ سے روایت کی ہی کہ جس چیز پر مینے صحابہؓ کو دیکھا ہی اوسمین سے اب کچھ نہین
دیکھتا بجز اذان دینے کی اور زہری کہتے ہین کہ مین حضرت انسؓ کی خدمت مین دمشق مین گیا
وہ رو رہے تھے مینے کہا کہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین جو چیزین دیکھی ہین انمین صرف نماز
ہی دیکھتا ہون اور وہ بھی ضائع کردیگئی روایت کیا ہی اسکو بخاری نے اور دوسرے لفظون
مین یون ہی کہ جو کچھ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین جانا تھا اوسکو آج نہین پاتا
اور حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابودرداؓ سے پوچھا کہ خدا آپ پر رحم کرے
اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم مین موجود ہوتے تو بھلا جن امور پر ہم ہین انمین سے کسی
کسیکا انکار کرتے حضرت ابودرداؓ نہایت خفا ہوئے اور فرمایا کہ جسپر تم ہو اونمین سے
بھلا آپ کسیکو پہچانتے بھی کہ نہین اور مبارک بن فضالہ کہتے ہین کہ حضرت حسنؒ نے جمعہ
کی نماز پڑہی اور بیٹھکر رونے لگے مینے پوچھا کہ ای ابوسعید رونے کی وجہ کیا ہی فرمایا کہ مجھکو
تمہارے اوپر ملامت کرتے ہو الا انکہ اگر کوئی شخص مہاجرین مین سے تمہاری مسجد کے دروازہ پر چلا آوے تو

تو جتنی باتین کہ عہد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تہین انمین سی کچہہ نہ پہچانے بہلا
سوای اس اپنی قبلہ کے اور بہی کوئی پہلی سی بات ہی جسپر تم ہوا اور یہہ ہی فتنہ عظیم
ہی جیکے باب مین حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ نے فرمایا ہی کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر
محیط ہوا ایسا فتنہ کہ بڑا اوسمین بوڑہا ہوجاوی اور چہوٹا بڑا ہوجاوی اور لوگونمین ایسا مطرح
رائج ہو کہ اوسکو سنت ٹہرالین اسصورتمین ہم مرجائین پیشتر اسکی کہ سنت مفقود ہو
اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل جب خلاف سنت رائج ہو تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین
اور نہ اوسکی طرف کچہہ التفات چاہیے اسلئی کہ خلاف سنت پر عمل حضرت ابو دردا اور
کیوقت سی جاری ہوا ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور عبد اللہ بن احمد جعفری کہتی ہین کہ عبد اللہ بن
امام حسن ربیعہ کی پاس بہت بیٹہا کرتا ایک روز سنتونکا چرچا ہوا مجلس مین سے ایک شخص نے
کہا کہ اسپر عمل نہین یا عبد اللہ نے فرمایا کہ بتاؤ تو اگر جاہل بہت ہوجائین یہانتک کہ وہی حاکم بہی
ہون تو وہ سنت پر غالب ہونگی ربیعہ نے فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہہ قول فرزند انبیاء کا ہی
فصل اور شیطانکی بڑی مکر وہ نسی یہہ ہی کہ لوگونکی واسطی بت وہانسی مقرر کئی جو اس قول اللہ تعالیٰ
کی پائی جاتی ہین اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ
یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندہ ہی کام مین شیطان کے ۱۲
پس انصاب وہ ہین جو خدا تعالیٰ کی سوا عبادت کرنیکی لئی قائم کئی جاوین خواہ وہ پتہر
ہون یا درخت یا بت یا عمارت اور یہہ لفظ جمع نصب کی ہی جیسی کتاب جمع طنب کی ہی حضرات مجاہد و قتادہ

اور ابن جریج فرماتے ہین کہ خانہ کعبہ کے گرد چند پتھر تھے کہ مشرک اونپر ذبح کیا کرتے
اور گوشت کو دہوپ پہ یا کرتے اور اُنکی تعظیم اور پرستش کیا کرتے اور یہہ پتھر بت نہ تھے
بت تو وہ ہوتا ہے جسپر صورت اور نقش ہو۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ انصاب
وہ بت ہین جنکی پرستش خدا تعالی کے سوا کرتے تھے اور زجاج کہتے ہین کہ وہ اُنکی پتھر تھے
جنکی عبادت کیا کرتے تھے اور وہی بت تھے اور فرائی کہتا ہے کہ وہ اونکے معبود تھے پتھر وغیرہ
وغیرہ سے جنکی پرستش کرتے تھے اور اصل مین نصب کے معنی وہ چیز قائم ہے کہ جو اسکو دیکھے
اوسکی طرف قصد کرے اور یہی مراد ہے اس قول مین اللہ تعالی کے یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ
جسدن نکل پڑینگے قبرون سے
سِرَاعًا کَاَنَّهُمْ اِلٰی نُصُبٍ یُّوْفِضُوْنَ حضرت ابن عباسؓ نصب کے معنی حد اور علامت کی
دوڑتے ہوے گویا کہ انکی طرف دوڑے جاتے ہوں
فرماتے ہین جسکی طرف وہ دوڑتے ہین اور یہی ہے قول اکثر مفسرین کا اور حضرت حسنؒ فرماتے
ہین کہ مراد اپنی انصاب کیطرف دوڑنے سے ہے کہ اسکو کون اول بوسہ دے اور ازلام کے
معنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ وہ پانسے تھے جنسے مشرک امور کی تقسیم آپسمین کیا کرتے
تھے اور سعید بن جبیرؒ کہتے ہین کہ اُنکے پاس کنکرین تھین کہ جب کوئی شخص کہین بہی لڑنا چاہتا یا بیاہ
چاہتا تہا تو اُن ہی سے اپنا مطلب معلوم کیا کرتا تہا اور یہہ بہی فرماتے ہین کہ وہ دو پانسے تھے جنسے
مشرک اپنی کاموں مین تقسیم چاہتے تھے ایک پر لکھا ہوا تہا کہ مجھکو میرے ربنے حکم کیا اور دوسرے
پر لکھا تہا کہ مجھکو منع فرمایا جب کسی کام کو چاہتے تو وہ پانسے پہینکتے پس اگر پہلا پانسا

حکم کا نکلتا تو اوس کام کو کرتے اور دوسرا جسپر منع لکھا تھا نکلتا تو اوسکو چھوڑ دیتے
ابو اسحق وغیرہ فرماتے ہین کہ پانسے اُلکر بانٹنا حرام ہی اور اوسکی قائل ہوتے ہین اور
نجومی کے قولین کچھہ فرق نہین جو کہتا ہے کہ فلان ستارہ کی باعث تو باہر مت جا اور فلان
طلوع پر باہر نکل کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ
اور کوئی جی نہین جانتا کیا کریگا کل اور کوئی جی نہین جانتا
بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ اور نجوم کا قائل ہونا اللہ عزوجل کے علم مین داخل ہوتا ہی جو کوئی
کسی زمین مین مریگا
سے مدد پر وہی اسایٔ حرام ہے جیسے پانسے جنکا خدا تعالی نے ذکر فرمایا ہی اور جو کچھہ
شیطان نے مشرکون کیواسطی مقرر کیا ہی خواہ درخت ہو یا قبہ یا بت یا قبر یا لکڑی وغیرہ
وہ سب انصاب مین سے ہین اُنکا گاڑ دینا اور نشان مٹا دینا واجب ہے جیسے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضہ کو اونچی قبرون کے ڈہانے اور زمین سی برابر کرنیکا حکم
فرمایا تھا چنانچہ حدیث ابی الہیاج اسدی کی اسباب مین پہلی گذری اور جسطرح
کہ صحابہ رضہ نے حضرت عمر رضہ کے حکم سی حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر کو مخفی اور لوگون سے
پوشیدہ کر دیا اور جب آپکو خبر پہونچی کہ جس درخت کے نیچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے اصحاب سی بیعت لی تھی وہان لوگ پاپ ہے جاتے ہین تو آپنے لوگونکو اسکے کاٹنے کیلئے
بہیجا اسکو ابن وضاح نے اپنی کتاب مین روایت کیا ہی کہ مین نے عیسے بن یونس سی سنا ہی کہتے تھے
کہ حضرت عمر رضہ نے اُس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا جسکے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی لوگون نے بیعت کی تھی

آپ نے اوسکو اسلئے کٹوایا کہ لوگ اوسکے نیچے جاکر نماز پڑہتے تہے اسوجہ سے
آپکو خوف فتنہ کا ہوا عیسے بن یونس نے کہا ہے کہ یہہ مضمون ابن عون کی حدیث
سے جو نافع سے مروی ہے ہمکو پونہچا ہے۔ غرضکہ جب حضرت عمر کا فعل اوس درخت
کے ساتہہ یہہ ہو جسکا ذکر قرآن مجید مین خدا تعالی نے فرمایا ہے اور اوسکے نیچے صحابہؓ
نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہے تو اوسکے سوا اور چیزون مین آپکا کیا حکم
ہوگا مثلاً ان ہتونکی بابمین جنسے بڑا فتنہ اور گہری مصیبت پڑرہی ہے کہ قبرون پر مسجدین
آباد ہین یہہ تو مسجد ضرار کی نسبت کہ بہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈہا دیا تہا
زیادہ تر سزاوار ڈہانے کے ہین اور فتنہ اور خرابی مین بہت بڑہی ہین اور اسیطرح
جو قبے کہ قبرون پر مین انکا ڈہانا واجب ہے کیونکہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
نافرمانی پر بنائی گئی ہین چنانچہ آپکا منع فرمانا قبرون پر عمارت کے بنانے سے پہلے
گذرچکا تو جو عمارت کہ آپکی نافرمانی اور مخالفت پر بنی ہو اوسکی کچہہ عزت نہین اوسکا
ڈہادینا اوس عمارت کو ڈہانیسے اولی ہے جو غاصب نے دوسرے کی زمین چہین کر اوسپر
بنائی ہو اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونچی قبرون کے ڈہانیکا حکم فرمایا تہا تو
جو قبے اور مسجدین قبر پر بنائی گئی ہون اونکا ڈہانا اولی ہے اسلئے کہ قبرون پر مسجدین بنانے
والون پر تو آپنے لعنت فرمائی ہے اسیطرح ہر قندیل یا چراغ کا قبر پر سے دور کرنا تو

اسلیئے کہ اوسکا مرتکب بہی آپکی زبان مبارک سی ملعون ہے حافظ ابو محمد عبد الرحمن عرف ابن
شامہ نے کتاب الحوادث والبدع مین لکہا ہی اور اس قسم سی وہ ہے جس سی مبتلا ہونا پہیل گیا ہی
یعنی شیطان نے عوام کو یہہ اچہا بتایا کہ خاص جگہونمین دیوارین اور ستون بنا دین اور چراغ
جلا دین بانیوجہ کہ کسی نے اونسی کہدیا کہ مین نے خوابمین وہان ایک نیکبخت کو دیکہا ہی تو وہ اِس سی
باتونکی تو نگاہداشت کرتے ہین حالانکہ خدا تعالی کے فرائض اور سنتونکو تلف کرتے ہین اور
سمجہتے ہین کہ اِس سی ہمکو تقرب ہوتا ہی پہر اسمین اتنی زیادتی کرتے ہین کہ اُن جگہونکی عظمت
اونکی دلونمین بڑہجاتی ہی اسلیئے اونکو بڑا جانتے ہین اور بیمارونکی شفا اور اپنی حاجتونکا پورا
ہونا انکی منتون سے توقع رکہتی ہین پہر ابو محمد نے چند جگہہ دمشق مین گنوا دین پہر اوسکے بعد بتلایا کہ
پہر ابو واقد کی حدیث کا ذکر کیا کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتہہ ایک بیری کے درخت
کے پاس جسکو ذات انواط کہتے تہے گذرے آخر حدیث تک پہر ذکر کیا ہے وہ حال جو افریقیہ کے
شہرونمین کسی عالم نے کیا تہا یعنی اُنکی برابر ایک چشمہ تہا جسکا نام چشمہ عافیت تہا لوگ
اُسمین مبتلا تہی کہ اطراف سی اوسکے لیئے آتی تہی جس کسیکا نکاح یا لڑکا نہوتا تہا کہتا تہا کہ چلو عافیت
والی کیطرف پس عالم نے صبح کو نکلکر اوسکو ڈہا دیا اور صبح کی اذان اوسپر کہی پہر دعا مانگی
کہ الہی اسکو مین نے تیری ہی لیئے ڈہا دیا ہی اِسکا سر مت اوٹہائیو چنانچہ ابتک اوسکا سر نہین اُٹہا اور
دمشق مین ایسے انصاب بہت سے تہے اللہ نے اونکا توڑنا شیخ الاسلام کے ہاتہوں سے آسان کردیا

اور سلف نے تو مقام ابراہیم کے پتہر کو ہاتھہ لگانیکا انکار کیا ہی جسکے مصلے بنانیکا حکم خدا نے دیا ہی چنانچہ ازرقی نے قتادہ سے ذکر کیا ہی کہ انہون نے فرمایا کہ صرف مسلمانونکو یہہ حکم تھا کہ اوسکے پاس نماز پڑہین اوسکو چہونیکا حکم نہ تہا اور اس پتہر پر حضرت ابراہیمؑ کے پانو اور انگلیونکا نشان تہا اہل امت کے ہمیشہ چہوتے رہنے سے وہ نشان برابر ہوگیا اور بڑا مکر شیطانکا یہہ ہی کہ اہل شرک کے لئے ایسے کسی بزرگ کی قبر کو جسکی لوگ تعظیم کیا کرتے ہون قائم کر دیتا ہی پہر اوسکو بت ٹہرا دیتا ہی پہر اپنے دوستون سے کہدیتا ہی کہ جو شخص اس قبر کی تعظیم اور عبادت اور اوسکو عید ٹہرانے اور بت بنانیسے منع کرے تو وہ اوسکو گہٹاتا ہی اور ہتک کرتا ہی اسیوجہ سے جاہل آدمی اوسکو ستانے اور کافر کہنے مین سعی کرتے ہین اور اونکے نزدیک اوسکی خطا یہ ہی کہ جس چیز کا خدا تعالیٰ نے حکم کیا اوسکا اوسنے امر کیا اور جس چیز سے اللہ اور اوسکے رسولؐ نے منع کیا اوس سے اوسنے منع کیا یعنی قبر کو بت اور عید مت ٹہراؤ اور اوسپر چراغ نہ جلاؤ نہ مسجدین اور قبے بناؤ نہ استرکاری کرو نہ اونچی کرو جو موجا پٹو نہ مردہ کو پکارو نہ اوسکے وسیلہ سے دعا مانگو نہ اوسکی طرف سفر کرو نہ دریا دخا ہو اور یہہ وہ باتین ہین کہ دین اسلام مین یقینا معلوم ہین کہ جس چیز کے ساتھہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہیجا ہی اوسکی مخالف ہین یعنی خالص کرنا خدا کی وحدانیت کا اور بجز اوسکے اور کسیکی عبادت نکرنی تو جب وہ حدا ان امور سے منع کرتا ہی تو مشرک غصہ کرتے ہین اور اونکے دل اوٹہتے ہین اور کہتے ہین کہ اسنے

اونچے رتبہ والونکو گہٹا دیا اور کہتا ہے کہ انکی کچھ حرمت و قدر نہیں اور بہت سی تہمتین اسکے ذمہ دہر دیتے ہین **فصل** اب جس شخص پر کہ اللہ تعالی کی راہ راست کی اتباع کا انعام ہی اسکو گمان نکرنا چاہیے کہ قبرونکو بت اور عید بنانے سی منع کرنا اور انپر مسجدین بنانی اور چراغ جلانے اور اونکی طرف سفر کرنے اور انکی لئے منت ماننے اور اونکی چومنے چاٹنے اور اونکی مٹی سی پیشانی خاک آلود کرنے سے روکنا قبر والون سی آنکھ بند کرنی یا اونکو گہٹانا ہی جیسا کہ شرک و گمراہی والے سمجھتے ہین بلکہ یہ سمجھو کہ یہہ امر اونکی عین تعظیم اور اکرام ہی اور جس چیز کو ناپسند کرتے ہین اوس سی اجتناب ہی تو واقع مین اونکے ولی اور دوست اور اونکی چال چلن کے مددگار اور اونکی طریق پر چلنے والے تہمین ہین اور یہہ مشرک سب سی زیادہ اونکی نافرمان اور انکی طریق اور پیروی سی نہایت دور ہین جیسے نصاری حضرت عیسی کے ساتہہ اور یہودی حضرت موسی اور رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہین اور اہل حق باطل والونکی نسبت کر اہل حق کے زیادہ دوست ہین اسلئے ایمان والے مرد اور عورت ایکدوسرے کے دوست ہین اور منافق مرد اور عورتین ایکدوسرے سے ہین اور دل جب بدعتونمین مشغول ہوجاتے ہین تو سنتون سے روگردان ہوتے ہین اور قبر پر بیٹھنے والونمین سی اکثر شخص قبر والے کے طریق سے علحدہ ہوتے ہین اور جس چیز کا اوسنے حکم کیا اور اوسکی طرف بلایا ہے اس سے انکی قبر کے باعث منحرف رہتے ہین حالانکہ انبیا و صالحین کی تعظیم و محبت منحصر اسمیں ہی کہ جو علم نفع و عمل نیک کہ انہون نے فرمایا ہو

والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض

والمنافقون والمنافقات بعضهم من بعض

اوسکی پیروی کرین یہہ کہ اونکی قبرون پر بیٹھکر اونکو بت بنالین اور جو شخص اونکی اقوال کا
تابع ہوگا وہ اونکی ثواب کی زیادہ ہونیکا باعث ہوگا اسلئے کہ اونکا اتباع کیا اور
لوگونکو اونکے اتباع کیطرف بلایا اور اگر اونکی اقوال سے منہ موڑیگا اور اوسکی ضد مین
مشغول ہوگا تو اپنی آپکو اور اونکو دونوکو ثواب سے محروم کریگا اسمین انکی کو تشی بڑائی
ہے اور اکثر آدمی طرح طرح کی نئی خرابیون مین مشغول ہین جنکو اللہ تعالی اور اوسکا رسول
برا جانتے ہین اسلئے کہ وہ کل امر شرع یا بعض سے منحرف ہین اگرچہ اوس امر کی صورت
ظاہری کو قائم رکہا ہے مگر اوسکی حقیقت مقصود کو چہوڑ دیا ہے ورنہ جو شخص نماز پنجگانہ پر دل
سے متوجہ ہوا اور جو کچہہ اوسمین کلمات طیبہ اور اعمال نیک ہین اونکو جانتا ہوا اور اونکا اہتمام
کرے تو یہہ بات اوسکو شرک سے بری کردیگی اور جو شخص نماز و نمین کل مین یا بعض
مین قصور کرے تو اوسمین شرک قصور ہی کی مقدار پر پاوگے اور جو شخص اللہ تعالی کے
کلام کو گوش دل سے سنکر اوسکو سمجہہ بوجہیگا تو یہہ امر اوسکو سماع شیطانی کے سننے سے کافی
ہوگا جو اللہ تعالی کی یاد اور نماز سے روکتا ہے اور دلمین نفاق اگاتا ہے اور اسیطرح
جس شخص نے کلام الہی اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہہ تن کان دہرا اور
اوسکی نفس نے قران ہی سے ہدایت اور علم پانیکے لیے کوشش کی نہ اوسکی غیر سے تو اوسکو
سب بدعتون اور رایون اور تمام نفس کے وسوسون اور خیالات سے بے پرواکردیا

اور جو شخص اسبات سے دور رہا تو ضرور ہے کہ اسکی عوض مین ایسی چیز لی ہو جو اوسکی کام آوے
اور جو شخص اپنا دل اللہ کی محبت اور اوسکی یاد اور خوف اور اوسپر توکل کرنے اور اسکی
طرف رجوع کرنے سے آباد رکھیگا اوسکو ہمارا کی حاجت نرہیگی کہ دوسرے کے ساتھ محبت اور خوف
اور توکل پیدا کرے اور صور تونکی عشق کی بھی اوسکو حاجت نرہیگی اور جب محبت الٰہی سے خالی ہوگا
وہ اپنی خواہش نفس کا بندہ ہو جاویگا یعنی خواہش کو اچھا جانیگا اور خواہش اوسکی مالک اور معبود
ہو جاویگی اور جو شخص توحید سے روگردان ہے وہ مشرک ہو جاتا ہے یا نہیں اور سنت سے روگردان بھوا
بدعتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اوسکی ذکر سے روگردان ہو تو نکا پوجنے والا ہے یا نہ مانے
اب اگر کوئی کہے کہ قبر پرست قبر و نمین کیون مبتلا ہوئے ہیں تو وہ نتیجے ہین کہ قبر و نمین رہنے والے
مردے ہین کسی نفع اور ضرر پر قدرت نہین رکھتے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اسکی کئی وجہین ہین اول تو
یہ کہ جس غرض سے خدا نے اپنے رسول کو اور تمام انبیا کو بھیجا ہے یعنی توحید کی ثبوت اور شرک کی دور کرنیکو
یہ لوگ اس سے جاہل ہین اور چونکہ انکو اسکا بہرہ کم تھا اور شیطان نے فتنہ کیطرف انکو بلایا اور
انکے پاس اتنا علم تھا جس سے اوسکی بلانیکو بیکار کر دیتے اسلیئے اپنی جہالت کی مقدار پر اسکا کہنا
مانا اور جسقدر علم تھا اسقدر بچے دوم یہ کہ بہت سی حدیثین مخلت جھوٹی ہین جنکو قبر پرستون
نے بنالیا ہے مثلاً یہ قول (جب تمکو کام ماجز کرین تو چاہیے کہ قبر والونکی پاس جاؤ) اور یہ
(اگر تم مین سے کوئی کسی پتہر پر حسن ظن کریگا تو وہ بھی نفع دیگا) اسیطرح کی اور جھوٹی باتین

دین اسلام کے مخالف ہین جنکو مشرکون نے گڑہا ہی اور پہر اُن جیسے جاہلون اور گمراہون مین رفتہ رفتہ اگئی ہین حالانکہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلیئے بہیجا کہ جو شخص تہر دل سے حسن ظن رکہتا ہو اوس سے لڑین اور آپکی امت کو قبور مین مبتلا ہونے سے ہر ایک طور سے علیحدہ فرمایا چنانچہ پہلے مذکور ہوا تیسری یہہ کہ چند حکایتین اونکے سامنے بیان کی گئین کہ فلانے شخص نے کسی سختی مین فلان قبر سے فریاد چاہی تہی وہ اوس بلا سے چہوٹ گیا اور دوسرے نے اوسکو پکارا خواہ اوسکو وسیلہ سے دعا کی تو اوسکی حاجت پوری ہوئی اور قبر کے مجاورون اور گور پرستونکو اس قسم کی حکایتین بہت یاد ہین اور وہ لوگ خلق خدا مین سے زندون اور مردون کے باب مین بڑے جہوٹے ہین اور نفس اپنی حاجتین روا ہونے کے حریص ہین جہان سُنا کہ فلان بزرگ کی قبر تریاک مجرب ہی جب ہی شیطان بلانے مین نرمی برتتا ہی اور اول یہہ کہتا ہی کہ تو اوسکے پاس دعا مانگ پس بندہ اوسکے پاس سوز وگداز اور ذلت ونیاز سے دعا مانگتا ہی اللہ تعالیٰ اوسکی دعا اس حضور دل کے باعث قبول کرلیتا ہی نہ قبر کے باعث مگر وہ جاہل یہی جانتا ہی کہ قبر مین اثر ہی حالانکہ خدا تعالیٰ تو مضطر کی دعا قبول کرتا ہی گو کافر ہی ہو چنانچہ فرماتا ہے كُلًّا نُّمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا اور حضرت ابراہیم خلیل ع نے دعا مانگی رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا

ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہین انکو اور انکو تیرے رب کی بخشش مین سے اور تیرے رب کی بخشش کسی نے نہین گہیری اے رب کر اس شہر کو امن کا

وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ

وَاَرْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قوله تعالیٰ سے ارشاد
فرمایا وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ غرض کہ یہ بات
نہین کہ خدا تعالیٰ جسکی دعا قبول کرے اوسکے نزدیک اوسکا حال اچھا ہی ہو اور اکثر
آدمی ایسی دعا کرتے ہین جسمین حد سے بڑہتے ہین یا شرک کرتے ہین یا ناجائز چیز کی درخواست
کرتے ہین اور اونکی کل مراد یا کسیقدر ملجاتی ہی تو اوسکو یہ گمان ہوتا ہی کہ میرا عمل اچھا
اور مقبول اور خدا کی مرضی کے موافق ہی اور وہ ایسا ہی ہی جیسا کسیکو مہلت اور مال
واولاد کی مدد دیجاوے اور وہ یہ گمان کرے کہ خدا تعالیٰ اوس سے جلد جلد سلوک کرتا ہی حالانکہ
وہ یون فرماتا ہی فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ اور دعا کبھی عبادت
ہوتی ہی کہ اوسپر آدمی کو ثواب ہوتا ہی اور کبھی سوال ہوتی ہی کہ اوس سے حاجت پوری
ہوجاتی ہی مگر دعا والے پر ضرر ہوتا ہی یا تو جو اوسکو ملا اوسکے باعث عذاب ہو یا اوسکے
سبب اوسکا درجہ کم ہوجاوے اسصورت مین اللہ تعالیٰ اوسکی حاجت پوری کردیتا ہی اور
اوسکو عذاب دیتا ہی اسوجہ سے کہ اوسنے اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کئے اور اوسکی حد سے
تجاوز کیا پھر جب تیری کسی دعا مانگنا اشیا کی مرضی کے موافق اوسکو اچھا معلوم ہونے لگتا ہی اور اوسکو اکثر گھر اور
مسجد مین دعا مانگنی کی نسبت زیادہ سمجھتا ہی تو اوسکو یاد دعا مانگنی سے کہ یہ بدعت ہی اور اوسکو دیکھکر
دعا مانگنا اور اسی قسم کی اور چیزین ... اور صحابہ کی نسبت کرتا ہی جو اسلئے کہ ان کی شان سے بہتر کری

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ

کہ اوسکو قسم دیجاوے یا اوسکی مخلوق مین سے کسیکے وسیلہ سے سوال کیا جاوے اور ائمۂ اسلام نے اسکا انکار کیا ہے ابو الحسن قدوری شرح کتاب کرخی مین کہتے ہین کہ بشر بن ولید نے کہا کہ مین نے امام ابو یوسف سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ امام اعظمؒ نے فرمایا ہے کہ کسیکو نچاہیے کہ سواے اللہ کے کسیکے ذریعہ سے بجز اوسکی ذات کے دعا مانگے اور مین برا جانتا ہون کہ یون کہے تجھسے تیرے عرش کی عزتگاہ کے وسیلے مانگتا ہون یا وہ یہ کہے کہ تجھسے سوال کرتا ہون بحق فلان اور بحق تیرے انبیا و رسولونکے اور بحق خانہ کعبہ کے ابو الحسن کہتے ہین کہ غیر اللہ کے ذریعہ سے سوال کرنا تو برا اسوجہ سے ہے کہ غیر اللہ کا کچھ حق اللہ پر نہین بلکہ حق اللہ تعالی ہی کا ہے خلق پر رہا یہ کہنا کہ تیرے عرش کی عزت گاہ کے وسیلہ سے تو اسکو امام اعظمؒ نے مکروہ جانا اور امام ابو یوسف نے اس بابمین اجازت دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کلمہ سے دعا مانگی ہے اور ایک وجہ یہ فرمائی ہے کہ عزتگاہ سے مراد وہ قدرت ہے جس سے اللہ نے عرش کو باوجود اسکی عظمت کے پیدا کیا ہے تو گویا اللہ سے اوسکی اوصاف کے ذریعہ سے سوال کیا اور ابن بلدجی نے شرح مختار مین کہا ہے کہ اللہ سے مگر اوسیکے ذریعہ سوال کرنا مکروہ ہے اور یہ نکہے کہ مین تجھسے تیرے فرشتون یا تیرے انبیا کے طفیل سے سوال کرتا ہون اسلیے کہ مخلوق کا حق اپنے خالق پر نہین یا اپنی دعا مین یہ کہے کہ تیرے عرش کی عزتگاہ کے ذریعہ سے سوال کرتا ہون امام ابو یوسف سے اسکا جواز منقول ہے اور جب مسئلہ مین امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کہتے ہین کہ یہ مکروہ ہے تو امام محمد کے نزدیک یہ حرام ہے اور شیخین کے نزدیک حرام کے قریب ہے اور جانب حرمت

اوسپر غالب ہی اور اسیطرح ہی ابن عبد السلام کے فتاوی مین اور توقف کیا ہی اوسے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابمین اسجہت سی کہ اوسکی عندیہ مین یہہ مضمون حدیث مین
آچکا ہی حالانکہ صحت اوس حدیث کی اوسکو معلوم نہین ہوئی غرضکہ شیطان جب آدمی
کے عندیہ مین یہہ بات جما چکتا ہی کہ اوس مردہ کی قسم دینی اللہ تعالی کو اور دعا مانگنی
اوسکی تعظیم اور حرمت مین کامل تر ہی اور اپنی حاجت برارین نہایت مفید تر اب
ایک اور درجہ پر اوس سی بڑھکر پونہچاتا ہی یعنی خدا تعالی کے سوا خود اوسکو پکارنا
پہر اس سی بھی زیادہ پر یعنی اوسکو بت بنا لینا کہ اوسکی پاس بیٹہی اور اوسپر قندیل
جلا وی اور پردی لٹکا وی اور مسجد بنا دی اور اوسکی عبادت سجدہ کرنے اور گرد
گہومنی اور چومنی چاٹنی اور اوسکا حج کرنے اور اوسکی پاس ذبح کرنیسے بجا لاوے
پہر اسطرف متوجہ کرتا ہی کہ لوگونکو اوسکی عبادت کیواسطی بلاوی اور اوسکو عید اور
عبادت گاہ اونکی لئی ٹہہراوی اور یہہ امر اونکی لئی دین و دنیا مین نافع تر بتادی ہمارے
شیخ فرماتے ہین کہ قبرون کے پاس کی بدعت کی باتین چند مرتبے رکہتی ہین اول مرتبہ جو
شریعت سی بہت دور ہی یہہ ہی کہ آدمی میت سی اپنی حاجت چاہی اور حاجت مین اوس سے
فریاد کری جیسا اکثر لوگ کرتے ہین اور یہہ لوگ بت پرستونکی جنس سے ہین اور اسی
جہت سی شیطان اونکی لئی کبہی میت کی صورت اور غائب کی شکل مین بنجاتا ہے

بیسا بت پرستو نکے لئے صورت پکڑ جاتا ہی اور یہہ بات مشرکون اور اہل کتاب کے
کافرونکو ہوجایا کرتی ہی کہ اونمین سے کوئی ایسے شخص سے دعا مانگتا ہی جسکو بڑا
جانتا ہی پس انکی نظرونمین شیطان کبہی صورت پکڑجاتا ہی اور کبہی بعض غائب باتین
اونسے کہدیتا ہی اور اسی مرتبہ مین ہی قبر کو سجدہ کرنا اور اوسکو ہاتھہ لگانا اور بوسہ دینا
دوسرا مرتبہ یہہ ہی کہ خدا تعالی سے میت کے طفیل سے دعا مانگے اور یہہ امر پچہلے لوگ اکثر کرتے
ہین اور یہہ بدعت ہی مسلمانون کے اتفاق سے تیسرا مرتبہ یہہ ہی کہ خود میت کو پکارے
چوتھا مرتبہ یہہ ہی کہ گمان کرے کہ اوسکی قبر کے پاس دعا مقبول ہوتی ہی اور مسجد مین دعا
مانگنے کی نسبت کہ افضل ہی اس خیال سے اپنی مرادونکی طلب مین اوسکی زیارت اور
اوسکے پاس نماز پڑہنے کا قصد کرے اور یہہ بہی مسلمانونکے اتفاق سے ایک بڑی بدعت
ہی اور حرام ہی مجھکو معلوم نہین کہ دین کے اماموں مین اسمین کچھہ خلاف ہو اگرچہ پچہلے لوگ
اکثر یہہ امر کرتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ فلان بزرگ کی قبر تریاک مجرب ہی اور یہہ جو
حکایت کرتے ہین کہ امام شافعیؒ دعا کیواسطے امام اعظم کی قبر کے پاس جایا کرتے تھے سو یہہ
جہوٹ ہی **فصل** موحدون اور مشرکون کی زیارت مین فرق کے ذکر مین موحدونکو قبرون
کی زیارت سے تین باتین مقصود ہین اول آخرت کا یاد کرنا دوسرے میت
کے ساتھہ سلوک کرنا اور زیارت کو بہت دن نگذرنے پاوین اسطرح کہ آدمی میت کو چہوڑکر

لبعض الكفار من المشركين وأهل
الكتاب يدعو أحدهم من
يعظمه فيتمثل لهم الشيطان
أحيانا وقد يخاطبهم ببعض
الامور الغائبة وكذلك
السجود للقبر والتمسح به
وتقبيله المرتبة الثانية ان يسأل
الله بجاهه وهذا يفعله كثير من المتأخرين وهو
بدعة باتفاق المسلمين الثالثة ان يسأله
نفسه الرابعة ان يظن ان الدعاء عند
قبره مستجاب او انه افضل من الدعاء في المسجد
فيقصد زيارته والصلاة عنده لاجل طلب
حاجته وهذا ايضا من المنكرات المبتدعة
باتفاق المسلمين وهي محرمة وما علمت في ذلك
نزاعا بين ائمة الدين وان كان كثير من المتأخرين
يفعل ذلك ويقول بعضهم قبر فلان ترياق مجرب
والحكاية المنقولة عن الشافعي انه كان
يقصد الدعاء عند قبر ابي حنيفة
من الكذب الظاهر **فصل**
في الفرق بين زيارة الموحدين
والمشركين اما زيارة الموحدين
فمقصودها ثلاثة اشياء
احدها تذكر الآخرة والاعتبار والاتعاظ
الثاني الاحسان الى الميت

بھول جاوے جیسے زندہ شخص کا ملنا اگر بہت دنوں چھوڑ دے تو اوسکو بھول جاتا ہے اور زندہ شخص جب
اوسکو دیکھتا ہے تو اوسکی ملنے سے خوش ہوتا ہے تو میت کو بطریق اولے خوشی چاہیے اسلیے کہ وہ ایسے
مکان میں گیا ہے کہ اوسکے باشندے اپنے بھائیوں سے جدا ہیں جب آدمی اوسکی زیارت کرتا ہے اور اوسکو
دعا یا صدقہ یا قربانی وغیرہ کا ہدیہ پونہچاتا ہے تو وہ ایسے خوش ہوتا ہے جیسے زندہ شخص اوس سے
خوش ہوتا ہے جو اوسکے پاس کچھ ہدیہ لیکر جاوے اور اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کی زیارت
کرنیوالے کے لیے مشروع فرمایا کہ اہل قبور کے لیے مغفرت کی دعا اور عافیت کی درخواست
کرے یہہ نہیں کہ اونکو پکارے یا اونکے پاس نماز پڑہے جیسے بعضے اپنے نفس کے تصنع سے زیارت والبکا کی
کرنا سنت کی پیروی اور جو بات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہے اوسپر قائم رہنے کی
اور زیارت شرکیہ الیکا یہہ حال ہے کہ وہ بت پرستوں سے نکلی ہے وہ یہہ کہتے ہیں کہ جس میت کی روح کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک
قرب اور فضیلت ہے اللہ تعالی کیجانب سے اوسکے پاس ہمیشہ الطاف آتے رہتے ہیں اور اوسکی روح
پر خیرات نازل ہوتی ہیں تو جب زیارت کرنیوالا اپنی روح میت کی روح سے وابستہ کرتا ہے تو میت
کی روح سے اوسکی روح پر وہ الطاف پونہچتے ہیں جیسے مثلاً آئینہ وغیرہ سے مقابل کے جسم پر
شعاع پڑتی ہے اور اسیوجہ سے کہتے ہیں کہ کمال زیارت اسطرح ہے کہ زیارت کرنیوالا اپنی روح کو اور
دلسے میت کیطرف توجہ کرے اور اپنی ہمت اوسپر ایسی طرح لگا دے کہ غیر کیطرف ذرا التفات
نرہے اور جسقدر کہ ہمت اور دل کی جمعیت اوسپر زیادہ ہوگی اوسیقدر نفع بھی زیادہ ہوگا اور اسی

زیارت کو ابن سینا اور فارابی وغیرہما نے ذکر کیا ہی حالانکہ ستارون کے پوجنے والے
بھی ستارونکی پرستش مین یہی کہتی ہین کہ جب نفس ناطقہ ارواح علوی سی وابستہ ہوتا ہی تو اوسکے
اوپر سے نور اوترتا ہی اور اسی بہید کے باعث ستاری پوجی گئی اور اونکی صورتین بنین
اور دعائین تصنیف ہوئین اور اونکی لئی صورتین مقرر ہوئین اور یہی وجہ بعینہ قبر پرستون
کے لئی موجب ہوئی کہ اونکو عید ٹھہرایا اور اونپر پردے ڈالے اور چراغ جلائی اور مسجدین
بنائین اور اسی باتکا دور کرنا اور مٹانا اور باطل کرنا اور اوسکی ذریعونکا بند کرنا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقصود تھا مگر مشرک آپکی راہ مین کہڑی ہوگئی اور آپکی مقصد
کے ہارج ہوئے اور قبرونکی زیارت مین جو کچہہ یہہ لوگ بیان کرتے ہین وہ شفاعت
ہے کہ مشرک سمجھتے ہین کہ زیارت کے باعث اونکے معبود اونکو فائدہ پہنچاوینگے
وہ کہتے ہین کہ بندہ کی روح اگر مقرب شخص کی روح سی متعلق ہوجاتی ہے تو
ان دونون مین ایسا اتصال ہوجاتا ہے کہ جو کچہہ مقرب کو خدا تعالی کے
یہان سے ملتا ہی اوسمین کچہہ حصہ اوسکو بھی پونہچتا ہے اور اوسکی مثال یہہ
کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی بادشاہی امیر صاحب عزت کی خدمت کرتا
ہے تو بادشاہ جو کچہہ انعام امیر کو دیتا ہی اوسمین سی کچہہ اثر اوس خادم کو بھی
بحسب تعلق پونہچتا ہی۔ اور قرآن مجید اول سے آخر تک اُن اقوال کی تردید سی پر ہے

اللہ تعالی نے اونکی باطل کرنیکو اور اونکی کہنے والونکی کافر ہونیکو اپنی کتابین نازل فرمائیں
اور ان لوگونکو لعنت فرمایا اور اونکی خون اور مال اور اولاد کا غلام بنانا مباح فرمایا
اور اونکی لئے دوزخ واجب کردی ان لوگونکے رد مین اللہ تعالی یہہ ارشاد فرماتا ہی أَمِ اتَّخَذُوا
(کیا ٹہرائے ہیں)
مِن دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ
(انہوں نے سوا اللہ کے سفارش والے تو کہہ کیا اگرچہ اونکو اختیار نہو کسی چیز کا اور نہ سمجھ تو کہہ اللہ کے اختیار ہی)
جَمِيعًا لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اسمین بتلایا کہ شفاعت اوسکو خاص ہی جسکی
(سفارش ساری اوسیکا راج ہی آسمان اور زمین مین ۱۲)
ملک مین آسمانونکی سلطنت ہی یعنی وہ خود ہی اپنی ذات پاک سی سفارش اپنی بندہ
پر رحم کرنیکی فرماویگا اسطرح کہ وہی جسکو چاہیگا اوسکی واسطے سفارش کرنیکا حکم دیگا
تو واقع مین سفارش صرف اوسیکی ہوئی اور جو شخص اوسکی سامنی سفارش کریگا وہ صرف
اوسکی اجازت اور حکم سی کریگا بہر حال وہ ذات پاک خود اپنی نفس سی سفارش کریگی یعنی اپنے
آپ ہی بندہ پر رحم کرنا منظور ہوگا اور یہہ سفارش شرک والی سفارش کی ضد ہی جسکو اللہ
نے اپنی اس قول سی باطل فرمایا ہی وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ
(اور بچو اوس دن سی کہ کام نہ آوی کوئی شخص کسی کی ایک ذرہ اور قبول نہو)
مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنفَعُهَا شَفَاعَةٌ اور اس سی مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ
(اوسکی طرف سی بدلا اور نہ کام آوی اوسکو سفارش ۱۲) (پہلے اوس دن کے کہ آوی جسمین نہ بکنا ہی نہ آشنائی ہے)
وَلَا شَفَاعَةٌ اور اس سی مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ غرضکہ جس شفاعت کو
(نہ سفارش ۱۲) (کوئی نہیں تمہارا اوسکی سوا حمایتی نہ سفارشی ۱۲)
خدا تعالی نے باطل کیا ہی وہ شریک کی شفاعت ہی اسلئی کہ اوسکا کوئی شریک نہین اور
جس شفاعت کو ثابت کیا ہی وہ اوس بندہ محکوم کی شفاعت ہی جو اپنی مالک کے سامنی

الموت كلات ولقد انزل الله كتبه بابطالها وتكفير اصحابها ولعنهم واباح دماءهم واموالهم وسبى ذراريهم واوجب لهم النار ومن الرد على اهله قوله تعالى أم اتخذوا من دون الله شفعاء قل أولو كانوا لا يملكون شيئا ولا يعقلون قل لله الشفاعة جميعا له ملك السموات والأرض فاخبر ان الشفاعة لمن له ملك السموات والأرض فهو الذي يشفع بنفسه الى نفسه ليرحم عبده فيأذن هو لمن يشاء ان يشفع فيه فصارت الشفاعة في الحقيقة انما هي له والذي يشفع عنده انما يشفع باذنه وأمره بعد شفاعته سبحانه الى نفسه وهي ارادته من نفسه ان يرحم عبده وهذه ضد الشفاعة الشركية التي ابطلها سبحانه بقوله واتقوا يوما لا تجزي نفس عن نفس شيئا ولا يقبل منها عدل ولا تنفعها شفاعة وقوله من قبل ان يأتي يوم لا بيع فيه ولا خلة ولا شفاعة وقوله ما لكم من دونه من ولي ولا شفيع فبين ان الشفاعة التي ابطلها شفاعة الشريك فانه لا شريك له والتي اثبتها شفاعة العبد المأمور الذي لا يشفع ولا يتقدم بين يدي مالكه حتى

بدون اوسکی اجازت کے پیشقدمی نہین کرتا اور اُن دونو سفارشیون مین فرق اتنا
ہی ہی جتنا شریکاؤ بندہ محکوم مین ہے اور اسیوجہ سی لوگونمین سب سے زیادہ سعادت
یاب قیامت کے روز توحید والے ہونگی پس جس صورتمین کہ معاملہ منحصر خدا تعالی ہی کے
لئے ہوا اور اوسکی نزدیک سب مخلوق مین سی برتر اور بزرگ تر رسول اور مقرب فرشتے
ہین اور یہہ سب محض بندی ہین کہ کچھہ حد سی بڑہکر بولین اور اوسکی بدون اجازت کوئی کام
کرین اور مشرک انکی باعث شرک کری اور اللہ کی سوا انکو سفارشی ٹہرائے اِسخیال سی کہ
میرے اس عقیدہ سی یہہ لوگ آگی بڑہکر میری سفارش کرینگے تو وہ شخص اللہ کی حق سی سب لوگونکی
نسبت کم جاہل ہی اوسکو معلوم نہین کہ اللہ کیواسطی کیا چیز ضروری اور کیا بات اوسپر محال ہی
اوسنے خدا کو بادشاہون اور امیرونپر قیاس کرلیا کہ آدمی انکی خواص مین سی کسیکو مقرر کرلیتا ہی جو
اوسکی حاجات مین بادشاہ کی سامنے اوسکی سفارش کردی اور ان خواص کا حال یہہ ہی کہ یہ لوگ
بادشاہون اور رئیسونکی شریک اور مددگار اور انتظام ریاست کی دار مدار ہوتے ہین اگر وہ نہون تو
لوگونمین اونکا قابو بھی نہ چلے اِسنظر سی خواہ مخواہ خواص کی سفارش اونکو قبول کرنی ہی پڑتی
ہی مگر جو شخص اپنی ذات سی غنی ہو اور تمامی آسمانون اور زمین کے لوگ اوسکی غلام ہون اور اوسکی
زیر حکم ہون تو ایسی لوگونکی افعال اوسکے حکم و اجازت پر مقید رہینگی اب اگر شرک انکی
شرک کری اور خدا کی سوا انکو سفارشی ٹہرا دی اس خیال سی کہ جب مین ایسا کرونگا تو وہی مکرہ ہونگا

باذن الله والفرق بين الشفاعات
الفرق بين الشرك والعبادة [illegible]
وانما كان استعمال [illegible]
بعد [illegible] اجل الا التوحيد فاذا
كان الامر [illegible] واعلى الخلق
عند الله واكرمهم الرسل والملائكة
القربون وهم عبيد محض لا يتقدمون
القول والانفعال ان شيئا الا من بعد اذنه
الشرك فاتخاذهم شفعاء من دونه
وانتراكهم اذا افعال الا [illegible] ويشفعوا الا
لما سنح انه يلحق ربه تعالى ويجب [illegible]
هو اجهل الناس على الله والكبراء
عليه وقياسه على
حيث يتخذ الرجل من خواصهم من يشفع له
عندهم في قضاء حوائجهم لان اولئك الملوك احتاجوا اليهم
واعوانهم وانصارهم وفي قضاء امورهم
فلولاهم لما انبسط ايديهم
فكيف يجوز ان [illegible] شفاعتهم على الكره والرضى
فانما الغني لذاته وكل من في
السموات والارض عبيد له مربوبون
فانما المعين باذنه وامره
فاذا انتشر اليهم الشرك [illegible]
واتخاذهم شفعاء من دونه
ظن منهم اذا فعل ذلك
مترتب عليه [illegible]

[illegible]

فاذا الترکیب من الشیء فقد اخطأ في القياس فلم يفرق بين الخالق والمخلوق والعبد والرب والغني والفقير وجعل العبد المحض الذي لا يفعل الا باذن ربه مالکها کالشريک والمعين والظهير

ہو آدمیوں نہیں سی سفارشی ٹہرالیتے ہوا کرتا ہے تو وہ قیاس میں خطا کرتا ہے اور خالق
اور مخلوق میں اور مالک اور مملوک میں اور غنی اور محتاج میں فرق نہیں کرتا اور نزدیک
بندہ کو جو بدون اذن اپنے مالک کی کچہہ نہیں کرتا مثل شریک اور مددگار اور پشت پناہ کے
قرار دیتا ہے اور اسی قیاس فاسد سے بتوں کی پرستش ہوئی ہے پہر جو شخص مخلوق سے سفارش کرتا ہے
تو جس بابمیں سفارش کرتا ہے اوسکے لئے ایک نرا سبب ہے کہ جسکے سامنے سفارش کرتا ہے اوسکو
یعنی بادشاہ کو مثلا تحریک کردے اور بعض اوقات اس سفارش کا کوئی مانع بادشاہ کے پاس ہوتا ہے
مثلا جس بابمیں سفارش کرتا ہے وہ بادشاہ کو ناپسندیدہ امور میں اگر سفارش مانع سے قوی تر ہوگی تو
قبول کیجاویگی اور اگر مانع قوی ہوگا تو قبول نہوگی اور بعض اوقات دونوں باتیں بادشاہ کی نزدیک
برابر ہوتی ہیں اور امور ہیں جو امور کہ قبول اور رد کے مقتضی ہیں مثل محبت وغیرہ اور رغبت
اور خوف اور اونکی ضد ہیں انہیں وہ متردد رہجاتا ہے بخلاف خدا تعالی کے سامنے کی شفاعت کی کہ اسکے حضور
بادشاہ حقیقی سفارش کرنیوالیکو سفارش کی تحریک فرماتا ہے تو جو سفارش کرتا ہے صرف الله کی فرمانبرداری اور
اطاعت کے لئے کرتا ہے کہ محکوم فرمانبردار ہے اور مخلوق کی بدبرکا سفارشی بادشاہ مجازی کا محرک ہوا کرتا ہے اور نظر بسوی کہ
اوسکو سفارشی کی بنظر حاجت مانی ہے کہ انتظام ملک میں اسکی کام آتا ہے اور سفارشی کو بہی اسکی طرف حاجت مطلب کی
ہے غرضکہ دونو ایکدوسرے کے محتاج ہیں تو اگرچہ بظاہر سفارشی اسکا مملوک و غلام ہے مگر واقع میں اسکا شریک ہے
اور جس شخص کو خدا نے اس راز کی سمجھنے کی توفیق دی ہے اسکو حقیقت توحید اور شرک کی معلوم ہوگئی ہے

مراتب شفاعت

فصل

اور جسکو اللہ تعالی نے نور عقل عنایت نفرمایا تو اُسکو نور کہان فصل اور ایک گرو اس دشمن خدا کا جس سے اوسنے علم اور عقل اور دین کم بہرہ رکہنے والونکو زبردست پایا اور جاہلون اور باطل والونکو شکار کیا ہے سیٹی اور راگ کا سننا ہے یہانتک کہ اُن لوگونکے نزدیک شیطان کے مزامیر قرآن مجید کی آیتونکی نسبت کر محبوب تر ہین اور شیطانکو جو کچہہ فسق و معصیت سے منظور تہا تو اوسنے اپنا مطلب بہر پایا اور اونکی توصیت مین کہنے والے نے خوب مضمون کہا ہے نظم

پڑہے کتاب اونپہ تو ڈر ہو مطلقا
لہو و لعب کے طور سے پر سر کو لین جھکا

اور راگ ہو تو ٹہکین گدہے کیطرح سے
یہہ ناچ تو نہین بخدا از سے خدا

مزمار و ڈہول اور ہوں مطرب کے راگ رنگ
تمنے ندیکہی ہوگی عبادت مین یہہ بلا

اللہ کی کتاب ہے دل پر بہت گران
اوسمین جو امر و نہی کو پاتے ہین سب لکہا

کرنے پہ معصیت کی جو زجر و عتاب ہے
بجلی اوسے سمجہتے ہین اور رعد کی صدا

قرآن کو جو دیکہا تو سمجہے کہ نفس کو
کرتا ہے یہہ تو دنیا کی لذات سے جدا

اور نفس کی غرض کے مطابق پڑا سماع
نزدیک اونکے اسلئے یہہ راگ ہے بڑا

اب دیکہو جو کہ مست ہے پیکر شراب کو
اور جسکو ہے سرور مزامیر و عود کا

پیر اونکی گڑی کسطرح کرتا ہے دیکہہ لو
دل جو کہ لہو مین ہے وہ پہلی ہی بہٹ چکا

پہر یہہ کہو کہ کون دونو نشو نمین سے
حرمت مین اور جرم مین اللہ کے یان برا

اور اسلام کے مددگار اور ہدایت کرنیوالونکی گروہ ہمیشہ ان لوگونسی اور انکی قدمونپر چلنی
اور انکی پیروی کرتی رہی انکا طریق سب ائمہ دین کے مخالف ہی چنانچہ امام ابوبکر طرطوسی نے
حرمت سماع کی بابمین جو کتاب لکھی ہی اوسکی دیباچہ مین ذکر کیا ہی اور یون کہا ہی کہ امام مالکؒ نے
راگ سی اور اوسکی سننی سی منع فرمایا ہی اور کہا ہی کہ جو کوئی ایک لونڈی مول لی اور معلوم ہو
کہ وہ گانیوالی ہی تو مشتری کو اختیار ہی کہ اوسکو عیب کے باعث واپس کردی اور انسی کسی نے
اس راگ کا حال پوچھا جسکی اجازت مدینہ والے دیتی ہین تو فرمایا کہ ہماری نزدیک تو یہہ امر
فاسق ہی کرتے ہین اور امام ابو حنیفہؒ راگ کو مکروہ فرماتے ہین اور وہ اسکو گناہون سی ٹھہراتے
ہین اور یہی مذہب اہل کوفہ اور سفیان اور حماد اور ابراہیم اور شعبی وغیرہم کا ہی اور بصرہ
والونمین بھی راگ سی منع کرنیمین کچھہ خلاف ہمکو معلوم نہین ہوتا۔ مین کہتا ہون کہ امام
ابو حنیفہ راگ کی بابمین سب اماموں سی قول مین سخت ترین اور انکا مذہب اوسمین نہایت سخت
ہی اور اونکی اصحاب نے حرمت سب ملاہی کی سننی کی بیانکی ہی خواہ مزمار ہو خواہ ڈھول خواہ
لکڑی ہی کا بجانا اور فرمایا کہ یہہ ایسی معصیت ہی کہ جس سی آدمی فاسق ہوتا ہی اور اوسکی گواہی
قبول نہین ہوتی بلکہ یہہ کہا ہی کہ راگ سی لذت حاصل کرنی کفر ہی یہہ انکا قول ہی اور کہا ہی کہ
آدمی راگ کی پاس گذری خواہ اوسکی پروس مین راگ ہو تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکی نہ سننی مین
کوشش کری اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ جس گھر مین سی آواز باجون اور کھیل کی چیزونکی

او دخل فيها بغير اذنه قهرا لان
النهي عن المنكر فرض فلو لم يجز
الا الدخول بغير اذن لتعذر النهي
عن ان قاله القاضي قالوا وينبغي
للامام اذا سمع ذلك من
دار فان شاء ضربه بسياطه
وان شاء ازعجه عن داره وانما
الشافعي فقال في كتاب القضاء ان الغناء لهو مكروه
يشبه الباطل والمحال ومن استكثر منه
فهو سفيه ترد شهادته وصرح اصحابه العارفون
بمذهبه بتحريمه وانكروا على من نسب اليه حله
كالقاضي ابي الطيب الطبري والشيخ ابي اسحق وابن الصباغ

سنی جاوے اور سمین بدون اونکی اجازت کی گہسجاوے اسلئے کہ بُری بات سے منع کرنا فرض ہی
تو اگر اندر جانا بلا اذن درست نہو تو لوگ اس فرض کے ادا سی باز رہینگے اور کہتے ہین کہ جب سلطان
کا حاکم کسی شخص کی گہر مین سے یہ آواز سنے تو وہ خود چلا جاوے پہر اگر چاہے تو اُس شخص کی کوڑے
لگادے یا گہر سے نکالدے اور امام شافعی نے کتاب القضا مین فرمایا ہی کہ راگ مکروہ ہی اور
امر باطل اور محال کی مانند ہی جو شخص اوسمین بہت رہے وہ بیوقوف ہی اوسکی گواہی منظور
نکیجاوے اور آپکی اصحاب مین سے جو آپکی مذہب سے واقف ہین اونہون نے راگ کی حرمت کی
تصریح کی ہی اور جو لوگ کہ راگ کی حلال ہونیکو آپکی طرف منسوب کرتے ہین اونپر انکار کیا ہی
مثل قاضی ابو الطیب طبری اور ابن صباغ کے شیخ ابو اسحق نے تنبیہ مین کہا ہی کہ
حرام کام پر اجرت لینی درست نہین جیسے گانا اور بجانا اور شراب کا اُٹھانا اور اسمین کچہہ
خلاف ذکر نہین کیا - اور مہذب مین کہا ہی کہ حرام کامونپر اجرت جائز نہین اسکی وجہ یہہ ہی کہ
وہ چیز حرام ہی اسلئے اوسکا عوض لینا جائز نہین جیسے مردے اور خون کا عوض ناجائز
ہی - اور ابو بکر نووی نے اپنے روضہ مین کہا ہی کہ دوسری قسم یہہ ہی کہ بعض
آلات غناسے گاوے جنسے طرب ہوا کرتی ہی اور شرابخوار ونکی عادت مین سے ہے
جیسے تنبورا اور سارنگی اور چنگ اور تمام باجے اور تار کی چیزین اونکا سُننا اور
برتنا حرام ہے اور کہا ہی کہ بانسلی مین دو قول ہین بغوی نے درست کی صحت بیان کی ہے

قال الشيخ ابو اسحق في التنبيه ولا تصح الاجارة
على منفعة محرمة كالغناء والزمر وحمل الخمر ولم يذكر
فيه خلافا وقال في المهذب ولا يجوز على
المنافع المحرمة لانه محرم فلا يجوز اخذ العوض
عنه كالميتة والدم وقال ابو بكر النووي في
روضة القسم الثاني ان يغني ببعض آلات
الغناء مما هو من شعار شاربي
الخمر وهو مطرب كالطنبور والعود والصنج
والصنج وسائر المعازف والاوتار
يحرم استعماله واستماعها
قال وفي اليراع وجهان
صحح البغوي التحريم

پہر امام غزالی سے اوسکے جواز کو ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ صحیح بانسلی کی حرمت ہی
جسکو شبابہ کہتی ہین اور ابو القاسم دولعی نے ایک کتاب بانسلی کی حرمت مین لکہی ہی
اور ابو عمرو بن صلاح نے اُس سماع کی حرمت پر اجماع بیان کیا ہی جسمین دف اور بانسلی
ہو اور اپنے فتاوی مین یون کہا ہی کہ اس سماع کی اباحت اور حلال ہونیکا حال یہہ ہی
کہ دف اور بانسلی اور راگ جب سب اکٹہی ہوتے ہین تو اوسکا سننا سب ہونگو اماموں
اور مسلمانونمین سے علما کے نزدیک حرام ہی اور ایسے شخصونمین سے جنکا قول اجماع اور
اختلاف مین معتبر ہی کسی سے بہی اس راگ کی اباحت ثابت نہین ہان بعض اصحاب
شافعی سے جو خلاف نقل کیا گیا ہی تو وہ صرف اکیلی بانسلی اور اکیلی دف مین ہی جو
شخص تامل نہین کرتا وہ اوس سے اسی سماع مین شافعیونکا خلاف سمجہہ لیتا ہی اور یہہ ایک
وہم ظاہر ہی جسپر شرع اور عقل کی دلیلین پکار رہی ہین علاوہ ازین کچہہ ضرور نہین
کہ ہر ایک خلاف قابل لحاظ ہو اور جو شخص کہ علما کی اختلافات کی پیروی کرے یا انمین سے
صرف اجازتونکو اختیار کرلے وہ کافر یا قریب کفر ہو جاویگا اور جو لوگ یہہ کہتے ہین کہ
سماع ثواب و طاعت ہی تو انکا قول مسلمانونکی اجماع کے خلاف ہی اور جو شخص اونکی اجماع کے
خلاف کرے اوسپر وہ سزا ہی جو اس آیت مین اللہ تعالی فرماتا ہی وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ
اور جو کوئی مخالفت کرے رسول
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

اور ابو القاسم نے دو فرقونکو بہت جتہاڑا ہی جن سی کہ اسلام مین مصیبت ہی ایک
اوس چیزکی حلال کرنیوالی جسکو اللہ نے حرام فرمایا ہی دوسرے وہ جو اللہ کا تقرب ایسی چیزون سے
کرین جو اونکو اوس سی دور کرین اور امام شافعی اور اونکے پہلے اصحاب اور جو لوگ اونکی مذہب سے
واقف ہین وہ سماع مین نہایت سخت قول کہتے ہین اور امام شافعی سے بہ تواتر ثابت ہوا ہے کہ آپنے فرمایا کہ
مین بغداد مین اپنے پیچھے ایک چیز چھوڑی ہی جسکو زندیقون نے ایجاد کرکے تغبیر نام رکھا ہی اور اوس کے
باعث لوگونکو قران سے روکتے ہین جب آپکا قول تغبیر کے باب مین یہہ ہوا اور اوسکی یہہ وجہ فرماتے
ہون کہ یہہ قران سے روکتی ہی حالانکہ تغبیر دنیا سے بے رغبتی کے اشعار ہوتے ہین کہ گانیوالا اونکو گاتا ہی
اور حاضرین مین سے کوئی شخص ایک لکڑی سے چمڑی پر خواہ تکیہ پر تال دیتا جاتا ہی تاکہ وہ آگ اثر
کرے تو اب بتاؤ کہ جس راگ کی سامنے تغبیر ایسی ہو جیسی سمندر کے مقابل مین تھوک کہ سب قسم کی حرامیون
اور حرام چیزونپر شامل ہو اوسکو آپ کیا فرماوینگے اللہ تعالے تو اپنا دین صاف بیان فرمادیا
اور ہر سیکھنے والی فتنہ مین پڑے ہوئے اور جاہل عابد کر بتادیا سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ پہلے یون
کہا کرتے تہے کہ بدکار عالم اور نادان عابد کے فتنہ سے ڈرنا چاہیے کہ انکا مبتلا ہوجانا ہر مبتلا کی
لئے خرابی ہی اور امت کے اندر جو خرابی آگئی ہی اوسکو اگر کوئی تامل کرے تو جانے
کہ یہہ انہین دو مبتلا شخصون سے آئی ہی **فصل** امام احمد کا قول یہہ ہی کہ اونکے بیٹے عبد اللہ
کہتے ہین کہ مین نے اپنی باپ سے راگ کا حال پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ راگ

دلمین نفاق اگاتا ہے مجکو اچہا معلوم نہین ہوتا پہر امام مالک کا قول ذکر کیا کہ
اوسکے مرتکب ہمارے نزدیک فاسق ہی ہوتے ہین عبداللہ کہتے ہین کہ مین نے
اپنے باپ سے سُنا ہی کہ کہتے تھے کہ مین نے قطان کو کہتے سُنا ہی کہ اگر کوئی شخص
ہر ایک اجازت پر عمل کرے یعنی کوفہ والونکے قول پر نبیذ کا پینا جائز سمجہے اور
مدینہ والونکے قول پر راگ مین عمل کرے اور متعہ کے باب مین اہل مکہ کے قول پر عامل ہو تو
وہ فاسق ہوگا امام احمدؒ فرماتے ہین کہ سلیمان تیمی نے یہہ فرمایا ہی کہ اگر تم ہر عالم
کی اجازت یا لغزش اختیار کرلو تو تمام برائی تم مین اکٹھی ہو جاوے اور اونہون نے
آلات لہو مثل تمورہ وغیرہ کے توڑنے مین حکم قطعی فرمایا ہی بشرطیکہ اونکو کہلا ہوا دیکہے
اور توڑ بھی سکتا ہو اور جسوقت آلات مغنی کے کپڑو نمین چہپے ہوئے ہون اور اوسکو
انکا علم ہوجاوے تو امام احمدؒ سے اونکی توڑنے مین دو روایتین قطعی ہین اور اگر
یتیمونکو ترکہ مین ایک لونڈی گانیوالی ملی جسکی قیمت بیس ہزار کی ہو اور اگر بدون راگ
کے بکے تو دو ہزار کی ہوتی ہی اس مسئلہ مین یہہ حکم فرمایا ہی کہ اوسکو سادہ ہی
کرکے بیچنا چاہئیے اب دیکہو کہ اگر راگ کا نفع مباح ہوتا تو یتیمونکے مال مین سے
اوسکو جانے نہ دیتے فصل اور راگ کا سُننا اجنبی عورت اور بے ریش مردسے
نہایت بڑا حرام اور بہت زیادہ دین کو خراب کرتا ہی امام شافعیؒ فرماتے ہین

کہ جب کوئی شخص مالک لونڈی کا اوسکے راگ سننے کے لئے لوگونکو اکٹھا کرے
تو وہ عقل سے خارج ہی اوسکی گواہی رد کرنی چاہیئے اور اس امر کو برا کہا ہی
اور فرمایا کہ یہ دیوث پن ہی قاضی ابو طیب نے کہا ہی کہ اُس شخص کو جو آپ نے عقل سے
خارج فرمایا تو یہ وجہ ہی کہ اوسنے لوگونکو باطل کیطرف بلایا اور جو لوگونکو باطل
کیطرف بلاتا ہی وہ بیوقوف اور بدکار ہوتا ہی مولف کہتے ہین کہ عود اور تنبورا اور
تمام کہیل کی چیزین حرام ہین اور انکا سننے والا فاسق ہی اور جماعت کی پیروی بہ نسبت
دو شخصونکی اتباع کے بہتر ہی جنپر طعن ہوا ہے۔ مین کہتا ہون کہ ان دونوسے مراد
ابراہیم بن سعد اور عبید اللہ بن الحسن ہین اسلئے کہ مولف کا قول ہی کہ راگ مین ہمارا
خلاف دو شخصون نے کیا ہی ایک ابراہیم بن سعد نے چنانچہ ساجی نے روایت
کی ہی کہ ابراہیم راگمین کچھ مضائقہ نہین جانتا تہا دوسرے عبید اللہ بن الحسن عنبری نے
اوسمین بھی لوگون نے طعن کیا ہی **فصل** ابو بکر طرطوسی کہتے ہین کہ یہہ جماعت مسلمانون
کی جماعت کی مخالف ہی اسلئے کہ اونہون نے راگ کو دین اور طاعت ٹھہرالیا اور
مسجدون اور بزرگ جگہون مین اوسکے اعلان کے معتقد ہین اور امت مین کوئی
ایسا نہین جسکا اعتقاد اسطرحکا ہو۔ مین کہتا ہون کہ بڑی خرابی یہہ ہی کہ لوگ
اس طریق کو جو خود اور اوسکے کرنیوالے ملعون ہین عرفہ کی شام کو

... قال الشافعي مع جماعة
من اكابر اذا اجتمع الناس لسماعه
فهو سفيه ترد شهادته
واغلظ القول فيه وقال
فهو دياثة قال القاضي
ابو الطيب وانما جعله
سفيها لانه دعى الناس الى الباطل كان
الباطل ومن دعى الناس الى الباطل
سفيها فاسقا قالوا والعود والطنبور وسائر الملاهي حرام
ومستمعه فاسق واتباع الجماعة اولى من اتباع رجلين
مطعون عليهما قلت يريد بهما ابراهيم بن سعد وعبيد الله
ابن الحسن فانه قال وما خالف في الغناء الا رجلان

[illegible]

ابراهيم بن سعد فان الساجي حكى عنه
انه كان لا يرى به باسا والثاني عبيد الله
بن الحسن العنبري قاضي البصرة وهو
مطعون فيه **فصل** قال ابو بكر
الطرطوسي وهذه الطائفة مخالفة
لجماعة المسلمين لانهم جعلوا
الغناء دينا وطاعة ورأت
اعلانه في المساجد والجوامع
الشريفة وليس في الامة
من رأى هذا الرأي قلت ومن
اعظم المنكرات تمكينهم من
اقامة هذا الشعار اللعين بوجود عرفة

مسجد اقصے میں اور منی کے دنو نمین مسجد خیف مین کرنے دیتے ہین ہم سنے بہت دفعہ مار پیٹ کروانے اونکو نکالا ہے اور مین نے دیکھا ہی کہ خود مسجد کعبہ مین وہ یہی حرکت کرتے ہین لوگ تو دعا اور انکسار اور زاری کیطرف راغب ہوتے ہین اور یہہ لوگ بانسلی اور دف کے ساتہہ راگ ملعون مین ہوتے ہین پس ایسے لوگونکا اسباب پر رہنے دینا فسق ہی جو اونکو رہنے دیوے اوس کی عدالت اور منصب دینی مین بٹہ لگتا ہے اور بعض علما نے کہ اُن لوگون کو دیکھا ہے کیا خوب کہا ہے

قطعہ

کہو اُن سے نصیحت کیطرح تم	نصیحت ہی بجا گر ہو دے مقبول
یہہ کیسی جانا لوگون نے کہ دین مین	غنا کو کہتے ہین سنت ہی منقول
کہا نسے ہی گدہی کی طرح کہانا	پہر آ دسے جمع مین وہ رقص معقول
نہین ہم مست ہین حب خدا سے	نہین کل جا نگر پاے گئے پہول
ہون ایسے ہی بہائم جب شکم سیر	تو سیری مین اودرتے ہین بہت دہول
عجب ہی مست ہونے سے غنا سے	نشا ایسین سے ہادین نہ مجہول
نہین تمکو دریغ انکار بدعت	خرد کو اپنی کر رکہا ہی معزول
جو ذلت مسجد ونکی راگ سے ہو	نہین سمجا تو نمین کبہی آیا معمول

اور دوسرے نے کہا ہے کہتے ہیں کہ اِس قصیدہ کے مؤلف شیخ عز الدین ابن عبد السلام ہیں واللہ اعلم

دین کے مرد جو تھے جاتے رہے وہ دردا — زرق او باش و کمینونکی ہوئی اونکی جا

اونکو دعوی ہے کہ ہم چلتے ہیں اگلونکی راہ — لیک سیرت سے یہ دعوی نہیں ثابت ہوتا

گندہ یان ہیں مگر جنمیں بہت سے پیوند — قلبِ ابدال کے ہیں فقر میں گویا ہمتا

دیکھ سالک جو ہیں انکی یہ ہوئی ہیں سیرت — جہل و گمرہی سے کہو پایے ہدایت کا پتا

جسم ظاہر پہ تو رکھتے ہیں وہ تقوی کا شعار — لیک باطن میں بھرا مکر و فریب اور دغا

گر کہو اونسے کہ اللہ و نبی کا ہے یہ حکم — کبر سے وہ کریں چشمک کہ ہیں منکر گویا

یا کہو اونسے کہ اصحاب نبی کا ہے یہ قول — یا کوئی تابعی اسطرح سے ہے فرماتا

یا کہو قال رسول عربی کا ہے یہ امر — ہو درود اونپہ خدائی ملکِ قادر کا

کہتے ہیں شافعی یہ خواہ امام اعظم — خواہ ہو احمد و مالک نے یہ ارشاد کیا

یا کہو اونکی جو تابع ہیں وہ یہ کہتے ہیں — اونکی نزدیک یہ سب قول ہیں مانند ہوا

کہتا ہے دلکو میرے پونہچا ہے اوسکی سر سے — ستر سے اوسے اور اوسکو احوال صفا

حضرت ونکر سے بہر خلوت شاہ سے میرے — وارد و حال سے پر صفوز نا ان سے پہنچا

کہ شہد سے اوسی ذات کی سر سے اوسکو — وصف افعال سے میرے جو ہے اوج علی

یہ تو دعوی ہے مگر جب کرو اوسکو تحقیق — پاؤ گے نام ہیں سب جھوٹے لقب ہیں بیجا

ہو حقیقت سی جدا اور شریعت کو چھوڑ
سمجھی جھگڑی کو کشود اور خطا کو اعجاز
پھینکا قرانکو پس پشت اونھون نے جسطرح
خواہش نفس کو ٹھہرایا خدا کا مرکب
طاعت و قربت و سنت اسی کہتی ہین و
ہیا نسا اس شیخ پر اونکی انہین جہل دیکر
سمجھین صوفی کی لئی شعر کی سننی مین وہ نفع
چھوڑا قران و احادیث و اثر کو اسوجہ
بخدا ما بو ہین جیسی کیا دشمن نے انہین
پہلی تو بیہودی لگائی نہ بہنسا جب کوئی
پھر تو یہ حال ہوا انکا کہ مجلس مین منہ
اپنی خواہش کے سوا اور نہین سنتی ہین
دہنی جانب کو بلائی گئی تو جنکو پہیر
کرتی ہین ایسی جو سنتی ہین وہ قران مجید
اونپہ قاری جو پڑہا کسی سورتکو پڑہی

جاہلوں کو ہونکو اپنا کیا راہنما
پھر کمینونکی طرح کرتے ہین سب پر حملا
کرتا ہی کہا وسا فرکو ہی فضلہ کو جدا
جھوٹے اقوال کہی اوسکی صفت مین صد ہا
شیخ اس سنت و قربت کا ہی شیطان بڑا
اوسنے جب انکو بلایا تو کہا ہان لبیا
ساتوں صورت سی تلاوت مین ہوویو ہی بیا
اونکی گمراہی پر انمین ہی شہادت بیدا
وادین اوسکی نہ آیا کوئی ہوگا ایسا
تب یہ جال اوسنے لگایا ہی محیط اور انکا
کپڑونکو دین کو احوال کو سبکو پھاڑا
اوسکی مشغولی مین اونکو نہ کوئی شغل رہا
بائین جانب کو روانہ ہوئی وہ جیسے سردیا
جیسی مہمل کوئی ہو گرگری پھر اللہ نما
اپنی ہستی سی سمجھتی ہین کہ ہی بوجھ بڑا

وتقول كانا نعيم الحالات ولينا ۞
سمع حاضر فقلنا انت ذو بابي ۞
هذا الذي كحلوا فاكرموا ضحى ۞ حسن كرمه
افهمات بلا ادب بلا احبال
حتى اذا قام السماع عن الله ويقم ۞
خشعت الاعناق لاصوات الاوتار
والتباينات الاعناق ۞ وتحركت الاردان

کوئی قاری سی یہ کہتا ہی پڑہنا نہین شرط — جہوٹی سی کیون نہین پڑہتی کہ جو دیتی ہو تنگا

تسپہ پڑہنی مین ہنسی شور و غل ہوتے ادبی — واہ قرآن کو کیا سُنتی ہین خاطر کو لگا

راگ کا سامنہ اونکو جو کہین ہو کہڑا اگ — بولین اوسکی عظمت سی جو کہین ممکن کیا

گردنین پڑہتی ہین پہر تا نشین شیطانکا پیام — جسکو قوال سُناتا ہی انہین منہ بہلا

بوڑہی کی دہی کو سُنکر کے ہلاتی ہین سر — ہو جب اس شعر کا سمجہین طرب شوق لقا

درد و اشواق کا اوحال کا ہو پہر تو ہجوم — بہتری انہین جو ہو دیر نہ کبہی ہو اصلا

ہوتے ہشیار تو دالہہ وہ کرتے معلوم — اونہہ کیا کچہہ بری کا موسیقی پڑی آکے بلا

لیک مجبور ہین قابو مین نہین اونکی عقل — سخت تر می کی نشی سی ہی اونہین سکر غنا

جب وہ دونو ہون اکٹہی کسی جی مین یکبار — تب تو ایکبارگی پڑ جاتا ہی اوسپر ٹوٹا

ای وہ مت کہ کیا دین تہی کو ہی کہیل — جیسی نو عمر کہ کیچڑ سے کرین بازیچا

دین مین ایسی ہو تم جیسی کہ ہین اہل کتاب — بنہا دیوین تئین ان کامون پہ ہرگز وہ رضا

جو کہ مستی مین تریب انکو دلاتی ہین وہ ننگ — گر چہپایا کہلا کر بیٹھے اون سے جہگڑا

کہتی ہین ہمسی کہ جس دین کی عبادت ہو راگ — حق کہو اوسکو تو واقع مین نہین ہو سکتا

اہل شریعت نہین کوئی کہ کہی اوسکو درست — پوچہو تم اہل شرائع سے کہ کافی ہوگا

مگر کہو تم کہ حقیقت مین یہ ہی فسق و فجور — اور ہی زینت ابلیس برای سفہا

يبين من الشيطان للاذلال ۞
لو قلتم فسق ومعصية ذي ۞
فسلوا الشرائع تنفعوا بسوال ۞
بل انه ليس في شريعة بجائز ۞
اهله هذا السماع فذاك دين ضلال
عن ذكر جلال الله والناس دين عبادة
كذا لعب منهم بعز فيهم ۞ سرا وجهارا
والله لا نرى ضوابدي الافعال ۞

دین سے دھی سے اللہ کی نا باز رہین
ہم بھی رہونگے شہادکہ یہہ ہیونگا ہین
اپنے کانوں سے یہہ دال ہے سنا ہے جسنے
نوبت آخر کو پہونچی ہے تو اس حیلے پر
دین ان حیلوں سے وہ کڑا ہوا ہے جسکے
گر یہی چاہتا ہے تو کرے مکر و فریب
ایسا کر حیلہ کہ تجہپر نہ رہے کوئی فرض
جو کہ مظلوم ہو حیلہ سے وہ ظالم پہ بڑہے
کرکے حیلہ سے تجہے کرنی ہے جو کچہہ تبدیل
کام نکلیگا تیرا سمجہیگا گر حیلے کو
حیلے سے پہلے تو نے نام رکہہ اسکا کچہہ اور
سود کہانیکی لئے کوئی بہانہ لے ڈہونڈ
کر اسیطور کسی حیلہ سے تو وطی حرام
پوری جب عقد ہو تب حیلہ سے دے اسکو توڑ
حیلہ گر ایسی ہی امراض کو صوتی ہیں طبیب

کام کرجائے جو کچہہ کرنا ہے اسکو حیلا
کر ہے نام کو اسمین نہین حق سے ہے ہیرا
ہوتی ہین جیسے ہے باتونمین وہ اگر گویا
دین کے بندونکو جسنے کہ کیا ہے وہ ہیلا
ہو دین ہو نہ جدا پوچ ہو تانا بانا
حیلے تلبیس بہت سے کرے اسمین پیدا
ہو وے اللہ کا حرام اس سے حلال الہسدا
ہو وے ظالم تو وہ مظلوم سے جا ہے بڑہا
دخل حیلہ کو ہے تبدیل مین کامون کے بڑا
فعل اور قول سے جو چاہیگا ہنجا ونگا
لفظونمین سے تو بہت ہوتے ہین معنی پیدا
رکہلے کچہہ نام بہلا گرچہ برا لفظ ربا
منہ سے مت کہہ کہ زنا کرتا ہوں اور چین اڑا
بن نہین سکتا ہے بے حیلہ کے یہ کام ذرا
آہ کہ دین پہ ہے ان حیلہ گرون سے کیسا

تو اگر وقف انکو تو حیلے سے کرتا ہون بے قید ‎ انکو باطل جو کرے تو تو کبھی مت شرما

فکر کر اور کر اندازہ تو پہر کر تفصیل ‎ کہنس اسی شکل مین جسمین تجہے ہووے غلبا

ایسا حیلہ کوئی کر جسسے کہ میراث تمام ‎ جہینکر وارثونسے کرے تو اوسکا لقا

اونسے لڑن کہ کہ اگر مال نہین لیتا ہے ‎ تمکو واجب ہے کہ ثابت کرو حصر اور دستا

پہر جو اسباب من و کوئی شہادت لاوین ‎ کردے باطل تو اوسے تا ملے تجکو سارا

کیونکہ ہے حصر کا اثبات نہایت مشکل ‎ نفی و اثبات کا ہوتا نہین کوئی دانا

کرے بانہ کوئی تا ہاتہ لگے مال یتیم ‎ کیونکہ مالک ہے ضعیف اور یہ ہے زرق جہا

ڈر نجہے گوندیکا اوسکی ہے نہ تلوار کا خوف ‎ معتبر مال کے ہو ملکنے مین ہے تیرا کہا

وقف کر مال کے کہا انکو کوئی حیلہ کر ‎ وہ تو سانڈونکی طرحسے نہین مالک رہتا

وقف باطل ہے یہہ کہتے ہین امام اعظم ‎ اصل جب اسکی ہے باطل تو نہین کچہہ کہٹکا

مال افتادہ ہے یہہ مرگئے اوسکے مالک ‎ جسقدر چاہے تو لے اور نکو مت رکہہ گانٹھا

قاضی عادل اگر حکم کرے تو ہو درست ‎ وقف کی شرط نہو گر تو وہ کب ہووے ادا

مفسد اور شرط انکو لوگونے کیا ہے بیکار ‎ اسلئے ماجرا سب ہوگیا ہے مہمل سا

قاضیون اور گواہونسے ہے اوسکی تکمیل ‎ پوچہہ حال انکا تو ایسے جو دے تجکو بتا

جو کہ شاہد ہین روا اسکے کرے ہین عدول ‎ قول اور فعل کا انمین نہین کوئی سچا

مکر و حق پوشی و چغلی و فریب و دزدی ۔ ایک لینے کے لئے کرتے ہین کتنا دہوکا
بھولئے ہی شہادت کو قسم کہاتا ہے ۔ دلمین غفلت ہے میری مین تو وہ سب بھول گیا
دیکھ پر سکہ کو کہتا ہے مجہے آیا یاد ۔ واہ کیا خوب ہے یہہ یاد دلانیوالا
پہر کوئی کہتا ہے مین تہوڑی سی رشوت لیکر ۔ داخل نار جہنم ہون مجہے مطلب کیا
پیٹ بہرے ہے مرا رشوت سے کہ تا آخرکار ۔ طوق دوزخ کو لئے شانوں پہ مین آؤن نرا
قاضیونکا بہی یہی حال ہے جو تونے سنا ۔ بات کہنے کی نہین اپنی زبان کو نہ ہلا
ایسے حکمونکے لئے قاضی جی کیا دوگے جواب ۔ فسق یا کفر کا جنسے لگے تمپر فتوا
پہر جو فریاد کروگے تو لگیگا درہ ۔ جیسے پڑتا ہے خطاوار پہ آ کے جوتا
دہ سپاسٹ کہے اور تم کہو بس بس لیکن ۔ بول اس جہگڑے مین تیری ہی کا ہووے بالا
بس تجہے ضرب و فضیحت سے بچا دے اللہ ۔ کذب و بدفعلی سے بہی ہووے جدائی تیرا
اسپہ طرہ ہے کہ نسبت کرین سب چیزونکو ۔ دین احمد کیطرف اور کرین خوف خدا
خواہش نفس و جہالت پہ بنادین گراہ ۔ کب سوال عربی حکم دین انکا حاشا
آپکے سامنے یہہ باتین جو ہوتین درپیش ۔ اصل انہین سے کسیکی بہی نہ کہتے برپا
آپکے حکم سے لیکن جو ہوا فرق پڑتین ۔ انکو البتہ نہ برائی کا رتبہ ملتا
رحمت و صلح ہو یا جنگ ہو یا کوئی بات ۔ سب جگہہ حکم مین ہو آپکے انصاف بجا

عقلین کل خلق کی شاد ہین کہ احکام رسول — ہین سب صحت وتکمیل سے از سرتا پا
آپکے حکمونکو کر دیکھو تو یہ پاؤگے — عقل کے سب ہین مطابق کرین جل ہر عقدا
جو کوئی سنتا ہی اونکو وہ یہی کہتا ہی — بعد اس حق کی نہین کچہ ہی ضلالت کے سوا
آہ وہ حکم پیمبر کے خدا یا وہ عدل — خلق مین روشنی تہی جنکی سبب از دنیا
او نسی رحمت تہی بڑی روی زمین آئے — سعد واقبال کا تہا لوگو نکے اوپر سایا
کام مین لوگونکی رہتی تہی درستی اونسے — کام جان مین تہا ہر اک شخص کے الفت کا مزا
انکی وضعین ہین تبدیل یہانتک کہ ہوئی — نہین پہچانتے اونکو نہ عمل اونپہ رہا
ہوگئی لوگونکی اعمال مین تبدیل کثیر — قول اونکی جو تہی کامل خلل اونمین آیا
اگر اللہ کا دین لوگو نہین قائم رہتا — حال کو دیکہتے تم اونکی بہت ہی اچہا
جو رسی حکم جو کرتے ہین تو اسکا منکر — اونکی درانست مین ہی مورد صد گونہ بلا
کہتے ہین شرع محمد کا تو کیا منکر ہے — شرع کیون ایسی ہوتی تہی کبہی حاشا کلا
کرتے فریاد ہین بندہ نکی فروج اور حقوق — سامنی داور داوار کے ہر صبح ومسا
چہوڑ حکمو نسے روا جانینگے ہمکو کب تک — جنسی تو راضی نہین ہی اے ملک ہر دوسرا

اور یہ قصیدہ بہت بڑا ہی **فصل** اور اس اک شیطانی کے شریعت مین حدود تمام ہر

لہو لغو باطل زور سیٹی تالی زنا کا منتر شیطان کا قران

ولیکن نفاق کا اگانیوالا آواز احمق آواز بدکار آواز شیطان مزمور شیطان سمود اب ہم ان ناموںکو اور کلام مجید اور رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم کی احادیث و صحابہ کے آثار مین انکی واقع ہونے کو ذکر کرتے ہین تاکہ راگ والے جانین کہ اونکو کیا ملا اور کس نفع کی سوداگری مین گھٹی اوٹھائی

قطعہ

دف و غنا و مزامیر والیکو تو چھوڑ
بروز حشر وہ جانیگا کیسا کھویا مال
ادسی تھی جسمین حیات ابد وہ ہو معلوم
بکار اوسکو ہدایت نے اور ضلالت نے
پھر ایا رخلکو ہدایت سے اوسی نوین کہکر

اسیطرحسے تو کر ترک اوسکی ناحق راہ
عمل کی بیشی کمی سے ہو وزن پر آگاہ
عمل کو جسگھڑی وہ دیکھیگا اپنی تباہ
تو اوسنے مانا کہا گمرہی کا ناطرخواہ
مجھے تو باجونکی آواز کی ہے رغبت و چاہ

فصل راگ کا نام لہو اور لہو الحدیث اسطرح ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذہا ہزوا اولئک لہم عذاب مہین واذا تتلی علیہ آیاتنا ولی مستکبرا کأن لم یسمعہا کأن فی اذنیہ وقرا فبشرہ بعذاب الیم واحدی زمرہ اکثر مفسرین کہتے ہین کہ مراد لہو الحدیث سے اس آیت مین راگ ہے اور سعید بن جبیر اور مقسمی کی روایت مین حضرت ابن عباس کا قول اور ابو صہبا کی روایت مین حضرت ابن مسعود کا قول اور مجاہد و عکرمہ کا قول

اور ثور بن ابی الفاختہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ کی تفسیر مین روایت کرتے ہین کہ مراد وہ شخص ہے جو ایسی لونڈی خریدے کہ رات دن اوسکے سامنے گایا کرے اور ابن نجیح نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد گانیوالی کا بہت مال کے عوض خریدنا اور اسکا گانا اور اُس جیسا اور باطل سننا ہے اور یہی قول مکحول کا ہے اور ابو اسحٰق نے اسکو اختیار کیا ہے واحدی کہتے ہین کہ اسمین داخل ہے ہر شخص جو کھیل اور راگ اور مزامیر اور باجونکو قرآن پر اختیار کرے اگرچہ لفظ شرا کا آیت مین آیا ہے مگر اُس سے بدلے چاہنا اور اختیار کرنا مراد ہوتا ہے واحدی کہتے ہین کہ یہہ آیت اِس تفسیر پر غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہے پھر امام شافعی کا کلام غنا کے اعلان کے باعث گواہی مردود ہونے مین ذکر کیا ہے اور لونڈیونکا راگ سب سے زیادہ سخت ہے اسجہت سے کہ اوسمین وعید بہت ہے چنانچہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لونڈی کا راگ سنیگا اوسکے کانون مین قیامت کے دن انگ یعنی گلا ہوا سیسا پلایا جاویگا اور لہو الحدیث کے جو دو معنی کہے ہین اول غنا اور دوم عجمیون اور رومیون کی خبرین وغیرہ اس قسم کی باتین جو نضر بن حارث اہل مکہ سے قرآن سے باز رکھنے کو کہا کرتا تھا دونون مین کچھ مخالفت نہین

الذی روی ثور بن ابی فاختة عن ابیه عن ابن عباس فی قوله ومن الناس من یشتری لهو الحدیث قال هو الرجل یشتری الجاریة تغنیه لیلا ونهارا وقال ابن نجیح عن مجاهد هو اشتراء المغنیة بالمال الکثیر والاستماع الیه والی الباطل وهو قول مکحول واختاره ابو اسحٰق قال الواحدی ویدخل فی هذا کل من اختار اللهو والغناء والمزامیر والمعازف علی القرآن وان کان اللفظ ورد بالشراء فلفظ الشراء یذکر فی الاستبدال والاختیار قال الواحدی وهذه الآیة علی هذا التفسیر تدل علی تحریم الغناء ثم ذکر کلام الشافعی فی رد الشهادة باعلان الغناء قال واما غناء القینات فذلک اشد ما فی الکراهة فیه وهو ما روی عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال من استمع الی قینة صب فی اذنیه الآنک یوم القیمة وهو الرصاص المذاب ولا تعارض بین تفسیر لهو الحدیث بالغناء وتفسیرها باخبار الاعاجم والروم ونحو ذلک مما کان النضر بن الحارث یحدث به اهل مکة لیشغلهم عن القرآن

دونو لہو الحدیث ہین اور راگ کہیل اور ضرر ہونے مین بادشاہونکی حکایتون
اور خبرونکی نسبت کہ زیادہ ہی اسلئے کہ وہ زنا کا منتر اور نفاق کا سبب اور شیطان
کا جال اور عقل کی شراب ہے اور قران سے جتنا وہ روکتا ہے اور
چیز نہین روکتی غرضکہ راگ والے کو اوس مذمت سی جو آیت مین آئی ہے
کچھہ بہرہ ہے اگرچہ جسقدر اوسمین مذکور ہی وہ سب تو لوگون مین سی بڑی
کافر سے صادر ہوتی ہے مگر کسی قدر اوسمین سے گانیوالونکو بہی بہرہ
ہے اسلئے کہ اونمین سے کسیکو نباؤ کے جسمین علم اور عمل کی راہ سی طریق
ہدایت سی گمراہی اور قرآن کو چہوڑکر راگ سننے کی رغبت اسطرح نہو کہ قرآن
کو چہوڑکر راگ سننے لگے اور قرآن کا سننا گران معلوم ہو اور اوسکو بہت جانے
اور گانیوالا ہو تو اوس سے زیادتی کا طالب ہو اور اوسکی باری کو تہوڑا سمجہی
تو ادنی بات اس امر مین یہہ ہی کہ نسبت اگر اوسپر نہو گی تو اوسمین سی حصہ
کامل ضرور ہوگا اور اسمین گفتگو ایسے شخص کے ساتھہ ہے جسکے دلمین کچہہ
جان ہو لیکن جسکا دل مرگیا ہو اور اوسکا فتنہ بڑہگیا ہو تو اوسکی نفس پر امر
نصیحت مسدود ہے جس شخص کو خدا تعالی بلا مین ڈالنا چاہے تو اوسکی لئی آدمی کا
کچہہ بس نہین چنانچہ خود فرماتا ہے وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا
اور جسکو اللہ نے بچلانا چاہا سو تو اوسکا کچہہ نہین کرسکتا اللہ کے ہاتہہ

وكلاهما لهو الحديث والغناء
اشد لهوا واعظم ضررا من
احاديث الملوك واخبارهم
فانه رقية الزنا ومنبت النفاق
وشرك الشيطان وخمرة
العقل وصده عن
القران اعظم من صده
عن غيره ... فقراءة الغناء نصيب ما من
الذم الوارد في الآية وان كان مجموعه
بأنها لا يعزا لا من اعظم الناس كفرا فقد
ونعم منه شغل الناس بفنا وانه لا يجتنب الا
لا وفيه ضلال عن طريق الهدى علما وعملا

راگ سننے کا بیان

وفيه رغبة عن استماع القرآن الى الغناء
بحيث يعدل عنه اليه ويثقل عليه
الغناء ... وليس قال ما في
... الاوفى
وليستنقص نصيبه النصيب ان لم يحظ
هذا ان نصيبه من الذم
من الذم بجمعه والكلام
في هذا معه من وقاحه
بعض حايق فاما من فيه
قلبه عظيمة فتنة فقد تمكنت
النصيحة ومن يرد الله
فتنته فلن تملك له من الله شيئا

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَہِّرَ قُلُوْبَہُمْ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ
وہی لوگ ہین کہ جنکو نہ چاہا اللہ نے کہ دل پاک کرے انکے انکو دنیا مین ذلت ہے اور انکو آخرت مین بڑی مار ہے

فصل اور دوسرا اور تیسرا نام یعنی زور اور لغو اس آیت مین ہی

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْہَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا
اور وہ جو شامل نہین ہوتے جہوٹے کام مین اور جب ہو نکلین کہیل کی باتون پر نکلین بزرگی سے

محمد بن حنفیہ کہتے ہین کہ زور راگ ہے اور یہی قول لیث کا ہے مجاہد سے اور کلبی نے یہ معنی لکہے ہین کہ باطل کی مجلسون مین حاضر نہین ہوتے اور لغو کے معنی لغت مین بیہودہ اور پہینکی ہوئی چیز کے ہین اور معنی یہ ہین کہ امر باطل مین حاضر نہین ہوتے اور جب کسی بیہودہ بات پر قول اور عمل کے گذرتے ہین تو اپنے نفس کو اوس سے بڑا جانتے ہین کہ اوسپر کہڑے ہون اور اوسکی طرف میل کرین اور اوسمین مشرکون کی عیدین بہی آگئین جیسا کہ سلف نے بیان کیا ہے اور راگ اور باطل کے اقسام سگل داخل ہین اور زجاج نے یہ معنی لکہے ہین کہ گنہگارونکے ساتہہ نہین بیٹہتے اور نہ اونکی گناہونپر مدد کرین اور گذر جاتے ہین اور وہ لوگ ان بزرگونمین سے ہین کہ بیہودہ امر سے خوش نہین ہوتے اسجہت سے کہ وہ اپنے نفسونکو لغو مین داخل ہونے اور اہل لغو کی لغو سے بڑا جانتے ہین روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کسی کہیل پر گذرے اور اوس سے منہ پہیر لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مسعودؓ بزرگ ہو گیا

اور اللہ تعالی نے فرمایا وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوا عَنْہُ اگرچہ اسکے اترنیکا سبب
خاص ہی مگر اسکے معنی ہر شخص کو عام ہین جو لغو سنکر منہ پہیر لے اور اپنے دل یا
زبان سے کہے لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ اور اللہ تعالی کے قول کو سوچو کہ لا یشہدون
الزور فرمایا بالزور نہین فرمایا یعنی اونکی صفت ہی کہ زور پر حاضر نہین ہوتے
اوسکے بولنے اور کرنیکا تو کیا ذکر ہی اور راگ بڑا زور ہی اسواسطے کہ وہ قول اور
عمل باطل کا نام ہی اور زور کے معنی اصل لغت مین جہکنے کے ہین اور ز کی
فتحہ سے زور بہی اسی سے نکلا ہی غرضکہ زور امر حق سے ایسے باطل کیطرف جہکنے کو
کہتے ہین جسکی حقیقت قول اور فعل کی رو سے کچہہ نہو **فصل** اور چوتہا نام یعنی
باطل وہ امر حق کی ضد ہے خواہ وہ چیز معدوم ہو کہ جسکا کچہہ وجود ہی نہو
خواہ ایسی چیز جسکے وجود کا ضرر نفع کی نسبت کر زیادہ ہو اول قسم کی مثال
یہہ ہی کہ سوا اللہ کے ہر ایک معبود باطل ہے یعنی معدوم ہی اور دوسرے
کی مثال جیسے یہہ کہو کہ سحر باطل ہے اور کفر باطل ہے یعنی ان دونون
کا ضرر زیادہ ہی اللہ تعالی فرماتا ہے وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
پس کفر اور فسق اور معصیت اور سحر اور کہیل کی خبرون کا سننا دوسری
قسم مین داخل ہے ـــــ ابن وہب کہتے ہین کہ مجکو خبر دی

قوله سبحانه لا يشهدون الزور
اي يحضرون ولم يقل بالزور فيتناول
لاجل علم المضمون فكيف بالتكلم والفعل
والغناء من اعظم الزور والزور هو القول الباطل
والعمل الباطل واصل اللفظة من الميل و
منه الزور بالفتح فالزور الميل عن الحق الى
الباطل الذي لا حقيقة له قولا وفعلا

وقال تعالى واذا سمعوا اللغو
اعرضوا عنه وان كان سبب
نزولها خاصا فمعناها عام
كل من سمع لغوا فاعرض عنه
وقال بلسانه او بقلبه لنا
اعمالنا ولكم اعمالكم وتامل

فصل واما الاسم الرابع وهو الباطل فالباطل
ضد الحق والعدم الذي لا وجود له وهو
الذي مضرته ارجح من منفعته فمن
الاول كل اله سوى الله باطل ومن الثاني
قولك السحر باطل والكفر باطل
قال تعالى وقل جاء الحق
وزهق الباطل فالكفر
والفسق والعصيان و
الملاهي واستماع الاغاني
من النوع الثاني قال
ابن وهب اخبرني سليمان

ثنا بلال عن كثير بن زيد انه سمع عبيد الله يسئل القاسم بن محمد عن الغناء فقال القاسم هو باطل فقال قد عرفت انه باطل فكيف ترى فيه فقال القاسم أرأيت الباطل اين هو فقال في النار قال فهو ذاك وقال رجل لابن عباس ما تقول في الغناء احلال هو ام حرام فقال لا اقول حراما الا ما في كتاب الله فقال احلال هو فقال ولا اقول ذلك ثم قال له أرأيت الحق والباطل اذا جاءا يوم القيامة فاين يكون الغناء فقال الرجل يكون مع الباطل فقال ابن عباس اذهب فقد افتيت نفسك هذا جواب ابن عباس عن غناء الاعراب الذي ليس فيه مدح الخمر والزنا واللواطة والتشبيب بالاجنبيات واصوات المعازف والآلات المطربات فكيف لو شاهد الغناء الموجود في هذا الزمان الذي هو من ابطل الباطل ان تأتي شريعة بالكلية بل اباحه عن غناء القوم وقياس الربا على البيع والميتة على المذكى و التحليل على النكاح فصل

سلیمان بن بلال نے کثیر بن زید سے کہ اونہون نے عبید الله کو سُنا کہ قاسم بن محمد سے کہتے تھے کہ راگ مین آپ کی کیا رای ہی قاسم نے فرمایا کہ وہ باطل ہے اونہون نے کہا کہ یہہ تو مین بھی جانتا ہون کہ باطل ہی مگر آپ کی رای اسمین کیا ہی فرمایا کہ بتاؤ تو باطل کہان ہوتا ہی عبید الله نے کہا کہ آگمین قاسم نے فرمایا کہ بس راگ مین میری بھی رای یہی ہے اور ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آپ راگ مین کیا فرماتے ہین حلال ہی یا حرام آپنے فرمایا کہ مین حرام نہین کہتا ہون جبتک کہ قرآن مجید مین حرام نہو اوسنے عرض کیا کہ پھر یہہ حلال ہی آپنے فرمایا کہ مین یہہ بھی نہین کہتا پھر فرمایا کہ بتاؤ تو اگر حق و باطل قیامت کے روز آوینگے تو راگ کسکے ساتھہ ہوگا اوسنے کہا باطل کے ساتھہ آپنے فرمایا کہ جاؤ تمنے تو خود اوسپر حکم لگا دیا۔ یہہ جواب ابن عباسؓ کا عرب کے راگین ہی جس مین شراب و زنا اور اغلام اور اجنبی عورتون سے کھنگو کا ذکر نہین ہوتا نہ باجونکی آواز اور آلات نشاط ہوتے ہین اگر وہ اس زمانہ کے راگ کو دیکھین تو کیا فرمائین جو نہایت باطل ہے کوئی شریعت مین اوسکی اباحت ہو بلکہ اس راگ کو اُن لوگون کے راگ پر قیاس کرنا ایسا ہی ہے جیسے سود کو خرید و فروخت پر اور مردار کو ذبح کیے ہوئے جانور پر اور حلالہ کرنے کو نکاح پر قیاس کرین

فصل

اور مکا اور تصدیہ کا حال یہہ ہی کہ خدا تعالی کا فرونکے حق مین فرماتا ہی وَمَا کَانَ صَلٰوتُہُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُکَآءً وَّتَصْدِیَۃً حضرات ابن عباس اور ابن عمر اور عطیہ اور مجاہد اور ضحاک اور حسن اور قتادہ رض فرماتے ہین کہ مکا سیٹی بجانا ہی اور تصدیہ تالی بجانا اور لغت مین اسکی یہہ معنی ہین کہ آدمی اپنی دونو ہاتہہ جوڑکر منہہ سی اونکی آواز نکالے اور اسی سی مشتق ہی مَکَتْ اِسْتُ الدَّابَّۃِ یعنی جانور جسوقت آواز سی گوز کرتا ہی اوسوقت یہہ بولتی ہین اور اسی جہت سی آواز کے صیغونکی وزن پر ہی جیسے اونٹ کی بلبلانے کو رغا اور کُتی کے بہونکنی کو عوا اور بکری کے ممیانے کو ثغا کہتی ہین ابن سکیت نے کہا ہی کہ آواز کے سب کلمات حرف اول کے پیش سی ہین بجز دو کلمون کے ایک ندا دوسرا غنا اور تصدیہ لغت مین ہاتہہ سی تالی بجانیکو کہتی ہین چنانچہ حسان بن ثابت نے اس شعر مین کہا ہی ؎ جب فرشتی اوٹہتی ہین تم اوٹہتی ہو + تالی اور سیٹی تمہاری ہی نماز + ابن عباس رض فرماتے ہین کہ قریش خانہ کعبہ کا طواف ننگی کیا کرتے تھے اور سیٹی اور تالی بجایا کرتے اور مجاہد فرماتے ہین کہ کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طواف مین مزاحم ہوا کرتے تھے اور سیٹی اور تالی بجاتے تھے تاکہ طواف اور نماز کو گڑبڑ اور مشتبہ کردین اور ایسا ہی مقاتل سی مروی ہے اور ظاہر ہی کہ وہ لوگ یہہ دونو حرکتین کیا کرتے تھے پس جو لوگ کہ خدا تعالی کا تقرب

ان الله بالصفير والتصفيق
اشتبه القوم الاول بخوانهم
وبفاعلهم بح على الحكم الضلال
والذكر والقراءة اشباه الدعم
وان ابن قال ابن عرفة وابن
الانباري التصلية والتصفيق

سیٹی اور تالی سے کرتے ہین، تو اول فرقہ کی مانند اور اونکی بہائی بندہین اور جو
نمازیون اور ذاکرہ ن اور قاریونپر اونکا فعل مشتبہ کردین تو وہ دوسری فرقہ
کی مانند ہین ابن عرفہ اور ابن انباری کہتی ہین کہ سیٹی اور تالی نماز نہین ہین مگر
خداتعالی نے خبر دی کہ جس نماز کا اونکو حکم تہا اوسکی جگہہ اونہون نے سیٹی اور
تالی کو کیا اسیوجہ سی اس حرکت نے انپر بہت سی گناہ رکہدی اور اسکی مثال ایسی ہے
جیسے یون کہو کہ مین اوس سی ملنی گیا تو اوسنی مجہپر ستم کرنیکو میرا انعام کیا یعنی
انعام دینی کے قائم مقام ظلم کو کیا اور مقصود یہہ ہے کہ تالی اور سیٹی بجانیوالے
بانسلی اور فرمار سے یا اور جو ایسے ہون اونمین کچہہ ایک مشابہت ان لوگونکی ہی
تو اوسی مشابہت کی مقدار پر اونکو مذمت سی بہرہ بھی ہی اور اسیوجہ سی اللہ تعالی نے
نماز مین حاجت کیوقت مردون کے لئی تالی بجانا مشروع نہین فرمایا بلکہ اوسکو
چہوڑکر تسبیح کا حکم فرمایا کہ جمع ہونے کیو اسطےاذان کہا کرین پس جب بدون
حاجت اوسکو کرین اور طرح طرحکے گناہ، قول و فعل ہی اسپر زیادہ کرین تب تو
کیسی جائز ہوگا **فصل** اور راگ کا نام زنا کا منتر ہونا تو بہت درست ہے کہ
جیسا لفظ اور اسم ہے ویسے ہی معنی اور مسمی ہین اور یہہ نام فضیل بن عیاض
سے مروی ہے۔ ابن ابی الدنیا کہتی ہین کہ ہمکو خبر دی حسن بن عبد الرحمن کہ نقل کیا فضیل

عبد الرحمن قال قال الفضيل
ابن ابي الدنيا اخبرنا الحسن بن
الفضيل بن عياض قال ابن
وهذه التسمية مروية عن
اسمه او لفظه مطابق لمعناه
كرقية الزنا فهو اسم موافق

فصل واما تسمية
ولا فعلا ...
... من المعاصي
فكيف اذا فعلوه

اقام المكاء مقام الصلاة والتصدية مقام ...
والتصفيق ...
عليها لنا سكان الصلاة التي امروا بها
منهم ...

ابن عياض الغناء رقية الزنا قال واخبرنا ابراهيم بن محمد المروزي عن ابي عثمان الليثي قال قال يزيد بن الوليد يا بني امية اياكم والغناء فانه ينقص الحياء ويزيد في الشهوة ويهدم المروءة وانه لينوب عن الخمر ويفعل فعل السكر فان كنتم لابد فاعلين فجنبوه النساء فان الغناء داعية الزنا قال واخبرنا محمد بن الفضل الازدي قال نزل الحطيئة برجل من العرب ومعه ابنته مليكة فلما جنه الليل سمع غناء فقال لصاحب المنزل كف هذا عني فقال وما تكره من ذلك فقال ان الغناء رائد من رادة الفجور ولا احب ان تسمعه هذه يعني ابنته فان كففته والا خرجت عنك ثم ذكر عن خالد بن عبد الرحمن قال كنا في عسكر سليمان بن عبد الملك فسمع غناء من الليل فارسل اليهم بكرة فجيء بهم فقال ان الفرس ليصهل فتستودق له الرمكة وان الفحل ليهدر فتضبع له الناقة وان التيس لينب فتستحرم له العنز وان الرجل ليغني فتشتاق اليه المرأة ثم قال اخصوهم

بن عیاض نے فرمایا کہ غنا زنا کا منتر ہے اور کہا کہ خبر دی مجکو ابراہیم بن محمد مروزی نے ابو عثمان لیثی سے کہ یزید بن ولید نے فرمایا کہ اے اولاد لیث کی بچو راگ سے کہ وہ حیا کو کم کرتا ہے اور شہوت بڑہاتا ہے اور مروت کو کہوتا ہے اور شراب کے قائم مقام ہے اور نشے کا سا کام کرتا ہے اور اگر تمکو ضرور ہی کرنا ہو تو عورتوں کو راگ سے علیحدہ رکہو کہ راگ زنا کا سبب ہے۔ کہا اور خبر دی مجکو محمد بن فضیل ازدی نے کہ حطیئہ شاعر ایک عرب کے شخص کے پاس اوترا اور اوسکے ساتہہ اوسکی بیٹی ملیکہ نام تہی جب رات ہوگئی تو راگ کی آواز سنی گہر والے سے کہا کہ اسکو روک دو کہ مین سنون اوسنے پوچہا کہ اسمین کیا برائی ہے کہا کہ راگ بدکاری کے ایلچیون مین سے ایک ایلچی ہے اور مجکو اچہا معلوم نہین ہوتا کہ یہہ لڑکی راگ سنے پس اگر تم موقوف کرا دو تو بہتر ورنہ مین تمہارے پاس سے چلا جاؤنگا۔ پہر خالد بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ ہم سلیمان بن عبد الملک کے لشکر مین تہے کہ رات رہے آواز راگ کی کانمین آئی صبح کو سلیمان نے آدمی بہیجکر اونکو بلوایا جب حاضر ہوئے تو یہہ کہا کہ گہوڑا ہنہناتا ہے تو گہوڑی تہان چاہتی ہے اور اونٹ بلبلاتا ہے تو اونٹنی کو اوسکی خواہش ہوتی ہے اور بکرا مستی مین بولتا ہے تو بکری کو اوسکی آرزو ہوتی ہے اور مرد گاتا ہے تو عورت اوسکی مشتاق ہوتی ہے پہر حکم دیا کہ ان سبکو خصی کردو

فقال عمر بن عبد العزيز رض
لمثانة فاجعل مغنيا ببابهم

حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے فرمایا کہ یہہ تو ناتہہ یا تو ناک کان کاٹ ڈالنا ہی
یہہ سزا درست نہین اونکو جانے دو راوی کہتی ہین کہ انکو چہوڑ دیا اور عورت
پر آواز کا جلد اثر ہوتا ہی اور اسیوجہ سی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
حدی خوان انجشہ سی فرمایا کہ ٹہر اور ان شیشون یعنی عورتون پر نرمی کر جب
آپکا ارشاد حدی کے بابمین یہہ ہو تو راگ پر کیا گمان کرتے ہو خصوصاً جس
سارنگی اور ستار بانسری ~~~
سوتہین کہ راگ کی ساتہہ دف اور بانسلی اور ناچ ہو اکثر ایسا ہوا ہی کہ بیبیان غنا
کی بدولت کسبیان بنگئی ہین اور آزاد آدمی راگ کی کہر اگ سی لڑکون اور چہوکریون
کے غلام ہوگئے ہین قطعہ

تو اگر راگ مین مشغول ہو تو ڈر کہ کہین	موت کی بر لگے تیر و نکی ہو تجہپر مار
مبتلا ہو کی مصائب مین آپنسا ہی پڑا	جب دل غمزدہ مین ہو مین ہیہ تیر دو سان
بیشتر سی جو کہین پارسا تہا اور آزاد	راگ سی بندہ زن ہوتا ہی دونا ہنجا
راگ کرتا ہی عطا اوسکو کہ جسمین ہو مغز	یہہ عطا اوسکی مگر سب سے بڑی ہی ای یار

فصل اور راگ کا نام نفاق کا اُگانیوالا حضرت ابن مسعود رض کے نزدیک ثابت ہوا ہے
کہ اونہون نے فرمایا کہ راگ نفاق کو دل مین ایسا اُگاتا ہی جیسا پانی کہیتی کو
اُگاتا ہے اور خدا کا ذکر دل مین ایمان کو اس طرح اُگاتا ہے

ينبت الايمان في القلب
ينبت الماء الزرع والذكر
النفاق في القلب كما
انه قال الغناء ينبت
فثبت عن ابن مسعود
واما تسميته منبت النفاق
من شر العطايا * فصل

جیسا پانی کھیتی کو اور اس روایت کو ان سے ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ذم الراگ
مین مرفوعاً ذکر کیا ہے اور صحیح تر یہہ ہے کہ یہہ روایت موقوف ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تک نہین پہنچی اور یہہ حدیث بہت قوی دلیل ہے اس بات پر کہ صحابہ لوگ دلونکے حالات اور اونکے
مرضون اور اونکی دوا اونکو خوب جانتے تھے اور وہی لوگ دلونکے طبیب تھے نہ وہ لوگ جو اونکے طریق سے
منحرف ہوئے اور دلونکے علاج مین دوا اونکی جگہہ بہت بڑے روگ لگائے اور آخر کو
ایسے پرانے مرض پیدا ہوئے کہ اگلو نمین تھے اسلئے کہ جس دوا کو شارع نے بنایا تھا اوسکو
چھوڑ دیا اور بیمار دونکی رغبت اوس طرف ہوئی جس سے مرض کی جڑ خوب مضبوط ہوجاوے
تو مرض بھی بڑہ گیا اور معاملہ بھی سخت مشکل ہوا اور گھر اور درد آتے اور بازار بیمار دونسے بھر گئے
اور ہر ایک جاہل لوگونکی علاج کرنیکو کھڑا ہو گیا - اور واضح ہو کہ راگ کی چند خواص
ہین جنسے دل پر نفاق کا رنگ چڑہتا ہے اور اوسمین نفاق کے اگنے کا اثر ایسا ہوتا ہے
جیسا پانی کو کھیتی کے جمنے مین اثر ہوتا ہے ایک خاصہ یہہ ہے کہ راگ دلکو لہو مین ڈالتا
ہے اور قران کے فہم اور سوچنے اور اوسکے بموجب عمل کرنے سے باز رکھتا ہے
اسلئے کہ قران اور غنا دونوں ایک دل مین اکھٹے نہین ہوتے اسلئے کہ دونو مین مخالفت ہے
کیونکہ قران تو خواہش نفس کی پیروی سے منع کرتا ہے اور پارسائی اور شہوتون
سے کنارہ کشی اور گمراہی کے لوازم سے علحدگی کا حکم فرماتا ہے اور راگ اسکے خلاف کا حکم کرتا ہے

کما ینبت الماء الزرع وقد رواه ابن ابی الدنیا عنه مرفوعا فی کتاب ذم الملاهی والموقوف اصح وهذا دلیل علی فقه الصحابة فی احوال القلوب وادوائها وادویتها واعلم اطباء القلوب من المنحرفین عن طریقهم الذین داووا امراض القلوب باعظم ادوائها فحدثت امراض مزمنة لم یکن فی السلف امثالها عن الدواء الذی رکبه الشارع وتبدل المرض الی قوی مادة المرض فاشتد المرض وتفاقم الامر واستولت الدول ... والاسواق من المرضی وقام کل جهول لطب الناس واعلم ان للغناء خواص لها تاثیر فی صبغ القلب بالنفاق ونباته فیه کنبات الزرع بالماء فمن خواصه انه یلهی القلب ویصده عن فهم القرآن وتدبره والعمل بما فیه فان القرآن والغناء لا یجتمعان فی القلب ابدا لما بینهما من التضاد فان القرآن ینهی عن اتباع الهوی ویامر بالعفة ومجانبة الشهوات واسباب الغی والغناء یامر بضد ذلک

اور اوسکو اچہا دکہاتا ہی اور نفسونکو گمراہی کی خواہشونکی طرف برانگیختہ کرتا ہی
تو جو بات نفس مین مخفیہ تہی اوسکو ابہار کر ہر ایک برائی کیطرف تحریک کرتا ہی اور ہر
خوبصورت مرد و عورت کی طلب کا شوق دلاتا ہی اسمین راگ اور شراب دونو دو
کے شریک ہین اور برائیونہر ابہارنے مین گہوڑ دوڑ کے گہوڑونکی طرح برابر کیونکہ
راگ شراب کا سگا بہائی اور خادم اور قائم مقام اور نائب ہی شیطان نے دونون
مین ایسا بہائی چارہ باندہا کہ وہ کبہی نہین ٹوٹتا اور اون دونو مین ایک ساتہ
رہنے کا ایسا آئین مضبوط نکالا ہی کہ وہ کبہی منسوخ نہوا ابہی تو آدمی کو دیکہتے ہو
کہ اوسپر وقار کی علامت اور عقل کی روشنی اور ایمانکی تازگی ہی یکایک اوسکی
عقل اور حیا کم ہوگئی اور مروت چلدی اور نور عقل ملتمہ ہوا اور وقار و متانت کے عوض
بک شروع کی اور سر اور مونڈہونکو ہلایا اور زمین پر پانو دیدے مارنے لگا اور اوسنا
منزدہ نوباتہونسے پیٹنے لگا اور بہیڑیونکی سی چہلانگین بہرنے لگا اور گدہون کی
طرح ریٹ کی گردیگر کہانے شروع کئے اور ایک آگ کی بانی ہر اوسکی تعریف یہ لکہی ہی قطعہ

یاد ہنگو بہی وہ سب جبین اکٹہے تہے ہم	جبتک نہ نغمہ نوش رکہتی تہی آویزۂ گوش
ہم مین تہا جام سر دا جبی جل جسسے دار	آتش بہی مے کی نہ وہ مست کہ جیسے مے نوش
مست ہر شخص نظر آتا تہا وان شادی سے	کوئی جز شادی نہین کہتا تہا اس مین ہوش

اذا نادى اخو اللذات فيه
اجاب اللهو حتى على البداء *
ولم يملك سوى المهجات شيئا
اراقنا ها لاهل طرفا له *
وقال بعض العارفين السماع
يورث النفاق في قوم والعناد
في قوم والتكذيب في قوم و
الفجور في قوم والرعونة في قوم
واستحسان الفواحش ويورث عشق الصور
على القلب ويكرهه وادمانه يثقل القرآن
انه وان الشيطان على النفع سماعه
الرحمن في قلب فلا يجتمع هو وقرآن
وهذا معنى النفاق

بزم مین ہی جو کوئی کہینی ندا کرتا تہا	تسلیم ان کری یہہ کہتا تہا کہ ذرخشش کو تر
اور کیا پاس ہمارے تہا جو ہین جان کر سوا	اچہی آنکہون نے کیا منتہا دہی از سر ہوش

اور بعض عارفونکا قول ہی کہ راگ کسی قوم مین تو نفاق کا باعث ہوتا ہی اور کسیین دشمنی کا اور کسی مین جہٹلانیکا اور کسی مین بدکاریکا اور اکثر خوبصورتونپر عاشق ہونے اور بری باتونکو اچہا جاننے کا باعث ہوتا ہی اور اسکا ہمیشہ سننا دلپر قرآن کو گران اور کانونپر اسکو برا کر دیتا ہی اور اس امر کی وجہہ یہہ ہے کہ راگ شیطانکا قرآن ہی تو وہ اور رحمن کا قرآن ایک دلمین جمع نہین ہونگی اور یہی وجہ راگ کے نفاق ہونیکی ہی اور ایک وجہ اور بہی ہی کہ نفاق کی اصل یہہ ہی کہ ظاہر باطن سے مخالف ہو اور راگ والا ان دو آفات مین رہتا ہی اگر کہل کہیلے تو بدکار ٹہہرتا ہی اور اگر عبادت اور تقوی ظاہر کری تو منافق ہوتا ہی اسلئے کہ اللہ تعالی اور آخرت کی رغبت تو ظاہر کرتا ہی مگر دلمین شہوات کا جوش اور لہو اور آلات جو منافی دین کے ہین اونکی محبت بہری ہی اور ایکو جہ یہہ ہے کہ ایمان دو باتونکا نام ہی حق کا کہنا اور طاعت کے بموجب عمل کرنا تو یہہ ذکر خدا اور تلاوت قران ہی سے پیدا ہوگا اور نفاق امر باطل کا کہنا اور گمراہی کا عمل کرنا ہے اور یہہ راگ پر مترتب ہوتا ہے اور ایک

وجہ راگ کے نفاق ہونیکی

وايضا فان اساس النفاق ان يخالف
الظاهر الباطن وصاحب الغناء بين امرين
اما ان يتهتك فيكون فاجرا او يظهر النسك
فيكون منافقا فانه يظهر الرغبة في الله
والدار الآخرة وقلبه يغلي بالشهوات ومحبة
ما يكرهه الله ورسوله من اللهو والآلات
وايضا فالايمان قول وعمل
قول بالحق وعمل بالطاعة
وهذا ينبت على الذكر و
تلاوة القرآن والنفاق
قول الباطل وعمل البغي
وهذا ينبت على الغناء و

ایضا فمن علامات النفاق قلة ذکر الله والکسل عند القیام الی الصلوٰة ونقر الغراب وهذا صفة المنافق بان الغناء وایضا النفاق مؤسس علی الکذب والغناء من اکذب الکذب فانه یحسن القبیح ویزینه [illegible] ویقبح الحسن ویزهد فیه وذلک عین النفاق وایضا النفاق غش ومکر وخداع والغناء مؤسس علی ذلک وایضا المنافق یفسد من حیث یظن انه یصلح کما اخبر الله عن المنافقین وصاحب الغناء یفسد قلبه وحاله من حیث یظن انه یصلحه والمغنی یدعو القلب الی فتنة الشهوات والمنافق یدعوها الی فتنة الشبهات قال الضحاک الغناء مفسدة للقلب مسخطة للرب وکتب عمر بن عبد العزیز الی مؤدب ولده لیکن اول ما یعتقدون من ادبک بغض الملاهی فان بدءها من الشیطان وعاقبتها سخط الرحمن فانه بلغنی عن الثقات من حملة العلم ان حضور المعازف واستماع الاغانی واللهج بها ینبت النفاق فی القلب کما ینبت

دوسری وجہہ یہہ ہی کہ نفاق کی علامتین یہہ ہین کہ ذکر اللہ کا کم کرنا اور نماز کو کہڑا ہونے مین کاہلی کرنی اور نماز مین ٹہونگین سی مار لینی یعنی جلد ادا کرنا ہے اور یہی حال راگ مین مبتلا شخصونکا ہی اور ایک وجہہ یہہ ہے کہ نفاق کی بنا جہوٹ پر ہی اور راگ زیادہ تر جہوٹے شعرونمین سے ہی اسلئے کہ وہ بُری کو اچہا کرتا ہے اور اوسکو زینت دیتا ہی اور اوسکا حکم کرتا ہی اور عمدہ چیز کو بُرا کرتا ہی اور اوسمین سنے رغبتی پیدا کرتا ہی اور یہہ عین نفاق ہے اور نیز نفاق فریب و مکر اور دہوکا دینیکا نام ہی اور راگ کی بنا انہین پر ہے اور یہی منافق اسطرح فساد اور خرابی کرتا ہی کہ اپنے گمان مین جانتا ہے کہ مین درستی کرتا ہون جیسا اللہ تعالی نے منافقون کے حال سے خبر دی اور راگ والا بہی اپنے دل اور حال کو اسیطرح بگاڑتا ہی کہ اپنی دانست مین اوسکی اصلاح کرتا ہی اور راگ والا دلونکو شہوات کیطرف بلاتا ہے اور منافق اونکو شبہات کیطرف پکارتا ہی ضحاکؒ فرماتے ہین کہ راگ دل کا بگاڑنیوالا اور پروردگار کا ناراض کرنیوالا ہی اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے لڑکونکے معلم کو لکہا کہ چاہیے تمہاری تعلیم مین اول اعتقاد انکا کہیلونکی عداوت ہو اسلئے کہ اونکی ابتدا شیطان سے ہی اور انکا انجام خدا کی ناراضی ہی اسلئے کہ مجکو معتبر لوگون سے یہہ خبر پہونچی ہی کہ باجونکی آواز اور اوسپر فریفتہ ہونا نفاق کو دلمین ایسے جماتا ہے جیسے پانی

فصل اور راگ کا نام قرآن شیطان تابعیون سے منقول ہی کے ایس کہاس جتنی ہی
اور اوسمین ایک حدیث مرفوع آئی ہی قتادہ کہتی ہین کہ جب ابلیس اُتارا گیا تو عرضکیا
کہ الہی تونے مجکو مردود کیا تو میرا کام کیا ہی ارشاد ہوا کہ سحر ہی عرضکیا کہ میرا قران
فرمایا کہ شعر کہا کہ میرا لکھنا حکم ہوا کہ گودنا التماس کیا کہ میرا کہانا فرمایا کہ ہر مردار
اور جس چیز پر اللہ تعالی کا نام نلیا جاوے عرضکیا کہ میرا پینا حکم ہوا کہ ہر نشہ کی چیز
کہا کہ رہنی کی جگہہ فرمایا کہ بازار کہا کہ میری آواز فرمایا کہ مزامیر عرضکیا کہ میری
شکارگاہ یا آلات صید فرمایا کہ عورتین اور مشہور یون ہی کہ یہہ حدیث قتادہ نے
موقوف بیان فرمائی ہی اور طبرانی نے اپنی معجم مین ابوامامہ سے اسکو مرفوع
روایت کیا ہی اور ابن ابی الدنیا کی کتاب مکاید الشیطان مین بسند وار ابوامامہ
کی روایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہہ ہی کہ جب ابلیس زمین مین
اُتارا گیا تو عرضکیا کہ ای میرے رب تونے مجکو زمین پر اوتارا اور مردود کیا
تو میرے واسطے کوئی گہر مقرر کردے اللہ تعالے نے فرمایا کہ تیرا گہر
حمام ہے اوسنے کہا کہ میری بیٹھک مقرر فرما حکم ہوا کہ بازار ہین اور تیرا ہی
چوراہی اوسنے کہا کہ میرا کہانا مقرر کردی فرمایا کہ جس چیز پر خدا کا نام نلیا
جاوے وہ کہا اوسنے کہا کہ پانی پیرا ٹہرادی فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز کہا کہ میرا موذن مقرر ہو

ذکر راگ کے بیان

قال فما قرآني قال الشعر قال فما كتابي قال الوشم قال فما طعامي قال كل ميتة وما لم يذكر اسم الله عليه قال فما شرابي قال كل مسكر قال فأين مسكني قال الأسواق قال فما صوتي قال المزامير قال فما مصائدي قال النساء والمعروف هذا

رب لعنتني فما عملي قال السحر قال فما ذكر انما اهبط ابليس قال روي فيه حديث مرفوع قال فنا في عن التابعين وقفه اما تسمية قرآن الشيطان الغشب على الماء فصل و

وقفه وقد رواه الطبراني في معجمه من حديث ابي امامة مرفوعا وفي كتاب مكائد الشيطان لابن ابي الدنيا بسند عن ابي امامة عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان ابليس لما انزل الى الارض قال يا رب انزلتني الى الارض وجعلتني رجيما فاجعل لي بيتا قال الحمام قال فاجعل لي مجلسا قال الاسواق ومجامع الطرق قال فاجعل لي طعاما قال كل ما لم يذكر اسم الله عليه قال فاجعل لي شرابا قال كل مسكر قال فاجعل لي مؤذنا

فرمایا کہ منزل یا رکہا کہ میرا قرآن ٹھہرا دے فرمایا کہ شعر کہا کہ میرے واسطے لکھنا ٹھہرا دے

فرمایا کہ گودنا کہا کہ میرے لئے بات بتا دے فرمایا کہ جھوٹ کہا کہ میرے پیامبر ٹھہرا دے

فرمایا کہ غیب کہنیوالے کہا کہ میرے لئے شکار گاہیں یا اوزار شکار کے مقرر کر دے

فرمایا کہ عورتیں ہیں اوراس حدیث کی اور بہت سی دلیلیں ہیں مثلاً جادو کے عمل شیطان

ہونیکی لئے یہہ آیت ہے وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ

كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ اور شعر کے قرآن شیطان ہونے پر دو روایتیں ہیں جو

ابوداود نے حدیث جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے جسمیں یہہ ہے کہ میں پناہ مانگتا ہوں

اللہ کی شیطان مردود سے اوسکی پہونکنے اور تہتکارنے اور دبوچنے سے اور اسکی تفسیر یہہ

کی ہے کہ اوسکا تہتکارنا شعر ہے اور پہونکنا تکبر اور دبوچنا ایک قسم کی دیوانگی ہے اور جب

اللہ تعالی نے اپنے رسول کریم کو قرآن لیکر بھیجا تو اونکو شعر کے سیکھنے سے محفوظ رکھا جو

شیطانی قرآن ہے اور ارشاد فرمایا وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اور گودنے کا شیطان

کی نوشت ہونا اسوجہ سے ہے کہ یہہ اوسکی علامت اور زینت سے ہے اور اسیلئے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنیوالی اور گودوانیوالی عورتونکو لعنت کی یعنی جو لکھتی ہے اور جسپر

لکھتی ہے دونوکو لعنت فرمایا اور مردار اور بسم اللہ چھوٹی ہوئی کا اسکی خوراک ہونا اسلئے ہے کہ

شیطان جس کہانے پر خدا کا نام نہیں لیکر ہونا اسی حلال جانتا لیکن ہمیں جہت جب ان جنونی کا اپنا ترشیر ہوا

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ہر ایک
ہڈی جسپر خدا تعالیٰ کا نام لیا جاوے تو دیکھو کہ شیطانونکی غذا یعنی جسپر نام خدا
ترک ہوا ہو وہ اُنکے لئے مباح نہ فرمائی اور نشہ آور چیز کا شیطان کے لئے
پانی ہونا اِسطرح ہی کہ اللہ تعالیٰ شراب اور جوے اور بتون اور پانسون کے
باب مین فرماتا ہی کہ وہ گندے کام شیطان کے ہین اس سے معلوم ہوا کہ جو شراب کے
دوست اوسکی اجازت سے بناتے ہین اوسمین سے وہ بھی پیتا ہے اور اوسکے بنانے
اور پینے اور گناہ اور عذاب مین اونکا شریک ہوتا ہی اور بازارونکو شیطان کی
مجلس ہونیکی یہہ وجہ ہے کہ حدیث شریف مین ہی کہ شیطان اپنا جھنڈا بازار مین کھڑا
کرتا ہی اسیو اسطے بازار مین نکمی بات اور غلط اور شور اور چوری اور دغا بازی اور
بہت سی اوسکی حرکات ہوتی ہین اور اللہ تعالیٰ کی پرانی کتابون مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف یہہ کو ہی کہ وہ بازارون مین چلانے والے نہونگے اور حمام کے خانہ
شیطان ہونے پر یہی شاہد ہی کہ حمام نماز کی جگہہ نہین چنانچہ ابو سعید کی حدیث مین ہے
کہ زمین بالکل مسجد ہے سوا مقبرہ اور حمام کے اور ایک وجہ یہہ ہی کہ حمام برہنگی کی
کھلنے کی جگہہ ہی اور نیز وہ آگ پر بنا ہوتا ہی جو شیطانکی اصل ہی اور شیطان اُسی سے بنا ہی اور
مزمار کا شیطانی آواز ہونا تو ظاہر ہی ہے کیونکہ راگ اُسکا قرآن ہی اور ناچ اور ہاتھونکی گت

الذین آمنوا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... الزاد فقال لکم کل عظم ذکر اسم اللہ علیہ فلم یدع لہم طعام ... الشیاطین ... واما کون الشراب ... قال تعالی فی الخمر والمیسر والانصاب والازلام انہا رجس من عمل الشیطان فہو یشرب من الشراب الذی عملہ اولیاءہ بامرہ فشارکہم فی عملہ وشربہ واثمہ وعقوبتہ واما کون الاسواق مجلسہ ففی الحدیث انہ یرکز رایتہ بالسوق

وکذا حضرۃ اللغو واللغط والصخب والخیانۃ والغش ... وفی کتب اللہ وصف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بانہ لیس بصخاب فی الاسواق واما کون الحمام بیتہ ففی حدیث ابی سعید ...

یعنی سینٹی ابرتالی اوسکی نماز سے تو ضرور ہے کہ ان نماز کا کوئی اذان
دینے والا اور امام اور مقتدی بھی ہو پس مزمار تو موذن ہے اور گویا امام ہے اور
اور حاضرین مجلس مقتدی ہین آور جھوٹ کا شیطانکی بات ہونا اسلئے ہے کہ وہ جھوٹ کا
اور جھوٹ کا حکم کرتا ہے اور اوسکو زینت دیتا ہے تو جو جھوٹ دنیا مین ہوتا ہے وہ اُسکے
سکہانے اور گفتگو سے ہے آور کاہن جو شیطان کے پیغمبر ہین اسکی وجہ یہہ ہے کہ مشرک
اونکی طرف دوڑتے ہین اور اپنی جزئی بڑی کاموں مین اونکی پناہ ڈہونڈہتے ہین اور
اونکو تصدیق کرتے ہین اور اونکو پنچ کرکے اونکی حکمون پر راضی ہوتے ہین جیسے رسولون
کے پیرو رسولونکے ساتہہ کرتے ہین کہ اس بات کے معتقد ہوتے ہین کہ انکو علم غیب ہے
تو جسکا کاہن مشرکونکی نزدیک بمنزلہ پیغمبرونکی ہین اور اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اوسکی تصدیق کی تو وہ اُس چیز کا منکر ہے
جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتری ہے۔ اسلئے کہ رسولون اور کاہنون مین ضد ہے کیونکہ آدمی
دو قسم کے ہین کاہنونکی پیرو اور رسولونکی پیرو تو ایک بندہ مین دونو باتین جمع نہین
ہوسکتین کہ انہین سے بھی ہو اور انہین سے بھی بلکہ جسقدر کاہن سے قرب ہوگا اوسیقدر
رسول سے دوری ہوگی اور جتنا اوسکو سچ جانیگا اُتنا ہی رسول کو جھٹلاویگا اور یہہ جو
مذکور ہوا کہ شیطانکی شکار کاہن عورتین ہین اسکی وجہ اگلی فصل مین آویگی اب اصل مقصود

کیطرف رجوع کرتے ہین کہ راگ حرام شیطانکا قران ہی اور جب اوسنے چاہا کہ اہل
باطل والونکے نفس اکٹھے ہون تو اوسکی ساتھ آلات کی زینت اور کردی اور یہہ کہ کسی
خوبصورت عورت خواہ لڑکے سے سُنا جاے تاکہ زیادہ تر مقتضی ہو کہ نفس اوسکی قرات
کو قبول کرین اور قرآن مجید کی عوضمین اسکو اختیار کرین **فصل** اور اوسکا نام صوت
احمق اور صوت فاجر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکہا ہوا ہی جو صادق اور مصدق
ہین ترمذی نے حدیث ابن ابی لیلی سے اور انہون نے عطا سے اور انہون نے جابر سے روایت
کی ہی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد الرحمن بن عوف کے ساتھ باغ خرما کیطرف تشریف
لیگیے اتفاقاً آپکے صاحبزادے ابراہیم مرنے لگے آپنے اونکو اپنی گود مین لیلیا اور آنکہون
سے آنسو جاری ہوے حضرت عبد الرحمن نے عرض کیا کہ بہلا آپ روتے ہین آپ تو لوگونکو رونیسے
منع فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ مین نے رونیسے منع نہین کیا مین نے صرف دو آوازون
احمق اور فاجر سے منع کیا ہی ایک وہ آواز کہ لہو و لعب اور شیطانکی بانسلیونکی نغمہ کیوقت
ہو دوسرے وہ آواز کہ مصیبت کیوقت یعنی منہ نوچنے اور گریبان پہاڑنے اور فریاد
کیوقت ہو اور یہہ جو مین روتا ہون رحمت ہی جو ترس نہین کرتا اوسپر ترس نہین کیا جاتا
(پہر یون فرمایا) اگر یہہ امر حق اور سچا وعدہ نہوتا اور یہہ کہ ہم مین سے پچھلا شخص عنقریب
اول سے جا ملیگا تو ہم تجھپر اس سے بھی زیادہ سخت غم کرتے اور ہم تیری وجہہ سے غمزدہ ہین

آنکھ روتی ہی اور دل غم کرتا ہی اور ہم نہین کہتی وہ بات کہ ناراض کری پروردگار
کو ترمذی نے کہا ہی کہ یہہ حدیث حسن ہے تو اب انصاف فرمائیکو دیکھو جس سے
راگ کا نام صوت احمق تاکید سے ثابت ہی اور اسی پر اکتفا نفرمایا یہانتک کہ اوسکو
بدکاری کے ساتھہ موصوف کیا اور اسپر بھی بس نکیا تھے کہ اوسکا نام مزامیر شیطان
کیا اور حضرت ابوبکر رضہ نے جو راگ کو مزمور شیطان کہا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُسکو ثابت رکھا اور آپکا یہہ فرمانا انما نہیت حرمت کی بابمین لاتفعل کی نسبت کی
کاملہ سے اسلئے کہ لاتفعل مین احتمال نہی اور دوسری چیز کا بھی ہی بخلاف نہیت کے
کے تو جو شخص اس سے بھی حرمت نہ سمجھے وہ کسی نہی سے نہ سمجھیگا **فصل** اور راگ کا
نام صوت شیطان اسلئے ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ (اور گھبرا دے اونمین جسکو کہ اپنے)
بِصَوْتِكَ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہی کہ بصوتک سے مراد ہر ایک امر (اپنی آواز سے)
گناہ کیطرف بلانیوالا ہی اور ظاہر ہی کہ راگ معصیت کیطرف بڑی بلانیوالوں سے ہی
اور ابن ابی حاتم ہی نے مجاہد سے روایت کیا ہی کہ شیطانکی آواز راگ اور جھوٹ ہی
اور نیز جریر بن منصور سے اور انہوں نے مجاہد سے روایت کیا ہی کہ اوسکی آواز مزامیر ہین
اور مجاہد نے حسن بصری سے روایت کیا ہی کہ آواز اوسکی دف ہی اور یہہ اضافت تخصیصی
ہی جیسے اضافت سوار اور پیادونکی بھی اوسکی طرف تخصیصی ہی اسصورت مین جو طاعت

فصل وامّا تسمية صوت الشيطان
فقال تعالى واستفزز من استطعت منهم
بصوتك واخرج ابن ابي حاتم عن ابن عباس
بصوتك كل داع الى المعصية ومن المعاصي
الغناء من اعظم الدواعي الى
المعصية واخرج ايضا عن مجاهد
قال صوته الغناء والباطل
واخرج ايضا عن جرير بن منصور
عن مجاهد قال صوته المزامير
واخرج عن الحسن البصري
قال صوته الدف
الاضافة تخصيصية كما ان اضافة [illegible]
والرجال اليه كذلك

الہی کے سوا بولنی والا اور نفیری یا بانسلی یا دف حرام یا ڈہول سی آواز کرنیوالا ہوگا تو وہ
آواز شیطان ہی کی ہی اور جو شخص خدا تعالی کی نافرمانی مین اپنی دو نو پاؤن پر چلتا ہوگا وہ
اُسکا پیادہ ہے اور جو شخص خدا تعالی کی نافرمانی مین سوار ہوگا وہ اُسکا سوار ہی اگلی لوگون نے
اسیطرح فرمایا ہے جیسا کہ ابن عباس سی مروی ہی کہ اُنہون نے فرمایا کہ جو پانو خدا تعالی کی
معصیت مین چلے وہ شیطان کا پیادہ ہے اور مجاہد کہتی ہین کہ جو غیر طاعت الہی مین لڑے وہ اُسکا
پیادہ ہے اور قتادہ فرماتی ہین کہ شیطان کی سوار و پیادے جن و انسان سی دونو ہین **فصل** اور راگ کا نام
مزمور شیطان ہونیکی یہہ وجہ ہی کہ صحیحین مین حضرت عائشہ سی مروی ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری یہان ایسی وقت تشریف لائی کہ میری پاس دو لڑکیان بعاث
کی لڑائی کا گیت گا رہی تہین آپ نے بستر پر لیٹ کر اپنا مُنہ پہیر لیا اور حضرت ابو بکر رض
اندر آئی اور مجکو جہڑکا اور فرمایا کہ مزمار شیطان ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر رض کیطرف متوجہ ہوئی اور فرمایا کہ
اونکو کچہہ مت کہو جب آپ غافل ہوئی تو مین نے اُن لڑکیونکی طرف آنکہہ سی اشارہ کیا وہ
دونو باہر چلی گئین — اس حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر رض
پر راگ کو مزمار شیطان کہنی کا انکار نکیا اور اُن دونو لڑکیونکو گانے پر قائم رکہا
اسلئی کہ وہ دونو نابالغ لڑکیاں تہین کہ عربونکا راگ جو بعاث کی لڑائی کی نسبت

قال رجاله كل راجل مشت في معصية الله فهو من رجاله وقال قتادة ان له خيلا ورجالا من الجن والانس
وقال مجاهد كل رجل يقاتل في غير طاعة الله
السلف كما روي عن ابن عباس فهو من خيله كل راكب في معصية الله
فصل والتسمية بمزمور الشيطان ففي الصحيحين عن عائشة رضي الله عنها
قالت دخل علي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعندي جاريتان تغنيان بغناء بعاث فاضطجع على الفراش وحول وجهه
ودخل ابو بكر فانتهرني وقال مزمارة الشيطان عند النبي صلى الله عليه وآله وسلم فاقبل عليه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال
دعهما فلما غفل غمزتهما فخرجتا
وفيه انكار النبي صلى الله عليه وسلم على ابي بكر تسميته الغناء مزمار الشيطان واقرهما لانهما جاريتان غير مكلفتين تغنيان بغناء الاعراب الذي قيل في يوم حرب بعاث

وغیرہ کے باب مین نہا گاتی تہین اور دن بہی عید کا دن تہا اب گروہ شیطانی نے اسمین بہت سا پہیلاو اکر لیا کہ اجنبی عورت اور امرد لڑکے تک کا راگ سننے لگے جیسکی آواز اور صورت دونون فتنہ ہون اور راگ بہی وہ گاوے جو موجب زنا اور بدکاری اور شراب خواری کا ہوا اور اوسپر طرہ یہہ کہ آلات لہو کے ساتہہ ہو جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند حدیثون مین حرام فرمایا چنانچہ مذکور ہونگی اور تالی اور ناچ اور ایسی بُری باتین اُنکی ضمیمہ ہون کہ اونکو کوئی بت والون سے بہی حلال نجانتا ہو چہ جائیکہ کوئی اہل علم اور ایمان والا حلال جانے اور اپنی حجت اونہین دو نونا بالغ لڑکیونکی راگ کو کرتی ہین کہ جنہونے عرب والونکی شجاعت وغیرہ کا گیت عید کے دن بدون تغیری اور دف اور ناچ اور تالی کے گایا تہا اور اس متشابہ حدیث کے لئے حدیث صریح محکم کو چہوڑ دیتے ہین اور اسپر کیا موقوف ہے ہر باطل والیکا یہی دستور ہے۔ ہان ہم نے حرام کہین اور نہ مکروہ جانین اسقدر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گہر مین اسصورت پر ہوا تہا بلکہ ہم اور سب اہل علم اور ایمان تو اُس راگ کو حرام کہتے ہین جو اسکے خلاف ہو

فصل راگ کا نام سمود ہونیکی وجہ یہ ہے کہ عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے اس کلمہ کی تفسیر مین وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ (اور تم کہیلتی ہو) روایت کیا ہے کہ حمیر کی زبان مین سمود غنا کو کہتے ہین وہ لوگ کہتے ہین کہ اسمُد لنا اسکے یہہ معنی ہین کہ ہمارے لئے گاؤ چنانچہ سمود شعر مین

اسی معنون مین وارد ہوا ہی ابو عبیدہ کہتی ہین کہ سمود اوس شخص کو کہتی ہین جسکی لئی راگ گایا
جاوی اور عکرمہ فرماتی ہین کہ جب لوگ قران کو سنتی تہی تو گیت گاتے تہی اسلئی یہ آیت
اتری اور اس آیت مین جو سمود کی معنی غفلت اور سہو اور تکبر اور غضب اور خفگی کی ہین
وہ ان معنون مذکورہ بالا کے مخالف نہین ہین اسلئی کہ راگ ان سب امور کا جامع اور سبکا موجب
غرضکہ راگ کی نام غنا کے سوا چار وہ ہوئی **فصل** کہیل کے سامان اور باجونکو جو حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام فرمایا ہی اوسکی بیان مین۔ عبد اللہ بن غنم کہتی ہین کہ
حدیث بیان کی مجہسی ابو عامر یا ابو مالک اشعری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ آپنے
فرمایا کہ میری امت مین سی کچہہ لوگ ہونگی کہ زنا اور ریشمی کپڑی اور شراب اور باجون کو
حلال جانینگی اور کچہہ تو مین پہاڑ کی برابر مین اترینگی اونپر چرواہا انکی بکریان شام کو لاویگا
اونکی پاس کوئی حاجت کا طالب آویگا تو کہینگی کہ کل صبح کو آنا پہر اللہ تعالی اونپر شبخون
مارےگا اور پہاڑ کو انپر گرا دیگا اور دوسرونکو بندر اور سور کر دیگا قیامت کی دن تک روایت
کیا اسکو بخاری نے اوس باب مین جسمین یہہ ہے کہ جو شخص شراب کو حلال جانے اور اوسکا نام
شراب کے سوا کچہہ اور رکہی اور بخاری نے اس سی دلیل کی ہی اور یقینا اسکی تعلیق کی ہی
اور ابن حزم نے جو اسمین طعن کیا ہی کہ یہ حدیث منقطع ہی اسوجہ سی کہ اسکی سند بخاری سے
متصل نہین بیان کی ہی کہہ یا ہی ہشام بن عمار ایسا کہتی ہین اور اس وہم کا جواب کئی طرح سے

احدهما ان البخاري قد لقي هشام بن عمار وسمع منه فاذا قال قال هشام فهو بمنزلة قوله عن هشام الثاني انه لو لم يسمعه منه فهو لم يستجز الجزم به عنه الا وقد صح عنده انه حدث به

اول یہہ کہ بخاری نے ہشام بن عمار سے ملاقات کی اور اونسے سنا ہے پس جب قال ہشام کہا تو ایسا ہی ہے کہ عن ہشام کہا دوسرے یہہ کہ اگرچہ بخاری نے ہشام سے نہین سنا تب بھی اوسکا یقیناً ہشام سے ہونا جب دریافت کیا تو یہی معلوم ہوا کہ ہشام نے اسکو بیان کیا ہے اور ایسا اتفاق بسبب ایک استاد کی بہت سے راوی ہونے اور اوسکی مشہور ہونیکے اکثر ہو جایا کرتا ہے ورنہ بخاری تمام مخلوق کی نسبت کردہ ہو کا دینے سے بعید تر ہین تیسرے یہہ کہ بخاری نے اوسکو اپنی کتاب مین جسکا نام صحیح ہے حجت کی طور پر داخل کیا ہے پس اگر اونکی نزدیک حدیث صحیح نہوتی تو کبھی ایسا نکرتے چوتھے یہہ کہ بخاری نے یقین کے الفاظ اسکی تعلیق کی ہے سست الفاظ سے نہین کی جب وہ حدیث مین توقف کرتے ہین یا اونکی شرط کی موافق نہین ہوتی تو یہہ کہتی ہین کہ روایت کیا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یا ذکر کیا جاتا ہے یا اور اسیطرح کا لفظ بولتے ہین پس جب یون بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یقین کر لیا کہ اس حدیث کی نسبت انکی طرف ہے پانچوین یہہ کہ ہم اگر ان سب باتون سے بالکل روگردانی کر لین تب بھی حدیث مذکور سوا بخاری کے اورون کے نزدیک متصل ہے چنانچہ ابو داود نے اسکو روایت کیا ہے اور ابو بکر اسمعیلی نے اپنی کتاب صحیح مین اسکو مسند وار بیان کیا ہے اور صرف ابو عامر کا نام لیا ہے شک نہین کیا جیسے بخاری نے ابو مالک اشعری کا نام ابو عامر کے ساتھ لکھا ہے اور اس حدیث کی دلالت کی وجہ حرمت پر یہہ ہے کہ سب لغت والون کا اتفاق ہے کہ معازف سب کھیل کے آلات کو کہتے ہین

اور اگر یہہ حلال ہوتے تو اونکو حلال جاننے پر لوگونکی مذمت آپ نفرماتے اور اُنکے
حلال جاننے کو شراب اور خز کے حلال جاننے کے ساتھہ ذکر نفرماتے اسلئے کہ اگر لفظ حر حاء
مہملہ اور راء مہملہ سے ہے تو اوسکے معنی حلال جاننے ستر حرام کے ہین اور اگر خاء منقوطہ
اور زاء منقوطہ سے ہے تو وہ ایک قسم ریشم کی ہے وہ نہین ہے جسکا پہننا صحابہ سے ثابت
ہوا ہے اسلئے کہ وہ پشمینہ یا ریشمی کپڑا نہ تھا اور حدیث دو نو طرح پر روایت کی گئی ہے
اور ابن ماجہ نے اسناد صحیح سے ابو مالک اشعری سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے کہا کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری اُمت مین سے کچھہ لوگ شراب پیوینگے اور اسکا
نام کچھہ اور رکھہ لینگے اور اونکے سرون پر سازون اور گانیوالیونکی آواز ہوگی اللہ تعالے
اونکو زمین مین دہسا دیگا اور اُنمین سے بندر اور سور کر دیگا اِس حدیث مین اگرچہ یہہ عیبان
سب فعال پر ہے مگر مذمت و وعید مین سے ہر فعل پر ایک حصہ جب بہی ہے اور اسی باب
مین سہل بن سعد ساعدی اور عمران بن حصین اور عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس اور
ابوہریرہ اور ابو امامہ باہلی اور حضرت عائشہ اور حضرت علی اور انس اور عبد الرحمن
بن سابط اور غازی بن ربیعہ سے احادیث مروی ہین اور ہم اُن سبکو لکھتے ہین تاکہ اُن سے
قرآن والونکی آنکھین ٹھنڈی ہون اور شیطانی راگ والونکے گلے مین اٹکین سہل کی حدیث
کو تو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری

است مین زمین مین دھنسنا اور صورت کا بدلجانا ہوگا لوگون نے عرضکیا کہ یہ بات کب
ہوگی یارسول اللہ فرمایا جب ساز اور گانیوالیان ظاہر ہونگی اور شراب حلال جانی
جاویگی آور عمران بن حصین کی حدیث کو ترمذی نے اعمش سے اور انہون نے ہلال
بن یساف سے اور انہون نے عمران سے روایت کیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ جب ظاہر ہون گانیوالیان اور ساز اور پی جاوین شرابین یعنی اوسوقت خسف اور مسخ
است مین ہوگا ترمذی نے کہا ہی کہ یہہ حدیث غریب ہی آور حدیث عبداللہ بن عمر کو احمد
نے اپنی مسند مین اور ابوداود نے ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب اور جوے اور کوبہ اور غبیرا کو حرام فرمایا اور ہر نشہ آور چیز
حرام ہی اور احمد کے الفاظ اسطرح ہین کہ اللہ تعالی نے میری امت پر شراب اور جوے اور
چنے کی شراب اور کوبہ اور قنین کو حرام فرمایا آور حدیث ابن عباس بھی مسند مین آپ سے
مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب اور جوے اور
کوبہ کو حرام فرمایا اور ہر نشہ آور چیز حرام ہی اور کوبہ نقارہ کو کہتے ہین یہہ سفیان کا قول ہی
اور بعض کہتے ہین کہ بربط کو کہتے ہین اور قنین حبشی زبان مین تمبورہ کو کہتے ہین اور غبیرا ایک
بجانیکا نام ہی یہہ ابن اعرابی کا قول ہی آور ابو ہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے روایت
کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ مال غنیمت کو دولت جانین اور

امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو ڈانڈا اور علم کو دین کے سوا اور چیزونکی لئے سیکھین اور مرد اپنی بی بی کی اطاعت کرے اور اپنی ماکی نافرمانی اور اپنے دوست کو پاس بٹھاوے اور باپکو دور کرے اور آوازین مسجد مین ظاہر ہون اور گروہ مین سردار اونمین کا فاسق شخص ہو اور لوگونکا رئیس و کفیل انمین کا کمینہ ہو اور آدمی کی عزت اوسکی بدی کے خوف سے کیجاوے اور گانیوالیان اور باجے ظاہر ہون اور شراب پیجاوے اور اس امت کے آخر کے لوگ اول کے لوگون پر لعنت کرین تو چاہیے کہ اسوقت منتظر ہون سرخ آندہی اور بہونچال اور زمین مین دہنسنے اور پتہر پڑنے کے اور چہرہ اور نشانیان اسطرح آوینگی جیسے موتیونکی ہار کی لڑی ٹوٹکر موتی متواتر گرتے ہین ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے اور ابن ابی الدنیا نے اوسکو ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کچھہ لوگ اس امت کی آخر زمانہ مین صورت بدلکر بندر اور سور ہوجاوینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ گواہی دیتے ہونگے کہ کوئی معبود نہین سوای اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہین خدا کے آپنے فرمایا ہان گواہی دینگے اور روزہ و نماز بجا لاتے ہونگے کسی نے عرض کیا کہ پہر اونکا یہ حال کیون ہوگا آپنے فرمایا کہ وہ سازون اور دفون اور گانیوالیونکو اختیار کرینگے رات کو تو شراب اور لہو مین مصروف رہے صبح کو انہی تو بندر اور سور کی صورت پر ہو گئے اور حدیث ابو امامہ کی احمد کی مسند مین اور ترمذی مین

اونسے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جماعت میری امت
میں سی کہانے اور پینے اور کہیل اور کود میں رات بسر کرینگے پہر صبح کو بندر اور سور ہوجاوینگے
اور انکے قبیلوں میں سی ایک قبیلہ پر آندہی بہیج دیجایگی وہ اونکو لیجاویگی اور کہاڑ دیگی جیسا
تم سی پیشتر کے لوگوں کو کہاڑ دیا اسوجہ سی کہ وہ شراب کو حلال جانتے تہے اور دف بجاتے
تہے اور گانیوالیوں کو اختیار کرتے تہے اس حدیث میں فرقد سبخی راوی ہی اور وہ بڑے
نیکبختوں میں سی ہی مگر حدیث میں قوی نہیں ترمذی کہتے ہیں کہ اوسکے باب میں یحیی بن سعید
نے کلام کی ہی اور اوس سی لوگ روایت کرتے ہیں اور اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے
سعید بن مسیب سے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کی ہی اور ابو امامہ سے
مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں سی ایک قوم کہانے اور پینے
اور کہیل میں رات گذاریگی اور صبح کو بندر اور سور کی صورتیں ہوجاویگی اور اونکو زمین میں
دہنسنا اور پتہر پڑنا بہی پہنچیگا یہانتک کہ لوگ صبح کو کہینگے کہ آج رات فلانے کا گہر
دہنس گیا اور فلان شخص کا خانمان دہنس گیا اور اونپر آسمان سی پتہر بہیجے جاوینگے جیسے لوط
کی قوم کے قبائل اور گہروں پر بہیجے گئے تہے اور اونپر وہ آندہی سخت بہیجی جاویگی جسنے عاد کی
قوم کو شراب پینے اور سود کہانے اور گانیوالیوں کے رکہنے اور قرابت کو توڑنے کی باعث
ہلاک کیا تہا اور احمد کی مسند میں عبد اللہ بن زحر کی حدیث علی بن یزید سی مروی ہی وہ

عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال تبيت طائفة من
أمتي على أكل وشرب ولهو ولعب
ثم يصبحون قردة وخنازير ويبعث
على أحياء من أحيائهم ريح فتنسفهم
كما نسفت من كان قبلهم باستحلالهم الخمر وضربهم بالدفوف
واتخاذهم القينات وفي إسناده فرقد السبخي
وهو من كبار الصالحين ولكنه ليس بالقوي وقال الترمذي
تكلم فيه يحيى بن سعيد وقد روى عنه الناس
ورواه ابن أبي الدنيا عن سعيد بن المسيب مرسلا وعن أبي أمامة
عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال
يبيت قوم من هذه الأمة على طعم وشرب ولهو ولعب فيصبحون
وقد مسخوا قردة وخنازير وليصيبنهم خسف وقذف
حتى يصبح الناس فيقولون خسف الليلة ببني فلان
وخسف الليلة بدار فلان ولترسلن عليهم حجارة من
السماء كما أرسلت على قوم لوط على قبائل منها
وعلى دور ولترسلن عليهم الريح العقيم التي
أهلكت عادا بشربهم الخمر وأكلهم
الربا واتخاذهم القينات
وقطيعتهم الرحم وفي مسند
أحمد من حديث عبيد الله
بن زحر عن علي بن يزيد

روایت کرتے ہین قاسم سے اور وہ ابو امامہ سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجکو عالم کی رحمت اور ہدایت کیلئے بھیجا ہے اور مجکو حکم کیا ہے کہ بانسلیان اور بربطون اور باجون اور آن بتونکو جنکی پرستش کفر کے ایام مین ہوتی تھی مٹا دون بخاری نے کہا ہے کہ عبید اللہ بن زحر معتبر شخص ہے اور علی بن یزید ضعیف ہے اور قاسم بن عبد الرحمن یعنی ابو عبد الرحمن معتبر ہے اور ترمذی اور احمد کی مسند مین ٹھیک اسی اسناد سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گانیوالی لونڈیونکو نہ بیچو نہ خرید و اونکو پڑہاؤ اور اونکی تجارت مین کچھ بہتری نہین اور اونکا ثمن حرام ہے اور اسی جیسی معاملہ مین یہ آیت اُتری ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ (اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کھیل کی باتون کے تا بہکاوین اللہ کی راہ سے) اور حدیث حضرت عائشہ رض کی ابن ابی الدنیا نے محمد بن المنکدر سے اور اونہون نے حضرت عائشہ رض سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت مین زمین مین دھنسنا اور صورت بدلجانا اور پتھر کا پڑنا ہوگا حضرت عایشہ نے کہا کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین گے پھر آپنے فرمایا کہ جب ظاہر ہون گانیوالیان اور ظاہر ہو سود اور پیجاوے شراب اور پہنا جاوے ریشمی کپڑا تو اوسوقت وہ باتین مذکورہ بالا ہونگی اور ابن ابی الدنیا نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ وہ اور اونکے ساتھ ایک اور شخص حضرت عایشہ رض کی خدمت مین گئے اوس شخص نے حضرت عایشہ رض

عن القاسم عن ابي امامة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ان الله بعثني رحمة وهدى للعالمين وامرني ان امحق المزامير والمعازف والاوثان التي كانت تعبد في الجاهلية قال البخاري عبيد الله بن زحر ثقة وعلي بن يزيد ضعيف والقاسم بن عبد الرحمن ابو عبد الرحمن ثقة وروى الترمذي ومسند احمد بهذا الاسناد بعينه ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لا تبيعوا القينات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير في تجارة فيهن وثمنهن حرام في مثل هذا انزلت ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله واما حديث عائشة فاخرج ابن ابي الدنيا عن محمد بن المنكدر عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يكون في امتي خسف ومسخ وقذف قالت عائشة يا رسول الله وهم يقولون لا اله الا الله فقال اذا ظهرت القينات وظهر الربا وشربت الخمر ولبس الحرير كان ذا عند ذا واخرج ابن ابي الدنيا عن انس انه دخل على عائشة ورجل معه فقال لها الرجل يا ام المؤمنين

سے کہا کہ ہمسے زلزلہ کی بات کرو اونہوں نے فرمایا کہ جب لوگ سود کو مباح جانین اور
شراب پیوین اور باجے بجاوین تو اللہ تعالی اپنے آسمان میں غیرت کریگا اور زمین کو ارشاد
کریگا کہ کانپ پس اگر لوگوں نے توبہ کی اور باز رہے تو خیر ورنہ میں اونکو اوپر گرادونگا
حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یا ام المومنین کیا یہ عذاب ہے فرمایا بلکہ ایمانداروں
کی لئے نصیحت اور رحمت اور برکت ہے اور کافروں پر سختی اور عذاب و نار اضی ہے حضرت
انس فرماتے ہیں کہ میں نے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی حدیث نہیں سنی جس کی
مجکو اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی اس حدیث سے ہوئی اور حدیث حضرت علی کی یعنی ابن ابی طالب
سے مروی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت
پندرہ باتیں کریگی تو ان پر بلا نازل ہوگی لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا
کہ جب غنیمت دولت ہو جاوے اور امانت غنیمت اور زکوۃ تاوان اور اطاعت کرے مرد اپنی
بی بی کی اور نافرمانی کرے ماں کی اور سلوک کرے دوست سے اور ظلم کرے باپ پر اور بلند ہوں
آوازیں مسجد میں اور قوم کا رئیس ان میں کا کمینہ ہو اور آدمی کی عزت اوسکی بدی کے ڈر سے
کیجاوے اور شرابیں پیجاویں اور ریشمی کپڑا پہنا جاوے اور گانیوالیاں رکھی جاویں اور باجے
اور امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو لعنت کریں تو اوسوقت لوگ سرخ آندھی اور زمین میں دہنسنے
اور صورت بدلنے کی منتظر رہیں ف مترجم کہتا ہے کہ پندرہویں بات اصل میں نہیں لکھی تھا لیکن

حدثنا عن ... اذا فقالت اذا
استباحوا الربا وشربوا الخمور وضربوا فقال
بالمعازف غار الله عز وجل في سمائه فقال
تزلزلي فان تابوا ونزعوا والا هدمها عليهم
قالت قلت يا ام المؤمنين
اعذاب عليهم قالت بل موعظة
ورحمة وبركة للمؤمنين ونكال
وعذاب وسخط على الكافرين قال انس
فما سمعت حديثا بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم
انا اشد به فرحا مني بهذا الحديث
حدثنا [illegible] عن علي بن ابي طالب
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا عملت امتي خمس عشرة خصلة حل بها
البلاء قيل يا رسول الله وما هن قال اذا
كان الفيء دولا والامانة مغنما والزكاة
مغرما واطاع الرجل زوجته
وعق امه وبر صديقه وجفا اباه
وارتفعت الاصوات في المساجد
وكان زعيم القوم ارذلهم
واكرم الرجل مخافة شره
وشربت الخمور ولبس الحرير
واتخذت القينات والمعازف
ولعن آخر هذه الامة اولها فليرتقبوا
عند ذلك ريحا حمراء او خسفا او مسخا

علامات قیامت

کاتب سی چہوٹ گئی حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث مین گذر چکی ہی کہ وہ سیکہنا علم کا دین کی
سوا اور بات کی لئی ہو آور حدیث انسؓ کی ابن ابی الدنیا نے اسکو روایت کی ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ کچہہ لوگ کہا پیکر باجا بجا کر رات کو سو وینگے پہر صبح کو وہی
سند و نپر بندر اور سور ہوجا وینگے آور حدیث عبدالرحمن بن سابط کی بہی ابن ابی الدنیا نے
اوسکو نقل کی ہی کہ آنہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت مین زمین
مین دہنسنا اور پتہر برسنے اور صورت بدلنی ہوگی لوگون نے عرض کیا کہ یہہ حال کب ہوگا آپنے
فرمایا کہ جب لوگ باجونکو ظاہر کرینگے اور شرابونکو حلال جانینگے آور حدیث غاز بن ربیعہ
کی بہی ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہی اور اوسکی عبارت یہہ ہی کہ کچہہ لوگ اپنی مسندون
ہی پر بندر اور سور ہوجا وینگے اپنی شراب پینے اور بربطونکی بجانے اور گانیوالیونکی جہت سے
ابن ابی الدنیا نے کہا ہی کہ حدیث بیان کی ہمسی عبدالجبار بن عاصم نے اور اون سے حدیث بیان
کی مغیرہ بن مغیرہ نے صالح بن خالد سی اور اونہون نے پونہچایا سند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تک کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت مین سی لوگ ریشم کا کپڑا اور شراب
اور ساز حلال جانینگے اور اللہ تعالی انمین موجود لوگونپر ایک بڑا پہاڑ لا دیگا یہانتک کہ
اوسکو اونپر پہینکدیگا اور دوسری بندر اور سور کی صورت ہوجا وینگے آور ابی شیبان
ہذلی سی روایت کی ہی کہ اونہون نے کہا مین نے زقد سنجی سے پوچہا کہ ای ابو یعقوب ابن

عجیب باتون مین سی جو تمنی توریت مین پڑہی ہین کچہہ مجکو بتلاؤ اونہون نے فرمایا کہ ای
ابو شیبان بخدا مین اپنے رب پر جہوٹ نہین بولتا ہون اسکو دو یا تین بار کہا مین نے
توریت مین پڑہا ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مسخ اور قذف اور خسف اہل قبلہ مین
ہوگا راوی کہتے ہین کہ مین نے پوچہا کہ ای ابو یعقوب انکے اعمال کیا ہونگی کہا کہ گانے والیونکو
رکہینگی اور دف بجاوینگی اور ریشمی کپڑا اور سونا پہنینگی اور اگر تم زندہ ہو جاؤ تک کہ
تین کام دیکہو تو یقین کرو اور آمادہ ہو جاؤ اور ڈرو مین نے پوچہا کہ وہ کیا ہین فرمایا
کہ جب مرد مردون سے اور عورتین عورتون سے کام نکالین اور عرب کے لوگ عجم کے برتنون کی
رغبت کرین اسوقت تمکو امور مذکورہ کرنی چاہئین مین نے کہا کہ خاص عرب والی ایسی
ہون کہا کہ نہین بلکہ اہل قبلہ پہر کہا کہ بخدا کچہہ لوگونپر آسمان سے پتہر گرائے جاوینگے کہ
رستون مین اور اپنی جگہون مین اونسے اونکے سر توڑ جاوینگے جیسے حضرت لوط کی قوم
کے ساتہہ کیا گیا اور دوسری لوگ بندر اور سور کر دئے جاوینگے جیسے بنی اسرائیل کے
ساتہہ معاملہ ہوا اور کچہہ لوگ زمین مین دہنسا دئے جاوینگے جیسے قارون کو دہنسا دیا گیا غرضکہ
اخبار اس امت مین مسخ ہونیکے لئے ایکدوسرے کی مدد کرتے ہین اور اکثر حدیثون مین مسخ
کی قید راگ والون اور شراب خوارون پر لگی ہوئی ہے اور بعض حدیثون مین یہ قید بہی کوئی
سالم بن ابی الجعد کہتے ہین کہ لوگونپر ایک ایسا وقت آویگا کہ وہ ایک شخص کے دروازہ

قال ان اهل القبلة ثم
لا الا العرب خاصة
قال والله ليقذفن رجال من السماء
بحجارة تشدخهم في دورهم
كما فعل بقوم لوط وليمسخن آخرون قردة و
خنازير كما فعل ببني اسرائيل وليخسفن بقوم
كما خسف بقارون

بوقوع الخسف في هذه الامة
وهو متفق في اكثر الاحاديث
باصحاب الغناء وشرب
الخمر وفي بعضها مطلقا وقال
سالم بن ابي الجعد ليأتين على
الناس زمان يجتمعون فيه على باب

یمشی الرجلان الی الامر یفعلانه فیمسخ احدهما قردا او خنزیرا فلا یمنع الذی نجا منهما ما رای بصاحبه ان یمضی الی شانه ذلک ویمضی شهوته وقال عبد الرحمن بن غنم یوشک ان یقعد اثنان علی رحی یطحنان فیمسخ احدهما والاخر ینظر وقال مالک بن دینار

وقال ابو هریرة لا تقوم الساعة حتی ... فیرجع الیه وقد مسخ قردا او خنزیرا ... الرجل علی الرجل فی حانوته ... الیهم وقد مسخوا قردة وخنازیر ... فیطلبوا الی الله حاجتهم فیخرج ... رجال ینتظرون ان یخرج الیهم

پر لوگ اکٹھی ہونگی اور اسباب کے منتظر ہونگے کہ وہ اُن تک آوی تو اوس سی اپنی حاجت طلب کریں وہ جب نکلیگا تو بندر یا سور کی صورت کا ہو گیا ہو گا ۔ اور ایک شخص دوسرے پر گذریگا کہ وہ اپنی دوکان میں فروخت کر رہا ہو گا پھر جو پھر کر آویگا تو وہ بندر یا سور ہو چکا ہو گا اور ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ قیامت برپا نہوگی جبتک کہ یہ حال نہو کہ دو شخص ایک کام کرنیکو نکلیں اور ایک اُنمیں سی بندر یا سور ہو جاوے تو دوسرا شخص اوسکا یہ حال دیکھکر اپنی خواہش پورا کرنیسے باز رہی بلکہ جس کام کو نکلا تھا بدستور چلا جاوے اور عبدالرحمن بن غنم نے کہا ہی کہ قریب ہی کہ دو شخص ایک چکی پر پیستے بیٹھیں اور انمیں سی ایک مسخ ہو جاوے اور دوسرا دیکھتا رہی اور مالک بن دینار کہتی ہیں کہ مین نے سنا ہی کہ آخر وقت میں ایک آندہی اور اندھیرا ہو گا تب لوگ اپنی علما کیطرف پناہ ڈھونڈینگے تو اونکو دیکھینگے کہ وہ مسخ ہو گئی ہیں بعضی اہل علم فرماتے ہیں کہ جب دل مکر و فریب اور فسق سی متصف ہو کر اوسی رنگ میں خوب رنگجاتا ہی تو دل والا اوسی جانور کی سی خلق کا ہو جاتا ہی جو اُن اوصاف سی موصوف ہو مثلاً بندر اور سور وغیرہ پھر وہ صفت دل مین ام بڑہتا رہتا ہی یہانتک کہ اوس شخص کے چہرہ پر کچھ یوں ہی ظاہر ہونے لگتا ہی پھر اور زور پکڑتا ہی حتی کہ منہ پر صاف کہل پڑتا ہی پھر اور قوی ہوتا ہی یہانتک کہ صورت ظاہری کو بدلدیتا ہی جیسی صورت باطنی بدلگئی اور جس شخص کو فراست کامل ہی وہ لوگونکی صورت پر تبدیل اخلاق کی

لطائف ...

بلغنی ان ریحا تکون فی آخر الزمان وظلمة فیفزع الناس الی علمائهم فیجدونهم قد مسخوا قال بعض اهل العلم اذا اتصف القلب بالمکر والخدیعة والفسق وانصبغ بذلک صبغة تامة صار صاحبه علی خلق الحیوان الموصوف بذلک من القردة والخنازیر وغیرهما ثم لا یزال یتزاید ذلک الوصف فیه حتی یبدو علی صفحات وجهه بدوا خفیا ثم یقوی ویتزاید حتی یصیر ظاهرا علی الوجه ثم یقوی حتی یقلب الصورة الظاهرة کما قلب الباطن ومن له فراسة تامة یری علی صور الناس مسخا من صور الحیوانات التی

تخلقوا باخلاقهم في الباطن فقال ان ترى تحت الاشكال مخبار الا على وجه مسخ قد وقال ان ترى انضبا الا على وجهه مسخ كلب فالظاهر ينبط الى زمهم ارتباط فاذا استحكمت الصفات المذمومة في النفس قوى على قلب الصورة في الظاهر ولهذا خوف النبي صلى الله عليه وآله وسلم من يسابق الامام ان يحول الله صورته صورة حمار في الركوع والسجود فانه لم يستفد الا انه يسابق الامام في الباطن

صورت سے ہوتا ہے جنکی عادات لوگون نے باطن مین اختیار کری ہین تو کم ایسا ہوتا ہے
کہ جو شخص حیلہ گر اور مکار رہا بر نظر پڑے تو اوسکی صورت پر تبدیلی بندر کی صورت کی
دیکھو اور کم ایسا ہے کہ رافضی کے چہرہ پر گتی کیصورت کا تغیر نظر آوے اسلئے کہ ظاہر
اور باطن مین ارتباط کامل ہوتا ہے جب بری صفتین نفس مین مضبوط ہوتی ہین تو ظاہری
صورت کے بدلدینے پر قادر ہو جاتی ہین اور اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز
مین امام سے آگے بڑھنے والیکو ڈرایا کہ کہین اللہ تعالی اوسکی صورت گدہے کی سی نکردے
اسلئے کہ وہ باطن مین گدہے کی مشابہ ہے کیونکہ اوسکو امام سے آگے بڑھنے سے بجز اپنی نماز کے
فساد اور ثواب کے جاتے رہنے کے اور کیا ملا اسلام تو امام سے پہلے میسر ہوتا ہی نہین اس سے
معلوم ہوا کہ وہ کم سمجھ ہو نہین اور ہوشیار نہو نہین گدہے کی مشابہ ہے جب یہہ معلوم ہو چکا
تو جانو کہ لوگون مین سے مستحق زیادہ مسخ کے وہی ہین جو ان حدیثون مین مذکور ہین وہی
سب سے بیشتر بندر اور سور ہونگے اسوجہ سے کہ باطن مین وہ لوگ ان جانورون کے مشابہ
ہین اور خدا تعالی کی سزائین حکمت اور انصاف کے موافق ہوا کرتی ہین خدا تعالی ہمکو
انسے بچا دے اور جو لوگ کہ گانے ہین اور راگ شیطانی مین مبتلا ہین اونکا اعراض ہمنے
اپنی بڑی کتاب مین جو راگمین ہے بیان کرکے انکو دور کیا ہے اور شرع کے سننے سے
جس بات کی تحریک ہوتی ہے اور آیتون کے سننے سے جونسی بات کی تحریک ہوتی ہے اوسکی

فانه لم يجمع في الصلوة بين الاقتداء وبين السابقة فانه لا يسابق الامام الا فساد صلوته وبطلان اجره فانه لا يتصور قبله فهو بلبده مثل الحمار في البلادة وعدم الفطنة اذا عرفت فاعلم ان الناس اشبه فهم المسوخ الذين ذكروا في هذه الاحاديث انما هم لمشاعهم لها في الباطن وعقوبات الرب نعوذ بالله منها جارية على وفق حكمته وعدله وقد ذكرنا شبه المغنين والمغوين بالسماع انتحال في كتابنا الكبير في الغناء وتقصنا ما ذكرنا الفرق بين ما يحركه سماع الابيات وما يحركه سماع الايات

دونو مین فرق بھی اوسی کتاب مین لکھا ہی اور وہ شبیہ بھی ذکر کیا ہی جو اکثر بندونکو راگ
مین حاضر ہونیکے باب مین پڑا ہی یہانتک کہ اوسکو ثواب شمار کرلیا ہی اور یہان مراد یہ
کہ کچھ تھوڑا سا ذکر کردیا ہی **فصل** اور ایک کر شیطان کا حلالہ کرنا ہی جسکے مرتکب کو حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمایا ہی اور عاریتی بکرے کے ساتھ تشبیہ دی ہی اور سلف والے
اوسکو آگ کی میخ کہتے تھے اور حاکم نے صحیح مین اور ترمذی نے روایت کیا ہی عبد اللہ بن مسعودؓ
سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی حلالہ کرنیوالے پر اور جسکی خاطر حلالہ کرے
اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح لکھا ہی اور کہا ہی کہ عمل حدیث پر ہی علمار کے نزدیک
اور حضرات عمرؓ اور عثمانؓ اور ابن عمرؓ کا مذہب یہی ہی اور تابعین مین فقہا کا قول یہی
یہی ہی اور اسکو امام احمد نے اپنی مسند مین اور نسائی نے اپنی سنن مین باسناد صحیح کے
روایت کیا اُن دونو کے الفاظ یہہ ہین کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
گودنیوالی اور گدوانے والی اور بالونمین جوڑ لگانیوالی اور جوڑ لگوانیوالی اور محلل یعنی حلالہ
کرنیوالے اور محلل لہ یعنی جسکے لئے حلالہ کیا جاوے اور سود کے کہانیوالے اور کہلانیوالے پر اور مسند
اور نسائی مین ابن مسعودؓ سے یہی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ سود کہانے اور کہلانیوالا اور اوسکے دو
گواہ اور لکھنیوالا بشرطیکہ سود کو جانتے ہون اور بالونمین پیوند کرنیوالی اور کرانیوالی
اور صدقہ کا تاخیر کرنیوالا اور اوسمین ناحق کرنیوالا اور ہجرت کی بعد از سر نو اعرابی ہونیوالا

وذكر الشبهة التي دخلت على كثير من العباد في حضور السماع حتى عدوه من القرب وانما اشرنا هنا الى نبذ يسيرة **فصل** ومن مكائد الشيطان التحليل الذي لعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاعله وشبهه بالتيس المستعار وسماه السلف مسمار النار وقد اخرج الحاكم في الصحيح والترمذي وقال حسن صحيح عن ابن مسعود قال لعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المحلل والمحلل له قال والعمل عليه عند اهل العلم وذهب اليه عمر بن الخطاب وعثمان وابن عمر وهو قول الفقهاء من التابعين ورواه الامام احمد في مسنده والنسائي في سننه باسناد صحيح ولفظهما لعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الواشمة والموتشمة والواصلة والموصولة والمحلل والمحلل له وآكل الربا وموكله وفيهما ايضا عن ابن مسعود قال آكل الربا وموكله وشاهداه وكاتبه اذا علموا به والواصلة والمستوصلة ولاوي الصدقة والمعتدي فيها والمرتد على عقبيه اعرابيا بعد هجرته

۱۲ اغاثۃ اللہفان

اور جسکی خاطر حلالہ کیا جاوے سب کے سب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر ملعون ہیں قیامت
کے دن آور حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے محلل اور
محلل لہ کو لعنت فرمائی روایت کیا اسکو احمدؒ نے اور نسائی کے سوا سب سنن والون نے
اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالے
محلل اور محلل لہ پر آمام احمد نے اسکو ایسی اسناد سے روایت کیا ہے جسکے راوی سب معتبر ہیں
ابن معین وغیرہ نے انکو معتبر کہا ہے اور ترمذی نے کتاب العلل مین کہا ہے کہ مین نے
ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل بخاریؒ سے اس حدیث کا حال پوچھا انہون نے فرمایا کہ حدیث حسن
ہے اور عبداللہ بن جعفر مخزومی سچا اور معتبر ہے اور عثمان بن محمد عنسی معتبر ہے اور ابو عبداللہ
بن ماجہ اپنی سنن مین کہتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی محمد بن بشار نے اور انہون نے حدیث
بیان کی ابو عامر کی زمعہ بن صالح سے اور انہون نے سلمہ بن وہرام سے اور انہون نے
عکرمہ سے اور انہون نے ابن عباسؓ سے فرمایا کہ لعنت کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے محلل اور محلل لہ پر آور ابن عباسؓ ہی سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے
حلالہ کرنیوالے کا حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ درست نہین مگر نکاح رغبت کا نہ نکاح دغا
کا اور کتاب اللہ سے ہنسی کرنیکا پھر چکھے حلاوت یعنی عورت سے صحبت کرے اسکو ابو اسحٰق
جرجانی نے کتاب مترجم مین یون روایت کیا ہے کہ ہمکو خبر دی ابراہیم بن اسمعیل ابن

ابن ابی حبیبۃ عن داود بن حصین عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ورجالہ کلہم ثقات الا ابراہیم فان کثیرا من الحفاظ ضعفہ والشافعی حسن الرأی فیہ ویحتج بحدیثہ وعن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا اخبرکم بالتیس المستعار قالوا بلی یا رسول اللہ قال ہو المحلل لعن اللہ المحلل والمحلل لہ رواہ ابن ماجہ باسناد رجالہ کلہم موثقون لم یجرح احد منہم وعن عمرو بن دینار وہو من اعیان التابعین انہ سئل عن رجل طلق امرأتہ فجاء رجل من اہل القریۃ بغیر علمہ ولا علمہا فاخرج شیئا من مالہ فتزوجہا لیحلہا لہ فقال لا ثم ذکر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سئل عن مثل ذلک فقال لا حتی ینکح مرتغبا لنفسہ فاذا فعل ذلک لم تحل لہ حتی یذوق العسیلۃ رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف باسناد جید وہذا المرسل قد احتج بہ من ارسلہ فدل علی ثبوتہ عندہ

ابی حبیبہ نے داؤد بن حصین سی اونہون نے عکرمہ سی اونہون نے ابن عباس سی اور یہ
لوگ سب معتبر ہین سوای ابراہیم کے جسکو اکثر حدیث کی یاد کرنیوالے ضعیف کہتی ہین مگر
شافعی اوسکی بابین اچھی رای رکہتی ہین اور اوسکی حدیث کو حجت مین لایا کرتے ہین۔
اور عقبہ بن عامر سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مین بتاؤن
تمکو مستعار بکرا لوگون نے عرض کیا کہ کیون نہین آپ ارشاد فرمائیے فرمایا کہ وہ حلالہ کرنیوالا
ہی لعنت کری اللہ محلل اور محلل لہ پر روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ایسی اسناد سی جسکی راوی
سب معتبر ہین کسی پر کچھہ اعتراض نہین ہوا اور عمرو بن دینار جو عمدہ تابعین سی ہین اُن
سی کسی شخص نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی پہر ایک دوسرا شخص
اُس بستی کا جو مرد اور عورت دونو کو نہین جانتا آیا اور اپنے مال مین سی کچھہ خرچ کر کے
اُس عورت سی اسلئی نکاح کیا کہ اوسکو اوسکی شوہر پر حلال کردی عمرو بن دینار نے کہا
کہ درست نہین پہر ذکر کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسی نے ایسا ہی مسئلہ پوچھا آپ نے
ارشاد فرمایا کہ نہین جبتک کہ نکاح اپنی خواہش نفس سی نکری اور جب اپنی مرضی سی نکاح
کری تو پہلی شوہر کو حلال نہوگی یہانتک کہ دوسرا شوہر اوس سی حلاوت صحبت نپالے
اس حدیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف مین عمدہ اسناد سی روایت کیا ہی۔ اور اس حدیث
مرسل کو حجت مین لایا ہی وہ شخص جسنے اوسکو مرسل کیا ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ

اوسکی نزدیک حدیث ثابت ہی اور اسپر عمل کیا ہی اصحاب رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے
جیسا کہ عنقریب آویگا اور مضمون اس حدیث کا موافق ہی باقی حدیثون سی جنکی سند متصل
ہے اور اسطرح کی حدیث سب ائمہ کے نزدیک حجت ہی اور یہہ حدیث اور جو اس سی پہلی ہی
بیت مین حلالہ کے بامین نص ہی اور اسیطرح حدیث نافع کی ابن عمر رضہ سی ہی کہ ایک شخص
نے اونسے عرض کیا کہ مین نے ایک عورت سے نکاح کیا تاکہ اوسکو اوسکی شوہر پر حلال کردون
اور اوسنے مجکو نہین کہا اور نہ اوسکو علم ہوا آپ نے فرمایا کہ نہین جائز ہی مگر رغبت سی
نکاح کرنا کہ اگر تجکو وہ عورت اچھی معلوم ہو تو رہنے دے اور بری لگے تو علیحدہ کر دے اور جو
معاملہ تونے کیا ہی اوسکو ہم عہد مبارک جناب رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم مین زنا شمار کیا
کرتے تہے اسکو شیخ الاسلام نے حلالہ کے باطل کرنے مین ذکر کیا ہی **فصل** اون آثار صحابہ رضہ
کے بیان مین جو ہین کہ ابن ابی شیبہ کی کتاب مصنف اور اثرم کی سنن اور ابن منذر
کے اوسط مین حضرت عمر رضہ سی روایت ہی کہ آپنے فرمایا کہ جو محلل اور محلل لہ میری پاس
لایا جائیگا اوسکو مین سنگسار ہی کرونگا اور عبدالرزاق اور ابن منذر کے الفاظ یہہ ہین
کہ جو حلالہ کرنیوالا اور حلالہ کی ہوئی عورت میری پاس لائی جاوینگی تو مین اونکو سنگسار
کرونگا اور یہہ روایت حضرت عمر رضہ سی صحیح ہی اور عبدالرزاق نے معمر سی اونہون نے زہری سی اونہون نے عبدالملک
بن مغیرہ سی روایت کیا ہی کہ حضرت ابن عمر رضہ سے کسینے عورت کے حلال کردینے کا حال اوسکی شوہر

وقد عمل اصحاب رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم كما سيأتي
وهو موافق لبقية الاحاديث
الموصولة ومثل هذا حجة
بالاتفاق الرواة وهو الذي
فيه نص في التحليل المنوي
وكذلك حديث نافع عن ابن
عمر ان رجلا قال له امرأة تزوجتها احلها
لزوجها ولم يأمرني ولم يعلم قال لا الا نكاح رغبة ان اعجبتك
امسكتها وان كرهتها فارقتها وانا كنا نعده
على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سفاحا
ذكره شيخ الاسلام في ابطال التحليل

فصل في ذكر ما ورد من الآثار عن الصحابة
في كتاب المصنف لابن ابي شيبة
وسنن الاثرم والاوسط لابن المنذر
عن عمر بن الخطاب انه قال لا اوتى
بمحلل ولا محلل له الا رجمتهما
ولفظ عبد الرزاق وابن المنذر
لا اوتى بمحلل ولا محللة الا رجمتهما
وهو صحيح عن عمر وقال
عبد الرزاق عن معمر
عن الزهري عن عبد الملك بن
المغيرة قال سئل ابن عمر
عن تحليل المرأة لزوجها

اول کے لئے پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہہ زنا ہی اسکو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہی اور
عبد الرزاق کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو ثوری نے عبد اللہ بن شریک عامری سی کہ انہون نے
کہا کہ مین نے سنا ہی حضرت ابن عمر رض سی کہ اونسی کسی نے یہہ پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے
چچا کی بیٹی کو طلاق دیدی پھر اوسکا راغب ہوا اور اپنے کام پر نادم پس اوسنے چاہا
کہ اوس عورت سی کوئی شخص نکاح کرکے مجھپر حلال کردے پس ابن عمر رض نے فرمایا کہ وہ دونو
زانی ہین اگرچہ بیس برس یا مثل اوسکے رہین بشرطیکہ خدا تعالی کو معلوم ہی کہ اوسکی نیت
بھی یہی ہی کہ اوسکو شوہر کے لئے حلال کرنا چاہتا ہی اور یہہ بھی اونکا قول ہی کہ خبر دی ہمکو معمر
نے ثوری سی اور انہون نے اعمش سی اونہون نے مالک بن حارث سی اونہون نے حضرت
ابن عباس سی اور اونسے سوال کیا ایک شخص نے کہ میرے چچا نے اپنی بی بی کو تین
طلاق دین حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی پس اللہ تعالی
نے اوسکو پشیمان کیا اور شیطان کا کہنا مانا اسلئے اوسکی کوئی نکلنے کی تدبیر نفرمائی اوس
شخص نے عرض کیا کہ جو شخص اوس عورت کو میرے چچا کے لئے حلال کردے اوسکی بابت آپ کی
کیا رای ہی آپ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالی کو فریب دیگا اللہ تعالی اوسکو فریب دیگا۔ اور
سلیمان بن یسار سی مروی ہی کہ حضرت عثمن کے سامنے یہہ مسئلہ پیش ہوا کہ ایک شخص نے
ایک عورت سی نکاح کیا تاکہ اوسکو اوسکے شوہر پر حلال کردے آپ نے اون دونو مین جدائی

فقال ذاك الزنا سفاحا ورواه
ابن ابي شيبة وقال عبد
الرزاق انا الثوري عن عبد الله
بن شريك العامري قال سمعت
ابن عمر سئل عن رجل طلق ابنة
عمه له ثم رغب فيها وندم
فاراد ان يتزوجها رجل يحلها
له فقال ابن عمر كلاهما زان وان مكث
عشرين سنة او نحو ذلك
اذا كان الله يعلم انه يريد
ان يحلها له قال وانا لمعمر عن
الثوري عن الاعمش عن مالك
بن الحارث عن ابن عباس وسأله
رجل فقال ان عمي طلق امرأته
ثلاثا فقال ان عمك عصى الله
فاندمه واطاع الشيطان فلم يجعل له
مخرجا قال كيف ترى في
رجل يحلها له قال من
يخادع الله يخدعه
وعن سليمان بن يسار
ان عثمان رفع اليه
رجل تزوج امرأة
ليحلها لزوجها
ففرق بينهما

فقال لا الا نكاح رغبة
غير مدلسة رواه ابو اسحق
الجوزجاني في كتاب المترجم
وذكره ابن المنذر عنه في كتاب
الاوسط وفي المهذب لابي
اسحق الشيرازي عن ابي
مرزوق التجيبي ان رجلا اتى عثمان
فقال ان جاري طلق امرأته في غضبه ولقي شدة
فاردت ان احتسب نفسي ومالي فانكحها
ثم ابني بها ثم اطلقها فترجع الى زوجها الاول فقال له عثمان لا
تنكحها الا نكاح رغبة وقد ذكر
الطرطوشي

کردی اور فرمایا کہ یہہ عورت شوہر اول کے پاس نہین جا سکتی مگر نکاح رغبت سے نکاح
و فا سے اسکو ابو اسحق جرجانی نے کتاب مترجم مین روایت کیا ہی اور ابن منذر نے
اوسکو کتاب الاوسط مین اون سے نقل کیا ہی اور ابو اسحق شیرازی کی مہذب مین ابی
مرزوق تجیبی سے روایت ہی کہ ایک شخص حضرت عثمانؓ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا
کہ میرے ہمسایہ نے اپنی بی بی کو غصہ کی حالت مین طلاق دیدی اور سخت تکلیف پائی
مین نے چاہا کہ اپنے نفس اور مال سے ثواب کا طالب ہون اور اسسے نکاح کر کے اوسکے
ساتھہ صحبت کرون پھر طلاق دیدون تاکہ وہ اپنے پہلے شوہر کے پاس چلی جاوے
حضرت عثمان نے فرمایا کہ اس سے سوا نکاح رغبت کی اور کسیطرحکا نکاح نکر اور ابوبکر
طرطوسی نے اس قصہ کو حضرت علی سے ذکر کیا ہی اور پہلے مذکور ہوا کہ حضرت علی اون
لوگون مین سے ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے محلل و محلل لہ
کو لعنت فرمایا ہی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہی کہ اونہون نے
فرمایا کہ محلل اور محلل لہ ملعون ہین اور آپ بھی اُن لوگون سے ہین جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے محلل پر لعنت فرمائی اور اوسکی تفسیر یون ارشاد
فرمائی کہ مقصود مرد کا حلال کرنیکا ہو گو عورت کو اوسکا علم نہو تو جس صورت مین کہ عورت
اور مرد متفق اور باہم راضی ہو کر اسطرح عقد کرین کہ وہ نکاح لعنت ہی کا ہی رغبت کا

ذكر ... ابو بكر الطرطوشي
هذه القصة عن علي رضي الله عنه وقد تقدم
ان عليا ممن روى ان النبي
صلى الله عليه وآله وسلم
لعن المحلل والمحلل له وروى
ابن ابي شيبة عن ابن عباس
قال لعن المحلل والمحلل له وهو
ممن روى عنه صلى
الله عليه وآله وسلم
لعن المحلل وفسره بما قصد به
التحليل وان لم تعلم به المرأة فاذا
علمه وتراضيا وتعاقدا على انه
نكاح لعنة لا نكاح رغبة

نہین تب کیسے مستحق لعنت نہونگے اور جرجانی نے عمدہ اسناد سے حضرت ابن عمرؓ سے
روایت کی ہے کہ اونسے کسی نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے اس غرض
سے نکاح کیا کہ اوسکو اوسکے خاوند پر حلال کر دے ابن عمرؓ نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ
حلالہ کرنیوالے کو اور جسکی خاطر حلالہ ہوا اوسکو شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ یہہ آثار حضرات
عمر اور عثمان اور علی اور ابن عباس اور ابن عمرؓ سے باوجودیکہ بعض ہین یا وسعورت
کے لیے جسمین مرد نے حلالہ کرنیکا ارادہ کیا ہو اور اوسکو ظاہر نکیا ہو نہ اوس پر اتفاق
کیا ہو اسکے ساتھہ ہی یہہ آثار ہمکو بھی بتاتے ہین کہ یہہ ہی حلالہ کرنا ہے اور یہی
حلالہ کرنیوالا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر ملعون ہے اسلئے کہ اصحاب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپکے مقصود اور مراد کو زیادہ جانتے ہین خصوصاً اون
صورتون کہ حدیث کو بیان کرکے اوسکی تفسیر ظاہر کے موافق بیان فرماوین علاوہ اوسکے
پایہ ثبوت کو نہین پہونچا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے کسی نے حلالہ کرنیمین
فرق کیا ہو کہ ایک صورت جواز کی ہو اور دوسری نہو اور نہ کسی قسم کے حلالہ کی اجازت
دی باوجودیکہ تین طلاق والی عورت رفاعہ کی بی بی بہت دنون تک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین اور آپکی خلفا کے پاس اسمراد سے آتی رہی کہ اپنے پہلے
شوہر کے پاس پہر جاوے مگر سب نے اوسکو منع کیا اگر حلالہ کرنا جائز ہوتا تو آنحضرت

۳۱ حلالہ کا بیان

وقد روى الجرجاني باسناد جيد عن ابن عمر انه سئل عن رجل تزوج امرأة ليحلها لزوجها فقال لعن الله المحل والمحلل له وقال شيخ الاسلام وهذه الآثار عن عمر وعثمان وعلي وابن عباس وابن عمر مع انها نصوص فيما اذا قصد التحليل ولم يظهره ولم يتواطئا عليه فهي مبينة ان هذا هو التحليل وهو المحلل الملعون على لسان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اعلم بمراده ومقصوده لا سيما اذا فسروا حديثه بما يوافق الظاهر هذا وانه لم يعلم ان احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فرق بين تحليل وتحليل ولا رخص في شيء من انواعه مع ان المطلقة ثلاثا مثل امرأة رفاعة كانت تختلف اليه والى خلفائه بعده طلبا لان ترجع الى زوجها فيمنعونها من ذلك ولو كان التحليل جائزا لدلها

صلى الله عليه وآله وسلم حلال
ذلك فإنما أنكر تعمد من
أحلها ولو كان المحلل جاهلاً بذلك وقال
في الولاية إلا على أن هذا
من المحاذير متعمداً به التحليل
وإن علم ... فإن العقد كتابة
جاء التابعين هذا فقال عبد الرزاق أنا

وأما الآثار عن التابعين فقال أنا
معمر عن قتادة قال إذا نوى الناكح
أو المنكح أو المرأة أو واحد منهم التحليل
فلا يصلح أخبرنا ابن جريج قال قلت
لعطاء المحلل عامداً هل عليه عقوبة

اغاثة اللهفان

قال ما علمت وإن لأرى أن يعاقب
قال وكلهم إن تمالوا على ذلك مسيئون
وإن أعظموا الصداق أخبرنا معمر
عن قتادة قال إن طلقها المحلل فلا يحل
لزوجها الأول أن يقربها إذا كان
نكح على وجه التحليل

أخبرنا ابن جريج قال قلت
لعطاء فطلق المحلل فراجعها
زوجها قال يفرق بينهما
أخبرنا معمر عمن سمع الحسن
يقول في رجل تزوج امرأة
ليحلها ولا يعلمها فقال الحسن

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو حلالہ کی تدبیر بتلا دیتے اسلئے کہ در صورت جواز حلالہ کرنیکے
ایسا شخص نابود نہ تہا جو اوسکو حلال کر دیتا شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ وہ دلیلین
جنسے یہہ بات معلوم ہو کہ ان حدیثون سے مقصود حلالہ کرنا ہی ہے گو عقد مین شرط نہو
بہت ہین مگر یہہ جگہہ اونکے ذکر کی نہین انتہی اور آثار تابعین کے اسباب مین یہہ ہین کہ
عبد الرزاق کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو معمر نے قتادہ سے کہ جب نکاح کرنیوالا یا نکاح کر دینے والا
یا عورت یا کوئی شخص ان مین سے نیت حلالہ کرنیکی کرلے تو درست نہین۔ خبر دی ہمکو
ابن جریج نے کہ مین نے عطا رحمہ سے پوچہا کہ جو جان بوجہکر حلالہ کرے بہلا اوسپر کچھہ سزا
ہے اونہون نے کہا کہ مین نے نہین دیکہا مگر میری دانست مین یہہ ہے کہ اوسکو سزا ہو اور اگر
سبکے سب اسی بات پر جہک پڑین تو سب گنہگار رہین اگرچہ مہر زیادہ کرین۔ خبر دی ہمکو
معمر نے قتادہ سے کہا کہ اگر حلالہ کرنیوالا عورتکو طلاق دیدیگا تو پہلے شوہر کو اوسکی صحبت
جائز نہوگی بشرطیکہ دوسرے شوہر کا نکاح بوجہ حلالہ کرنیکے ہو۔ خبر دی ہمکو ابن جریج
نے کہ مین نے عطا رحمہ سے کہا کہ محلل کی طلاق کے بعد عورت کے پہلے شوہر نے اوس سے رجوع
کرلی اونہون نے فرمایا کہ ان دونو کو جدا کیا جاوے۔ خبر دی ہمکو معمر نے ایسے شخص سے جسنے
حضرت حسن سے سنا ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے اس غرض سے نکاح کیا کہ اوسکو خاوند
پر حلال کر دے اور وہ مرد اوس عورت کو نہین جانتا تہا حضرت حسن نے اوس شخص کو

فرمایا کہ خدا کا خوف کر اور اللہ تعالی کی حدونمین آگ کی میخ مت ہو آپ ستودرکہتے
ہین کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا ہی کہ جب پہلے شوہر اور دوسرے شوہر اور عورت تینونمین سے
ایک کی بھی نیت حلال کرنیکی ہوگی تو دوسریکا نکاح باطل ہی اور پہلے خاوند کیلئے
حلال نہوگی کہا اور حسن بصری فرماتے ہین کہ جب تینونمین سے ایک نے قصد حلال کرنیکا کیا
تو خرابی ڈالیگا کہا اور بکر بن عبد اللہ مزنی نے حلالہ کرنیوالی اور جسکی خاطر حلالہ کیا
جاوے اوسکی بابت کہا ہی کہ یہہ لوگ ایام جاہلیت مین انکا بکرا کہلاتے تھے کہا اور
ابن جریر نے مجاہد سے اس قول خداوندی مین نقل کیا ہی اِنْ ظَنَّا اَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ
اگر خیال کرین زن و شوہر کہ قائم رکھینگے حدود اللہ
کہ ان دونو کا نکاح فریب پر نہین اور اس روایت کو ابن ابی حاتم نے بھی تفسیر مین
مجاہد سے ذکر کیا ہی اور شعبی سے مروی ہی کہ اونسے کسی نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک مرد نے
ایک عورت سے نکاح کیا جسکے خاوند نے اوسکو پیشتر تین طلاقین دی تھین اور اوسکی
غرض یہہ ہی کہ اوسکو طلاق دیدے تاکہ اپنے پہلے شوہر کے پاس چلی جاوے اونہون نے فرمایا
کہ یہہ درست نہین بیشک لیکن یہہ نہ کبھی کچھ مگر اسکے ساتھ ہوگا اور وہ اسکے ساتھ رہیگی اسکو
جرجانی نے روایت کیا ہی اور عطاء رحمہ سے روایت ہی کہ اونہون نے اس مسئلہ مین کہ ایک
شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دی اوسکا غمخوار جو تھا اوسنے اوس عورت سے بدون
شوہر کی اجازت کی نکاح کرلیا یہہ فرمایا اگر اسلئے نکاح کیا کہ اوسکو شوہر اول کی طرف لوٹا

يحل له وان كان تزوجها ليحلها
اسيا لها فقال حلت له وقال
سعيد بن المسيب في رجل
تزوج امرأة ليحلها لزوجها
الاول ولم يشعر بذلك زوجها الاول ولا
المرأة فقال ان كان
انما نكحها ليحلها فلا يصلح
ذلك لهما ولا تحل له

کرد ہی تو وہ عورت اوسکو حلال نہوگی اور اگر نکاح اسلئی کیا ہی کہ اوسکو رکہنا منظور ہی تو حلال ہی اور سعید بن المسیب نے ایسا بہی کہا کہ ایکمرد نے ایکعورت سے اسلئی نکاح کیا کہ اسکو شوہر اول کے لئی حلال کر دی اور اس امر کا علم شوہر اول کو ہی نہ عورتکو فرمایا کہ اگر نکاح محض حلال کرنیکو لئی کیا ہی تو دونوکو جائز نہین ہے مصرتین شوہر اول کو حلال نہوگی روایت کیا ہے اسکو حرب نے انہو مسائل مین اور یہہ بہی سعید بن المسیب کا قول ہی کہ لوگ کہتے ہین کہ حلال ہونیکو لئی دوسری شوہر کی صحبت شرط ہی اور مین یہہ کہتا ہون کہ جب نکاح صحیح کیا اور اوس سے ارادہ حلال کرنیکا نکیا ہو تو پہلی شوہر کو اس عورت سے نکاح کرنے مین کچہہ حرج نہین اسکو سعید بن منصور نے اونسے روایت کیا ہی تو دیکہو کہ یہہ چارون پیشوا تابعین کے رکن ہین یعنی حسن بصری اور ابن المسیب اور عطاء اور ابراہیم نخعی اور سب حلالہ کی عدم جواز کے قائل ہین اور ابی شعثاء سے بہی ایسا ہی مروی ہی۔ اور تبع تابعین اور انکی بعد کے اقوال سے بہی ایسا ہی کچہہ پایا جاتا ہی چنانچہ ابن منذر نے مالک و لیث اور ثوری سے روایت کیا ہی کہ حلالہ درست نہین بدون نکاح رغبت کی اور امام مالک فرماتے ہین کہ مرد اور عورت مین تفریق کرا دینی چاہئی اور یہہ جدائی نکاح کا فسخ ہوگا بدون طلاق کے اور اسیطرح آپ سے منقول ہی کہ مرد اول کو یہہ لینا اوس عورت کا حلال نہین اسلئی کہ حلال کرنیوالے نے عقد نکاح پورا نہین کیا اور احمد بن حنبل اور ابو ثور سے بہی اسیطرح مروی ہی

اخرجه سعيد بن منصور وعنه ايضا قال الناس
يقولون حتى يجامعها وانا اقول اذا تزوجها تزويجا
صحيحا لا يريد بذلك احلالها فلا بأس ان يتزوجها الاول
رواه سعيد بن منصور عنه فهؤلاء الائمة
الاربعة من كبار التابعين الحسن وابن
المسيب وعطاء وابراهيم النخعي وعن ابي
الشعثاء مثل ذلك واما الآثار عن تابعي
التابعين ومن بعدهم فروى ابن المنذر القول بانه
لا يصلح الا نكاح رغبة عن
مالك والليث والثوري وقال
مالك يفرق بينهما على كل حال ويكون
الفرقة فسخا بغير طلاق وكذا
التحاق لا يحله ان يمسكها
لان المحلل لم يكمل عقده
النكاح واحمد بن حنبل وابو ثور

فصل ومن العجائب معارضة هذه الاحاديث والآثار بقوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره والذي انزلت عليه هذه الآية هو الذي لعن المحلل والمحلل له واصحابه اعلم الناس بكتاب الله فلم يجعلوه زوجا وابطلوا نكاحه ولعنوه ومن هذا قول بعضهم ان النبي صلى الله عليه وسلم سماه محللا فلولا ثبوت الحل لم يكن محللا فيقال هذه من العظائم فانه يتضمن ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعن من فعل السنة التي جاءت بها الشريعة ولعن من فعل ما هو جائز صحيح وانما سماه محللا لانه احل ما حرم الله فاستحق اللعنة فان الله تعالى حرم المطلقة حتى تنكح زوجا غيره والنكاح في الكتاب والسنة اسم النكاح الذي يتعارفه الناس بينهم نكاحا هو الذي شرع اعلانه والضرب عليه بالدف والوليمة فيه وجعل ...

فصل اور عجیب بات یہہ ہی کہ ان حدیثون اور آثار کے مقابل مین یہہ آیت پیش کرتے ہین فَاِنْ طَلَّقَہَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ (پہر اگر اوسکو طلاق دیدے تو اب حلال نہین اوسکو عورت اسکے بعد جب تک نکاح نکرے کسی خاوند سے) اور یہہ نہین جانتے کہ جس شخص پر یہہ آیت اتری ہی وہی حلالہ کرنیوالیکو اور جسکی خاطر حلالہ ہوا اوسکو لعنت فرماتے ہین اور اونکے اصحاب سب لوگونکی نسبت کلام مجید کو زیادہ سمجہتے تہے اونہون نے حلالہ والیکو شوہر قرار نہین دیا اور اوسکے نکاح کو باطل فرمایا اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ بعضے نجیم سے نامحل ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کا نام محلل رکہا پس اگر حلت کا ثبوت نہوتا تو وہ محلل کیون ہوتا اسکا جواب یہ ہی کہ یہہ بڑی بات ہی کیونکہ اسکے یہہ معنی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص پر لعنت کی جسنے آپکی سنت ادا کی اور ایسے شخص پر لعنت فرمائی جسنے وہ فعل کیا جو شریعت مین جائز اور صحیح تہا حالانکہ یہہ نہین بلکہ آپنے جو اس شخص کا نام محلل کہا تو اسوجہ سے کہ اوسنے خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کردیا اور اسیوجہ سے مستحق لعنت کا ہوا اسلئے کہ اللہ تعالی نے عورتونکو طلاق دینے والے پر حرام کردیا تہا جبتک وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے اور لفظ نکاح کتاب اللہ اور حدیث مین اس نکاح کا نام ہی جسکو لوگ آپس مین نکاح کہتے ہین جسکا مشہور کرنا اور اوسکے لئے دف بجانا اور ولیمہ کرنا مشروع ہوا اور جسمین دوستی اور رسم ٹہرایا ہی نہ اوس شخص کا فعل جسکو بی بی کا نان نفقہ دیا

نہ رہنی کا مکان نہ مہر دینا پڑے نہ اوسکی ساتھہ رہنی کا قصد ہو بلکہ عاریت کی طور پر اوس سی صحبت کری جیسے بکرا جفتی کے لئی مانگ لیا جاتا ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو بکری کے ساتھہ تشبیہ دی پہر لعنت فرمایا اس سی یقینا معلوم ہوا کہ حلالا کرنیوالا وہ شوہر نہیں جسکا ذکر قران مجید میں ہے اور اللہ تعالی نے دلونمین یہ بات رکہدی ہی کہ یہ فعل نکاح نہیں محلل شوہر ہی اور یہیں جہت عورت اور شوہر اول کو محلل اور ولی سب اس سی ننگ رکہتی ہین تو ایسا فعل اوس نکاح مین کب داخل ہوسکتا ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمایا ہی اور اوسکی ترغیب لائی ہی اور خبر دی ہے کہ یہہ میری سنت ہی جو اس سی منحرف ہوگا وہ مجہہ سی نہیں اور اللہ تعالی کے اس قولکو سوچو فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا کہ اسمین حرف شرط اِنْ ذکر فرمایا جس سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ شوہر کو طلاق دینا اور اوسکی ساتھہ رہنا دونو ممکن ہین اور تحلیل جو یہہ لوگ کرتے ہین اوسمین شوہر کو دونو باتونسے کچھہ علاقہ نہیں بلکہ اوس سی شرط کر لیتے ہین کہ وہ شخص جب اس سی صحبت کری جب ہی اوسکو طلاق ہو جاوے پہر جب جانا کہ ہوسکتا ہی کہ شوہر ثانی عورت سی صحبت کرنیکا ذکر نکرے اور طلاق نہ دینے مین عورت کا قول مقبول نہین اسلئی یہہ روگ لگایا کہ عورت کا خبر دینا صحبت کی یہی شرط مقرر ہو جاوے پس جب عورت صحبت کی خبر دیتی ہی فورا اوسپر طلاق پڑجاتی ہے

اور اللہ پاک نے تو نکاح کو وصال دائمی اور نفع لینے کے لئی مشروع فرمایا ہی
اور اِس نکاح کو اُن لوگوں نے جدا ہونیکا سبب اور طلاق پڑجانیکا باعث ٹھیرایا ہی یعنی
جب وہ صحبت کریں اوسکی صحبت سبب وصال کے دور ہونیکا ہو جسکو اللہ تعالی نے مشروع
فرمایا تھا اور نیز اللہ تعالی نے دوسرے کے نکاح اور طلاق اور اوسکے نام کو اونہیں
الفاظ سے ذکر فرمایا جنسے اول مرد کے نکاح اور طلاق اور اوسکے نام کو ذکر کیا ہی
اِس سے معلوم ہوا کہ پہلا مرد بھی خاوند ہی اور دوسرا بھی اور پہلا عقد بھی نکاح ہی اور
دوسرا بھی اور اسیطرح طلاق ہی اور ظاہر ہی کہ حلالہ کرنیوالیکا نکاح اور طلاق اور
اوسکا نام اول شخص کے نکاح کی مشابہ نہین نہ اوسکی طلاق کے نہ اوسکے نام کے پہلا
مرد خاوند راغب نکاح کا قصد کرنیوالا مہر کا دینے والا عورت کی نفقہ اور مکان اور دوسرے
اشیاء نکاح کو اپنے ذمہ لینے والا ہی اور حلالہ کرنیوالا اِن سب امور سے بری اور کسی چیز
کا ذمہ دار نہین آور جس صورت میں کہ اللہ تعالی نے نکاح متعہ حرام فرمایا ہو باوجودیکہ
خاوند کا قصد اوسمین عورت سے نفع آٹھانا اور کچھ دنون تک ساتھ رہنا ہوتا ہی اور
حقوق نکاح اُس عرصہ تک سب اپنے ذمہ لیتا ہی تو حلالہ کرنا جسکے کرنیوالیکو عورت کے ساتھ
رہنا ہی مقصود نہین صرف اوسیقدر منظور ہی کہ مانگی بکری کیطرح اوسپر چڑھ بیٹھے پھر اُس
سی ہمیشہ کو علٰحدہ ہوجاوے بطریق اولی حرام ہونا چاہیے آور یہی شیخ الاسلام

کہ کہتے تھے کہ نکاح متعہ حلالہ کی نسبت کربارہ وجہ سے بہتر ہے اول یہہ کہ متعہ شروع

اسلام مین جائز تہا اور حلالہ جائز نہ تہا دوسرے یہہ کہ صحابہ رضہ نے عہد مبارک آنحضرت

صلے الله علیہ وآلہ وسلم مین متعہ کیا تہا اور حلالہ کسی نے اونمین کبھی نہین کیا تیسرے یہہ کہ

نکاح متعہ مین صحابہ رضہ کے نزدیک اختلاف ہے حضرت ابن عباس اور ابن مسعود اسکو مباح

کہتے ہین چنانچہ صحیحین مین حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ ہم رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم کے

ساتہہ جہاد کو جاتے تہے اور ہماری بیبیان نہین تہین ہمنے عرض کیا کہ ہم خصی ہو جاوین آپنے

خصی ہونے سے منع فرمایا پہر ہمکو اجازت دی کہ عورت سے کپڑے کی عوض مین ایکمدت

نکاح کرلین پہر ابن مسعود نے یہہ آیت پڑہی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبَاتِ
اے ایمان والو مت حرام کرو ستہری چیزین جو

مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ اور فتوی ابن عباس کا متعہ کے بابمین مشہور ہے اور عروہ کہتے ہین
تم کو حلال کین ہین

کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے مکہ معظمہ مین کہڑے ہوکر فرمایا کہ چند آدمیونکا الله تعالی

نے دل اندہا کر دیا ہے جیسے اونکی آنکہین اندہی کردی ہین وہ متعہ پر فتویٰ دیتے ہین اسکلام

سے اونکا اشارہ حضرت ابن عباس کیطرف تہا حضرت ابن عباس نے اونکو پکارا اور فرمایا

کہ تم سادہ لوح ہو قسم ہے کہ متعہ امام المتقین یعنی رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم کیوقت مبارک

مین کیا جاتا تہا حضرت ابن زبیر نے فرمایا کہ تمنے اپنی آپکو بدکار کرلیا ہے بخدا کہ اگر تم

متعہ کروگے تو تمہارے ہی پتہرون سے تمکو سنگسار کرونگا غرضکہ حضرات ابن مسعود رضہ

يقول نكاح المتعة خير من
نكاح التحليل من اثنتي عشرة
وجه احدها ان نكاح المتعة
كان مشروعا في اول الاسلام
بخلاف التحليل الثاني ان
الصحابة تمتعوا على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولم يكن في
الصحابة محلل قط الثالث ان ابن عباس
ان نكاح المتعة مختلف فيه بين الصحابة
وابن مسعود ففي الصحيحين عن ابن مسعود كنا
نغزو مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليس لنا نساء فقلنا الا نستخصي فنهانا عن ذلك
ثم رخص لنا ان ننكح المرأة بالثوب الى اجل ثم قرأ
عبد الله يا ايها الذين امنوا لا تحرموا طيبات ما
احل الله لكم وفتوى ابن عباس بها مشهورة وقال
عروة قام عبد الله ابن الزبير بمكة فقال ان ناسا
اعمى الله قلوبهم كما اعمى ابصارهم يفتون بالمتعة
يعرض بعبد الله بن عباس فناداه
فقال انك لجلف جاف فلعمري لقد كانت
المتعة تفعل على عهد امام المتقين يريد رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم
فقال ابن الزبير فجرب نفسك
فوالله لئن فعلتها لارجمنك باحجارك
ولذلك قال اقول ابن مسعود

اور ابن عباس کا متعہ کے بابمین تو یہہ قول ہی اور حلالہ کے بابمین وہ روایت ہی جو
اوپر گذری چوتھی یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعہ کرنیوالے مرد اور عورت کے
حق مین کوئی کلمہ لعنت کا نہین آیا اور محلل اور محلل لہ کے باب مین لعنت کا حال اوپر لکھا
گیا پانچوین یہہ کہ متعہ والیکو عورت سے ایک غرض صحیح ہوتی ہے اور عورتکو مرد سے کہ
ایکدوسرے کے ساتھہ نکاح کی مدت تک رہین اور محلل کو کوئی غرض نہین ہوتی بجز اسکے کہ
بکری کیطرح جفتی کے لئے مانگ لیا گیا ہی اس لحاظ سے نکاح اوسکا نہ مرد کو مقصود ہے
نہ عورت نہ ولی کو بلکہ وہ موافق ارشاد حضرت حسن بصری کے اللہ تعالی کی حدود مین
آگ کی مینخ ہی شیخ الاسلام نے فرمایا ہی کہ حضرت حسن کی غرض یہہ ہی کہ مینخ جس چیز مین لگتی
ہی اوسکو پائدار کر دیتی ہی ایسا ہی سمجھہ ہی کہ حلالہ اوس عورتکو پہلے خاوند کی لئے
ثابت کر دیتا ہی حالانکہ اللہ تعالی نے اوسکو اوسپر حرام فرمایا ہی چھٹی یہہ کہ جو چیز
اللہ تعالی نے حرام کر دی اوسکی حرام کرنیکے لئے متعہ والے نے کوئی حیلہ نہین کیا اور
اون دغاباز و نمین سے نہین جو اللہ تعالی کو لڑکونکی طرح فریب دیتے ہین وہ ظاہر باطن
مین نکاح کرنیوالا ہی اور حلالہ والا مکار فریبی اور اللہ کی آیتون سے ٹھٹھا کرنیوالا ہی
اور یہین وجہ اوسکی وعید اور لعنت مین وہ روایات آئی ہین کہ متعہ والے کے حق مین
اوس جیسی کیا اوسکی پاسنگ بھی نہین ہین ساتوین یہہ کہ متعہ والا عورتکو خود اپنی

حلال کرنا چاہتا ہے اور یہی نکاح کا بہید اور مقصود ہے اور محلل اوسکی ملت اپنے
لئی نہین چاہتا بلکہ دوسریکے لئی حلال کرنا چاہتا ہے اور یہین وجہ اوسکا نام محلل
ہوا اور یہہ بات یعنی نکاح شرعی کے خلاف ہے آٹھوین یہہ کہ طبائع سلیم اور دل
جنمین مرض نادانی اور بے دلیلی کا نہین ہے وہ حلالہ سی نہایت درجہ کو نفرت
کرتے ہین اور عورتکو تو بڑی ہی عار اوس سی لگتی ہے یہانتک کہ اکثر عورتین اوس عورت
کو زنا سی زیادہ عیب لگاتی ہین بخلاف نکاح متعہ کے کہ اگر اوس سے ملیمون اور عقلونکو
نفرت ہوتی تو شروع اسلام مین مباح نہوتا نوین یہہ کہ نکاح متعہ مشابہ ہے اس امر کے
کسی جانور کو سواری کے لئی ایکمدت تک کرایہ لیا یا گہر کو ایکمدت تک نفع حاصل کرنی
اور رہنے کے لئی کرایہ لیا خواہ ایک غلام کو کسیوقت تک خدمت کرنیکو نوکر رکہا یا
اور کوئی اسیطرحکی صورت ہو جسمین دام دینے والے کو چیز سی کوئی صحیح غرض ہو مگر چونکہ
متعہ مین وقت کی قید آگئی اسلئی جو مقصود شارع نے نکاح سی دوام و استمرار کی لئی مقرر
کیا تہا اوس سے اوسکو نکالدیا بخلاف نکاح محلل کے کہ وہ انہین سی کسی چیز کو مشابہ
نہین اور اسی لحاظ سی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اوسکو زنا سی اور جفتی کے لئی عاریتی بکری سی تشبیہ
دی وشہور ہیکہ اللہ تعالی نے ان چیزون یعنی بیع اور ہبہ اور صدقہ اور نکاح
کو ایسے سبب مقرر فرمائی ہین جنسے اونکا احکام انجام کو حاصل ہون مثلا بیع کو

سببا لملك الرقبة و
المجاز سببا لملك والنفعة
والنكاح سببا لملك
البضع وحل الوطء والمحلل
مناقض معاكس للشرع
فانه جعل نكاحه سببا
لتمليك المطلق البضع ودخلا له
يقصد بالنكاح ما شرعه الله من
ملك البضع وحله ولا غرض له في ذلك
وانما قصد امرا آخر ليس له ذلك النكاح
عشر ان المحلل من جنس المنافق فان المنافق يظهر انه
مسلم ملتزم لعقد الاسلام ظاهرا وباطنا وهو في

بو چیز کے ملک کا سبب قرار دیا ہی اور اجارہ کو سبب نفع کے مالک ہونیکا بنایا ہی اور
نکاح کو سبب فرج کی ملک کا اور سبب اوسکے حلال ہونیکا فرمایا ہی اور محلل شرع سی بالکل مخالف ہی
اسلئے کہ اوسنے اپنی نکاح کو اسباتکا سبب کیا کہ فرج ملکیت طلاق دینے والے کی ہو اور وہ
اوسی پر حلال ہو جاوے اور جس چیز کو اللہ تعالی نے نکاح مین شروع فرمایا تہا اوسکا قصد
نکیا یعنی فرج کو اپنی ملک مین کہنا اور اپنی لئی حلال سمجہنا اس سی تو اوسکو کچہہ غرض نہی
بلکہ وہ قصد کیا جسکے لئی یہہ نکاح شرعاً سبب تہا گیارہوین یہہ کہ محلل منافق کی جنس
سی ہی کیونکہ منافق ظاہر مین یہی کہتا ہی کہ مین مسلمان ہون اور اسلام کے عقد کا ظاہر و
باطن مین التزام رکہتا ہون مگر باطن مین وہ اوسکا التزام نہین کہتا اسیطرح محلل ظاہر
کرتا ہی کہ خاوند ہے اور نکاح کرنا چاہتا ہی اور مہر کا نام لیتا ہی اور عورت کی رضامندی
پر گواہی دیتا ہی حالانکہ باطن مین وہ خاوند ہونا چاہتا ہی نہ عورت کو اپنی بی بی بنانا چاہتا
دینا نہ حقوق نکاح کا بجالانا اور ظاہر مین اپنی دلی بات کے خلاف کرتا ہی اور کہتا
ہی کہ مین ان امور کو چاہتا ہون اور خدا تعالی اور حاضرین مجلس اور شہر اول جانتے
ہین کہ بات واقع مین یون نہین بارہوین یہہ کہ محلل کا نکاح نہ تو اہل جاہلیت کے
نکاح کے مشابہ ہی نہ اہل اسلام کے نکاح کے اور جاہلیت والے اپنی نکاحون مین بہت سے
برے کام کیا کرتی تہی مگر نکاح حلالہ پر راضی نہ تہی نہ اوسکو کرتے تہے چنانچہ

الباطن غير ملتزم له وكذلك المحلل يظهر انه زوج وانه يريد النكاح ويسمي المهر ويشهد
على رضى المرأة وفي الباطن لا يريد ان يكون
زوجا ولا ان تكون المرأة زوجة له ولا يريد
ان يقوم بحقوق النكاح وقد اظهر خلاف
ما ابطن وانه مريد لذلك
والله يعلم والملائكة والحاضرون والناس
ان الامر ليس كذلك الثاني عشر ان
نكاح المحلل لا يشبه نكاح اهل الجاهلية
ولا نكاح اهل الاسلام فان نكاح اهل
الجاهلية كانت تشتمل على امور
منكرة ولم يكونوا يرضون بنكاح المحلل ولا يفعلونه

باب ابطال الحيل
١٣

وفی الصحیح البخاری عن عائشة رض ان النکاح فی الجاهلیة کان علی اربعة انحاء الحدیث ولیس نکاح المحلل من هذه الانحاء الاربعة

فصل ومن مکاید الشیطان وتسبب الوقوع فی معصیة الله وتعدی ذلک الشیطان بایقاع الطلاق المحرم ثم یتخلص منه وما فعله الشیطان الذی یترتب علیه الله فیتخلص فاراد التحیل الذی ویبقی الشیطان والحیل الباطلة تارة بالتحلیل وتارة بالمناقشة فی عدالة شهود النکاح والولی والمرافعة الی من یعتبر ذلک فیتطلب القوادح التی لا یخلو البشر عنها لیبطل النکاح فلا یترتب علیه الطلاق فیا للعجب یکون الوطی حلالا والنسب لاحقا والنکاح صحیحا حتی یقع الطلاق

صحیح بخاری مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہی کہ جاہلیت کے نکاح چار قسم پر تھے
آخر حدیث تک اور ظاہر ہی کہ محلل کا نکاح ان چارون قسمون سے خارج ہے **ف**
مترجم کہتا ہی کہ وہ چارون نکاح یہہ تھے اول جیسا آجکل منگنی کا نکاح مروج ہی دوم
نکاح استبضاع کہ خاوند اپنی بیبی کو حیض کے بعد دوسرے شخص سے صحبت کی اجازت دیتا
اور خود دوسرے حامل ہونے تک اوس سے علحدہ رہتا تہا اور اولاد کیواسطے ہوتا تہا سوم
یہہ صورت تہی کہ دس سے کم آدمی کسی عورت سے صحبت کرتے جب اوسکو لڑکا ہوتا تو کئی دن کے بعد ان سبکو بلا
اور جسکو چاہتی اوس لڑکے کو کردیتی کہ یہہ تیرا ہے اسکو ماننا پڑتا چوتھی یہہ صورت تھی کہ جو کسبی عورتین تھین اونکے پاس
کوئی بھی جاتا اگر اوسکو بچہ ہوتا تو قیافہ شناسونکو بلاتے وہ جسکو کہدیتے اوسکا ہوتا اسلام نے بجز صورت اول
کے سب نکاح باطل کردئے **فصل** اس مین کہ اکثر ملا اس مین مبتلا ہین عجب ہی کہ ملا لوگ دین مین اللہ کی نافرمانی اور شیطان کی
اطاعت کی یعنی جسطرح کہ ملا لوگ اللہ نے منع فرمایا تھا اوس طرح سے اکثر شیطان نے حکم کیا چھوڑکر حیلے
ڈہونڈہتا ہی کہ کبھی تو حلالہ کرنے سے اور کبھی نکاح اول کے گواہون اور ولی کی عدالت مین گفتگو کرکے اور کسی حاکم
کے پاس اپنا مقدمہ لیجاتا جو گواہونکی عدالت کو نکاح مین معتبر کرتا ہو غرضکہ ایسے عیب گواہون
مین ڈہونڈہتا ہے کہ جس سے آدمی خالی نہین ہوتا اور اس سے مراد اوسکی یہہ ہی کہ پہلا نکاح باطل
ہوجاوے تو دوسری طلاق بھی نہ پڑے سبحان اللہ عجب بات ہی کہ طلاق سے پیشتر تک
صحبت بھی درست رہی اور اولاد کا نسب بھی قائم رہا اور نکاح جائز رہا مگر طلاق نہ پڑی

اب ایسی صورت تلاش کرتا ہی جس سی نکاح فاسد ٹھہری اور بعض نادان ایسی چیزونپر
کفایت کرتے ہین جنکو شیطان اونکی لئی کافی سوجھا دیتا ہی جیسے خاوند کا عورت
کے پاس سی سفر کر جانا اور عورتکا اوسکے پاس سی چلا جانا یا دونو نکا عرفات کے
پہاڑ پر اکٹھا ہو جانا یا اور کوئی ایسی جیسی بات تمسخر اور کھیل کی جنس سی کر لینی

فصل جو کوئی کہ طلاق کے بابمین جو اللہ تعالی کے نزدیک حلال چیزونمین سے
نہایت ناپسند ہی چنانچہ ابو داود نے ابن عمر سی اسکو روایت کیا ہی خدا تعالی سی ڈری
اور طلاق اوسطرحپر دیوی جسطرح کہ خدا تعالی اور اوسکی رسول صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے حکم
کیا ہی اور بندہ کے لئی مشروع فرمایا تو اوسکو اُن حیلون مذکورہ بالا کی کچھہ حاجت نہی
چنانچہ وہ خود بعد ذکر زمانے حکم طلاق کے فرماتا ہی وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا
اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سی وہ کر دیگا اوسکا
پس اگر سب طلاق دینے والے خدا کا خوف کرین تو اوسکی خوف کے باعث ان بوجھون
اور طوقون اور مکر اور حیلہ کرنیسے بے پروا رہین اسلئی کہ طلاق مشروع یہہ ہی کہ جن
دنونمین عورت حیض سی پاک ہو اور مرد نے اوس سی صحبت نکی ہو اوسوقت ایک طلاق دیکر
چھوڑ دی یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہو جاوے اس عرصہ مین اگر عورتکو روک رکھنی کو جی
چاہی تو رجعت کرلے اور اگر عدت کی گذرنے تک رجعت نکری تب بھی ہو سکتا ہی کہ اوس
سی از سر نو نکاح کرے بدون اسکی کہ دوسرے نکاح کری اور اگر عورت سی کچھہ ملال آگیا

فصل فمن اتقى الله في طلاقه
الذي هو ابغض الحلال الى الله كما
في حديث ابن عمر الذي رواه ابو داود
فطلق كما امره الله تعالى ورسوله
صلى الله عليه وآله وسلم وشرعه لها اغناه
تعالى من جنس الهزو واللعب
عرفات وما اشبه ذلك
عنه وكاجتماعهما على جبل
يكفي كالسفر عنها او سفرها
يسول لهم الشيطان انه
وقد يكتفي بعض الجهلة باشياء
يحتمل ان يطلب فيه فساده
عن ذي الحيل كما قال تعالى بعد ان
ذكر حكم الطلاق المشروع ومن
يتق الله يجعل له مخرجا فالمتقي لله في افعاله واقواله
يستغني بتقواه عن الآصار والاغلال والمكر
والاحتيال فان الطلاق المشروع ان يطلقها
طاهرا من غير جماع واحدة
ثم يدعها حتى تنقضي عدتها فان
بدا له ان يمسكها في العدة
راجعها وان لم يراجعها حتى انقضت
عدتها امكنه ان يستقبل
العقد عليها من غير زوج
اخر وان لم يكن له فيها غرض

من يعتبرها ان يتزوج غيرها فمن
فعل احدكم ... ولا يتجزّ ان
خشية ولا احتيال وهذا مثل
ابن عباس عن رجل طلق
امراته مائة فقال عصيت
ربك وفارقت امراتك
لم تتق الله فيجعل لك
مخرجا وقال سعيد بن جبير ان رجلا
قال لابن عباس فقال اني طلقت امراتي الفا فقال
اما ثلاث فتحرم عليك امراتك وبقيتهن وزر
اتخذت آيات الله هزوا وقال مجاهد كنت
عند ابن عباس فجاءه رجل فقال انه
طلق امراته ثلاثا فسكت حتى ظننت
انه رادها اليه فقال ينطلق احدكم
فيركب الاحموقة ثم يقول يا ابن عباس
يا ابن عباس وان الله قال ومن يتق الله
يجعل له مخرجا وانك لم تتق الله
اجد لك مخرجا وقد ... والنسائي
عن محمود بن لبيد قال اخبر
رسول الله صلى الله عليه و
آله وسلم عن رجل طلق امراته
ثلاث تطليقات جميعا فقام
غضبان ثم قال ايلعب بكتاب الله
وانا بين اظهركم الحديث

۱۲ مسائل

تب بھی اس سے اگر کوئی دوسرا شخص نکاح کرلیگا تو اسکا ضرر نہین تو جو کوئی اسطرح
کریگا وہ نہ پشیمان ہوگا نہ کسی حیلہ اور حلالہ کا محتاج ہوگا اور اسیلئے جب حضرت ابن
عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو سو طلاقین دین تو آپنے فرمایا کہ تو نے
اپنے رب کی نافرمانی کی اور بی بی سے ہمیشہ کو جدا ہوگیا تو نے خدا تعالی کا خوف نکیا اوسنے
تیرے لئے کوئی راہ نرکہی اور سعید بن جبیر کہتے ہین کہ ایک آدمی حضرت ابن عباسؓ کے
پاس آیا اور کہا کہ مین نے اپنی زوجہ کو ایکہزار طلاق دین آپنے فرمایا کہ تین طلاقون سے
تو تیری بی بی تجھپر حرام ہوگئی اور باقی گناہ ہین جنسے تو نے اللہ تعالی کی آیتون کا
ٹھٹھا کیا اور مجاہد کہتے ہین کہ مین حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا کہ اتنے مین اونکے پاس
ایک شخص آیا اور عرضکیا کہ مین نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین آپ چپکے ہورہے یہانتک
کہ مجکو خیال ہوا کہ اوس عورتکو اسکو دلادینگے پھر فرمایا کہ تم مین سے ایک شخص حماقت
کر بیٹھتا ہے پھر کہتا ہے ابن عباس ابن عباس اور اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَن يَتَّقِ اللهَ يَجْعَل
لَّهُ مَخْرَجًا (اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے کردیگا اوسکا گذارہ ۱۲) اور تو نے خدا تعالی کا خوف نکیا تو مین تیرے لئے کوئی راہ نہین پاتا اور
نسائی نے محمود بن لبید سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی کہ
ایک شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاقین اکٹھی دی ہین آپ غضبناک ہوکر کھڑے ہوئے پھر ارشاد
فرمایا کہ کیا خدا تعالی کی کتاب سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے حالانکہ مین تم مین موجود ہون آخر حدیث

تک اور یہ آثار اوس امر کے موافق ہین جو قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے یعنی طلاق
کا ایک ایک کر کے دینا مشروع فرمایا ہے اکٹھا دینا مشروع نہین چنانچہ اللہ تعالی
فرماتا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ لفظ مرتان کے معنی لغت مین یہی ہین کہ ایکبار کے بعد
دوسری بار ہو جیسا اور جگہہ ارشاد ہے سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ اور اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ
فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اور لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ
ثَلٰثَ مَرّٰتٍ پھر ان مرات کی تفسیر مین وقتون سے فرمائی۔ پھر خدا تعالی فرماتا ہے
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اسمین ذکر تیسری طلاق کا ہے
اور اکٹھا دینا دو یا تین طلاقونکا مشروع نہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور حضرت ابو بکر رضؓ اور دو برس تک حضرت عمر رضؓ کیوقت مین اگر کوئی شخص تین طلاقین
اکٹھی دیتا تھا تو وہ ایک گنی جاتی تھی چنانچہ اس امر پر دو صحیح حدیثین ایک مسلم کی اور
دوسری سنن ابی داؤد اور مسند امام احمد مین کی دلالت کرتی ہین۔ مسلم مین کی حدیث
مروی ہے ابن طاوس سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضؓ سے راوی ہین
کہ طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضؓ کے عہد مین اور دو برس تک
حضرت عمر کی خلافت مین تین طلاق ایک ہی تھی پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ جس امر مین
لوگونکو انتظار تھا اوسمین اونہون نے جلدی کی اگر ہم اوسکو اونپر جاری کرین تو بہتر ہووے

وهذه الآثار موافقة لما دل عليه القرآن فانه شرع الطلاق مرة بعد مرة ولم يشرعه جملة واحدة فقال تعالى الطلاق مرتان والمرتان في اللغة ما يكون مرة بعد مرة كما في قوله تعالى سنعذبهم مرتين او لا يرون انهم يفتنون في كل عام مرة او مرتين ثم قال الله تعالى يستأذنكم الذين ملكت ايمانكم والذين لم يبلغوا الحلم منكم ثلث مرات ففسرها بالاوقات ثم قال تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فهذه هي الثالثة ... وكان الطلاق في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم وزمن ابي بكر وسنتين من خلافة عمر اذا طلق ثلاثا جعلت واحدة كما دل عليه حديثان صحيحان احدهما في صحيح مسلم والاخر في سنن ابي داود ومسند احمد اما حديث مسلم فمن طريق ابن طاوس عن ابيه عن ابن عباس قال كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر ان الناس قد استعجلوا في امر كان لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم

فامضاه علیہم وفی صحیح مسلم عن طاوس ان ابا الصہباء قال لابن عباس ہات من ہناتک الم یکن الطلاق الثلاث علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر واحدۃ فقال قد کان ذلک فلما کان فی عہد عمر تتابع الناس فی الطلاق فاجازہ علیہم وفی روایۃ ابی داود عن ابی الصہباء انہ قال لابن عباس اما علمت ان الرجل کان اذا طلق امرأتہ ثلاثا قبل ان یدخل بہا جعلوہا واحدۃ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصدرا من امارۃ عمر

پہر اوسکو اونپر جاری کر دیا اور نیز صحیح مسلم مین طاؤس سی روایت ہی کہ ابو صہبا نے
حضرت ابن عباسؓ سی کہا کہ آپ اپنی مختصر چیزون مین سی کچھ بیان فرمائیے کہ تین
طلاقین زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکرؓ مین کیا ایک نہین آپنے فرمایا
کہ ایک ہی تہین مگر جب حضرت عمرؓ کے زمانہ مین لوگون نے طلاق پے درپے دینی شروع
کی تو اونہون نے اونپر تین طلاقونکو جائز رکہا اور ابوداؤد کی روایت مین ابی صہبا سے
یون آیا ہی کہ ابو صہبا نے حضرت ابن عباسؓ سی کہا کہ آپکو معلوم نہین کہ جب آدمی اپنی
زوجہ کو صحبت سی پہلی تین طلاقین دیدیا کرتا تہا تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین
اونکو ایک جانا کرتے تھے۔ اس روایت کو اسحق بن راہویہ اور سلف کی ایک جماعت نے
اختیار کیا ہی اور تین طلاقونکو بدون صحبت والی عورتکی حق مین ایک ٹھہراتے ہین اور
تمام صحیح روایتون مین قبل صحبت کی قید نہ ہی اور یہہ بہین جو مسلم نے اس قید کو ذکر نہین
کیا اور خود طاؤس کی روایت جو ابن عباس سی ہی اوسمین بہی کسی مین قبل دخول کی
قید نہین اور اس روایت مین جو طاؤس نے ذکر کیا ہی تو ابو صہبا کی سوال کا حال ذکر
کیا ہی اور حضرت ابن عباسؓ نے جس چیز کا حال پوچہا تہا اوسکا جواب یا اور شاید
ابو صہبا کو یہی پہنچا تہا کہ جو قبل دخول طلاق دی تو تین اوسکی حق مین ایک ہین
اسلیئے اسکو ابن عباسؓ سی پوچہا کہ ایسی طلاق کو ایک ٹہراتے تھے آپنے فرمایا

وحدہ جماعۃ من السلف بہذہ الروایۃ وجعلوا الثلاث واحدۃ فی غیر المدخول بہا وسائر الروایات الصحیحۃ لیس فیہا قبل الدخول وہذا لم یذکر مسلم ذلک وروایۃ طاوس نفسہ عن ابن عباس لیس فیہا قبل الدخول وانما حکی ذلک طاوس عن سؤال ابی الصہباء فاجابہ ابن عباس عنہ وتعالہ انما بلغہ ان الثلاث واحدۃ فی حق مطلق غیر المدخول فسأل عن ذلک ابن عباس وقال کان ذلک یصیرونہا واحدۃ فقال ابن عباس نعم

کرتا ہن اور اسکے کچھہ معنی نہین اسلئے کہ جواب مین قید کا ہونا سوال کے مطابق ہی
ہے اور یہہ ایسی صورت ہی کہ کسی نے آپسے پوچھا کہ اگر چوہا گھی مین گرجاوے تو کیا
حکم ہی آپنے فرمایا کہ جب چوہا گھی مین گرے تو اوسکو اور اوسکے گرد کی گھی کو نکالو
اور باقی کو کہاؤ تو اس سے معلوم نہین ہوتا کہ حکم کی قید خاص گھی کے ساتھہ ہی
اور دوسری حدیث یہہ ہی کہ ابو داؤد کہتے ہین کہ حدیث بیانکی ہمسے احمد بن صالح
اور اونسے حدیث بیانکی عبد الرزاق نے اور اونکو خبر دی ابن جریج نے اونہون
کہتے ہین کہ مجکو خبر دی بعض بیٹون نے ابو رافع کے جو مولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
ہین عکرمہ سے اور اونہون نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہی کہ فرمایا عبد یزید نے
جو رکانہ اور اوسکے بہائیونکا والد تہا رکانہ کی ماکو طلاق دیکر ایک مزنیہ کی عورت
سے نکاح کرلیا وہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین آئی اور اپنے سرمین سے
ایک بال پکڑکر کہا کہ عبد یزید سے میرا کام اتنا نکلتا ہی جیسے اس بال سے پس مجہہ مین
اور اوسمین آپ جدائی فرما دیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیرت آئی آپنے رکانہ
اور اوسکے بہائیونکو بلوایا اور اپنے ہم نشینون سے فرمایا کہ دیکھو رکانہ کی فلان فلان
چیز اسکے باپ عبد یزید کی سی ہی اور اوسکا دوسرا بیٹا اوس سے فلان فلان بات
مین مشابہ ہی لوگون نے عرض کیا کہ درست ہی پہر آپنے عبد یزید کو فرمایا کہ اس عورتکو

وهذا لا معنى له لان قيد التقييد في الجواب وقع مطابقا لتقييد السؤال وهو انما اذا سئل عن فارة وقعت في سمن فقال اذا وقعت الفارة في السمن فالقوها وما حولها وكلوا الباقي ذلك على تقييد الحكم بالسمن خاصة واما الحديث الاخر فقال ابو داود ثنا احمد بن صالح ثنا عبد الرزاق نا ابن جريج قال اخبرني بعض بني ابي رافع مولى النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن عكرمة عن ابن عباس قال طلق عبد يزيد ابو ركانة واخوته ام ركانة ونكح امرأة من مزينة فجاءت النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقالت ما يغني عني الا كما تغني هذه الشعرة لشعرة اخذتها من راسها ففرق بيني وبينه فاخذت النبي صلى الله عليه وآله وسلم حمية فدعا بركانة واخوته ثم قال لجلسائه اترون فلانا يشبه منه كذا وكذا من عبد يزيد وفلانا لابنه الاخر يشبه منه كذا وكذا قالوا نعم فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم لعبد يزيد طلقها

طلاق دیدی اوسنے طلاق دیدی آپ نے فرمایا کہ اپنی بیبی ام رکانہ اور اوسکو بہائیونکی ماسے رجوع کرلے اسنے عرض کیا کہ مین نے اوسکو تین طلاقین دی ہین آپنے فرمایا کہ مین جانتا ہون تو اوس سے رجعت کر اور پڑہا یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْہُنَّ لِعِدَّتِہِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ

اے ایمان والو جب تم طلاق دو عورتونکو تو انکو طلاق دو عدت پر اور گنتے رہو عدت ۱۲

پس آپنے اوسکو مراجعت کا حکم دیا حالانکہ وہ طلاق دیچکا تہا اور وہ آیت پڑہی جو معنا اپنے ما بعد کے اس امر مین صریح ہی کہ جو طلاق کہ اللہ تعالی نے بندونکو مشروع فرمائی ہی وہ عدت کی طلاق ہی جب عدت کے دن گذرنے پر آلگین تو یا اوسکو اچھی طرحسے روک رکہے یا نیکی کے ساتھ اوسکو چہوڑ دے اور طلاق کو اللہ تعالی نے گنجایش اور آسانی کے طور پر مشروع فرمایا ہی کہ شاید طلاق دینے والا نادم ہو تو اوسکی لئے رجوع کرنیکی راہ باقی رہے چنانچہ فرماتا ہی لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا

اوسکو خبر نہیں شاید اللہ پیدا کر دے اس پیچہے کوئی کام ۱۲

آپ کوئی یہہ اعتراض نہین کرسکتا کہ اس حدیث کی سند مین مجہول یعنی گمنام آدمی ہی اسلئے کہ اسکا جواب ہم تین طرح پر کہہ سکتے ہین اول یہہ کہ مسند امام احمد مین ہی کہ حدیث بیان کی ہم سے سعد بن ابراہیم نے اور انسے حدیث بیان کی اونکی باپ نے محمد بن اسحق سے کہا کہ حدیث کہی مجہسے داؤد بن حصین نے عکرمہ مولی ابن عباس سے کہا کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیبی کو تین طلاقین ایک ہی مجلس مین دیدین اور طلاق دینے والونمین یہہ شخص سب سے پہلا تہا

اوسنے اوس عورت پر نہایت غم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے پوچھا
کہ تونے اوسکو کیسے طلاق دی ہی اوسنے عرض کیا کہ مینے تین طلاقین دی ہین آپ
نے فرمایا کہ ایک مجلس مین اوسنے عرض کیا کہ ہان آپنے فرمایا کہ وہ طلاق ایک ہی
ہوئی تو اوس عورت سے اگر چاہی مراجعت کر لے عکرمہ کہتے ہین کہ اوسنے مراجعت کر لی اور
یہہ بھی اونکا قول ہی کہ حضرت ابن عباسؓ کی رای یہہ تھی کہ ہر طہر میں طلاق ہوتی ہی
اور روایت کیا اسکو حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی نے اپنی مختارہ
مین لیس یہہ حدیث موافق ہی طاوس اور ابی صہبا اور ابی الجوزا کی حدیث کی جو حضرت
ابن عباسؓ سے مروی ہی اور طاوس اور عکرمہ حضرت ابن عباس کے اور شاگردونکی
نسبت کہ اس حدیث کا حال زیادہ جانتے تھے اسلئے کہ عکرمہ تو آپکے غلام تھے اور طاوس
آپکے شاگرد تھے اور یہہ دونو یہہ فتوی دیا کرتے تھے کہ تین طلاقین ایک ہی ہین اور اسی
طرح ابن اسحق کے نزدیک جب یہہ حدیث ثابت ہوگئی تو اوسکے موجب حکم دیتے تھے
اور فرماتے تھے کہ سنت مجہول ہوئی تو اوسکی طرف رد کیجاوے اور ابن عباسؓ
سے دو روایتین ہین ایک تو طلاق دینے والونکی طلاق قائم رکھنے اور سزا دینے کی لئے
حضرت عمر کی موافقت ہی اور دوسرے فتوی دینا مضمون حدیث کی موافق ہی حماد بن
زید نے ایوب سے اور انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے

فحزن عليها حزنا شديدا قال فسأله رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف طلقتها قال طلقتها ثلاثا قال فقال في مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت قال فرجعها قال وكان ابن عباس يرى ان الطلاق عند كل طهر رواه الحافظ ابو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي في مختاراته فهذا موافق لحديث طاوس وابي الصهباء وابي الجوزاء عن ابن عباس وعكرمة اعلم اصحاب

ابن عباس به فان عكرمة مولاه وطاوس صاحبه وكانا يفتيان بان الثلاث واحدة وكذلك ابن اسحاق لما صح عنده هذا الحديث افتى بموجبه وكان يقول

الحكم بخلاف السنة فيرد الى السنة وعن ابن عباس روايتان احداهما موافقة عمر في ايقاعها وتعزير المطلقين والثانية الافتاء بموجب هذا الحديث قال حماد بن زيد عن ايوب عن عكرمة عن ابن عباس

روایت کی ہی اور یہہ حدیث صحت اور بزرگی کی راہ سے بس ہی یعنی جب ایک ہی دفعہ
مین کہا کہ تجکو تین طلاق ہین تو یہہ تینون ایک ہی ہونگی اس حدیث کو ابو داؤد
نے سنن مین ذکر کیا ہی دوسری وجہہ یہہ ہے کہ شخص مجہول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے مولے کی اولاد مین سے ہی اور جہوٹ اُن لوگو نمین پہیلانہ تہا اور یہہ قصہ بہی مشہور
اور محفوظ ہی اور داؤد بن الحصین نے اوس راوی کی متابعت اس قصہ مین کی ہی اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ قصہ راوی کو یاد تہا تیسری وجہہ یہہ ہے کہ ہمنے صرف اوسی راوی کی
روایت پر اعتماد نہین کر لیا بلکہ داؤد بن الحصین کی روایت کو بہی ذکر کیا ہی اور تہمت
تدلیس یکایا ابن اسحق کی ذمہ سے اوسکی حدیثین کہنے سے جاتی رہی اور عرایا کی مقدار پانچ
عیب چھپایا
وسق یا اس سے کمتر کرنیکی حدیث مین ائمہ نے ٹہیک اسی سند سے حجت پکڑی ہی اور
اوسکو اختیار کیا ہی اور اوسکی مضمون کے موافق عمل کیا ہی باوجودیکہ عام اور صحیح
حدیثونکے خلاف ہی جو تر خرما کو خشک کی عوض بیچنے کے منع مین وارد ہین تو خشکہ
ان حدیثونکی بموجب کہنا ظاہر قران اور صحابہؓ کے اقوال اور قیاس اور لوگونکی
مصلحتون کے موافق ہی ظاہر قران کے تو اسطرح مطابق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
رجعت کو ہر طلاق مین مشروع فرمایا ہی بجز طلاق ایسی عورتکی جس کی صحبت ہنوز نہوئی
یا دو بار طلاق دیکر تیسری بار طلاق دی ہوا ور قران مجید مین سوا ان دو صورتون کے

واما القياس فلان الله قال
شهادة أحدهم أربع شهادات
بالله ويدرؤ عنها العذاب أن
تشهد أربع شهادات ولو قال
اشهد بالله اربع شهادات
اني صادق او قالت اشهد
بالله اربع شهادات انه كاذب
كانت شهادة واحدة ولم يكن اربعا
فكذا قوله انت طالق ثلاثا
ان العدد من الاقرار لا يعتبر
واما اقوال الصحابة فيكفي في ذلك
عمل الصديق ومعه جميع الصحابة
قد قال بعض اهل العلم ان ذلك اجماع قديم
وانما حدث الخلاف في زمن عمر

اور کوئی طلاق بائن نہین اور قیاس کے مطابق اسطرح ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰہِ اور وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ
تو ایسی کسی کی گواہی یہہ ہی کہ چار گواہی دیوے ... اور عورت سے ٹلتی ہی مار یون کہ گواہی دے چار
شَهَادَاتٍ - پس اگر مرد یون کہے کہ مین خدا کی چار گواہیان دیتا ہون اسپر گواہی"
کہ مین سچا ہون یا عورت کہے کہ مین خدا کی چار گواہیان دیتی ہون کہ مرد جھوٹا ہی
تو دونو کا اسطرح کہنا ایک ہی گواہی ہوگی چار نہونگی اسیطرح بی بی کو کہدینا کہ تجکو
تین طلاق مین ایک ہی طلاق ہوگی تین نہونگی اور اسمین صحیح تر قیاس اور کوئی بھی
نہین اور یہی حال ہے اُن صورتون مین جنمین شمار کا اعتبار ہوا کرتا ہی جیسے نا دفعہ
کا اقرار کرنا اور اقوال صحابہؓ کے مطابقت کی لئے تو یہی بس ہی کہ اس حدیث پر
عمل حضرت صدیقؓ کے عہد مین تہا اور آپکے ساتھہ سب صحابہؓ موجود تھے بلکہ بعض
اہل علم فرماتے ہین کہ اسپر اجماع قدیم ہی خلاف حضرت عمرؓ کے زمانہ مین پیدا ہوا ہی جیسا کہ
ثابت ہوا ہی کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد مبارک
مین اور کچھہ دنون حضرت عمرؓ کی خلافت مین جو شخص تین طلاقین اکٹھی دیا کرتا تہا اوسپر
ایک ہی قائم رکھتی تھی اور یہہ جو لوگ دعوی کرتے ہین کہ پیچھے سے اجماع تین پر ہوگیا
ہی تو یہہ جھوٹا دعوی ہی اسلئے کہ اختلاف ہمیشہ رہا ہی اجماع کیصورت نہین ہوئی
داؤد اور اوسکے اصحاب نے بھی اختیار کیا ہی کہ تین طلاقین ایک ہین اور جو لوگ

خلاف کے ناقل ہین اونمین سی طبری نے اپنی کتاب اختلاف العلماء و تہذیب الآثار مین لکہا ہی اور ابوبکر رازی نے کتاب احکام القرآن مین اور ابن منذر نے اسکو نقل کیا ہی اور ابن حزم اور محمد بن نصر مروزی اور مازری نے معلم مین بیان کیا ہے اور اسکی روایت محمد بن مقاتل سے کی ہی جو امام اعظم کے شاگردونمین سے ہین اور یہہ امام ابوحنیفہ کے مذہب مین ایک ہی دو قولونمین سے اور تلمسانی نے شرح تفریع مین ایک قول امام مالک کا خلاف مین نقل کیا ہی اور شیخ الاسلام نے بعض اصحاب احمد سے خلاف کو حکایت کیا ہی اور اسیکو امام احمد نے اختیار کیا ہی اور اونکے احوال مین نہایت برا ہی کہ اپنی مذہب کے باہمین اصحاب جو کیطرح آن جیسے قاضی اور ابوالخطاب ہیلکہ اونکی شان اس امر سے بلند ہی غرضکہ امام احمد کے مذہب مین یہہ ایک قول بلاشک ہی اور تابعین مین بہی خلاف کا یہی حال ہی اب باقی رہا ان لوگونکا جواب دینا حضرت ابن عباس کی حدیث سے جو مذکور ہوئی سو اوسکی جواب مین ہر ایک کی راہ مختلف ہی اسحق نے جو اسکو اس عورت پر محمول کیا ہی جس سے صحبت نہوئی ہو اوسکا حال تو پہلے گذر چکا اور ابوداود نے اس حدیث کو منسوخ ٹھہرایا ہے چنانچہ اپنی سنن مین کہا ہی کہ باب تین طلاقونکی بعد رجعت کی منسوخ ہونیکا پہر حدیث حضرت ابن عباس کی بیان کی کہ آدمی اپنی زوجہ کو طلاق دیتا تہا تو اوسکی

حكى الخلاف العلماء ومنهم محمد بن جرير الطبري في كتابه اختلاف العلماء وفي كتاب تهذيب الآثار وابو بكر الرازي في كتاب احكام القرآن وحكاه ابن المنذر وحكاه ابن حزم ومحمد بن نصر المروزي والمازري في كتاب المعلم من اصحاب ابي حنيفة وحكاه عن محمد بن مقاتل من اصحاب ابي حنيفة وحكاه التلمساني في شرح التفريع قولا لمالك وحكاه شيخ الاسلام عن بعض اصحاب احمد واختاره ... وفي مذهبه كالقاضي وابي الخطاب وهو المختار من ذلك فهو قول في مذهب احمد بلا شك والخلاف بين التابعين كذلك والمجيبون عن حديث ابن عباس المتقدم مسالك ... في الجواب قد تقدم وتأويل اسحق بجعله على غير المدخول بها وابو داود جعله منسوخا فقال في كتاب السنن باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث ثم ساق حديث ابن عباس ان الرجل كان اذا طلق امرأته

۳۱۳ ... ان

رجعت کا وہی مستحق ہوتا تہا گو تین طلاقین دی ہون پہر یہہ حکم اس آیت سی منسوخ ہو گیا الطلاق مرتان پہر اسی باب مین حدیث ابی الصہبا کی نقل کی ہی اور شاید انکا یہہ اعتقاد ہی کہ حکم اس حدیث کا ثابت تہا اوس صورت مین کہ جب مرد اپنی بی بی کو طلاق دیتا تہا اوس سی رجعت کر لیتا تہا اور یہہ جواب دو وجہ سی وہم ہی اول یہہ کہ منسوخ رجعت کا ثابت ہونا ہی بعد طلاق کے گو کسی عدد کو پہونچ جاوی جیسا کہ شروع اسلام مین تہا دوسرے یہہ کہ منسوخ ہونا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائز نہین تین طلاقونکا ایک ہونا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ساری خلافت مین اور حضرت عمر کی شروع خلافت مین معمول رہا پہر اوسکی بعد منسوخ ہونا محال ہی۔ اور ابن منذر نے یہ کہا ہی کہ تین طلاقونکا ایک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مین تہا اور آپکے امر سی تہا اور یہہ بہی نہین ہو سکتا کہ حضرت ابن عباس پر یہہ گمان کیا جاوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی یاد تو کچہہ کرین اور حکم اوسکی خلاف دین اور یہہ قول ابن منذر کا کئی وجہہ سی پوچ ہی اول یہہ کہ حدیث عکرمہ کی حضرت ابن عباس رضی سی جسمین یہہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ کی زوجہ تین طلاق کی بعد اونکو دلوا دی اس تاویل کو سرے سی باطل کرتی ہی دوسرے یہہ کہ اگر یہہ بات درست ہوتی تو حضرت ابن عباس رضی ابی الصہبا سے یہہ فرماتے کہ مجکو معلوم نہین کہ یہ معاملہ رسول اللہ

وهذا وهم وتوجيهه ان يحمل على ان الرجل يراجع امرأته بعد طلاقها ان حكمه كان ثابتا كما كان حتى ان الصهباء وكان اعتقاد ثم ان ثم ذكر في اثناء الباب ثم نسخ ذلك بقوله الطلاق مرتان

المنسوخ هو بقاء الرجعة بعد الطلاق وان يلزم ما يلزم كما كان في اول الاسلام الثاني ان النسخ لا يثبت بعد موت النبي صلى الله عليه واله وسلم وكون الثلاث واحدة في عهد ابي بكر الصديق كلها واول خلافة عمر فيمتنع

وقال ابن المنذر ... فلا يظن بابن عباس ان يحفظ عن النبي صلى الله عليه واله وسلم ... ضعيف

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پونہچا ہی یا نہین پونہچا اور ابی صہبا کو اسپر ثابت نہ رکہتے
تہے یہہ کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو حضرت عمرؓ یون نرماتے کہ لوگون نے جلدی کی
اوس معاملہ مین کہ اونکی لئے ڈہیل تہی بلکہ اونپر واجب تہا کہ اوسکی خلاف مین حدیث
انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان فرما دیتے اور ارشاد کرتے کہ لوگونکا اسطرح عمل کرنا
دین اور شرع کے خلاف ہی اور یہہ نفرماتے کہ اگر ہم اوسکو جاری کر دین تو خوب ہو
اسلئے کہ یہہ جاری کرنا تو اللہ اور اوسکی رسول کیطرف سے ہی نہ حضرت عمرؓ کیطرف سے
چوتہی یہہ کہ محال اور ممتنع ہی کہ جو لوگ بہترین خلق ہون وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک اور خلیفہ اولؓ کے عہد شریف مین طلاق اور رجعت مین اپنے دین کے خلاف
کرتے ہون کہ طلاق بہی حرام ہی دیتے ہون اور رجعت بہی حرام ہی کرتے ہون اور اس
بات کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باوجود آپکے اونمین تشریف رکہنے کی نکرتے ہون
پہر حدیث ابن عباس کی جسکو احمد نے روایت کی ہی اسبات کو رد کرتی ہی اور فتوی دینا
حضرت ابن عباسؓ کا جو اونسے نہایت صحیح اسناد سے ایک روایت مین ثابت ہوا ہی اوسکو
رد کرتا ہی اور کیسے ہو سکتا ہی کہ بہترین امت طلاق اور رجعت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور صدیقؓ کی زندگی بہر اور کچہہ دنون حضرت عمرؓ کی خلافت مین برابر ناواقف رہین پہر اوسکی بعد
اونکو طلاق اور رجعت جائز طور پر معلوم ہو دین امر کسطرح صحیح ہوگا حضرت عمرؓ کا فرمانا

صلى الله عليه وآله وسلم او عمر
بلغه ولم يقرهم على ذلك فان قالت
لو كان هذا كما زعم لما غاب عن ابن عباس
فانه يتعجلوا في امر كانت لهم فيه
زناة بالغ كان الواجب ان يبين
المنع عن سوال الله صلى
الله عليه وآله وسلم في خلاف ذلك
من الناس خلاف الاول والشرع و
وان هذا العمل من افضل الاعمال من الله
ورسوله لا من عمر الرابع انه من المتعة والاستحلال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
وكيف يصح قول عمر
الطلاق والرجعة ابتداء
ومن لا يخفى الصديق
صلى الله عليه وآله وسلم
الطلاق والرجعة

کہ آدمیون نے اوس کام مین جلدی کی جسمین اونکو تاخیر تھی اور کسطرح درست ہوگا
اونکا فرمانا کہ خوب ہوا اگر ہم اوسکو اونپر جاری کردین اور امام احمد نے اس حدیث کو
اسوجہ سے رد کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے اوسکے خلاف حکم دیا ہے حالانکہ دونو حدیثون
کے راوی امام احمد ہی ہین اور یہہ رد اس قاعدہ پر مبنی ہے کہ صحابی جسوقت اپنی روایت
کے خلاف پر عمل کرے تو وہ روایت حجت کے لائق نرہیگی صحابی کے عمل کا اعتبار
کیا جاویگا اور احمد سے مشہور ہے کہ اعتبار صحابی کی روایت کا ہے نہ اوسکے قول کا جس
صورتمین کہ قول مخالف حدیث کی ہو اور یہین وجہ بریرہ کی حدیث مین حضرت ابن عباس
کی روایت کو اختیار کیا ہے کہ لونڈی کی بیع اوسکے حق مین طلاق نہین ہوتی اسلئے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیدیا تھا اگر بیچنے سے نکاح جاتا رہتا
تو مختار نفرماتے باوجودیکہ حضرت ابن عباس کا مذہب یہ ہے کہ لونڈی کا بیچنا ہی اوسکی
طلاق ہے اور اپنی حجت اس آیت کے ظاہر معنونکو فرماتے ہین وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ
اور منع ہین سب عورتین خصم والی
اِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ اس آیت مین خاوندوالی لونڈی اگر ملک مین آوے تو اوسکی
مگر جنکے مالک ہوں تمہارے ہاتھ ۱۲
صحبت مباح فرمائی پس اگر نکاح باقی رہتا تو صحبت مباح نہوتی اور امام احمد اور
تمام علما اس مسئلہ مین آپکے خلاف پر ہین وہ کہتے ہین کہ لونڈی کی بیع طلاق نہین ہے
اور اپنی حجت بریرہ لونڈی کی حدیث سے کرتے ہین اور حضرت ابن عباس کی راے کو

انکی روایت کے باعث ترک کرتے ہین اسلئے کہ آپ کی روایت تو خطا سے محفوظ
ہے اور اُنکی محفوظ نہین اور امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اسکا عکس ہے یعنی اُنکے نزدیک
تین طلاقین ایک نہین ہوتین تین ہی واقع ہوتی ہین اور احمد سے دو روایتین ہین ایک
حدیث کے نہ ماننے مین یہہ مسلک قوی نہین اور کچھ لوگ اس حدیث کے نہ ماننے مین ایک
اور راہ چلی ہین اور کہا ہے کہ یہہ حدیث مضطرب ہے اور اسی وجہ سے بخاری نے اس سے
اعراض کیا اور اپنی صحیح مین اوسکے خلاف پر عنوان لکھا اور کہا کہ باب ہے تین طلاق کے
جواز مین ایک کلمہ سے بوجہ فرمانے خدا تعالیٰ کے کہ طلاق دو مرتبہ ہے پھر حدیث
لعان کی ذکر کی ہے اور اوسمین یہہ ہے کہ طلاق دی عویمر نے تین پہلے اس سے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو امر فرماوین اور آپنے اوسکو بدلا نہین حالانکہ آپ مرنا طلاق کے
رہنے نہین دیتے اور یہہ لوگ اضطراب کی وجہ یہہ بیان کرتے ہین کہ سند کی
رو سے تو اضطراب یہہ ہے کہ اسکی روایت اکثر تو طاؤس سے ہے اور وہ ابن عباس رضہ سے
راوی ہین اور الفاظ حدیث مین اضطراب یہہ ہے کہ ابو صہبا کبھی تو کہتا ہے کہ تمکو معلوم
نہین کہ آدمی جب اپنی زوجہ کو تین طلاقین قبل دخول کے دیدیتا تھا تو لوگ اونکو
ایک ہی ٹھہراتے تھے اور کبھی کہتا ہے کہ کیا تین طلاقین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد شریف اور حضرت ابو بکر رضہ کی زمانہ اور کسیقدر حضرت عمر رضہ کی خلافت مین ایک

یعنی پس ایک روایت کے الفاظ دوسرے کے مخالف ہین اور یہ مسلک بیٹکی
نسبت کر بہت ہیچ ہی اسلئے کہ حدیث صحیح ہے اور اوسکے راوی حافظونکے پیشوا ہین
چنانچہ عبد الرزاق وغیرہ نے ابن جریج سے اخبار کے الفاظ سے اوسکو روایت کیا ہے
اوراسیطرح ابن جریج نے ابن طاؤس سے اور اونسے اپنے باپ سے حدیث بیانکی ہے اب
کسی طعن والیکو گنجایش طعن کی اس حدیث مین نہین علاوہ ازین اس حدیث کو
حماد بن زید نے ایوب سے اور اونسے بہت سے راویونسے اور اونہون نے طاؤس سے
روایت کی ہے پس نہ عبد الرزاق ہی اس حدیث کی روایت مین تنہا ہے نہ ابن جریج نہ
عبد اللہ بن طاوس دیکھو امام احمد سے جب پوچھا گیا کہ آپ کس وجہ سے اس حدیث کو
رد فرماتے ہین تو فرمایا کہ اس جہت سے کہ لوگ حضرت ابن عباسؓ سے اسکے خلاف روایت
کرتے ہین نہین فرمایا کہ ضعف اور طعن کے باعث رد کرتا ہون اور بخاری نے جو اس
روایت کو چھوڑ دیا تو اس سے اسمین ضعف نہین ہوا اس حدیث کا حال اور صحیح حدیثون
کا سا ہے جنکو بخاری نے اسنظر سے فرو گذاشت کیا ہے کہ کتاب بڑھجاوے کیونکہ اونہون نے
اپنی کتاب کا نام جامع صغیر صحیح رکھا ہے اور جو لوگ کہ اس حدیث کو ابو الجوزا سے
روایت کرتے ہین اگر اونکی روایت محفوظ ہے تب حدیث مین اور قوت پیدا کیگا اور
اگر محفوظ نہین اور ظاہر بھی یہی ہے تو صرف کنیت مین غلطی ہو گئی ہے کہ عبد اللہ بن

فلذلک خالف اللفظ الاخر
وعند المسالك فان من
ضعف المسالك
صحیح رواه احمد
حتى احدث عبد الرزاق
وغیره عن ابن جریج
لبسنبة الاخبار وتحدیث به
كذلك ابن جریج عن ابن طاوس
ومتابعة فلا مطعن فيه بعا عن
حماد بن زید عن ایوب عن غیر واحد
عن طاوس فلم ینفرد به عبد الرزاق
ولا ابن جریج ولا عبد الله بن طاوس

مؤلف نے جو روایت ابی ملیکہ سے کی ہے اوسمین بجاے ابو الصہبا ابو الجوزا کہا ہے اسلیٔے کہ وہ شخص حافظہ کا برا ہے اور جو یاد کرنیوالے ہین اُنہون نے ابو صہبا کہا ہے اور یہہ امر حدیث کو سست نہین کرتا اور یہہ طریق حاکم کے نزدیک مستدرک مین ہے اور جو لوگ کہ اس حدیث مین قید قبل دخول کی روایت کرتے ہین تو پہلے گذر چکا کہ یہہ روایت دوسرونکی روایت کی مخالف نہین اور ایک یہہ کہ وہ روایت ابو داؤد کے نزدیک ایوب سے مروی ہے اُنہون نے بہت لوگون سے روایت کی ہے اور طلاق کی روایت معمر اور ابن جریج سے ہے اور اُنہون نے ابن طاؤس سے اور اونسے اپنے باپ سے روایت کی ہے پس یہہ دونو حدیثین اگر ایکدوسرے کے خلاف ہون تو تین طلاقونکا ایک ہو جانیکی روایت بہتر ہے عمل اسپر رہیگا اور اگر دونو روایتو نمین تعارض نہو تب تو صاف ظاہر ہے اور حدیث داؤد بن الحصین کی عکرمہ سے حضرت ابن عباس رض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا بیان صریح ہے کہ تین طلاقین اوس عورت کے حق مین جس سے صحبت ہوئی ہو ایک ہین اور ابو صہبا کی حدیث مین غایت درجہ یہہ ہے کہ اونکا قول قبل دخول معتبر شخص کیطرف سے زیادتی ٹھہرایا جاوے اسصورت مین بھی اوسپر عمل کرنا بہتر ہوگا اور اب حضرت ابن عباس رض کی دو حدیثون سے ایک تو اسپر دلالت کرتی ہے کہ یہہ حکم کنواری کے حقمین ثابت ہے اور

دوسری حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ حکم مذکور بیاہی کے حق مین بھی ہی تو دونو
حدیثون سی ایکدوسری کی تقویت کرتی ہی اور اوسکی صحیح ہونیکی شاہد ہے اور
دوسری لوگون نے اپنا ایک اور ہی مسلک ٹہرایا ہی جو ان سب سی اوجہ تر ہے
وہ یہہ کہتی ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی بجز ابن عباسؓ کے
اور کسی نے روایت نہین کیا اور نہ ابن عباسؓ سی بجز طاوس تنہا کے اور کوئی راوی
ہی ایسے بڑی معاملہ مین جسکی طرف نہایت سخت حاجت ہوا کرتی ہی بڑی بڑی صحابی اور
یاد کرنیوالے کہان تھی یہہ بات سب صحابہؓ پر کسطرح چھپی رہی البتہ صرف حضرت ابن عباسؓ
کو معلوم ہوئی اور حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد ونکو معلوم نہوئی صرف طاؤس کو
معلوم ہوئی - یہہ تقریر سب پہلی وجوہات کی نسبت کہ بہت خراب ہی احادیث صحابہؓ
اور ثقہ اماموںکی ابن جیسی بات سی رد نہین ہوسکتی اسلئی کہ بہتسا احادیث ایسی ہین
جنکو صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہی جو رتبہ مین طاؤس کی نسبت کہ بہت کم ہی مگر
اونکو کسی امام نے رد نہین کیا اور ہم پہلی اور پچھلی عالمون مین سی کسیکو نہین جانتے
جسنے یہہ کہا ہو کہ حدیث کو جب ایک ہی صحابی روایت کرے تو قبول نکرنی چاہیئے البتہ
اہل بدعت اور اونکی تابعین سی ایسا بہت سی اقوال منقول ہین فقہا مین سی کوئی
اونکا قائل نہین اور ہم نے تنہا قریب باٹہہ حدیثونکی بیان کی ہین جنکو سوا اونکے

فقالوا هو حديث لم يرو عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الا ابن عباس ولا عن ابن عباس الا طاوس وحده قالوا فاين اكابر الصحابة وحفاظهم عن مثل هذا الامر العظيم الذي الحاجة اليه شديدة

اور کسی نے روایت نہیں کیا اور امت نے اوس پر عمل کیا ہے اور راوی سکے اکیلے
ہونیکے باعث سے کسی نے اونکو رد نہیں کیا سو ہذا اگر یہ ہے حضرت ابن عباسؓ سے
حدیث رکانہ کی روایت کی جو موافق ہے اوس حدیث کی جو طاوس نے آپ سے روایت
کی ہے مصور نہیں اگر حکم میں طعن کیا جاوے تو باطل اور مخالف ٹھہریگا کیونکہ لوگ عکرمہ
کی سند پکڑتے ہیں اور بڑے بڑے یاد کرنیوالے حدیث کی اونکی حدیث کو صحیح کہتے ہیں
اور جو لوگ اونکو یا بعض طعن کرتے ہیں اونکی طعن پر لحاظ نہیں کرتے آب اگر یہ کہو
کہ یہ حدیث شاذ ہے اور اوسکا ادنی حال یہ ہے کہ ہم اوس میں توقف کریں اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوسکی ثابت ہونیکا یقین نکریں تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث شاذ
نہیں شاذ اوسکو کہتے ہیں کہ جو روایت معتبر شخصوں نے کی ہو اوسکی خلاف ہو یعنی اوسکا
راوی اپنی روایت کے باعث معتبروں سے علحدہ ہو اور جب ایسی صورت ہو کہ راوی معتبر
کسی حدیث کو صرف اکیلا بیان کرے اور ثقہ لوگ اوسکی خلاف روایت نکریں تو ہم اوسکو
شاذ نکہینگے اور اگر اس قسم کا نام بھی باصطلاح جدید شاذ رکھلیا جاوے تو یہ اصطلاح
باعث اوسکے رد کا نہوگی نہ اس سے رد جائز ہو امام شافعی فرماتے ہیں کہ شاذ کے یہ معنی
نہیں کہ کوئی معتبر شخص حدیث کی روایت میں تنہا ہو بلکہ شاذ وہ ہے کہ راوی معتبر
لوگونکی روایت کی خلاف روایت کرے اور بعض لوگوں نے جب ابن جریج کو پوچھا

تفرد به وعملت به الامة ولم يرده احد
لتفرده فهذا لو ان عكرمة
روى من ابن عباس حديث
ركانة وهو موافق لحديث
طاوس عنه فان قدح في عكرمة
ابطل وتناقض فان الناس
احتجوا بعكرمة وصحح ائمة الحفاظ
حديثه ولم يلتفتوا الى قدح من قدح فيه فان
قيل فهذا ابو الكلام حديث شاذ وادنى احواله
ان نتوقف فيه ولا نجزم بصحته عن رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم قيل ليس هذا من الشاذ وانما
الشاذ ان يخالف الثقات فيما رووه فيشذ عنهم
بروايته فاما اذا روى الثقة حديثا
منفردا به لم يرو الثقات خلافه فان
ذلك لا يسمى شاذا وان اصطلح
على تسميته شاذا بهذا المعنى
لم يكن هذا الاصطلاح
موجبا لرده ولا مسوغا له
قال الشافعي ليس الشاذ
ان ينفرد الثقة برواية
الحديث بل الشاذ
ان يروي خلاف
ما روى الثقات وبعضهم لما
استشعر هذا الاشكال

۱۲ اعلام الموقعین

سلک مسلک التاویل و قال معنی الحدیث ان الناس کانوا یطلقون علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابی بکر و عمر واحدۃ و لا یوقعون الثلاث فلما کان فی خلافۃ عمر اوقعوا الثلاث و اکثروا من ذلک فامضاہ علیہم عمر

تو اونہون نے تاویل کا طور اختیار کیا اور کہا کہ حدیث کے معنی یہہ ہین کہ آدمی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کیوقت مین ایک طلاق
دیا کرتے تھے تین نہ دیتے تھے اور جب حضرت عمرؓ کی خلافت مین تین طلاقین دینے لگے
اور زیادہ ایسا اتفاق ہوا تو حضرت عمرؓ نے اونپر جسطرح اونہون نے دین اسیطرح
پر جائز رکہا - اور بخدا اگر یہہ تاویل کرنیوالا چپ رہتا تو اوسکے حق مین بہتر اور
پردہ پوش ہوتا اسلئے کہ مضمون حدیث ان معنونکی باطل ہونیکو صاف صاف بیان
کرتا ہی اوسکی یہہ توجیہہ ان کم علمون پر چلیگی جنکو فکر سے کچھ بہرہ نہین نہ لیستی تقلید سے
اوپر کو چڑہتی ہین شاید اس کہنے والے نے الفاظ حدیث کو نہین سوچا اور اوسکے
طریقون مین غور کی دیکھو تو ابو صہبا حضرت ابن عباسؓ سے کہتے ہین کہ آپکو بہلا معلوم
نہین کہ مرد جب اپنی عورتکو دخول سے پیشتر تین طلاقین دیا کرتا تہا تو اوسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد مین اور شروع خلافت حضرت عمرؓ مین
ایک ٹہہراتے تھے آپنے فرمایا کہ ہان اور نیز اس تاویل کرنیوالے نے اپنے اس قول کو کہ
لوگ عہد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ایک طلاق دیا کرتے تھے خود باطل اور نکما
کر دیا اسلئے کہ تین طلاقونکی واقع ہونیکی لئے لعان والیکی حدیث کو حجت ٹھہرایا ہے اور
محمود بن لبید کی حدیث کو جو یہہ ہے کہ ایک شخص نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین

اپنی بی بی کو تین طلاقین دین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ ہوئی اور فرمایا کہ کیا خدا تعالی کی کتاب سے کھیل کیا جاتا ہی اور مین تم مین موجود ہون پہر اس کہنیوالے نے اس حدیث مین اپنی طرف سے ایک جملہ بڑہا دیا ہی یعنی پہر لا اور اوس مرد پر ان طلاقونکو درست فرمایا اور اونکو ایک نکیا (یہ زیادتی موضوع ہی اس حدیث کی کسی سند مین قطعا مروی نہین بلکہ یہ ایسی کہنی والے کی چالاکی ہی کہ تقلید کے جوش نے اسکو اسپر آمادہ کیا محمود بن لبید نے اوسکی بعد کا کچھ حال ذکر نہین کیا کہ تین طلاقونکو جائز فرمایا خواہ ایک کر دیا اور ہمکو معلوم نہین کہ یہ شخص حضرت عمر رض کے قول کو کیا کریگا یعنی اگر ہم ان طلاقونکو اونپر جاری کر دین تو خوب ہو اسلئی کہ آپکا یہ ارشاد صاف بیان کرتا ہی کہ جب آپکو لوگونکا پے در پے تین طلاقین دینا اور جس چیز کو اللہ تعالی نے آہستگی سے کیا تہا اوسکو روکنا اور جسکو متفرق کیا تہا اوسکو اکٹہا کرنا اور جس وجہ کہ طلاق کو مشروع فرمایا تہا اوسکی خلاف طور پر دینا اور اوسکی حدون سے تجاوز کرنا معلوم ہوا تب آپ نے یہ تجویز فرمائی اور یہ کسطرح فرماتے کہ ہم اوسکو جاری کر دین حالانکہ اللہ تعالی نے اوسکو مشروع اور جاری فرمایا بہلا کوئی زنا اور قتل مین یہ کہا کرتا ہی کہ خوب ہو جو ہم انکو لوگونپر حرام کر دین اور نماز مین یہ کہتا ہی کہ کاش ہم اوسکو واجب یا فرض کر دین — غرضکہ اسطرحکی بڑی بڑی توجیہین حدیث مین بنائی اور ظاہر پر محمول کرتی ہی

زیادہ کرتے ہین اسلئے کہ ان جیسی چیزون سے حدیث رد نہین ہو سکتی – اور اس حدیث کو نسائی نے اپنی سنن مین اوس صورت پر محمول کیا ہے کہ ہنوز صحبت کی نوبت نہ ہوئی ہو اور عورت سے جب تین بار یہہ کلمہ کہا جاوے کہ تجھکو طلاق ہے تو ایک طلاق اوسپر پڑیگی اور اسکا عنوان یہہ لکھا ہے باب ہے تین طلاقون متفرق کا زوجہ کی صحبت سے پیشتر اور ظاہر ہے کہ اس عنوان اور حدیث کے لفظون مین کچہہ مطابقت نہین حدیث سے کسیطرح اوسکا اشارہ پایا جاوے اسکے سوا اس مین قید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانہ اور شروع خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نہین آور کچہہ لوگ اور راہ چلے ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ یہ حدیث اصول شرع کے خلاف ہے اسلئے اوسکی طرف التفات بیجا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے خاوند کو تین طلاقونکا مالک کیا ہے اور اونکی دیدینے کو اوسکے اختیار مین رکہا اب اگر امام شافعی اور اونکے موافق لوگونکے قول کے ہم قائل ہون کہ تین طلاقونکو اکٹہا کرنا درست ہے تو صحیح ہے اسلئے کہ مرد نے وہ فعل کیا جو اوسکو مباح تہا اور اگر ہم یہہ کہین کہ تین کا جمع کرنا حرام ہے اور ایسی طلاق بدعی ہے اسوجہ سے کہ شارع نے مرد کو جو مالک تین طلاقون کے متفرق دینے کا کیا تہا تو اوسکی گنجایش کے لئے تہا جب اوسنے اونکو اکٹہا کر دیا تو جس چیز مین اوسکو گنجایش جدا کرنیکی ملی تہی اوسیکو اکٹہا دیدیا تو اسصورت مین بھی حکم اوس مجموعہ کا اوسپر لازم ہوگا جیسے جدا کرکے دینے کی صورت مین ہوتا

باب طلاق الثلاث المتفرقة قبل الدخول بالزوجة و [illegible] فانه طلقت واحدة فقال انت طالق انت طالق انت [illegible] سننه على ما اذا قبل الدخول [illegible] الاثنتان وقد حمله النسائي في [illegible] اذ لا يرد الحديث بهذا عنه

[illegible] انه لا مطابقة بين هذه الترجمة ولفظ الحديث ولا اشارة له [illegible] من الوجوه ثم ان ذلك [illegible] في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم وابي بكر وصدر من خلافة [illegible]

عمر وقد سلك آخرون مسالك اخرى [illegible] الحديث يخالف اصول الشرع [illegible] فان الله سبحانه ملك الزوج ثلاث تطليقات [illegible] بقول الشافعي [illegible] ان الجمع بين الثلاث [illegible] فقد فعل ما ابيح [illegible] وان قلنا ان جمع الثلاث حرام وهو طلاق بدعي فان الشارع [illegible] تفريق الثلاث [illegible]

اسکی مثال ایسی ہی کہ مرد اپنی عورتکو جدا جدا اور اکٹھا طلاق دینے کا مالک ہے
اسیطرح خود طلاق کے جدا دینے اور اکٹھا دینے کا مالک ہی جب یہہ قیاس ٹھہرا تو
ایک شخص کی حدیث سی یہہ باطل نہین ہو سکتا۔ اسکا جواب دوسری لوگ یہہ دیتے
ہین کہ اس قیاس کے مقابل اگر بالفرض کوئی نص نہو تی تب بھی اس سے حکم ثابت نہین ہوتا
ہی چہ جائیکہ نص ہو اوسکو مقدم کیا جاوے بلکہ یہہ قیاس اصول شرع اور لغت
عرب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد صدیق رض مین صحابہ رض کے عمل کے
مخالف ہی اصول شرع کے تو اسوجہ سی مخالف ہی کہ اللہ تعالی نے اوس مرد کو جو دخول
کے بعد طلاق دے مالک ایسی طلاق کا کیا ہی جسمین وہ رجعت کا مالک رہے اور اسکو
اوسمین یہہ اختیار ہو کہ چاہے عورتکو اچھی طرح سے رکھلے چاہے احسان سے چھوڑ دے
بشرطیکہ یہہ طلاق کسی چیز کے عوض مین نہو نہ گنتی تین عدد کامل ہو غرضکہ اللہ تعالی
نے جو طلاق مشروع فرمائی ہی اوسمین رجعت کو مشروع کیا ہی مگر طلاق دخول کے
پیشتر اور خلع اور تیسری طلاق کہ انمین رجعت نہین اور اللہ تعالی کی کتاب مین یہ
چار دن قسمین طلاق مع اونکے احکام کے موجود ہین اور اونکے احکام اونکے ساتھ ہی
رہتی ہین کہ اونسے جدا نہین ہوتے تو جیسے دخول سے پہلے کی طلاق مین جائز نہین
رجعت ثابت ہوا اور عدت واجب ہو نہ ایسی عورتمین جسکو دو طلاقون کے بعد تیسری طلاق

دی ہو وہی جائز ہے کہ رجعت ثابت ہو اور بدون دوسرے خاوند اور اوسکی صحبت کے
مباح ہو اور نہ عوض کی طلاق مین رجعت ثابت اسیطرح جو طلاقین ان تینون کے
سوا ہین اونمین خاوند کو رجعت ثابت ہوگی او اختیار دیا جائیگا - اور اس جواب
کی تقریر کی توضیح یہہ ہے کہ تینون اامونکی جو بہتر ہے امام شافعی پر قرآن سے حجت
پکڑی ہے کہ جو تم تین طلا تو تکو اکٹھا کرنا جائز کہتے ہو اللہ تعالی نے ترجیح کر نا مشروع
نہین فرمایا اور جو طلاق بعد دخول کے بدون عوض مشروع کی ہے اوسمین رجعت
شروع فرمائی ہے بشرطیکہ عدد کو پورا نکیا ہو اور امام شافعیؒ پر اس آیت سے
حجت کی ہے کہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ اور یہہ کہا ہے کہ کسی قوم کی زبان مین مرتان کے معنی
(طلاق دی دوبار تک ہے)
ایکبار کے بعد دوسری بار کے سوا نہین اور امام شافعیؒ کے اصحاب اسکے مقابلہ
مین یہہ آیت لاتے ہین نُؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ اور یہہ حدیث پیش کرتے ہین ثلثة يؤتون
(دینگے ہم اوسکو اوسکا بدلہ دوبارہ)
اجرهم مرتين ان دونو مین مرتین کے وہ معنی نہین جو فرقہ اول نے لکھی ہین اور
(تین شخص دیے جائینگے اپنا ثواب دوبارا)
فرقہ اول اسکا جواب یہہ دیتے ہین کہ مرتین اور مرات سے کبھی تو افعال مراد ہوتے
ہین اور کبھی ذات اور کثرت سے استعمال افعال مین ہوا کرتا ہے اس لفظ کی ذات مین
استعمال کی مثال یہہ ہے کہ پھٹ گیا چاند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین دو حصے
یعنی دو ٹکڑے ہو اور دو پارہ ہوا اور جس شخص کو ان معنونکی واقفیت نہ تھی اوسنے یہ خیال کیا

کہ چاند کا پھٹنا ایکبار کے بعد دوسری بار ہوا اور جو شخص کہ سیرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور آپکے احوال سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ دو بار چاند کا پھٹنا غلط ہے و
صرف ایک ہی بار ہوا ہے اور مرتین سے دو دفعہ وقت کی مراد نہیں جب یہہ معلوم ہوچکا
تو قول خداوندی مین بھی مرتین کے معنی نصفین کے ہین یعنی اونکو ثواب دگنا ملیگا
تو ایسے مرتین کا اکٹھا ہونا ایکوقت مین ممکن ہے مگر جو مرتان فعل سے ہوں تو
اونکا اجتماع ایکوقت مین محال ہے اسلئے کہ اکٹھا ہونا دو مثل کا محال ہے اور یہہ نظیر دو حرفونکی
جمع ہونے کی ہے ایک آن مین ایک لبوں والے سے نہین ہوسکتا کہ طلاقکی دو دفعین یکدفعہ
دینے مین اکٹھی ہوجاوین اور اسی جہت سے جو شخص کنکر مارنے مین سات کنکرین لیکر
ایک دفعہ ہی پھینکے تو امام مالک اور اکثر علما اوسکو واجب کا ادا کرنیوالا نہین ٹھہراتے
اسلئے کہ یہہ ایکدفعہ پھینکنا ہوا نہ سات بار اور اسبات پر سبکا اتفاق ہے کہ اگر لعان مین
مرد یون کہے کہ مین خدا تعالی کی چار گواہیون سے گواہی دیتا ہون کہ مین سچا ہون تو
یہہ ایک گواہی ہوگی۔ اور اسکی مثل ہے جو حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص ایک روز مین
سبحان اللہ وبحمدہ سو بار کہے اوسکی خطائین جاتی رہینگی اگرچہ سمندر کی جھاگ
کی برابر ہون اور اسیطرح آپکا یہہ ارشاد کہ تسبیح کرتے ہین اللہ کی ہر نماز کے بعد ۳۳
بار اور اسیطرح کی اور نظیرین ہین غرضکہ ان کلمات کو شمار مذکور کے موافق کہنا ضرور ہے

اور انمین لفظ سو بار اور تین بیس بار کا کافی نہین اور اسپر یہہ قول اللہ تعالی کا بہی دلالت کرتا ہی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اسلئے کہ

اور جب طلاق دی تم نے عورتون کو پہر پہنچین اپنی عدت کو تو اب مت روکو انکو کہ نکاح کرلین اپنے خاوندون سے ۱۲

یہہ حکم عام ہی ہر ایک طلاق مین جس سے پہلے دو ہو چکی ہون اور اسپر دلالت کرتی ہی یہہ آیت يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لفظ اَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ تک کئی

اے نبی جب تم طلاق دو عورتون کو تو انکو طلاق دو ... یا چہوڑدو انکو دستور سے ۱۲

وجہ سے اول یہہ کہ اللہ تعالی نے وہ طلاق دینا مشروع فرمایا جسکے بعد عدت ہو یعنی مرد ایسی طلاق دے کہ عورتکو اسکے بعد عدت شروع ہو جاوے چنانچہ حضرت ابن عمر رض کی طلاق کی حدیث مین کہ جب انہون نے اپنی بی بی کو حالت حیض مین طلاق دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو رجعت کرنیکے لئے ارشاد فرمایا اور یہی آیت پڑہی اور ظاہر ہی کہ جو شخص ایک طلاق کے پیچہے دوسری طلاق اوسی طہر مین دیگا تو وہ عدت کے لئے طلاق دینے والا نہوگا اسلئے کہ عدت تو پہلی طلاق کے بعد سے آچکی تو دوسری طلاق عدت کے لئے نہوئی اور اسی وجہ سے ایسی طلاق کے دینے کا مجاز نہوگا اور حضرت ابن عباس نے تین طلاقونکو اکٹہا کرنیکی حرمت پر اللہ تعالی کے ارشاد یعنی عدت سے پیشتر مین طلاق دینے کو دلیل ٹہرایا ہی دوسرے یہہ کہ اللہ تعالی کا فرمانا لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ صرف اوسعورتپر ہی کہ طلاق رجعی ہو اور بائن مین رہنے کا

مت نکالو انکو انکے گہرون سے اور وہ بہی نہ نکلین ۱۲

مکان اور نفقہ عورت کیواسطے نہین ایسی صحیح حدیث کے مطابق جسمین کچہہ طعن نہین

نہ اوسکی دلالت مین کچھہ شبہ تو معلوم ہوا کہ یہہ حکم ہر طلاق کا ہی جس سے پہلے دو طلاقین
نگذری ہون اور اسی جہت سے جمہور کا قول ہی کہ عورت ایک طلاق سے بدون عوض کے
بائن نہین ہوتی اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہین کہ مرد اوسکو ایک طلاق سے بائن کردینے
کا مالک ہی اسلئے کہ رجعت مرد کا حق ہی اوسنے اپنا حق دور کر دیا اور جمہور کہتے ہین
کہ ثبوت رجعت گو مرد کا حق ہی مگر عورت کے حقوق زوجیت جو مرد پر ہین اونکو بدون
خلع کرنے اور طلاق کی شمار کامل کرنیکے دور کر دینے کا مالک نہین تیسرے یہہ کہ
اللہ تعالی فرماتا ہی وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ تو جو شخص کہ
(اور یہہ حدین ہین باندھی اللہ کی اور جو کوئی بڑہے اللہ کی حدون سے تو اوسنے برا کیا اپنا)
تین طلاقین ایکہی بار اکٹہی دے وہ اللہ کی حدود سے تجاوز کریگا اور ظالم ہوگا
چوتھے یہہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہی لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا اس سے صحابہ نے
(اوسکو خبر نہین شاید اللہ پیدا کرے اس پیچھے نئی صورت)
سمجھا کہ امر سے غرض رجعت ہی اور کہا کہ تین طلاق کے بعد کون امر ہوسکتا ہی پانچوین
یہہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہی فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ
(پہر جب پہونچین اپنے وعدہ کو تو رکہ لو انکو دستور سے یا چہوڑدو انکو دستور سے)
اور یہہ حکم ہر طلاق کا ہی جسکو اللہ تعالی نے مشروع فرمایا ہی مگر اوس صورت مین
کہ اوس سے پہلے دو طلاقین گذر چکین اور رجعت پکڑنا حضرت ابن عباسؓ کا اللہ تعالی
کے ارشاد سے یعنی طلاق دو اونکو عدت سے پیشتر تین طلاقونکی ایک ساتھہ دینے
کی حرمت مین پہلے گذر چکا اور یہہ صحیح ہی اسواسطے کہ آیت سے جب یہہ معلوم ہوتا ہے

قال الرابع قوله تعالى لا تدري لعل الله يحدث بعد ذلك امرا فان الصحابة فهموا ان الامر الرجعة قالوا واي امر يحدث بعد الثلاث

الخامس قوله تعالى فاذا بلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف او فارقوهن بمعروف فهذا حكم كل طلاق شرعه الله الا ان يسبق بطلقتين قبله

وقد فهم ذلك ابن عباس

کہ ایک طلاق کے پیچھے دوسری طلاق ایک طہر مین خواہ کسی طہر و نمین رجعت بالقصد
سی بیشتر دینی ممنوع ہی بایں وجہ کہ عدت سی بیشتر مین طلاق دینی والا نہوگا تو
اوس سی حرمت جمع کی معلوم ہوئی اوسے اور انسب یہی ہی اللہ تعالی نے طلاق
کو آسان تر طور پر کہ خاوند عورت پر نہایت سہل ہو شروع فرمایا تاکہ بندہ وجہ تنگی
پر جلدی نکری اور اوسکی لئی وقت عدت مین طول کردیا تاکہ جو کچھ اوس سی زیادتی
ہوگئی ہو اوسکا تدارک رجعت سی کرے حاصل یہ ہے کہ مرد کے لئی حیض مین طلاق
دینا مباح نفرمایا اسلئی کہ وہ وقت عورت سی نفرت کرنیکا ہی اور نہ اوس سی صحبت
کرنیکے بعد مباح فرمایا اسلئی کہ اوسوقت عورتکی رغبت سست ہوجاتی ہی تو جب
عورتکو ان دونو حالتونمین طلاق دی بیٹھیگا تو غالبا بعد کو شرمندہ ہوگا اور
اسکے ساتھ ہی یہ ہی کہ حیض مین طلاق دینی سی عدت زیادہ ہوجاتی ہی اور جماع کے
بعد طلاق دینی مین ہو سکتا ہی کہ عورتکو اوس سی حمل رہگیا ہو اور مرد اوسکی جدائی
ایسی حالمین نچاہتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان حالتونمین طلاق
ندینیکی تاکید فرمائی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کو اوس طہر مین بھی طلاق دینی سی منع
فرمایا جو اوس حیض کے پاس ہو جسمین طلاق دی تہی اور اونکو رجعت کا حکم فرمایا
یہانتک کہ وہ پاک ہوکر پہر حائض ہو پہر طاہر ہو پہر اگر یہی سمجھہ مین آوی کہ اسکو طلاق

دینا چاہیے تو طلاق دیدین اور ایسا کرنے مین چند حکمتین ہین ایک یہہ کہ جو طہر حیض سے متصل ہے وہ اور حیض ایک ہی حیض کے حکم مین ہین تو جب عورتکو اوس طہر مین طلاق دیگا تو گویا اوس حیض مین دیگا کیونکہ وہ دونو تو متصل ہین دوسرے یہہ کہ اگر مرد کو عورتکی طلاق کی اجازت اوس طہر مین بیجا دی تو اوسکی یہہ معنی ہونگی کہ مرد نے طلاق دینے کے لئے رجعت کی اور یہہ بات مقصود رجعت کے خلاف ہے کہ اوسکا مقصود عورتکو رکھنا اور ہم بستری کا از سر نو ہونا ہے اور اسیوجہ سے تعینہ حلالہ کرنیوالیکا نکاح باطل ہے یعنی اللہ تعالی نے نکاح کو عورت کے روکنے اور ہمبستر کرنیکے لئے مشروع کیا ہے اور حلالہ کرنیوالا شخص نکاح طلاق دینے کی غرض سے کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالی کی شرع اور دین کے مخالف ہے تیسرے یہہ کہ مرد جب اتنی مدت تک صبر کریگا اور عورت ان حرکات سے باز آویگی جو اوسکی طلاق کی مقتضی تہین تو مدت کا زیادہ ہونا ہی اوسکے رہجانے کا سبب پڑیگا۔ اور یہہ جو وہ کہتے ہین کہ طلاق دینے والے نے جس باتکے متفرق کرنیکی اوسکو گنجایش دیگئی تھی اوسکو اکٹھا کردیا تو یہہ قول اولٹا اونہین پر الزام ہے اسلئے کہ اوسکو تو اجازت تفریق کے ساتھ کرنیکی تھی جب اوسنے اکٹھا کردیا اوس چیز کو جسکے جدا دینے کا حکم تھا تو اوسنے خدا تعالی کی حدون سے تجاوز کیا اور شرع کے امر کے خلاف کیا اور اوسکی نظیر ٹھہرینگا

پہینکنا ہی کہ اونکو جدا کرکے پہینکنے کی اجازت ہی نہ اکٹہا پہینکنے کی اور نیز لعان
اور قسامہ کی سوگندین ہین اور تمہاری قیاس کی نظیر تو یہہ ہی کہ جن نمازونکا علحدہ
علحدہ وقت مقرر ہی اونکو اکٹہا کرکے ایکوقت مین پڑہ لے اسلئے کہ اسمین بہی جمع
بامی تفریق کا حکم تہا اوسکو اکٹہا کرنا ہی چنانچہ اکثر عوام ایسی ہی مجنون سی یہہ
کیا ہی کرتے ہین **فصل** اور بعض لوگون نے اور اوختیار کی ہی وہ یہہ ہے کہ یہہ حدیث
ایک ہی اسکی مقابل بہت سی صحیح حدیثین ہین اول حدیث صحیحین مین فاطمہ بنت قیس کی
ہی کہ ابو حفص بن مغیرہ نے اوسکو طلاق البتہ دی اور وہ وہان نہ تہا اپنی وکیل کو
خبر گیری کے لئی فاطمہ کے پاس بہیجا وہ ناخوش ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت مین آئی اور ماجرا عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تیرا نفقہ اوسپر نہین ہی اور تفسیر
البتہ کی حدیث صحیح مین آئی ہی کہ ابو حفص نے اوسکو تین طلاقین دی تہین اسیلئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس عورت کیواسطی رہنی کا مکان اور نفقہ کچہہ نہ ٹہرایا
اور سنن مین ہی کہ تین طلاقین اکٹہی نہین چنانچہ حدیث شعبی مین ہی کہ فاطمہ کو جب
اوسکی شوہر کے بہائی نے گہر مین سی نکالدیا اور نفقہ ندیا تو اوسنی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سامنی اوسپر نالش کی آپنے اوس مرد سے فرمایا کہ تو قیس کی بیٹی کو
کیون ستاتا ہی اوسنی عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری بہائی نے اسکو تین طلاقین

رمی الجمار اذ لا یجزیه مفرقا لا مجموعا
واللعان وایمان القسامة و
نظائر قیاسکم ان یجمع الصلوات
الموقتة ویصلیها فی وقت
واحد لا یجمع الا بعد تفریقها
یصنعه کثیر من العامة
یحتجون بمثل ذلك **فصل**
واشتد وجم بعضهم الى المسالك الاخرى ان هذا
حدیث واحد عارضته احادیث کثیرة
صحیحة منها ان الصحیحین عن فاطمة بنت قیس
ان ابا حفص بن المغیرة طلقها البتة
وهو غائب فارسل الیها وکیله بشعیر فسخطته فقال والله
ما لك علینا من شیء فجاءت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فذکرت
له ذلك فقال لیس لك علیه نفقة وبا... ام
تفسیر البتة وفی الصحیح انه طلقها آخر ثلاث تطلیقات والهو
فلم یجعل لها النبی صلی الله علیه وآله
سکنی ولا نفقة وفی السنن ان هذه
الثلاث کانت جمیعا وفی الصحیح
الشعبی ان فاطمة بنت قیس
طلقها زوجها علی عهد النبی صلی الله علیه
والدلیل با اخرجها اخوها ومنعها
النفقة فقال ما لك
ولابنة قیس قال یا رسول
الله ان اخی طلقها ثلاثا

۱۳

جميعا وذكر الحديث ومنها ما في الصحيحين عن عائشة ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبي صلى الله عليه وآله وسلم اتحل للاول فقال لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول ووجه الدلالة انه لم يستفصل هل الموجب للاستفصال او متفرقة ولو اختلف في قصة الملاعنة ومنها ما احتج عليه الشافعي في قصة الملاعنة ان عويمرا العجلاني جاء الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله ارأيت رجلا وجد مع امرأته رجلا أيقتله فيقتلونه ام كيف يفعل فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قد انزل فيك وفي صاحبتك فاذهب فأت بها قال سهل فتلاعنا وانا مع الناس عند رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلما فرغا من تلاعنهما قال عويمر كذبت عليها يا رسول الله ان امسكتها فطلقها ثلاثا قبل ان

اکٹھی دی ہین اور باقی حدیث کو ذکر کیا ہو حدیث دوم صحیحین مین حضرت عائشہؓ سے ہو کہ ایک مرد نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین اور اوسنے دوسری مرد سے نکاح کیا اور اوسنے بھی طلاق دی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسینے پوچھا کہ وہ عورت شوہر اول پر حلال ہو آپنے فرمایا نہین جبتک کہ دوسرا شوہر اوسکا مزا نہ چکھ لے جیسے اول نے چکھا اور وجہ دلیل کی اس حدیث سی یہہ ہو کہ آپنے سائل سی تفصیل نہین پوچھی کہ تین طلاقین اکٹھی دی تہین یا جدا جدا اور اگر جواب مختلف ہوتا تو تفصیل پوچھنی ضروری تہی حدیث سوم وہ ہی جسپر امام شافعیؒ نے لعان کے قصہ مین اعتماد کیا ہو کہ عویمر عجلانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جس صورت مین ایک مرد اپنی بی بی کے ساتھ دوسرے شخص کو پاوے تو ارشاد فرمایئے کہ شوہر اوس مرد اجنبی کو مار ڈالے اور لوگ شوہر کو مار ڈالین یا کسطرح کرے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے اور تیری زوجہ کے باب مین حکم اوتر چکا ہی جاکر اوسکو لے آ سہل کہتے ہین کہ اون دونون نے باہم لعان کیا اور مین لوگون کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تہا جب وہ لعان سی فارغ ہوگئے تو عویمر نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اس عورت کو اگر اب رکھونگا تو لازم آویگا کہ مین نے اسپر جھوٹھ لگایا ہی پہر اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سی پہلی ہی

باب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال الزهري وكانت سنة المتلاعنين متفق عليه قال الشافعي فقد أقره رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على الطلاق ثلاثا فلو كان حراما ومنها حديث محمود بن لبيد عند النسائي أخبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبان ثم قال أيلعب بكتاب الله وأنا بين

تین طلاقین دیدین زہری کہتی ہین کہ اسی جہت سی یہہ قسم طلاق کی لعان والون
کی سنت ٹہہری یہہ حدیث بخاری اور مسلم دونو مین ہی امام شافعی فرماتے ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر کو تین طلاق دینی پر ثابت رکہا اس سی معلوم ہوتا ہی کہ
یہہ طلاق حرام نہین ہی چوتہی نسائی کے نزدیک محمود بن لبید کی حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ایک مرد کی خبر دیگئی کہ اوسنی اپنی بی بی کو تین طلاقین ایک ساتہہ دین
آپ غضبناک ہوکر اوٹہی پہر فرمایا کہ کیا کہیل کیا جاتا ہی اللہ کی کتاب سی حالانکہ مین
تم مین موجود ہون یہانتک کہ ایک شخص کہڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اوسکو
مین مار ڈالون اور یہہ نکہا کہ اوسپر ایک طلاق نہ پڑی بلکہ ظاہر یہی ہی کہ تینون طلاق کو
مرد کے حق مین درست رکہا اسلئے کہ عورت اگر اوسکی زوجہ رہتی اور ایک طلاق نہ
پڑتی تو آپ اسکو بیان فرما دیتے کیونکہ اوسنی تو تین طلاقین اسی نظر سی دی تہین
کہ اونکی ہو جانیکا اعتقاد رکہتا تہا اگر وہ طلاقین لازم نہوتین تو آپ فرما دیتے کہ عورت
مذکور ابہی تک تیری زوجہ ہی اور حاجت کیوقت بیان مین تاخیر کرنی درست نہین
پانچوین وہ حدیث کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے رکانہ سی روایت کی ہی کہ اوسنے اپنی
زوجہ کو طلاق البتہ دی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے پوچہا
کہ تیری نیت اس لفظ سی کیا تہی اوسنے عرض کیا کہ ایک طلاق کی تہی آپ نے فرمایا

بیان طلاق ثلاث کا

أظهركم حتى قام رجل فقال يا رسول الله ألا أقتله ولم ينقل أنه لم ينفذ عليه بل الظاهر أنه أجازها عليه إذ لو كانت زوجته ولم تقع عليه لبادر لبيان ذلك لأنه لا يحل تأخير البيان عن وقت الحاجة ومنها ما رواه أبو داود وابن ماجه عن ركانة أنه طلق امرأته البتة فأتى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال ما أردت قال واحدة قال

کہ بخدا تونے ایک ہی کی نیت کی تھی اوسنے کہا بخدا مین نے ایک ہی کی نیت کی تھی
اور اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہی اور راوسمین رکانہ سے یون ہی کہ مینے
اپنی بی بی کو طلاق البتہ دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تونے کیا نیت کی
مین نے عرضکیا کہ ایک آپ نے فرمایا کہ بخدا مین نے کہا بخدا آپ نے فرمایا کہ یہہ وہی
ہی جو تونے چاہا ابو داود کہتے ہین کہ یہہ حدیث ابن جریج کی حدیث سے صحیح تر ہے
جسمین یہ ہی کہ رکانہ نے اپنی زوجہ کو تین طلاقین دی ہین اور ابن ماجہ کہتے ہین کہ مین نے
ابوالحسن علی بن محمد طنافسی سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ یہہ حدیث بہت اعلی واشرف
ہی اور ابو عبد اللہ ابن ماجہ ہی کا قول ہی کہ اس حدیث کو ابو عبید نے صاف چھوڑدیا اور احمد
نے اسکی روایت پر ہمت نکی اور دلیل ہونیکی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے رکانہ کو قسم دلائی کہ اوسنے ایک ہی طلاق کی نیت کی تہی اس سے یہہ معلوم ہوتا
ہی کہ اگر وہ اوس سے زیادہ کی نیت کر لیتا تو آپ اوسیقدر اوسپر لازم فرماتے اور
اگر طلاق البتہ صرف ایک ہی ہوا کرتی تو خواہ اوسنے ایک کی نیت کی ہو خواہ زیادہ کی
کچھہ فرق دونو صورتونمین نہوتا اور چونکہ لفظ کنایہ مین ایک سے زیادہ کا وجود ہی تو جب
صاف صاف تصریح تین کی کردیگا تب کیون نہوگا چھٹی وہ ہی جو دارقطنی نے حماد بن
زید کی حدیث روایت کی ہی کہ حدیث کی ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے فرمایا کہ سنا مینے

انس بن مالک سے اور وہ فرماتے ہین کہ سُنا مین نے معاذ بن جبل رضہ سے وہ فرماتے ہین کہ سُنا مین نے رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اے معاذ جو شخص بدعت کی ایک طلاق یا دو یا تین دیگا تو اوسکی بدعت ہم اوسپر لازم کرینگے ساتوین وہ حدیث ہی کہ دارقطنی نے ابراہیم بن عبید الله بن عبادہ بن صامت کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ابراہیم اپنے باپ سے اور وہ اونکے دادا سے روایت کرتے ہین کہ اونکے دادا مین کسی نے اپنی زوجہ کو طلاق البتہ دی اوسکی اولاد رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول الله ہمارے باپ نے اپنی بی بی کو ہزار طلاقین دی ہین اوسکی واسطے کوئی نکلنے کی تدبیر ہی آپ نے فرمایا کہ تمہارے باپ نے خدا کا خوف نہین کیا کہ اوسکی لئے نکلنے کی راہ کرتا عورت تین طلاق سے سنت کی خلاف طور پر اوس سے جدا ہوئی اور نو سو ستانوے طلاق کا گناہ اوسکی گردن مین رہا آٹھوین وہ حدیث ہی جسکو دارقطنی ہی نے زاذان سے اور اونے حضرت علی رضہ سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو سُنا کہ اوسنے طلاق البتہ دی ہی آپ غصہ ہوئے اور فرمایا کہ الله تعالیٰ کی آیتونکو کھیل اور ہنسی بناتے ہین جو کوئی طلاق البتہ دیگا ہم اوسکو تین لازم کر دینگے کہ پھر اوسکو وہ عورت جائز نہو جبتک دوسرے مرد سے نکاح نکرے نوین حدیث حسن بصری کی ہی جو دارقطنی نے روایت کی ہی کہ حسن نے فرمایا کہ حدیث کی

تین طلاق کا بیان ۱۳

انس قال سمعت انس بن مالك يقول سمعت معاذ بن جبل يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول يا معاذ من طلق للبدعة واحدة او اثنتين او ثلاثا الزمناه بدعته وفيها ما رواه الدارقطني من حديث ابراهيم بن عبيد الله بن عبادة بن الصامت عن ابيه عن جده قال طلق بعض آبائي امرأته البتة فانطلق بنوه الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقالوا يا رسول الله ان ابانا طلق امنا ألفا فهل له من مخرج فقال ان اباكم لم يتق الله فيجعل له من امره مخرجا بانت منه بثلث على غير السنة وتسعمائة وسبعة وتسعون اثم في عنقه وفيها ما رواه الدارقطني ايضا من حديث زاذان عن علي قال سمع النبي صلى الله عليه وآله وسلم رجلا طلق البتة فغضب وقال تتخذون آيات الله هزوا او دين الله هزوا ولعبا من طلق البتة الزمناه ثلثا لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره ومنها ما رواه الدارقطني من حديث الحسن البصري

عن عبد الله بن عمر انه طلق امرأته وهي حائض ثم اراد ان يتبعها بطلقتين اخريين عند القرئين فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم فقال يا ابن عمر ما هكذا امرك الله انك قد اخطأت السنة والسنة ان تستقبل الطهر فتطلق لكل قرء قال فامرني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فراجعتها ثم قال اذا هي طهرت فطلق عند ذلك او امسك فقلت يا رسول الله ارأيت لو طلقتها ثلاثا اكان يحل لي ان اراجعها قال لا كانت تبين منك وتكون معصية رواه

ہمسی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اونہون نے اپنی بی بی کو حالت حیض مین طلاق دی
پہر یہہ چاہا کہ دو طہرون مین دو طلاقین اور دین یہہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو پہونچی آپنے فرمایا کہ ای عمر کے بیٹے اللہ تعالے نے تجکو اسطرح حکم نہین کیا تو
سنت کو چوک گیا اور سنت یہہ ہی کہ انتظار کرے تو طہر کا پہر اوسوقت طلاق دے
جاوے روک رکہے حضرت ابن عمر رضی نے عرضکیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے کہ اگر مین اسکو
تین طلاقین دیدیتا تو بہلا درست تہا کہ مین اوس سے رجعت کرلون آپنے فرمایا کہ
نہین وہ تجہہ سے جدا ہو جاتی اور یہہ حرکت گناہ ہوتی دسوین وہ حدیث جو ابو داؤد
اور نسائی نے حماد بن زید سے روایت کی ہے کہ مینے ایوب سے پوچہا کہ تم سوا حسن
کے اور کسیکو جانتے ہو جسنے تین طلاق اس صورتکو کہا ہو کہ اپنی عورت سے کہدے کہ
تیرا معاملہ تیرے ہاتہہ مین ہے ایوب نے کہا کہ نہین پہر کہا کہ الہی تو بخشش دے مگر مجہہ سے
حدیث کی قتادہ نے کثیر مولی سمرہ سے اور اوسنے ابی سلمہ سے اور اوسنے ابو ہریرہ رضی سے
فرمایا کہ تین چیزین ایسی ہین کہ دل سے کرنا اُنکا دل سے کرنا ہے اور ہنسی سے اونکو بجا لانا بہی
دل سے کرنا ہے ایک نکاح ہے دوم طلاق سوم رجعت ایوب کہتے ہین کہ پہر مین کثیر سے ملا
اور اس حدیث کو پوچہا اوسنے نہ پہچانا پہر مین قتادہ کے پاس آیا اور اون سے ماجرا
کہا اونہون نے فرمایا کہ کثیر سہو کر گیا روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ

قال ابو داود والنسائي عن حماد بن زيد قال قلت لايوب هل علمت احدا قال في امرك بيدك انها ثلاث غير الحسن قال لا ثم قال اللهم غفرا الا ما حدثني قتادة عن كثير مولى سمرة عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال ثلاث يعني ثلاث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة قال ايوب فلقيت كثيرا فسألته فلم يعرفه فرجعت الى قتادة فاخبرته فقال نسي رواه الترمذي وقال

۱۴

حديث سويد بن غفلة عن الحسن انه طلق عائشة الخثعمية

ما رواه البيهقي من

حسما دقيقين وممن

سليمن بن حرب و

حماد بن زيد وحكيناه

سليمن ابن حرب عن

لا نعرفه الا من حديث

کہ ہم نہین پہچانتے اوسکو مگر سلیمن بن حرب کی حدیث سے جو حماد بن زید سے مروی ہے اور
ان دونو کا ثقہ اور معتبر ہونا کافی ہے کیا رہین وہ حدیث جو بیہقی نے سوید بن
غفلہ سے اور اوسنے امام حسنؓ سے روایت کی ہے کہ انہون نے عائشہ خثعمیہ کو تین
طلاقین دین پہر کہا کہ اگر مین اپنے نانا سے سنتا یا یون کہا کہ میرے باپ نے مجہسے حدیث
کی کہ اونہون نے میرے نانا سے سنا کہ فرماتے تہے جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاقین
تین طہر مین دے یا تین طلاق مبہم دے تو وہ اوسپر بدون دوسرے مرد سے نکاح کئے
حلال نہوگی تو مین عائشہ خثعمیہ سے رجعت کرلیتا۔ تو یہہ اتنی حدیثین ہین اور اکثر
انمین کی ابو صہبا اور ابن جریج کی حدیث سے جو بروایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ
سے مروی ہے صحیح تر ہین اسلئے انکا مقدم کرنا واجب ہے خصوص امام احمدؒ کی قاعدہ پر کہ
وہ چند احادیث کو تعارض کیوقت تنہا حدیث پر مقدم کرتے ہین اگرچہ حدیث تنہا
صحیح ہو چنانچہ اونہون نے دو روایتون مین سے ایک مین حدیث برتنون کی حرمت کی
بریدہ کی حدیث پر مقدم کی اسوجہ سے کہ حرمت کی حدیث بہت اور متعدد ہین اور بریدہ
کی حدیث اون ظروف کے مباح ہونے مین فرد اور یہہ ہے اسلئے کہ اوسمین ارشاد ہے
کہ مین نے تمکو برتنون مین نبیذ بنانے سے منع کیا تہا پس اب پیو جن مین تم چاہو مگر نشہ آور
چیز مت پیو باوجودیکہ یہہ حدیث صحیح ہے روایت کی اوسکو مسلم نے اور اسمین کوئی نو

ثلاثا ثم قال لولا اني سمعت جدي

اوحدثني ابي انه سمع جدي يقول ايما

رجل طلق امرأته ثلاثا عند الاقراء او ثلاثا

مبهمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره لراجعتها

تمن طلاق البان ۱۲

فالواجب تقديم الاحاديث المتعددة وقد تقدم ... ابن جريج عن

عكرمة عن ابن عباس ...

بھی معلوم نہین ہوتا **اب** فرقہ ثانی ان حدیثونکا جواب یون دیتے ہین کہ حدیث فاطمہ بنت قیس کا تو یہہ جواب ہے کہ تین طلاقین جو اسمین مذکور ہین وہ ایک ساتھہ نہ تہین بلکہ اوسکے شوہر نے دو طلاقین اوسکو پہلے دیدی تہین سب تیسری طلاق دی تہی چنانچہ یہہ مضمون اسیطرح روایت صحیح مین مصرح مذکور ہی دیکھو مسلم روایت کرتے ہین عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سی کہ ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ حضرت علی مرتضیٰ کے ساتہہ یمن کو گیا اور وہان سی قاصد فاطمہ بنت قیس کے پاس ایک طلاق لیکر بہیجا جو فاطمہ کی طلاق مین سی باقی تہی اور حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ سی اوسکے نفقہ کے لئی کہدیا اون دونو نے فاطمہ سے کہا کہ بخدا تجکو نفقہ نہین پونہچتا مگر اس صورت مین کہ تو حامل ہے ہو وہ عورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور حارث وعیاش کا قول آپ کی خدمت مین بیان کیا پس آپ نے فرمایا کہ تیری لئی نفقہ نہین اور حدیث کو طوالت کے ساتہہ ذکر کیا غرضکہ یہہ حدیث تفسیر کرنیوالی اوس قول مجمل کا بیان کرتی ہی جو حدیث فاطمہ مین تہا کہ تین طلاقین دین اور ابو داؤد کی روایتون مین سے ایک مین جو فاطمہ سی مروی ہی یہہ عبارت ہی کہ طلاق دی اوسکو تین طلاقو نمین سے پچہلی اور یہہ حدیث پانچ جملون سی مروی ہی اول تین طلاقین اوسکو دین

وما يعرف له علاقة فان المحدثون الجواب عن حديث فاطمة بنت قيس ان الثلاث التي ذكرت فيه وقعت متفرقة كما في مجموعة تلك الكتب ان فا طلقها طلقتين وتبلغ الثالثة طلقها آخر الثلاث هكذا عن عبيد الله ثم طلقها في الصحيح فروى مسلم عن ... بن حفص بن المغيرة خرج مع علي بن ابي طالب الى اليمن فارسل الى امرأته فاطمة بنت قيس بتطليقة كانت بقيت من طلاقها وامر لها الحارث بن هشام وعياش بن ابي ربيعة بنفقة فقالا لها والله ما لك نفقة الا ان تكوني حاملا فاتت النبي صلى الله عليه وآله وسلم فذكرت له قولهما فقال لا نفقة لك واستاذنته ... الحديث بطوله فهذا المفسر يبين المجمل فقوله طلقها ثلاثا وفي احدى روايات ابي داود فيها بلفظ طلقها آخر ثلاث تطليقات وفي بعض الحديث بحيث جمع الفاظ طلقها ثلاثا

دوم اسکو طلاق البتہ دی سوم تین طلاقوں مین سے پہلی طلاق اوسکو دی چہارم
اوسکے پاس قاصد کو ایک طلاق لیکر بہیجا جو اوسکی طلاق مین سے رہگئی تہی پنجم
اوسکو تین طلاقین ایک ساتھہ دین اور اس پانچوین جملہ کو صرف مجالد نے شعبی
سے روایت کیا ہی اگر بالفرض یہہ صحیح بہی ہو تو مراد یہہ ہی کہ تین طلاقین اوسپر ہوگئین
یہہ کہ تین ایکبارگی مین پڑین کیونکہ جب تین طلاقوں مین سے پہلی طلاق اوسکو دی تو یہہ
کہنا درست ہوا کہ اوسنے اوسکو تینوں سافین سب دیدین اسلئی کہ جمیعًا کی لفظ کی
عدد کی تاکید مراد ہوا کرتی ہی نہ ایک آن مین سبکا اکٹہا ہونا جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے
وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا علاوہ ازین جو لوگ ہم سے اس مسئلہ
لہ اگر تیرا رب چاہتا یقین ہی لے آتے جتنے لوگ زمین مین آسترین سب تمام
مین نزاع کرتے ہین اونمین سے اکثر اس حدیث کی خلاف کرتے ہین اور اوسپر عمل
نہین کرتے مثلا عورت جدا کی ہوئی کے لئی نفقہ اور رہنے کا مکان واجب کرتے ہین
اس حدیث کیطرف متوجہ نہین ہوئے نہ اوسپر عمل کرین اور یہہ قول امام اعظم اور اونکے
اصحاب کا ہے اور امام شافعی اور امام مالک نے ایسی عورتکے لئی رہنے کا مکان تجویز
کیا ہی حالانکہ حدیث مین تصریح ہی کہ عورت کی لئی نہ خرچ ہی نہ رہنے کا مکان اور ہمنے اس
حدیث پر عمل کیا اور اوسمین سے کسی باتکا خلاف نہین کیا جو اوسکی خلاف کرے
اوسکو عذر کرنیکی حاجت ہی اور حدیث حضرت عائشہ رض کی کہ ایک مرد نے اپنی

طلقها البتة طلقها اخرى ثلاث تطليقات ارسل اليها بتطليقة كانت بقيت مما طلقها ثلاثا جميعا وهذا اللفظ انما هو [illegible] تفرد به مجالد عن الشعبي فعلى تقدير صحته فالمراد به انه اجتمع لها التطليقات الثلاث لانها وقعت بكلمة واحدة فاذا طلقها اخرى ثلاث صح ان يقال طلقها ثلاثا جميعا فان هذه اللفظة يراد بها تاكيد العدد لا الاجتماع في الآن الواحد كقوله تعالى ولو شاء ربك لآمن من في الارض كلهم جميعا مع ان ايمانهم لم يكن في آن واحد فانظر [illegible] فان اكثر المنازعين لنا في هذه المسألة قد خالفوا هذا الحديث ولم يلتفتوا الى النفقة والسكنى ولا عملوا به وهذا قول ابي حنيفة واصحابه واما الشافعي ومالك فاوجبا لها السكنى والحديث مصرح بانه لا نفقة لها ولا سكنى ومع هذا خالفوه [illegible] الاعتذار والى الفقه والمصالح [illegible]

فصل واما حديث عائشة ان رجلا

بی بی کو تین طلاقین دین آخر تک اوسکا جواب یہہ ہی کہ اوسمین یہہ مذکور نہین کہ
تین طلاقین عورتکو ایک ہی بولی مین دین تو جو بات کہ حدیث مین نہین اوسکو
حدیث مین داخل نکرو اور یہہ جو کہتے ہو کہ آپ نے تفصیل نہ پوچھی تو اوسکا جواب یہہ ہی
کہ لوگونکو حال معلوم تہا کہ تین طلاقین اوسی صورتمین ہوتی ہین کہ ایک کے بعد
ایک ہو تو معلوم ہوا کہ کلام لغت اور شرع اور عرف کے موافق تہا جیسے ہمنے بیان کیا۔
اور امام شافعیؒ نے جسپر اعتماد کیا ہی یعنی لعان والے کا تین طلاق دینا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تو اوس سے کوئی دلیل تمہاری مفید نہین اسواسطے کہ جب
لعان نے ہمیشہ کے لئے عورتکو حرام کر دیا تو تین طلاقون نے اوسی حرمت کی تاکید اور
قوت زیادہ کر دی جو لعان کا مقصود ہی اور یہہ جواب ہمارے شیخ ابن تیمیہؒ کا ہی۔
اور ایسا ہی ابن منذر نے فرمایا ہی کہ طلاق اجنبیہ ہی پر ہوئی خاوند اوسکا اجنبی ہونا
جانے یا نجانے غرضکہ جن لوگونکا مذہب یہہ ہی کہ جدائی خاوند کی لعنت کرنے سے
ہو جاتی ہی مثل امام شافعی کے اونکے نزدیک یہہ طلاق حجت نہین ہو سکتی مگر تحقیق یہہ ہے
کہ جدائی یا تو صرف خاوند کی لعنت کرنیسے ہو جاتی ہی جیسے شافعیؒ فرماتے ہین یا
دونو کی لعنت کرنیسے ہوتی ہی جیسے احمدؒ کہتے ہین یا حاکم کے جدا کرنے پر موقوف رہتی
ہی یعنی حاکم اون دونو مین سے جدائی کر دیتا ہی جس سے وہ عورت اوس مرد پر ہمیشہ کو حرام

فصل

فيه لان الملاعنة قد حرمت عليه تحريما مؤبدا فما زاده الطلاق الثلاث الا تاكيدا لهذا التحريم الذي هو مقصود اللعان وهذا جواب شيخنا ابن تيمية رحمه الله وكذا قال ابن المنذر انما وقع الطلاق على اجنبية ... علم الزوج ذلك ...

فمن يرى ان الفرقة تقع بالتعان الزوج كالشافعي ... او بالتعانهما كما يقول احمد او تتوقف على تفريق الحاكم ...

فالطلاق الثلاث اكد
من التحريم الذي هو
موجب اللعان ومقصوده
الشارع وكيف يلحق
به طلاق عند الملاعنة
وبينهما اعظم فرق فصل

واما حديث محمود بن لبيد في قصة المطلق ثلاثا فالاحتجاج به من قلب الحقائق والاحتجاج باعظم دليل على التحريم والاحتجاج على الجواز وكيف يظن برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انه اجاز عمل من استهزء بكتاب الله فصل

ہو جاتی ہی پس تین طلاقون نے اسی حرمت کی تاکید کی جو لعان کی غایت اور شارع
کا مقصود ہی تو اس طلاق مین بدون لعان کی طلاق کیسے ملجاویگی انمین تو فرق
بہت بڑا ہی اور تین طلاق دینے والیکے قصہ مین جو حدیث محمود بن لبید کی ہی اوس کو
حجت کرنی حقیقت کو الٹ دینا ہی کہ جو دلیل بڑی سی بڑی حرمت کی ہی اوسکو جواز مین
پیش کرتے ہو یہہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسی گمان ہو سکتا ہی کہ آپنے اوس
شخص کے عمل کو جائز رکہا جسنے خدا تعالی کی کتاب سے ٹھٹھا کیا اور رکانہ کی حدیث
کہ اوسنے اپنی بی بی کو طلاق البتہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے
قسم لی کہ اس طلاق سے اوسنے صرف ایک ہی ارادہ کی تہی تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث
صحیح نہین ابن جوزی نے کتاب العلل مین کہا ہی کہ یہہ کچہہ نہین اور خلال نے علل مین
اثرم سے روایت کی ہی کہ مین نے ابو عبد اللہ سے حدیث رکانہ کا ذکر طلاق البتہ مین کیا
اونہون نے اس حدیث کو ضعیف کہا اور فرمایا کہ تین کو ایک اوسکی نیت کی سبب کر دیا
تہا اور ہمارے شیخ نے فرمایا ہی کہ بڑے امام جو حدیثونکی علتین جانتے ہین مثل امام احمد
اور بخاری اور ابو عبید وغیرہ سبنے رکانہ کی حدیث البتہ کو ضعیف کہا ہی اسیطرح ابو محمد
بن حزم نے ضعیف کہا اور سبہون نے کہا ہی کہ اس حدیث کے راوی مجہول ہین کہ اونکا
عادل ہونا اور حدیث کو یاد رکہنا معروف نہین اور امام احمد نے فرمایا ہی کہ

حدیث طلاق رکانہ البتہ

واما حديث ركانة انه طلق امرأته البتة
وان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
استحلفه ما اراد بها الا واحدة فردها عليه
وقال ابن الجوزي في كتاب العلل ليس بشيء
لا يصح قال ابن الاثرم قلت لابي عبد الله
قال الخلال في العلل عن الاثرم قلت لابي عبد الله حديث ركانة في البتة فضعفه وقال
جعله نيته وقال شيخنا الائمة
الكبار العارفون بعلل الحديث
كالامام احمد والبخاري وابي عبيد
وغيرهم ضعفوا حديث ركانة البتة وكذلك
ابو محمد بن حزم وقالوا ان رواته
مجاهيل لا تعرف عدالتهم وضبطهم وقال الامام

رکانہ کی حدیث کہ اپنی بی بی کو طلاق البتہ اوسنی دی ثابت نہین ہوئی اور کچھ بھی نہین
پس اگر کہا جاوی کہ ابو داود نے کہا ہی کہ حدیث البتہ ابن جریج کی حدیث کی نسبت کر
صحیح تر ہی جسمین یہہ ہے کہ رکانہ نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین تو ہم کہین گے کہ اسکا
جواب ہمارے شیخ نے یہہ دیا ہی کہ ابو داود نے جو حدیث البتہ کو ابن جریج کی حدیث
پر ترجیح دی تو اسلئے کہ اونہون نے حدیث ابن جریج کی ایسی طریق سے روایت کی جسمین
ایک راوی مجہول ہی یعنی یون کہا کہ حدیث کہی ہمسی احمد بن صالح نے کہا حدیث
بیان کی ہمسی عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہا کہ خبر دی مجکو بعض اولاد ابو رافع نے
عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس رض سے آخر حدیث تک اور وہ روایت نہین لکھی
جسکو امام احمد نے اپنی مسند مین ابراہیم بن سعد سے روایت کی ہی ابراہیم کہتے
ہین کہ حدیث کہی مجہسے میرے باپ نے محمد بن اسحاق سے کہا کہ حدیث کہی ہمسے
داود بن حصین نے عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس رض سے کہ رکانہ نے اپنی بی بی
کو تین طلاقین ایک مجلس مین دین توجہ سے ابو داود نے حدیث البتہ کو ترجیح دی
اور اس حدیث کے درپے نہوئے نہ اپنی سنن مین اوسکو روایت کیا حالانکہ اسمین
کچھ شک نہین کہ حدیث ابن اسحق کی دونو حدیثون سے صحیح تر ہی اور حدیث ابن جریج
کی اوسکی شاہد اور مددگار ہے پس جب ابو صہبا کی حدیث ابن اسحاق کی

حدیث رکانة انه طلق امرأته البتة لا یثبت ولین تثبت فان قیل قال ابو داود فی حدیث البتة انه اصح من حدیث ابن جریج ان رکانة طلق امرأته ثلاثا قلنا اجاب شیخنا بان ابا داود انما رجح حدیث البتة علی حدیث ابن جریج لانه روی حدیث ابن جریج من طریق فیها مجهول قال ابن جریج اخبرنی بعض بنی ابی رافع عن عکرمة عن ابن عباس حدثنا احمد بن صالح ثنا عبد الرزاق ... ولکنه یذکر عن ابن عباس ... ولم یذکر حدیث

۱۴ نمبر

رواه احمد فی مسنده عن ابراهیم بن سعد حدثنی ابی عن محمد بن اسحق حدثنی داود بن حصین عن عکرمة عن ابن عباس طلق رکانة امرأته ثلاثا فی مجلس واحد فان رجح ابو داود حدیث البتة ولم یتعرض لهذا الحدیث ولا رواه فی سننه ولا ریب انه اصح من الحدیثین وحدیث ابن جریج شاهد له وعاضد فاذا انضم حدیث ابی الصهباء الی حدیث ابن اسحاق الی

حدیث اور ابن جریج کی حدیث مین بلا دُ ور اُن کی روایت کے مقامات کی اختلاف اور طریقون کے دور ہونے پر لحاظ کرو تو یہہ معلوم ہوگا کہ یہہ مجموعہ حدیث البتہ بیشک قوی تر ہی اور جو شخص حدیثونکی بو سونگھتا ہی گو دور سی اُسکا ہو وہ ممکن نہین کہ اس امر مین شک کری پہر ایسی حدیث جسکو اماموں نے ضعیف کہا ہو اور اوسکے راوی گمنام ہون ان احادیث پر کیسے مقدم ہوسکتی ہی اور حدیث معاذ بن جبلؓ کا جواب یہ ہی کہ اوسکی اسناد مین اسماعیل بن امیہ وارد ہی وہ اوس حدیث کو حماد سے راوی ہی دارقطنی نے اوس حدیث کی روایت کی بعد کہا ہی کہ اسماعیل بن امیہ کی حدیث متروک ہی اور حدیث عبادہ بن صامت کی جو دارقطنی نے روایت کی ہی اوسکی روایت کے بعد کہا ہی کہ اسکی راوی گمنام اور ضعیف ہین بجز ہماری شیخ ابو ابن عبد الباقی کے اور حدیث زاذان کی حضرت علیؓ سے اوسکا راوی اسماعیل بن امیہ قرشی ہی دارقطنی نے کہا ہی کہ یہہ اسماعیل بن امیہ کوفی ہی اور حدیث کے باب مین ضعیف ہی - مین کہتا ہون کہ اس حدیث کی اسناد مین گمنام اور ضعیف لوگ ہین اور حدیث حسن کی حضرت ابن عمرؓ سے وہ ان ضعیف حدیثون مین سے بڑہ چڑہکر ہے دارقطنی کہتی ہین کہ حدیث کی ہمسے محمد بن عبد الحافظ نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن شاذان جوہری نے کہا حدیث کی ہم سے یعلی بن منصور نے کہا حدیث کی ہمسے شعیب بن

رزین سے کہ عطاء خراسانی نے اونسے حدیث کی حسنؑ سے فرمایا کہ حدیث کی
سے عبد اللہ بن عمرؓ نے یہہ حدیث کو بیان کیا اور شعیب راوی کو دار قطنی نے ثقہ کہا
ہے اور ابو الفتح ازدی نے کہا کہ اوسمین کچہہ ضعف ہے اور بیہقی نے بھی اس حدیث
کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہہ زیادتیان اسمین صرف شعیب نے کی ہین اور لوگون
نے اوسکی بابمین کلام کیا ہے انتہی اور اسمین شک نہین کہ حدیث ابن عمر کو بہت سے
ثقون معتبر اور اماموں نے روایت کیا ہے مگر کسی نے اونمین سے وہ باتین یقیناً نہین
لکہین جو شعیب بیان کرتا ہے اور اسی جہت سے اوسکی حدیث کوئی صحیح اور حسن والے نہین
روایت کرتا اور حدیث کثیر مولی سمرہ کی ابی سلمہ سے ابو ہریرہؓ سے تو اوسکو خود
کثیر نے انکار کیا جب اوس سے اُس حدیث کا حال پوچہا گیا اور کثیر جیسے شخص کا بہولنا
بعید از عقل معلوم ہوتا ہے اور بیہقی نے اوسمین علت لگائی ہے اور کہا ہے کہ کثیر کی
معرفت اتنی ثابت نہین ہوئی جو موجب حجت لانیکی اوسکی روایت سے ہو اور خصوص
ایسی صورتمین کہ تمام لوگونکا قول اوسکی روایت کی خلاف ہو اور عبد الحق نے
اپنے احکام مین اور ابن حزم نے اپنی کتابمین اوسکو ضعیف بتایا ہے اور حدیث
سوید بن عقلہ کی حضرت امام حسنؑ سے اوسکا راوی تمین محمد بن حمید رازی ہے ابو زرعہ
نے کہا ہے کہ وہ بڑا جہوٹا ہے اور صالح خزرہ نے کہا ہے کہ جہوٹ مین اوس سے

ومن الشاذكوني وسلمة بن الفضل قال ابو حاتم منكر الحديث وان كان رواته ثقة فقد ضعفه اسحاق بن راهويه وغيره

فصل فلما رأى الخصوم ضعف هذا المسلك اسلكوا الى مسلك آخر فقالوا الاجماع قد انعقد على لزوم الثلاث وهو اكثر من خبر الواحد كما قال الشافعي الاجماع اكثر من الخبر المنفرد وذلك ان الخبر يجوز الغلط والوهم على راويه بخلاف الاجماع فانه معصوم قالوا ونحن ننقل عن الصحابة والتابعين ما يبين ذلك ففي صحيح مسلم ان عمر امضى عليهم الثلاث ووافقه الصحابة وقال سعيد بن منصور ثنا سفيان عن شقيق انه سمع انسا يقول قال عمر في الرجل يطلق امرأته ثلاثا قبل ان يدخل بها قال هي ثلاث لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره وكان اذا اتي به اوجعه وروى البيهقي من حديث ابن ابي ليلى عن علي كرم الله وجهه فيمن طلق امرأته

تین طلاقونکا بیان ۱۲

اور شاذکونی اور سلمة بن فضل سے بڑہکر کوئی ماہر فن نہین دیکہا ابو حاتم نے کہا
کہ اس شخص کی حدیث نہین مانی جاتی اگرچہ راوی اوسکے ثقہ ہین مگر اوسکو اسحٰق
بن راہویہ وغیرہ نے ضعیف کہا ہے **فصل** جب طرف ثانی نے اس مسلک کا ضعف دیکہا
تو ایک دوسری راہ اختیار کی اور کہا کہ اجماع تین طلاقونکی لازم آنے پر ہوچکا ہے
اور خبر واحد کی نسبت کہ وہ زیادہ ہے چنانچہ امام شافعی فرماتے ہین کہ اجماع
خبر منفرد سے زیادہ ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ حدیث کی راوی پر خطا
اور وہم ممکن ہے بخلاف اجماع کے کہ وہ ان امور سے محفوظ ہے اور کہتے ہین
کہ ہم صحابہ اور تابعین سے وہ روایات پیش کرتے ہین جو اجماع کو ثابت کرے
چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت عمر رضہ نے لوگونپر تین طلاقین جاری کین اور آپ
کی موافقت سب صحابہ نے کی سعید بن منصور کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے سفیان نے
شقیق سے کہ اونہون نے حضرت انس سے سُنا کہ کہتے تہے کہ فرمایا حضرت عمر رضہ نے
ایسے شخص کے بابمین جو اپنی بی بی کو تین طلاقین صحبت سے پیشتر دیوے کہ وہ
تین ہی ہونگی اور عورت اوسپر حلال نہوگی جب تک کہ دوسرے سے نکاح نکرے
اور جب اس قسم کا شخص آپکے پاس لایا جاتا تو آپ اُسکو دکہہ دیتے اور بیہقی نے ابن
ابی لیلی کی حدیث حضرت علی رضہ سے روایت کی ہے اوس شخص کے بابمین جو اپنی بی بی

کو تین طلاقین صحبت سی پیشتر دے کر آپنے فرمایا اوسکو حلال نہین جبتک کہ دوسرے
خاوند سی نکاح کرے آور حاتم بن اسمعیل نے امام جعفر صادق سی اور اونہون نے امام
باقر سے اور اونہون نے اپنے باپ سی اور اونہون نے حضرت علی سی روایت
کی ہی کہ وہ عورت مرد پر حلال نہین جبتک دوسرے شوہر سی نکاح کرے آور ابو نعیم نے اعمش سے
اور اونہون نے حبیب بن ابی ثابت سی اور اونہون نے حضرت علی رضہ کے بعض اصحاب سی روایت
کی ہی کہ ایک شخص حضرت علی کی خدمت مین آیا اور کہا کہ مین نے اپنی بی بی کو ہزار طلاقین
دی ہین آپنے فرمایا کہ تین طلاقون نے تو عورتکو تجھ پر حرام کر دیا باقی کو تو اپنی اور بیبیون
مین بانٹ دے آور علقمہ بن قیس نے کہا ہی کہ ایک شخص حضرت ابن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہا
کہ اس شخص نے اپنی بی بی کو شب گذشتہ مین سو طلاقین دی ہین آپنے اوس سے پوچھا
کہ تونے اُن سب طلاقونکو ایک ہی دفعہ کہا ہی اوسنے کہا ہان آپ نے فرمایا کہ تو چاہتا ہی کہ
تیری بیبی تجھ سی علحدہ ہو جاوے اوسنے کہا ہان آپنے فرمایا کہ بات وہی ہی جو تو نے کہی اور ایک
اور شخص آپکے پاس آیا اور کہا کہ مینے اپنی بیبی کو ستارونکی شمار کی برابر طلاقین دی ہین آپنے اوسکو
بہی یہی ارشاد فرمایا جیسا پہلے کو کہا تہا پہر فرمایا کہ اللہ نے طلاقکا معاملہ ظاہر کر دیا پس جو شخص کہ
طلاق اوسطرح دیگا جسطرح اللہ تعالی نے اوسکو حکم کیا ہی تو وہ تو اوسکی لئے بیان کیا
گیا ہی اور جسنے خلط کیا تو اوسکا خلط کرنا ہم اوسی پر کرینگے بخدا یہ نہین ہو سکتا

فقبل الی الرجل قال لا احلال
ارجع حتی تزوج زوجا غیره
الرجعی ... شعیب
عن جعفر بن محمد عن
ابیه عن علی رضی انها
لا تحل له حتی
تنکح زوجا غیره وروی
ابو نعیم عن الاعمش عن حبیب
ابن ابی ثابت عن بعض اصحاب علی
رضی الله وکرم وجهه فقال ...
الی علی فقال ثلاث تحرمها علیک
وامسک ... فقال
واقسم سایرهن بین نسائک
علقمة ابن قیس ان رجلا اتی ابن مسعود
فقال انی طلقت امرأتی البارحة
مائة قال قلتها مرة واحدة قال
نعم قال تریدان تبین منک
امرأتک قال نعم قال هو کما
قلت واتاه رجل فقال
انه طلق امرأته البارحة عدد
النجوم فقال ... فقال
قد بین الله امر الطلاق فمن
طلق کما امره الله تعالی
فقد بین له ومن لبس
جعلنا به لبسه والله لا تلبسون

کہ تم اپنی نفسوں پر خلط کرو اور اوسکو وہ تمہاری طرف سی برداشت کریں جیسا تم کہتی ہو اور مالک نی موطا میں ابن شہاب سی اور اونسی محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان بن محمد بن ایاس بن بکیر سی روایت کی ہی کہ اونسی کہا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو قبل صحبت کے تین طلاقین دین پہر اوسکو یہہ سوجہی کہ اوس سی نکاح کریں اسکی لئی فتوی پوچھنے آیا میں اوسکے ساتھ گیا کہ مسئلہ اوسکو پوچہہ دون اونسی حضرت ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ سی پوچھا دونوں نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو اس سی نکاح نکر جب تک وہ تیرے سوا کسی سی نکاح نکرے اونسی عرض کیا کہ مین نے اوسکو طلاق ایکبارگی دی تہی حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو فضل تجکو حاصل تہا وہ تو نے اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا اور نیز موطا میں اسی قصہ میں مروی ہی کہ ابن بکیر نے اس مسئلہ کا حال ابن زبیرؓ سی پوچھا تو اونہوں نے فرمایا کہ یہہ ایک ایسا معاملہ ہی کہ میں اسمیں کچھہ نہیں کہتا تو ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ کے پاس جا اُن دونوں کو میں نے عایشہؓ کے پاس چھوڑا ہی ابن بکیر نے اُن دونوں سی پوچھا تو ابن عباسؓ نے ابو ہریرہؓ کو فرمایا کہ ای ابو ہریرہ تم حکم دو کہ یہ مشکل تمپر آئی ہی حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک طلاق عورت کو جدا کرتی ہی اور تین اوسکو حرام کرتی ہیں یہانتک کہ وہ دوسرے خاوند سی نکاح کرے اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی ایسا ہی فرمایا تو دیکھو حضرت عایشہؓ ان دونوں کے قول کا

علی انفسکم و تجعلوا عنکم
ہو کما تقولون و روی مالک
فی الموطا عن ابن شہاب
عن محمد ابن عبد الرحمن بن
ثوبان عن محمد بن ایاس بن
البکیر قال طلق رجل امراتہ
ثلاثا قبل ان یدخل بہا
ثم بدا لہ ان ینکحہا فجاء
یستفتی فذہبت معہ اسئل لہ
ابا ہریرۃ وابن عباس فقالا لا نری
ان تنکحہا حتی تنکح زوجا غیرک قال فانما
طلاقی ایاہا واحدۃ فقال ابن عباس انک ارسلت
من یدک ما کان لک من فضل

تین طلاق و تنبیہات ۱۳

وفی الموطا ایضا فی ہذہ القصۃ ان ابن
بکیر سأل عنہا ابن الزبیر فقال
ان ہذا الامر ما لنا فیہ قول اذہب الی
ابن عباس وابی ہریرۃ فانی ترکتہما عند
عائشۃ فسلہما فقال ابن عباس
لابی ہریرۃ افتہ یا ابا ہریرۃ
فقد جاءتک معضلۃ فقال
ابو ہریرۃ الواحدۃ تبینہا
والثلاث تحرمہا حتی تنکح
زوجا غیرہ وقال ابن عباس مثل
ذلک فہذہ عائشۃ تسکت علیہما

انکار نکیا اور نہ ابن زبیرؓ نے انکار فرمایا آور نیز موطا مین نعمان بن ابی عیاش سے اور اوسنے عطاء بن یسار سے روایت کی ہی کہ ایک شخص حضرت عبد الله بن عمرؓ کی خدمت مین حاضر ہوا اور مسئلہ پوچہا کہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو قبل صحبت تین طلاق دے تو کیا حکم ہی آپ نے فرمایا کہ وہ عورت اوسکو حلال نہین جبتک کہ دوسرے خاوند سے نکاح نکرے آور بیہقی نے حدیث معاذ بن معاذ کی روایت کی ہی کہ حدیث کی ہمسے شعبہ نے طارق بن عبد الرحمن سے کہ سنا مین نے قیس بن ابی حازم سے کہ اونہون نے کہا کہ ایک شخص نے مغیرہؓ سے مسئلہ پوچہا اور مین اوسوقت موجود تہا کہ ایک آدمی نے اپنی بی بی کو سو طلاقین دین مغیرہؓ نے فرمایا کہ تین طلاقین عورتکو حرام کر چکین اور ستانوے فاضل ہین آور بیہقی نے سوید بن غفلہ سے روایت کی ہی کہ عائشہ خثعمیہ حضرت امام حسنؓ کے نکاح مین تھی جب حضرت علیؓ شہید ہوئی تو اوسنے آپکی خدمت مین عرض کیا کہ آپکو خلافت مبارک ہو حضرت امام حسنؓ نے فرمایا کہ تو حضرت علیؓ کے قتل پر خوشی ظاہر کرتی ہی جا میرے لیطرف سے تجکو تین طلاقین ہین وہ اپنے کپڑے پہنکر چلی گئی یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہوئی پہر آپ نے اوسکا کچہہ مہر جو رہگیا تہا اوسکی پاس اور دسہزار درم صدقہ کی بہیجا جب قاصد اوسکی پاس لایا تو اوسنے کہا ع دوست جو چہوڑ گیا آیا ہی اوس سے یہ مال جتنا اوسکا قول آپکو پہونچا تو روئی اور فرمایا

ولا ابن الزبير وفي الموطا ايضا عن النعمان بن ابي عياش عن عطاء بن يسار قال جاء رجل يستفتي عبد الله بن عمرو عن رجل طلق امرأته ثلاثا قبل ان يدخل بها فقال لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره وروى البيهقي من حديث معاذ بن معاذ حدثنا شعبة عن طارق بن عبد الرحمن سمعت قيس بن ابي حازم قال سأل رجل المغيرة وانا شاهد عن رجل طلق امرأته مائة فقال ثلاث تحرم وسبع وتسعون فضل وروى البيهقي عن سويد بن غفلة قال كانت عائشة الخثعمية عند الحسن فلما قتل علي كرم الله وجهه قالت لتهنئك الخلافة فقال يقتل علي وتظهرين الشماتة اذهبي فانت طالق ثلاثا فتقنعت بساجها وبعثت حتى قضت عدتها فبعث اليها ببقية بقية من صداقها وعشرة آلاف صدقة فقالت متاع قليل من حبيب مفارق فلما بلغه قولها بكى وقال

کہ اگر مین اپنے نانا سے یہ سنتا یا یون کہا میرے باپ نے مجھہ سے حدیث کی کہ انہون نے
اپنے نانا سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی بیبی کو تین طلاقین طہر دون مین
دیوے یا تین مبہم دیدیوے تو وہ عورت اوسکو حلال نہوگی جبتک دوسرے خاوند سے
نکاح نکرے تو مین اس سے رجعت کرلیتا اور امام احمد نے فرمایا ہے کہ حدیث کی ہم سے محمد
بن جعفر نے کہا کہ حدیث کی ہم سے شعبہ نے عطاء بن السائب سے اور انہون نے حضرت
علی رض سے کہ حرام اور البتہ اور بائن اور خلیہ اور بریہ جو طلاقکے کنایات ہین سب مین
آپنے تین طلاقونکا حکم فرمایا شعبہ کہتے ہین کہ مین پھر عطا سے ملا اور پوچھا کہ تمکو حضرت
علی رض سے کس نے حدیث کی انہون نے کہا کہ ابو البختری نے امام احمد رح فرماتے ہین
کہ مین اسصورت سے ڈرتا ہون اور مین مین کچھہ نہین جواب دیتا اسلئے کہ اکثر لوگون سے
مثل حضرات علی اور زید اور ابن عمر اور تمام تابعین سے یہی مروی ہے کہ تین طلاقین
ہوتی ہین اور حضرت ابن عباس رض سے مجاہد اور سعید بن جبیر اور عطاء بن ابی رباح اور
عمرو بن دینار اور مالک بن الحارث اور محمد بن ایاس بن البکیر اور معویۃ بن ابی عیاش
وغیرہ روایت کرتے ہین کہ جو تین طلاقین اکٹھی دیتا تھا اوسپر وہ تین ہی لازم کرتے
تھے اور امام احمد رح سے جب اثرم نے سوال کیا کہ حضرت ابن عباس رض کی حدیث جو یہ ہے
کہ زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رض اور حضرت عمر رض مین تین طلاقین

تین طلاق و تخلیات ۱۳

احمد حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن عطاء بن السائب عن علي انه قال في الحرام والبتة والبائن والخلية والبرية ثلاثا ثلاثا قال شعبة فقلت لعطاء من حدثك عن علي قال ابو البختري قال احمد وانا اهاب الاجتهاد فيها
فهذا لا يحلها وقال الامام ثم قال له حتى تنكح زوجا الاوزاعي رجل طلق امرأته ثلاثا ابن انه سمع جدي يقول ولان عمتي جدتي

الفتيا لانه يروى عن عامة التابعين وعلي وزيد وابن عمر وابن عباس وروى عنه مجاهد وسعيد بن جبير وعطاء بن ابي رباح وعمرو بن دينار ومالك بن الحارث ومحمد بن اياس بن البكير ومعوية بن ابي عياش انهم الزموا بالثلاث من اوقعها جملة قال الامام احمد باي شي ترد حديث ابن عباس كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وابي بكر وعمر طلاق الثلاث واحدة

بأي شيء تدفعه قال برواية
الناس عن ابن عباس من
وجوه خلافه ثم ذكر عن
عدة عن ابن عباس انها
ثلاث والى هذا ذهب
وذكر البيهقي ان رجلا
اتى عمران ابن الحصين وهو
في المسجد فقال رجل طلق امرأته ثلاثا
في المجلس فقال الا ترى ان عمران قال
في مجلس فقال ابو موسى اكثر فينا امثال ابي نجيد
وكذا فقال عمر بن الخطاب وعلي بن ابي طالب رضي الله
قالوا فهذا عمر بن الخطاب وعبد الله بن عمر وعبد الله بن
عنهما وعبد الله بن عمرو وعبد الله بن
عباس وعبد الله بن الزبير وعمران بن حصين
والمغيرة بن شعبة والحسن بن علي واما
التابعون فاكثر من ان يذكروا والاجماع يثبت
بدون هذا وقد حكاه غير واحد عنهم
ابو بكر بن العربي وابو بكر الرازي وهو ظاهر كلام
الامام احمد فانه قال في رواية
الاثرم وذكر قول من قال اذا
خالف السنة يرد الى السنة
وليس بشيء فقال هذا
من مذهب الرافضة وا
ظاهر ان القول
بالرجوع اجماع اهل السنة

ایک ہی ہوتی تھی اسکو آپ کونسی چیز سے رد فرماتے ہین تو انہون نے فرمایا کہ لوگ حضرت ابن عباس سے اوسکی خلاف کئی وجہ سے روایت کرتے ہین پھر چند لوگون کی روایت حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ وہ طلاقین تین ہی ہوتی ہین اور یہی امام احمد کا مذہب ہے اور بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص عمران بن الحصینؓ کے پاس مسجد مین آیا اور کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیبی کو ایک مجلس مین تین طلاقین دین آپ نے فرمایا کہ مجکو معلوم نہین کہ مین اب بھی ایسا کہہ چکا پس حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ ہم مین اکثر لوگ مثل ابن نجید کے ہین تو دیکھو کہ طلاق کے تین ہونے پر صحابہ مین
یعنی بڑے عالم ہین ۱۲
حضرات عمر اور علی اور ابن مسعودؓ اور ابن عمر اور عبد اللہ بن عمرو اور ابن عباس اور عبد اللہ بن زبیر اور عمران بن حصین اور مغیرہ بن شعبہ اور امام حسن رضی اللہ عنہم اجمعین متفق ہین اور تابعین مین سے اتنے لوگ ہین کہ اونکا ذکر بھی نہین ہو سکتا اور اجماع تو اس سے کم مین ہو جاتا ہے اور یہین وجہ اوسکو بہت لوگون نے حکایت کیا ہے انہین سے ابو بکر بن العربی اور ابو بکر رازی ہین اور یہی ہے ظاہر کلام امام احمد کا کہ انہون نے اثرم کی روایت مین کہا ہے اور جس شخص نے یہہ کہا ہے کہ جب سنت کی مخالف ہو تو رد کیا جاوے سنت کیطرف اوس کے قول کو ذکر کیا ہے اور یہہ کچھ نہین پھر کہا ہے کہ یہہ مذہب رافضیو نکا ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ رجعت کی تو لیا اہل سنت کا اجماع

ابن العربی ابوبکر ۱۲

فرقہ دوم یہہ کہتی ہین کہ اول تو تمکو معلوم ہی کہ جسمین اجماع کا مخالف نہ پایا جاوی
اوسمین غرض یہہ ہوتی ہی کہ مخالف کا علم نہو یہہ نہین کہ مخالف کی نہونیکا علم ہو اور علم
کا نہونا کچہہ علم نہین ہی کہ اوس سی حجت پکڑی جاوی اور صحیح نصوص پر اوسکو ترجیح
دیجاوی یہہ صورت توجب ہی کہ مخالف اجماع کا معلوم نہو اور جب مخالف معلوم ہو
تب کسطرح اجماع کو تقدیم ہوسکتی ہی اور اس مسئلہ مین تو نزاع صحابہؓ کیوقت سی آجتک
چلا آتا ہی ابو داؤد وغیرہ نے حماد بن زید کی حدیث ایوب سی اونسی عکرمہ سی اونسی
حضرت ابن عباسؓ سی روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا جب مرد نے ایک بولی مین کہا کہ تجکو تین
طلاقین ہین تو وہ ایک ہی ہی اور یہہ اسناد بخاری کی شرط کی بموجب ہی اور عبد الرزاق
نے کہا ہی کہ خبر دی ہمکو معمر نے ایوب سی کہا کہ حکم بن عیینہ زہری کے پاس آئی اور مین
اونکی ساتہہ تہا اونسی پوچہا اوس مرد کا حال جسکو تین طلاقین دیجاوین اونہون نے
کہا کہ یہہ مسئلہ حضرت ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ سی پوچہا گیا تہا
سبہون نے فرمایا کہ وہ عورت مرد کو حلال نہین جبتک اوسکی سوا اور خاوند سی نکاح
نکری ایوب کہتی ہین کہ حکم وہان سی چلکر طاؤس کے پاس آئی اور وہ مسجد مین تشریف
رکہتی تہی اور اونہون نے حضرت ابن عباسؓ کا قول اس مسئلہ مین پوچہا اور زہری کا
قول اونسی بیان کیا راوی کہتی ہین کہ مینے دیکہا کہ طاؤس نے اس قول سی تعجب کرکی اپنی

قال الامام ابن قیم فان دعوی الاجماع الذی لم یعلم له مخالف انما راجع الی عدم العلم لا الی العلم بانتفاء المخالف وعدم العلم لیس علما حتی یحتج به ویقدم علی النصوص الثابتة هذا اذا لم یعلم المخالف فکیف اذا علم والنزاع فی هذه المسئلة ثابت من عهد الصحابة الی وقتنا هذا رواه ابو داؤد وغیره من حدیث حماد بن زید عن ایوب عن عکرمة عن ابن عباس قال اذا قال انت طالق ثلاثا بفم واحد فهی واحدة وهذا الاسناد علی شرط البخاری وقال عبد الرزاق اخبرنا معمر عن ایوب قال دخل الحکم بن عتیبة علی الزهری وانا معهم فسألوا عن البکر تطلق ثلاثا فقال سئل عن ذلک ابن عباس وابو هریرة وعبد الله بن عمر فکلهم قالوا لا تحل له حتی تنکح زوجا غیره قال فخرج الحکم فاتی طاوسا وهو فی المسجد فسأله عن قول ابن عباس فیها واخبره بقول الزهری قال فرایت طاوسا رفع

دونو ہاتھ اُٹھاتے اور کہا کہ بخدا حضرت ابن عباسؓ تو ان طلا قونکو ایک ہی
ٹھہرایا کرتے تھے اور خبر دی ہمکو ابن جریج نے کہا کہ خبر دی ہمکو حسن بن مسلم نے
ابن شہاب سے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بی بی کو تین طلاقین دے
اور اکٹھی نہ دے تو وہ تین ہونگی راوی کہتے ہیں کہ مینے اسحال کی خبر طاؤس کو دی
اونہوں نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ حضرت ابن عباسؓ اونکو ایک کے سوا اور کچھ
تجویز نکرتے تھے تو اُنکا فرمانا کہ جب تین طلاقین دے اور اکٹھی نکرے تو تین ہونگی اسکی
یہہ معنی ہین کہ جب تینون علحدہ علحدہ ہون اس سے معلوم ہوا کہ اگر جمع کر دیگا تو ایک
ہونگی اور یہی بات ہے جسپر طاؤس نے قسم کہائی کہ حضرت ابن عباسؓ اونکو ایک ٹھہرایا
کرتے تھے اور ہمکو اس امر مین شک نہین ہے کہ ابن عباسؓ سے اسکے خلاف بھی ثابت ہوا
ہے اور وہ طلاقین تین ہی رہین اسلئے کہ دونو روایتین حضرت ابن عباسؓ سے بیشک ثابت
ہین اور ایک ہونا طاؤس کا مذہب ہے عبد الرزاق کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو ابن جریج نے
ابن طاؤس سے اور اوسنے اپنے باپ سے کہ جو طلاق کہ مخالف طلاق اور عدت کی وجہ کے
ہوتی تہی طاؤس اسکو طلاق نہ سمجھتے تھے اور ابن ابی شیبہ نے طاوس اور عطا سے
روایت کی ہے کہ جس صورت مین کہ مرد اپنی عورتکو تین طلاقین قبل دخول کے دیوے تو طاؤس
اور عطا دونو کا قول ہے کہ یہہ ایک طلاق ہے اور یہی ہے عطا بن ابی رباح کا قول ابن ابی

شیبہ نے اوسی اور جابر بن زید اور طاوس سے روایت کیا ہی کہ اُن سب نے کہا
کہ جب عورتکو تین طلاقین قبل صحبت کے دیوے تو وہ ایک ہی ہین اور قول محمد بن
اسحاق کا بھی یہی ہی اور اسی ہی اسکو امام احمدؒ اور اسحٰق بن راہویہ اور عمرو بن دینار
نے صحبت کے پیشتر کی طلاق مین نقل کیا ہی اور سعید بن جبیر بھی اسکے قائل ہین
اور یہہ وہ بات ہی جسپر حسن بصری کا مذہب ٹھہرا ہی اور یہی مذہب عطا بن یسار اور
خلاس بن عمرو اور محمد بن مقاتل رازی کا ہی جیساکہ مازری نے اپنی کتاب معلم فوائد مسلم
مین حکایت کیا ہی اور یہی ہی ایک روایت امام مالکؒ سی بلکہ مشہور مالکیون کے
نزدیک کچھہ اوپر دس فقیہون سے جو طلیطلہ کے فقیہون مین سے اونکے مذہب کا
فتوی دیا کرتے تھے اور صاحب فائق کبیر نے اسباب مین اگلون اور پچھلون
کے خلاف کو نقل کیا ہی اور اُن دلائل مین سی جنکو حجت ٹھہراتے ہین حدیث
داؤد بن الحصین کو ذکر کیا ہی جو عکرمہ سے راوی ہین اور وہ حضرت ابن عباسؓ
سے کہ رکانہ نے اپنی بی بی کو ایک مجلس مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پاس تین طلاقین دین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ وہ ایک ہین آخر حدیث تک اور یہی مذہب ابوالبرکات کا
ہے وہ پوشیدہ اسپر فتوی دیا کرتے تھے - اور اسمین خلاف کو

تین طلاق کا بیان

رواه عنه ابن ابی شیبة وعن جابر بن زید وطاوس انهم قالوا اذا طلقها ثلاثا قبل ان یدخل بها فهی واحدة وبه قال محمد بن اسحق حکاه عنهم الامام احمد واسحق بن راهویه وعمرو بن دینار فی الطلاق قبل الدخول وسعید بن جبیر والذی استقر علیه مذهب الحسن البصری وهو مذهب عطاء بن یسار وخلاس بن عمرو ومحمد بن مقاتل الرازی کما حکاه المازری فی کتاب المعلم بفوائد مسلم وهو احدی الروایتین عن مالک بل المشهور عند المالکیة عن بضعة عشر فقیها من فقهاء طلیطلة المفتین علی مذهبه وحکی صاحب الفائق الکبیر الخلاف فی السلف والخلف وذکر مما احتجوا به حدیث داود بن الحصین عن عکرمة عن ابن عباس ان رکانة طلق زوجته ثلاثا فی مجلس واحد عند رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال له النبی صلی الله علیه وآله وسلم انما هی واحدة الخ وهو مذهب ابی البرکات کان یفتی به سرا وذکر الخلاف

ابو الولید مفید الاحکام کے مولف نے ذکر کیا ہے اور اصحاب ظاہر کا
مذہب سوا ابن حزم کے یہی ہے اب اگر یہہ کہو کہ دوسرے خلیفہ حضرت
عمر بن خطاب رض کے باب مین تمہارا کیا عذر ہے کیا اونکو یہہ گمان
کرتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے خلیفہ اول اور
جو لوگ اُس عہد مین تھے اُن سبکو دیکھتے تھے کہ تین طلاقون کو ایک کرتے
تھے اور باوجودیکہ یہہ امر اُمت کے حق مین آسان تہا مگر حضرت عمر رض
اپنی رای سے قصداً اسکا خلاف کرکے اپنی طرف سے امت پر تین لازم کردی
تہی اور جس چیز کو اللہ تعالی نے وسیع اور سہل کیا تہا اوسکو تنگ اور مشکل
کردیتی تہی پہر آپ کا اتباع اِس امر مین اکابر صحابہ کرتے تہے حالانکہ سب اصحاب رض
اسباب مین خدا تعالی کا خوف زیادہ رکہتے تہے پہر اسکی کیا وجہ ہے تو اسکا جواب
یہہ ہے کہ واقع مین یہہ سوال قطعی وارد ہے اور اسکے لئے جواب شافی درکار ہے
اسکی لئے ہم کہتے ہین کہ آدمیونکی دو قسمین ہین ایک تو وہ ہین کہ حضرت عمر رض اور انکی
موافقین کی رعایت کی جہت سے اُن احادیث کیطرف سے عذر کرتے ہین اور اونکو نہین مانتے
ہین اور ایک وہ ہین کہ احادیث کو رد نہین کرتے اور حضرت عمر رض کی
طرف سے عذر کرتے ہین اور یون تقریر کرتے ہین کہ احکام دو طرحکی ہوتی ہین

في ذلك القاضي ابو الوليد صاحب
كتاب مقتبل الاحكام وهو
مذهب اهل الظاهر باسرهم غير
ابن حزم فان قيل فما عذركم
عن ثاني الخلفاء الراشدين عمر بن
الخطاب ... ان ... يرى
رسول الله صلى الله عليه و
سلم وخليفته ... بعد
... الثلاث
والصحابة ... الائمة
واحدا ... النقد ...
ثم يعيد ... الى
... ويلزم الامة الثلاث ... من
قبل نفسه ... ما ... وسعة
الله ويعسر ما سهله ... ثم تابعه على
ذلك اكابر الصحابة وكل
اتقى لله من ذلك قبل هذا السؤال
لعمر الله وارد ولا بد من الجواب
شاف فنقول الناس من
طائفتان طائفة اعتذرت
عن هذه الاحاديث لاجل
عمر ومن وافقه وطائفة
اعتذرت عن عمر ولم ترد
الاحاديث فقالوا الاحكام نوعان

اول وہ کہ زمانہ کے بدلنے اور اجتہادات کے تغیر کے باعث وہ ایک حالت سے نہین بدلتے جیسے واجبات کا وجوب اور محرمات کی حرمت اور حدود معین کہ ان امور مین تبدل نہین ہوسکتا نہ انکے مقصود کے خلاف کوئی اجتہاد ہوتا ہے دوم وہ احکام کہ اقتضاء مصلحت کی بموجب زمانہ اور جگہ اور حال کے اعتبار سے بدلجاتے ہین جیسے مقدار سزا اونکا اور اونکی صفتین کہ شارع یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصلحت کے موافق اونکو طرح طرح کیا ہے مثلاً شرابخوار کو چوتھی دفعہ مین مار ڈالنے کی سزا دینی اور زکوۃ کے نہ دینے والیکا آدھا مال لے لینا اور غلام کو ایسے شخص کی ملک سے باہر کر دینا جو اوسکو عذاب سخت دیوے اور جو شخص ایسی چیز چراوے جسمین ہاتھہ نہ کاٹا جاوے تو اوس سے دونا ڈانڈ لینا اور پائی ہوئی چیز کے چھپانے والے سے دونا دام لینا اور تین شخصوں کے قصے مین جنکا ذکر سورہ توبہ میں ہے عورتون کی نزدیکی سے منع کرنا اور ان سے علحدہ رہنے دینا۔ اور یہہ نہین معلوم ہوا کہ آپنے درہ سے اور قید اور تازیانہ سے سزا دی ہو البتہ تہمت کیصورت مین حبس فرمایا ہے تاکہ حال تہمت والیکا ظاہر ہو جاوے اسیطرح آپکے اصحاب نے آپکے بعد سزائین قسم قسم کی دی ہین مثلاً حضرت عمرؓ مجرم کا سر منڈواتے اور شہر بدر کرتے اور مارتے اور کلالون کی دکانین اور بالاخانے جنمین شراب فروخت ہوتی ہونکی جلا دیتے اور حضرت سعد کا گہر کوفہ مین پہونکدیا جبکہ وہ اوسمین رعیت سے بیخبر ہو کر چھپ بیٹھے

لا یتغیر عن حالۃ واحدۃ

بتغیر الازمنۃ والاجتہادات

کوجوب الواجبات وتحریم

المحرمات والحدود المقدرۃ

فھذا لا یتطرق الیہ تغییر

ولا اجتہاد یخالف ما وضع

علیہ والنوع الثانی ما یتغیر

بحسب اقتضاء المصلحۃ لہ زمانا ومکانا

وحالا کمقادیر التعزیرات وصفاتہا

فان الشارع نوعہا بحسب المصلحۃ

کالتعزیر بالقتل لمن تکرر منہ

الرابعۃ واخذ شطر مال مانع الزکوۃ

واخراج العبد عن ملک من مثل بہ

واضعاف الغرم علی سارق ما لا قطع فیہ

وتضعیف الغرم علی کاتم الضالۃ ومنع النساء

وعلی کاتم الضالۃ والمخلفین الثلاثۃ

فی قصۃ الثلاثۃ ولم یعرف انہ ضرب

والحبس فی تہمۃ لیتبین حال المتہم

وکذلک اصحابہ من بعدہ فکان عمر یحلق الراس

وینفی ویضرب ویحرق حوانیت

الخمارین والقریۃ التی تباع فیہا الخمر

وحرق قصر سعد بالکوفۃ

لما احتجب عن الرعایا

غیر منسوخ ۱۲

اور سزاؤنکے بابمین آپکے بہت سی اجتہادیں تھی جنمین صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپکی موافقت کی اسنظر سی کہ آپکے زمانین وہ اسباب پیدا ہوگئی تھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عہد مین نہ تھے یا تھی مگر لوگوں نے اونمین زیادتی کی اور پیہم کرنے لگے آپکے اجتہادات مین سے ایک یہ ہی کہ جب لوگون نے شراب خواری زیادہ کی اور بیبا کانہ اوسکے مرتکب ہوئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین شراب خواری کم تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکی سزا اسی درّے مقرر کئے اور اس جرم مین شہر بدر کیا ایک یہہ ہی کہ آپنے درّہ بنایا کہ جو مجرم مستحق ماربیکا ہوتا تہا اُس سے اوسکو پیٹتی تہی ایک یہہ کہ آپنے ایکمکان قیدخانہ کی لئی بنایا ایک یہہ ہی جب آپ نے لوگونکو طلاق پیہم دیتے دیکھا اور اوسمین کثرت ملاحظہ فرمائی اور معلوم کیا کہ لوگ اس سی بدون سزا کے باز نہین رہینگے اسلئے اوپر تین طلاقونکا لازم کردینا اونکی سزا مقرر فرمائی تاکہ اوس سی باز رہین اور اس سزا کو یا ایسی کہو جو حاجت کیوقت دیجاتی ہی جیسے شراب خواری مین اسی درّے مارنے اور سر منڈوا کر جلاوطن کرتے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن تین شخصون کو جنکو پیچھے چھوڑا تہا حکم اپنی عورتون سے علٰحدہ رہنے کا دیا تہا تو اسکی صورت تو یہہ ہوئی یا سزا اس گمان سے دی ہو کہ تین طلاقون کا ایک کرنا ایک شرط سے وابستہ تہا اور وہ جاتی رہی جیسے آپکی رائے متعہ حج مین ہی

اما مطلقا واما مؤقتا الفسخ
فلنا وجه آخر واما تقييم
فانه قائم في زمانه منع من
جعل الثلاث واحدة فاهماله
عتق ام ولد مانع من بيع امهات
الاولاد ومانع من اخذ
الجزية من نصارى بني تغلب

خواہ مطلق ہو یا متعہ فسخ کر اوس سے منع فرما دیا تہا حالانکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے یہہ دوسری صورت ہی یا آپکے زمانہ مین کوئی
مانع ایسا ہوا ہو جسنے تین طلاقونکو ایک ہونے دیا ہو جیسی آپکے نزدیک ان
لونڈیونکی بیع مین جنسے مالک کی اولاد ہوتی ہو مانع ہو گیا تہا یا بنی تغلب کی نصاری
سے جزیہ لینے مین کوئی مانع پیدا ہو گیا تہا یا اوسیطرح کا یہہ تیسری صورت ہی
اسلئے کہ حکم اپنی شرط کے نہونیسے دور ہوا کرتا ہی یا مانع کے پائے جانے سے اور
جدائی کا لازم کرنا قسم سے ہو یا طلاق سے اوس شخص کے حق مین جو واجب امر کو
بجا نہ لاوے اون باتونمین سے ہی جنمین اجتہاد کو گنجایش ہی مگر یہہ جدائی کبہی تو شوہر
کا حق ہوتی ہی مثلا ایسی صورتونمین کہ خاوند کو اپنا حق پورا لینے کی مانع ہوں اور
کبہی خدا تعالی کا حق ہوتی ہی جیسے خاوند بی بی مین دو پنچ جدائی کر دیتے ہین ان
لوگونکی نزدیک جو پنچونکو وکیل ٹہراتے ہین اور یہی درست ہی اور جیسے اکثر اگلون
پچہلونکی نزدیک ایلا اللہ کیلئے باعث طلاق پڑنیکی صورتمین بشرطیکہ وہ مدت انتظار مین
وفا نکرے اور جیسے بعض سلف کہتے ہین اور اوس قول پر اونکی موافقت بعض صاحب احمد
نے کی ہی کہ جب مرد و عورت دونوا غلام پر راضی ہو جاوین تو ان دونوین جدائی
کر دیجاوے اور اسکی قریب یہ مشہور ہی کہ باپ نیکبخت جب اپنی بیٹی کو طلاق کے لئے حکم کرے اور سمجہت

ولوجب مما نعهو اللازم
ولايجب ما يسوغ فيه الاجتهاد

عند من ثبت عنه الوقوع
بعض الشافعية واقعة
ينتهيا وقيل عنده
بعض اصحاب احمد
بالطلاق اذا امره

سی کہ بہتری لڑکے کی اوسمین ہو تو بیٹے پر اطاعت واجب ہی چنانچہ امام احمد وغیرہ کا قول یہی ہی اور حجت اونکی یہہ ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبد اللہ ابن عمر کو ارشاد فرمایا کہ اپنے باپکی اطاعت کرین جبکہ حضرت عمر رض نے اونکو اونکی بی بی کے طلاق دینے کا حکم کیا تہا اور اسکی اصل یہہ ہی کہ اللہ تعالی چونکہ طلاق سی بغض رکہتا تہا اسلئے سی کہ اسمین زوجہ کی شکستگی اور ابلیس دشمن خدا کی خوشی اور خاوند بیبی مین سی ہر ایک کو بدکاری پر پیش ہونا وغیرہ خرابیان طلاقکی ہین اور باوجود اسکے خاوند یا بیبی کو اسکی احتیاج کبہی ہوا کرتی ہی اور اسمین اوسکی مصلحت ہوتی ہی اسلئے اوسکو ایسی طرح پر مشروع کیا کہ مصلحت بہی حاصل ہو اور خرابی دور ہوجاوے یعنی زوجکے لئے یہہ مشروع فرمایا کہ عورتکو طہر مین بدون صحبت کیے ایک طلاق دیکر چہوڑ دیتا کہ اپنی عدت پوری کرے اس اثنا مین اگر دونو کے درمیان مین سی برائی دور ہوجاوے تو خاوند کو سبیل اس سی صحبت کرنیکی بدستور موجود ہے ورنہ اوسکو چہوڑ دے یہانتک کہ عدت تمام ہوجاوے پہر اگر مرد کا جی اوسکو چہوڑ کر اوسمین لگا ہی تب بہی اوسکو سبیل ہی کہ اس سی منگنی کرکے نئے سرے اوسکی رضا سی نکاح کرلے اور اگر چہوڑنے پر دل اوسکا وابستہ رہا تو وہ جس سے چاہیگی نکاح کریگی اور خدا تعالی نے عدت کو تین حیض مقرر کیا تاکہ مدت اختیار کی بڑہجا دے غرضکہ اسقدر کو اللہ تعالی نے مشروع فرمایا اور اسکی اجازت دی اور دخول کے بعد عورت کو منقطع کرنیکی اجازت نہین دی

مگر اسطرح کہ دونو نکاح توڑنے پر راضی ہوجاوین یا عورت مال دینے پر لیس جب
اوسکو ایک طلاق کے بعد دوسری دیگا تو ایک باقی رہجاویگی جب تیسری دیگا
تو یہہ طلاق عورتکو مرد پر حرام کردیگی یہانتک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور یہ
حرمت مرد کی سزا کیلئے ہی تو جس صورتمین کہ مرد کو معلوم ہوگا کہ اسکی محبوبہ دوسرے کے
پاس چلی جاویگی اور دوسرے کے ساتھہ مزے اوڑاویگی تو کیا عجب ہی کہ اوسکو روک
رکھے اور تیسری طلاق نہ دے حاصل یہہ کہ حضرت عمرؓ نے جب دیکھا کہ اللہ تعالی نے تین
طلاق دینے والیکی سزا یہہ مقرر کی کہ اوسکی بی بی کو اوس سے جدا کردیا اور اوسپر حرام
کردی جب تک کہ اوسکی سوا کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرے تو معلوم فرمایا کہ یہہ سزا
اوسی طلاق کی برائی کی جہت سے جو عورتکو مرد پر حرام کردیتی ہی اسلیئے آپ نے تین
طلاقونکی اکٹھا دینے والے کی سزا مین خدا تعالی کی موافقت کی کہ مقرر او نکو لازم اور
جاری کردیا۔ اب اگر یون کہا جاوے کہ اس سے سہل تر تو یہہ تہا کہ لوگونکو تین طلاقین
دینے سے منع فرما دیتے اور اکٹھا دینا اونپر حرام کردیتے اور جو کوئی ایسا کرتا اوسکو
زدوکوب سے سزا دیتے تا کہ یہہ خرابی جو تین کے اکٹھا دینے سے ہوتی ہے واقع ہی نہو
تو اوسکا جواب یہ ہے کہ ہان حضرت عمرؓ کو یہہ امر کرنا بھی ممکن تھا اور اسی لحاظ سے
آخر ایام مین آپ اپنے فعل پر پچھتائے اور چاہا کہ یہ کام نکرتے چنانچہ حافظ ابوبکر

الا اسماعيلي في مسند عمر
انه قال ما ندمت على
شيء ندامتي على ثلاث
ان لا اكون حرمت الطلاق
وعلى ان لا اكون انكحت
الموالي وعلى ان لا اكون قتلت

اسماعیلی نے مسند عمر مین اسکو روایت کیا ہی کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مین کسی
چیز پر اتنا پشیمان نہین ہوا جتنا تین باتون پر ہوا ہون ایک تو مین طلاق کو حرام
کیا دوم آزاد غلامونکا نکاح نکرایا سوم نوحہ (یعنی بین کرنیوالی) کو قتل نکیا اور ظاہر ہی کہ مراد
حضرت عمرؓ کی اوس طلاق کے حرام کرنیسے نہین تھی جسکی حرمت پر سب مسلمانونکا اتفاق
ہے یعنی حیض کے اندر طلاق دینی اور اوس طہر مین جسمین صحبت کی ہو اور نہ طلاق
قبل دخول مراد تھی جسکے بابمین خود اللہ تعالی مباح ہونیکو ارشاد فرماتا ہی لَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً یعنی کچھ گناہ نہین
تمپر اگر طلاق دو عورتونکو جبتک نہین ہاتھ لگایا ہو یا مقرر کیا ہو انکا مہر ۱۲ یہہ سب تو آپکی مراد
ہونی ظاہر تر محال مین سی ہی تو قطعاً یہی ٹھہرا کہ آپ سے تین طلاقونکے دینیکی
حرمت مراد لی تہی کہ اونکی واقع کرنیکو حرام کیون نہ کر دیا پس معلوم ہوا کہ آپنے
جو ان طلاقونکو واقع کیا تو صرف اسی نظر سے کہ آپکے اعتقاد مین تین کا واقع
کرنا جائز تہا اور اسی جہت سی فرمایا کہ لوگون نے ایک چیز مین جلدی کی جسمین اونکو
تاخیر تہی تو خوب ہو کہ ہم اونپر اوسکو جاری کردین اس سے گویا صریح معلوم ہوتا ہی
کہ تین کا دینا آپکے نزدیک حرام نہین اور اوسکو جاری اسلئے کیا کہ طلاق دیندالے
کے لئے اللہ تعالی کیطرف سے گنجایش جدا دینے مین تھی اوسنے خدا تعالی کی وسعت
سے منہ پہیر کر سختی اور تنگی کیطرف رغبت کی اسلئے حضرت عمرؓ نے اوسکو اوسپر جاری فرمایا

والتغليظ فامضاه عمر عليه
عما فسحه الله له الى الشدة
فسحة من الله في التفريق رغبة
وانما امضاه لان المطلق كانت له

جب پیچھے آپکو ظاہر ہوا کہ اسمین بہہ برائی اور خرابی ہے تو پچھتائے کہ لوگون پر
تین طلاقونکا دینا حرام کیون نکیا اور انکو اس سے منع کیون نکردیا اور یہی ہے
سے اکثرونکا امام مالک اور احمد اور امام ابو حنیفہ کا غرضکہ حضرت عمرؓ نے سمجھا
تھا کہ لوگون پر تین کو لازم کردینے سے خرابی دفع ہو جاویگی جب آپ پر ظاہر ہوا کہ اس
سے خرابی دور نہوئی اور معاملہ مین سختی کے سوا کچھہ نہ بڑہا تو بتلایا کہ بہتر یہہ تھا
کہ مین تین طلاق کے دینے کی حرمت کیطرف میل کرتا جو خرابی کو جڑ سے دور کردیتی
جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت عمرؓ کی شروع خلافت میں
حال تھا اور برائی اور خرابی بدون اُس حال کے کسی چیز سے دور نہین ہوگی نہ لوگونکی اُس سوا
کے اور کوئی چیز مناسب ہے اور یہین جہت جب اکثر لوگون نے اوس سے عدول کیا تو دو
باتونمین سے ایک کے محتاج ہوئے یا تو ایسا فعل کرین جسکی کرنیوالے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے لعنت فرمائی ہے یعنی حلالہ کرین یا نہ اور بہت سی بوجہون اور طریقونکو لازم کر کے اپنی جورو
کو حشر سے دیکھین اور جو بات کہ اللہ تعالیٰ اور اوسکے رسول نے مشروع فرمائی ہے
اور سنت اوس پر دلالت کرتی ہے وہ ان دونو سے نجات دیتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کی حکمت انکار
کرتی ہے کہ ظالمون کے لئے جو اوسکی حدود سے بڑہین دروازے آسانی اور
کشادگی کے کہولے اسلئے کہ یہہ تو ان لوگونکے لئے ہوتا ہے جو اللہ سے خوف کرے

فلما تبين له بعد ذلك ما فيه
من الشر والفساد ندم على
ان لا يكون حرم عليهم ايقاع
الثلاث ومنعهم منه و
هذا هو مذهب الاكثرين
مالك واحمد وابو حنيفة
ورأى عمر ان المفسدة تندفع
بالزامهم به فلما تبين له ان
المفسدة لم تندفع بذلك وما زاد
الامر الا شدة اخبر ان الاولى كان عدم
... بتحريم الثلاث الذي يدفع المفسدة
من اصلها ما كان عليه الامر في زمن رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم واول خلافة
عمر ولا يندفع الشر والفساد بغيره البتة
ولا يصلح للناس سواه ولهذا لما رغب عنه اكثر
من الناس احتاجوا الى التحليل او ... وسلم
ففيها اللعن يتقول الله صلى الله عليه وآله وسلم
...

تین طلاق کا بیان ۱۳

چنانچہ خود سورہ طلاق مین اور اوسکے احکام اور حدود کی بیانمین ارشاد فرمایا ہے

وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ
اور جو کوئی ڈرتا رہیگا اللہ سے وہ کر دیگا اسکا گذارہ اور روزی دیگا اوسکو جہان سے اوسکو خیال نہو اور جو کوئی ڈرتا رہیگا اللہ سے کریگا

مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا اور وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا پس جو شخص بدون
اوسکو اوسکے کام مین آسانی اور جو کوئی ڈرتا رہیگا اللہ سے اوتار دیگا اوس سے اوسکی برائیان اور بڑا دیگا اوسکو نیگ

خدا تعالے سے خوف کئے طلاق دیوے اوسی باتکے شایان ہے کہ خدا تعالے

اوسکے لئے کوئی نکلنے کی راہ نکرے نہ اوسکے کام مین کچھہ آسانی فرماوے اور اسی جہت

سے حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ نے اوس شخص سے فرمایا جسنے تین طلاقین اکٹھی

دی تہین کہ تو نے خدا تعالے کا خوف نکیا جو وہ تیری لئے نکلنے کی راہ کرتا اور اللہ تعالے

کی عادت اوسکی مخلوق مین یون جاری ہے کہ جو شخص ظلم کرے اور اوسکی حدون سے

بڑہے اور اوسکی نافرمانی کرے تو اوسپر جو چیزین کہ مقدار اور شریعت کی رو سے مشتہر کر

دی ہین اونکو حرام کر دیتا ہے اور جو شخص اوسکے امر کو رکہہ چہوڑے اور بیجانہ لاوے اور شہوتون کی

پیروی کے باعث اوسکی ملامت سے نڈر اور بے پروا ہو جاوے تو اوسکو بتدریج سختی پر پہونچا دیتا ہے

جسطرح اوس شخص کو جو ڈرتا ہے اور ڈر رکہتا اور پہلی باتکو سچا جانے بتدریج آسانی پر پہونچا

دیتا ہے مگر یون کہنا مناسب ہے کہ ازانجاکہ اکثر لوگونپر حکم طلاق کا مخفی ہے اور وہ لوگ

اوسمین سے حلال و حرام مین جہالت کے باعث تمیز نہین کرتے اور طلاق حرام کو

اوسکو جائز جانتے ہین اسلیئے سزا کے سزاوار ہین اسطرح کہ تینون طلاقین انپر لازم کر دیجا

اِس جہت سے کہ اونہون نے اپنے دین کو جسکا حکم اللہ تعالی نے اونکو کیا تہا بدلا
اور اوس سے روگردانی کی اور طلاق مین سے جو انکو مباح خواہ حرام تہی اوسکا مال
کسی سے پوچہا یا یہہ کہنا چاہئے کہ اِسطرحکے اشخاص مستحق سزا نہین اسلئے کہ اللہ تعالے
شرع اور مقدار کی ہر وسے سزا نہین دیتا مگر بعد حجت قائم کرنیکے اور اوسکے حکم کے
خلاف کرنیکے چنانچہ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا اور لوگونکا اجماع ہے کہ
اور ہم ہلاک نہین کرتے جبتک نہ بہیجین کوئی رسول ۱۲
حدین اوسی شخص پر واجب ہوتی ہین جو حرمت سے واقف ہو اور جان بوجہکر مرتکب
اوسکے سببونکا ہو اور تعزیرات حدون سے ملی ہوئی ہین یہہ بہی ایسے ہی لوگون پر ہوا کرتی
ہین کہ حرام ہونیسے واقف ہون اور دانستہ جرم کرین تو اِن دونو قول مین سے کونسا کہنا
مناسب ہے اسی مین اختلاف ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
التائب من الذنب كمن لا ذنب له تو جو شخص طلاق دیوے اوس طرح کہ خدا تعالی نے
گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسا جسکے ذمہ گناہ نہو ۱۲
اوسکے لئے مشروع اور مباح فرمایا ہے اور اوسکے غیر مشروع ہونے سے ناواقف ہو پہر اوسکو
جانکر پشیمان ہوا اور توبہ کرے تو وہ ایسا تہا کہ سزاوار ہے کہ سزا نہ دیجاوے اور اوسکو
نکلنے کی راہ کا حکم دینا چاہئے جسکو خدا تعالی اوس شخص کے لئے کرتا ہے جو اوس سے ڈرے
اور اوسکے معاملہ مین آسانی فرما دیتا ہے **ف** مترجم کہتا ہے کہ مولف نے ایک خبر ابن عباس
طاؤس سے نہ اور گیارہ حدیثونکو مانا نہ حضرت عمر کے ساتھہ اکابر صحابہ کا اجماع ذکر فرمایا

انجام کو تین طلاقونکے ایک کرنے مین یہ تقریر پیش کی جو نہایت پوچ ہے عذر بہانے شرعاً مفید نہین ہوتا پس طلاقین تین ہی ہونگی خواہ کسیطرح سے دیوے

فصل اور شیطان کے ان فریبونمین سے جس سے کہ اوسنے اسلام اور مسلمانونکو دہوکا دیا ہے وہ حیلے اور مکر اور فریب ہین کہ اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیزکے حلال کرنے اور اوسکے فرضونکو ساقط کرنے اور اوسکے امر و نہی کے خلاف کرنے کو شامل ہین اور وہ ایسی باطل راے ہے جسکی برائی پر سلف کے لوگ متفق ہین کیونکہ راے دو طرحکی ہین ایک تو وہ کہ نصونکے موافق ہوا ور نصین اوسکی صحت اور معتبر ہونیکی شاہد ہون تو ایسی راے تو وہ ہے جسکو سلف نے معتبر کہا ہے اور ایک راے وہ ہے کہ نصون کے مخالف ہو اسی راے کے سلف نے مذمت اور انکار کیا ہے اسیطرح حیلے دو قسم کے ہین ایک وہ کہ امور خیر کا ذریعہ ہے مثلاً خدا تعالی کے امر کو بجالانا اور جس چیز سے اوسنے منع فرمایا اوسکو چھوڑنا اور حرام سے بچنا اور جو ظالم حق نہ دیتا ہو اوس سے حق کا چھڑانا اور مظلوم کو ظالم سرکش کے ہاتھ سے چھڑانا اور ایک وہ حیلہ ہے جسمین واجبونکا ساقط ہونا اور حرام چیزونکا حلال ہونا اور مظلوم کو ظالم کر دینا اور ظالم کو مظلوم بنا دینا اور حق کو باطل اور باطل کو حق کرنا پایا جاتا ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہین کہ جو حیلہ کہ مسلمان کا حق باطل کرتے ہون اونمین سے کچھ بھی درست نہین اور

فصل ومن مكائد الشيطان التي كاد بها الاسلام واهله الحيل والمكر والخداع الذي يتضمن تحليل ما حرمه الله واسقاط ما فرضه ومضادته في امره ونهيه وهي من الراي الباطل الذي اتفق السلف على ذمه فان الراي رايان راي يوافق النصوص وتشهد له بالصحة والاعتبار وهو الذي اعتبره السلف وراي يخالف النصوص وتشهد له بالابطال والاهدار فهو الذي ذموه وانكروه وكذلك الحيل نوعان نوع يتوصل به الى فعل ما امر الله به وترك ما نهى عنه والتخلص من الحرام وتخليص المحق من الظالم المانع له حقه وتخليص المظلوم من يد الظالم الباغي ونوع يتضمن اسقاط الواجبات وتحليل المحرمات وقلب المظلوم ظالما والظالم مظلوما والحق باطلا والباطل حقا قال الامام احمد لا يجوز شيء من الحيل في ابطال حق مسلم

١٢ حیلون کا بیان

میمون کہتے ہین کہ مین نے امام احمدؒ سے پوچہا کہ ایک شخص نے کسی بات پر قسم کہائی پہر اوسکے باطل کرنیکا حیلہ کیا تو یہہ حیلہ جائز ہے کہ نہین آپنے فرمایا کہ ہم تو حیلہ ایسی ہی چیز مین سمجہتے ہین جو جائز ہو مین نے کہا کہ اوس معاملہ مین ہماری یہہ حرکت کیا حیلہ ہی نہین کہ لوگونکے اقوال کی جستجو کرین اور جب اونکا قول کسی باب مین پاوین تو اوسکی پیروی کرین آپنے فرمایا کہ بیشک یون ہی ہی مین نے کہا کہ پہر یہہ بات ہماری حیلہ سے شمار ہوگی کہ نہین آپنے فرمایا کہ ہان غرضکہ امام احمدؒ نے بیان فرما دیا کہ جو شخص اللہ تعالی کی مشروع کی ہوئی چیز کی پیروی کرے اور سلف سے الفاظ کے معانی وہ لاوے جنکے اوپر احکام متعلق ہین تو وہ بُری طرحکا حیلہ کرنیوالا نہین ہے اگر اسکا نام حیلہ رکہا جاوے تو اسمین گفتگو نہین اور امام احمدؒ کی غرض اس سے یہہ ہی کہ فرق معلوم ہو جاوے درمیان طریق مشروع کے جسکے چلنے سے مقصود شارع کا حاصل ہو اور درمیان اُن راستون کے جو شارع کے مقصود کے باطل کرنیکے لئے چلی جاتی ہین تو اصل فرق دونو قسمون مین یہہ ہی اور ہم اب دوسری قسم مین کلام کرتے ہین ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ اس نوع کے حیلہ کی حرمت کی دلیل کئی وجہون سے ہی اول قول اللہ تعا کا یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ اور یہ ارشاد اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ

اور فرمایا وَاِنْ یُّرِیْدُوْۤا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ تو جسطرح کہ کہنے والا اٰمَنْتُ کا یعنی جو زبان
اور اگر وہ چاہیں کہ تجکو دغا دیں ۱۲
سے ظاہر کرے کہ ایمان لایا اور جو حقیقت کہ شرع میں اوس جملہ سے مقصود ہے
اوسکا ارادہ نکرے صرف اوسکے حکم اور ثمرہ کا قصد کرے فریب دینے والا ہے اسیطرح
جو یہ الفاظ کہے کہ مین نے بیچا اور خریدا اور طلاق دی اور نکاح کیا اور خلع کیا اور
اجارہ دیا اور مساقات کی اور قرض لیا اور ان الفاظ کی حقیقت شرعی کا ارادہ
نکرے بلکہ اور باتین جنکے واسطے وہ الفاظ مشروع نہین انکا ارادہ کرے تو وہ
بھی فریبی ہوگا اول شخص اصل ایمان مین فریب دینے والا ہے اور دوسرا ایمان کے
اعمال اور طریقون مین فریب دینے والا ہے ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ یہ ایک قسم نفاق
کی ہے خدا تعالی کی آیتون اور حدون مین جیسی کہ اول قسم نفاق ہے اصل دین مین
سعید بن منصور کہتے ہین کہ ایک شخص حضرت ابن عباس کی خدمت مین آیا اور عرض
کیا کہ میرے چچا نے اپنی بیبی کو تین طلاقین دی ہین اوس عورت کو کوئی مرد اگر
حلال کر سکتا ہے کہ نہین آپ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی کو فریب دیتا
ہے اللہ تعالی اوسکو فریب دیتا ہے ۔ اور حضرت انس سے کسی نے
بیع عینہ کا حال پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ اللہ تعالی کو فریب نہین دیا جاتا
یہ ان اشیاء مین سے ہے کہ اللہ تعالی اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام کی ہین

وقال وان یریدوا ان یخدعوك فان حسبك الله ... كان
النفاق مثل امنت مظهرا ...
فانه یرید بحقیقتها الاصطلاحیة ...
وهی انما ... ان المتكلم بلفظ
بعت واشتریت وطلقت ونكحت ...
وخالعت ... الوكالة
فانه یرید ... حقیقتها الشرعیة ... معانیها ...
فهو مخادع ... اصل الایمان وهذا خداع فی اعمالهم و
شرائعه وقال شیخنا وهذا ضرب من
النفاق فی ایات الله وحدوده كما
ان الاول نفاق فی اصل الدین
قال سعید بن منصور ... رجل الی
ابن عباس فقال ان عمی
طلق امرأته ثلاثا ایحلها
له رجل فقال من یخادع الله
یخدعه وسئل انس عن العینة
فقال ان الله لا یخدع
هذا مما حرم الله ورسوله
صلی الله علیه وآله وسلم

تو دیکھو صحابہ نے ایسی عقد کو جو ظاہر مین بیع ہوا ور مقصود اس سی سود ہو خدا تم
کو فریب بنا ٹہرایا اور صحابہؓ اس امر مین مرجع ہین اور قرآن کے سمجھنے مین اونہین پر
اعتماد ہی اور حضرت عثمان اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ سی پہلے گذر چکا ہی کہ اُنہون نے
فرمایا ہی کہ جس عورتکو تین طلاقین دیگئی ہون اوسکو مثل نکاح رغبت کا حلال کرنا ہے
فریب کا نہین کرتا ۔ دوسری وجہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے اُن لوگونکی مذمت کی ہی
جو اوسکی آیتون سی ٹہٹہا کرتے ہین اور جو شخص ایسی قول بولے جنکے لئے شارع نے
حقیقتین اور مقصود مقرر فرمائی ہین مثلا کلمہ ایمان زبان پر لاوی یا وہ کلمہ کہ جس سے
فرج حلال ہوتی ہی کہی یا عہد اور میثاق کہ دو معاملے والے آپس مین کیا کرتے ہین
زبان سی کہی اور اوسکی مراد اُن الفاظ سی وہ حقیقتین نہون جنکے لئے وہ موضوع
ہین نہ وہ مقصود مراد ہون جنکو حاصل کرنیکے لئے وہ الفاظ بنائی گئی ہین بلکہ اوسکی
نیت مثلا رجعت سی یہہ ہو کہ عورتکو ستاوی اور اوسکی زندگی تلخ کری اور اوسکی نکاح
کی حاجت اوسکو نہو یا نکاح اسلئے کری کہ طلاق دینے والے پر اوسکو حلال کر دے
اسلئے نکری کہ اوسکو بی بی بنا دی یا بیع جائز طور کی کری اور اوسکا مقصود اوس سے
سود ہو جو خدا تعالی اور اوسکی رسولؐ نے حرام فرمایا ہی تو اِسطرحکا شخص اون
لوگونمین سے ہی جو خدا تعالی کی آیتون سی ٹہٹہا کرتے ہین اور اسکی توضیح وہ ہی جو

وقد تقدم عن عثمن و
عبد الله بن عمر وغيرهما افتاء
في المطلقة ثلاثا لا يحلها الا نكاح رغبة
لا نكاح دلسة الوجه الثاني ان الله
تعالى ذم المستهزئين بآياته والمتكلم
بالاقوال التي جعل الشارع لها حقائق ومقاصد
كلمة الله

عليهم من فهم القرآن
تعلم التأويل والعقول
وهم المرجوع اليهم
بها الربوا خداعا فانه
عقد التبايع ومقصود
فسمى الصحابة من اظهر

بطلان حیلہ ١٣

مثل كلمة الايمان وكلمة الصدق والمواثيق
التي تحصل بها الفروج ومثل العهود
التي يتعاقد بها وهو لا يريد بها
حقائقها المقومة لها ولا مقاصدها التي
جعلت هذه الالفاظ محصلة لها مثل
ان يريد بالرجعة ضرار المرأة
بغيرها ولا حاجة له بها
ولا حاجة له في نكاحها
او يجعلها الاحلال المطلقة
وبالبيع الربا وما اشبه ذلك
بل يريد بالنكاح تحليلها
جاز او مقصوده بذلك خداع الله
وسود من اتخذ آيات الله هزوا

جو ابن ماجہ نے حضرت ابو موسی اشعری رضہ سے روایت کیا ہی فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگونکا جو اللہ تعالی کی حدود سے کھیلتے ہین
اور اوسکی آیتون سے ٹھٹھا کرتے ہین کہ تجھے طلاق دی تجھسے رجعت کی تجھے طلاق دی تجھسے
رجعت کی اس حدیث مین جو شخص ان حدود کو زبان سے کہے اور اونکی حقیقتونکا اور جسامر
کے لئے یہہ مشروع ہوئی ہین اونکا ارادہ نکرے اوسکو خدا تعالی کی آیتونسے ٹھٹھا کرنیوالا اور
اوسکی حدود سے کھیلنے والا فرمایا اور اوسکو ابن بطہ نے بھی روایت کیا ہے اور اوسکے الفاظ
یہہ ہین مینے تجھسے خلع کیا مینے تجھسے رجعت کی مینے تجھسے خلع کیا مین تجھسے رجعت
کی دوسری وجہ وہ ہے جو نسائی نے محمود بن لبید سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیبی کو
تین طلاقین زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دین تو آپنے فرمایا کہ کیا خدا تعالی کی کتاب
سے کھیلا جاتا ہے اور مین تم مین موجود ہون آخر حدیث تک اور یہہ حدیث پہلے گذر چکی ہے
باوجودیکہ مرد کی نیت طلاق کی تھی مگر چونکہ اوسنے صورت طلاق کے خلاف کیا تھا اور
خدا تعالی کی مراد کے سوا کا ارادہ کیا تھا اسلئے اوسکو کتاب اللہ سے کھیلنے والا ٹھہرایا
کیونکہ خدا تعالی کا مقصود یہہ ہے کہ طلاق ایسی طرح دی کہ جب چاہے عورتکو واپس کرلے
مگر اسنے ایسی طلاق دی کہ اوسکا واپس کرنا اسکی ملک مین نرہا علاوہ ازین ایکدفعہ
اور دفعات قرآن وحدیث بلکہ عرب کی لغت مین بلکہ تمام قومونکی زبانین ایسی چیز کیواسطے

مرة بعد مرة فاذا جمع الزبين في مرة واحدة فقد تعدى حدود الله وما دل عليه كتابه فليكن اذا اراد باللفظ الذى لم يرد الشارع حكمه

منه ما قصد لا الشارع

الوجه الرابع ان الله سبحانه اخبر عن اهل الجنة الذين بلاهم بما بلاهم به في سورة ن وانه عاقبهم بان ارسل عليها طائفا وهم نائمون فاصبحت كالصريم وذلك لما تحيلوا على اسقاط نصيب المساكين وكان في ذلك ... لكل محتال على اسقاط حق من حقوق الله وحقوق عباده الوجه الخامس ان الله اخبر عن اهل السبت من اليهود بمسخهم قردة لما احتالوا على اباحة ما حرم الله عليهم من الصيد بان نصبوا الشباك يوم الجمعة فلما وقع فيها الصيد اخذوه يوم الاحد وهم لم يستحلوا ذلك تكذيبا لموسى وكفرا بالتوراة وانما هو استحلال تاويل واحتيال ظاهره ... صورة الصيد

جوایکبار کے بعد دوسری بار ہو تو جب اوسنے دو دفعہ کو ایکبار مین جمع کر دیا
تو بیشک خدا تعالی کی حدود سی اور جس امر پر کہ اوسکی کتاب دلالت کرتی ہی اوس سے
تجاوز کیا اور جبکہ اوس لفظ سی جسپر شارع نے کوئی حکم مترتب کیا ہو شارع کے
مقصود کے خلاف ارادہ کیا ہو تب تو بطریق اولی اوسکی حدود سی تجاوز کریگا
چوتھی وجہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے باغ والون والونکی حال سے جنکا امتحان لیا
تھا سورہ نون مین خبر دی اور یہہ کہ اونکی سزا یہہ ہوئی کہ اونکی باغ پر اونکی سونیکے
وقتمین ایک پہیری والا بہیجدیا جس سی باغ ایسا ہوگیا جیسے ٹوٹا ہوا اور اوسکی
وجہ یہہ تہی کہ اونہون نے مسکینونکا حق دور کرنیکو حیلہ کیا تہا اس قصہ مین اور
حیلہ گرونکی لئی بہی عبرت کا مقام ہی جو اللہ تعالی اور اوسکی بندونکے حقوق دور کرنیکے
لئی حیلہ کرتے ہین پانچوین وجہ یہ ہی کہ خدا تعالی نے ہفتہ والونکا حال
بندر ہو جانیکا بیان فرمایا کہ جب اونہون نے الہ کی
کے دن شکار کو حیلہ کی راہ سی مباح کرا
اوسمین شکار پڑگیا تو اتوار کو اوسکو پکڑا اور
جھٹلانے اور توریت پر ایمان نہ لانیکی جہت سی حلال
صرف تاویل اور حیلہ کا تہا اسیواسطی وہ لوگ بندر ہوگئے۔

کی شکل کی مشابہت ہی اور اُسکی بعض صفتین بھی انسانکی مشابہ ہین مگر حقیقت مین بندر
انسان سے مخالف ہی اور ایسا ہی اونکا فعل تہا کہ ظاہر مین تو شکار سے بچنا تہا اور باطن
مین حد سے تجاوز کرنا غرضکہ جب اُن لوگون سے حد بڑہنے والون نے اللہ تعالے کے دین کو مسخ
کر دیا اصطلاح کہ ایسی چیز کو بگاڑا کہ بعض ظاہری باتون مین دین کے مشابہ ہو نہ حقیقت مین تو اللہ تعالے
نے بھی اونکو ٹہیک ویسا ہی بدلہ دیا کہ بندر کر دیا جو ظاہر کی بعض باتون مین انکی مشابہ ہین
نہ حقیقت مین اور اسکی توضیح یہہ ہی کہ بنی اسرائیل نے خدا تعالے کی نافرمانی سود وغیرہ کے کہانے سے کی
جسکا اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین قصہ بیان فرمایا ہی اور یہہ جرم روز معین مین شکار کرنیکی نسبت
بہت بڑا ہی اسلئے کہ ہماری شریعت مین سود حرام ہی اور شنبہ کے دن مین شکار کرنا حلال ہی پہر
بنی اسرائیل کو سود کہانے اور ظلم کرنے پر صورت بدلنی کی سزا نملی جیسے حیلہ سے حرام کو حلال
جاننے پر سزا دیگئی اسلئے کہ صورت دوم مین اونکا حال منافقونکا سا ہو گیا کہ بُرا کام کیا اور اوسکو بُرا
بھی نہ جانا پس خود خواہان ہم کین ایکہ برا کرنا دو ملم عقاد کا بگاڑ اسی جہت سے جرم مین بڑہی ٹہہری
کیونکہ جو شخص نافرمانی کے ساتھہ اوسکی حرام ہونیکا اقرار کرتا ہی وہ خدا تعالے اور اوسکی آیتون پر ایمان
رکھتا ہے اور عقوبت سے ترساں اور مغفرت کا متوقع ہو سکتا ہے کہ توبہ کرے اور توبہ اوسکو
خیر اور رحمت پر پہنچا دے اور جو شخص بُرے فعل کو کسی قسم کے حیلہ سے حلال بنا دے وہ اوسمین
تاویل کرنیوالا اور حرام پر اصرار کرنے والا اور اوس کے حلال ہونیکا معتقد ہے

تشبه من صورة الانسان
وفي بعض اوصافه تشبيه
وتوبيخا لفعله في الحقيقة
كفعلهم ظاهره ... الاستباحة فانما نسخ
وايات العبد من دين
الله يحب ... وارد دون حقيقة
تشبه الذين في بعض ظاهرهم وفي بعض
مسخهم الله قردة ... ان بني اسرائيل
دون الحقيقة جزاء وفاقا ... ومما قصه الله في كتابه
فاعتدوا باكل الربوا وغيره ...
وهو اعظم من الصيد في يوم السبت
في شرعنا وحل الصيد في يوم السبت
حرمه ولم يعاقبوا ابالمسخ على اكل الربوا
والظلم كما عوقبوا على استحلال الحرام
بالحيلة لانهم صاروا بذلك كالمنافقين يفعلون
الفعل ولا يعتقدونه قبيحا فجمعوا بين قبح الفعل
وفساد الاعتقاد فكانوا اعظم جرما
فان من اقر بمعصية ...
بالتحريم مؤمن بالله وبانه يخاف
من العقوبة راج للمغفرة يمكن ان
يتوب فيفضي به التوبة الى الخير والرحمة
ومن استحل المحرم بنوع من الحيل اول
فانه مصر على الحرام معتقد حلاله

١٤ محرم ...

اوسکی نحوست گناہ سے نکلنے کی توقع نہین کیجاتی اور ذکر صورت بدلجانیکا چند مرتبہ
مین آچکا ہی مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ابو مالک اشعری کی حدیث بخاری
مین کہ اللہ تعالی دوسرونکو بندر اور سور کردیگا قیامت تک آور انس کی حدیث مین ہے
کہ البتہ کچھہ لوگ کہانے اور پینے اور باجے پر سوینگے اور صبح کو اپنی مسندون پر بندر اور سور
ہوکر اوٹھینگے آور ابو امامہ کی حدیث مین ہی کہ ایک قوم شرابخواری اور لہو لعب مین لگے
بجانے مین رات بسر کرینگے اور صبح کو بندر ہوجاوینگے آور حدیث حضرت عائشہؓ کی
ہی کہ میری امت مین دہنسنا زمین مین اور صورت بدلنا اور پتھر برسنا ہوگا آور نیز حدیث
ابو امامہ مین ہی کہ ایک قوم اس امت کی کہانے اور پینے اور کہیل مین رات گذارینگے پہر
صبح کرینگے کہ بندر اور سور ہوگئی ہونگے آور عمران بن حصین کی حدیث مین ہی کہ میری
امت مین پتھر برسنی اور زمین مین دہنسنا ہوگا اور اسیطرح حدیث سہل بن سعید مین ہے
اور ایسا ہی حدیث حضرت علیؓ مین ہی اور آپکا فرمانا کہ اسوقت انتظار کرین ایک
سرخ آندہی اور زمین مین دہنسنے اور صورت بدلنی کا آور حضرت علیؓ کی دوسری حدیث
مین ہی کہ میری امت کی ایک جماعت بندر اور سور کیصورت ہوجائیگی آور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ارشاد انسؓ کی حدیث مین کہ اس امت مین زمین مین دہنسنا اور پتھر برسنا
اور صورت بدلنا ہوگا آور ابو ہریرہؓ کی حدیث مین ہی کہ اس امت مین سے ایک قوم آخر زمانہ

بندر اور سور انکی شکل مین ہو جاوینگے لوگون نے عرضکیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ لوگ
شہادت کلمہ طیبہ کی نہ دیتے ہونگے آپ نے فرمایا کہ شہادت بھی دیتے ہونگے اور روزہ اور
نماز اور حج ادا کرتے ہونگے عرضکیا کہ پہر اونکا کیا حال ہے کہ یہ نوبت ہوگی آپ نے فرمایا
کہ انہون نے کہیلنے کے آلات اور دفون اور گانیوالی لونڈیونکو حاصل کیا پہر شراب خواری
پر رات بسر کی تو صبح کو جاونہی تو بندر اور سور ہوگئے اور جبیر بن نفیر کی حدیث مین ہے
کہ اس امت کے پچھلے لوگ زلزلہ مین مبتلا ہونگے پس اگر وہ توبہ کرینگے تو اللہ تعالی اونپر
مہر کریگا اور اگر وہ پہر وہی حرکت کرینگے تو خدا تعالی اونپر پہر سے بھونچال اور پہر پتہر برسنا
اور صورت بدلنا اور بجلیونکا گرنا کریگا اور سالم بن ابی الجعد کہتے ہین کہ البتہ لوگونپر
ایک زمانہ آویگا جسمین وہ ایک شخص کے دروازہ پر اکٹھے ہوکر انتظار کرینگے کہ وہ شخص
نکلے تو اوس سے اپنی حاجت مانگین تو وہ شخص اونکی پاس باہر آویگا اور بندر یا سور
ہوچکا ہوگا اور حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ قیامت برپا نہوگی جبتک کہ دو شخص
ایک کام کرنیکو نکلین اور اونمین ایک زمین مین دہنسا دیا جاوے اور دوسرا جو بچ جاوے
اپنی ساتھی کا حال دیکھکر جس ضرورت کو جاتا تہا اوس سے باز رہے یہانتک کہ اپنا مطلب
کرادے اور عبد الرحمن بن غنم کہتے ہین کہ قریب ہے کہ دو آدمی ایک چکی کے پاٹ پر بیٹھکر
پیسین پہر ایک اونمین سے صورت بدلجاوے اور دوسرا دیکھتا رہے اور مالک بن دینار

فیزداد وخنازیر قالوا یا رسول الله الیس یشهدون ان لا اله الا الله

وقال ابو هریرة لا تقوم الساعة حتی یمشی الرجلان الی الامر یعملانه فیخسف باحدهما

قال عبد الرحمن بن غنم یوشک ان یقعد اثنان علی ثقال رحی یطحنان فیمسخ احدهما

والبحر قال مالک بن دینار

فرماتے ہین کہ ایک آندہی اور اندہیر لوگون پر آخر زمانہ مین آویگا تو لوگ اپنے عالمون کے
پاس بہاگ لینگے اور اونکو دیکہینگے کہ شکلین بدلگئی ہین ان احادیث کو مع انکی سندون
کے ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم ملاہی مین بیان کیا ہے غرضکہ بندرون اور سورون کی شکل
ہو جانا اس امت مین ہوگا اور ضرور ہے کہ یہہ حال ہو دجا عتون کا جنہون نے بری چال
اور اوسکے رسول پر جہوٹ بولتے ہین اور اللہ تعالی کے دین اور شریعت کو اونہون نے
بدلدیا ہے پس اللہ تعالی نے بہی اونکی صورتین بدلدین جیسے اونہون نے اوسکا دین بدلا
دوم اون لوگون مین جو کہلا کہلی بے پردہ فسق و فجور اور حرام چیزین کرتے ہین اور جو لوگ
اونہین سے دنیا مین صورت نہ بدلینگے اونکی صورت قبر مین یا قیامت مین بدلجاویگی اور ایک
حدیث مین آیا ہے جسکا حال خدا کو معلوم ہے کہ سود خوار روز قیامت سورون اور کتون
کی شکل مین اوٹہائے جاوینگے اسوجہ سے کہ اونہون نے سود پر حیلے کئے ہونگے جیسے حضرت داؤد
کے ساتھی شنبہ کے دن حیلہ سے مچہلیان پکڑنے سے مسخ کئے گئے ہمارے شیخ کہتے ہین کہ مسخ جو
ہوا ہے تو صرف اسجہت سے کہ حرام کو خدا تعالی کے حیلون سے حیلے کر کے حلال جانا اسواسطے کہ اگر
حرام کو حلال جانتے اور تاویل نکرتے تو کافر ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی امت مین سے نہوتے اور اگر اقرار اوسکے حرام ہونیکا کرتے تو کیا عجب ہے کہ مسخ کی سزا
اونکو نملتی جیسے اور سب لوگ جو بہی گناہ کرتے ہین اور اونکے گناہ ہونیکے مقر ہین

چھٹی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ثواب اعمال نیتون سی
ہی اور ہر ایک مرد کو وہ ہی جو اوسنے نیت کی آخر حدیث تک اور یہہ اصل ہی حیلونکی
باطل کرنے مین اور اسی سی بخاری نے حیلہ کے باطل ہونے پر حجت پکڑی ہی اسلئے کہ اگر
کوئی شخص ایسا معاملہ کرنا چاہی کہ اوسمین دوسرکو ہزار لیوض پندرہ سو کے ایک میعاد پر دی
پس نو سو تو اوسکو قرض دی اور سو کا ایک تہان اوسکے ہاتھ چھہ سو کو فروخت کردی
تو وہ نو سو کی قرض دینی سی نفع زائد لینی کی نیت کرتا ہی اور چھہ سو کو جو ظاہر مین قیمت
بتلاتا ہی اون سی نیت سود کی ہی اور اوسکی نیت کو خدا تعالی بھی جانتا ہی اور جس
شخص سی اسنے معاملہ کیا ہی یا اوسکی حقیقت حال سی واقف ہی وہ بھی جانتا ہی ساتوین وجہ
وہ ہی جسکو عمرو بن شعیب نے اپنی باپ سے اور اوسنے اپنی دادی سی روایت کی ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خریدو فروخت کرنیوالونکو اختیار ہی جبتک کہ ایکدوسرے
سی جدا ہون مگر یہہ کہ معاملہ جا کڑکا ہوا اور اونمین سی کسیکو حلال نہین کہ اس خوف سی علحدہ
ہو جاوے کہ کہین دوسرا اپنی چیز نہ پھیر لے روایت کیا ہے اس حدیث کو سنن والون نے
اور ترمذی نے اوسکو حسن کہا ہی اور امام احمد نے اوس سے حیلہ کی باطل ہونے پر حجت
پکڑی ہی اسواسطے کہ شارع نے اختیار کو اوس وقت تک جدا ہونیکے ثابت رکہا ہی جسکو دونو معاملہ والے
اپنی طبیعتونکی خواہش سی کرین اور یہہ دلیل کمال رضامندی کی ہی دونو کی طرف سے

انما الاعمال بالنيات وانما لكل امرئ ما نوى

عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان النبي صلى الله عليه وسلم قال البيعان بالخيار

حتى يتفرقا الا ان تكون صفقة خيار

رواه اهل السنن وحسنه الترمذي

واستدل به الامام احمد على ابطال الحيلة

الذي يفعله المتعاقدان بعد عقد

غرضنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس امر کو حرام فرمایا کہ جدا ہونیوالا دوسرے
کی بیع توڑنیکو ڈر کے اسلیے کہ اوسنے جدا ہونیسے وہ قصد کیا جو عرف مین جدائی سے نہین
ہوا کرتا کیونکہ اوسنے جدائی سے اپنے بھائی کا اختیار باطل کرنا چاہا حالانکہ جدائی اسلیے
مقرر تھی کہ اونمین سے ہر ایک اپنے اپنے کام کو چلا جاوے آٹھوین وجہ وہ ہے کہ محمد بن عمرو نے
ابوسلمہ سے اور اوسنے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ تم اوس امر کے مرتکب نہو جسکے مرتکب یہودی ہوتے ہین کہ تم اللہ کی حرام چیزونکو
ادنی حیلون سے حلال جاننے لگو اسکو روایت کیا ہے ابن بطہ نے نوین وجہ وہ ہے جو حضرت
ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کو خبر پونہچی کہ فلان شخص نے شراب بیچی ہے آپنے
فرمایا کہ اللہ تعالی قتل کرے فلان کو کیا اوسے معلوم نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ قتل کرے اللہ یہود کو کہ حرام کی گئی اونپر چربی پس اونہون نے اسکو پگھلایا
پھر بیچا خطابی نے کہا ہے کہ اِس حدیث مین لفظ جملوہا کے معنی یہہ ہین کہ اوسکو
پگھلایا تاکہ پگھلکر چکنائی ہو جاوے اور اوسسے نام چربی کا جاتا رہے اور جمیل پگھلی ہوئی
چربی کو کہتے ہین اور یہہ بھی خطابی کا قول ہے کہ اِس حدیث مین ہر ایک حیلہ کا باطل
ہونا ہے جس سے حرام کیطرف پونہچنے والا حیلہ کرتا ہے اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چیز کا حکم
اوسکی صورت اور نام بدلنے سے نہین بدلا کرتا اور چربی والونکی حیلہ کی مثال ایسی ہے

به ابطال حق اخيه من الخيار
وانما جعل التفرق لذلك ما كان
العرف له اذ قصد
ما جعل التفرق
تفصل بالتفرق غير
الاخر من الاستقالة لانه
وسلم ان يقصد المفارق
ثم صلى الله عليه وآله
منها في نجاحه او كجهو الناس ما روى محمد
بن عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة ان رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لا ترتكبوا
ما ارتكبت اليهود وتستحلوا محارم الله بادنى

بیان الابطال ١٣

الحيل رواه ابن بطة والوجه التاسع ما روى
عن ابن عباس قال بلغ عمر ان فلانا باع
خمرا فقال قاتل الله فلانا الم يعلم ان
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال
قاتل الله اليهود حرمت عليهم الشحوم
فجملوها فباعوها قال
الخطابي جملوها معناه
اذابوها حتى تصير ودكا فيزول
عنها اسم الشحم ... ابطال كل حيلة يتحيل
بها للتوصل الى المحرم وانه لا يتغير حكمه
بتغير هيئته وتبديل اسمه

ایسے کسی سی کہا جاوے کہ مال یتیم کے گرد نہ پھٹکنا بس وہ مال کو بیچکر اوسکا دام
وصول کر کے کہا لے اور کہے کہ مین نے خود مال یتیم کو نہین کہایا بلکہ ایک چیز
اپنے ذمہ مول لی اور اوسکا مالک ہو گیا اور اوسکا عوض میری ذمہ رہا تو مین نے
صرف اپنا مال کہایا ہی اور اگر خداوند پاک اس امت پر رحم نکرتا یعنی بڑا فضل اوسکا
ہوا کہ نبی کریم نے جس باعث سی کہ یہود ملعون ہوئی اوسپر واقف فرمایا اور امت
مین سی پہلے لوگ پرہیزگار اور عالم ہوئی کہ مقصود شارع کو اونہون نے جان لیا جسسے
حرمت حرام چیزونکی یعنی مردار اور خون اور سور کے گوشت کی قائم رہی اگرچہ انکی صورتین
بدلجاوین اور حرمت انکی قیمتونکی بہی ثابت و مستحکم رہی ورنہ شیطان حیلہ والون کے
لئے وہی راہ چلتا جو قسمون وغیرہ مین چلا ہے کیونکہ دونو باتین ایک ہی ہین دوسرے
وجہ یہ ہی کہ حرام حیلون کی جنس کا مدار اسبات پر ہے کہ چیز کا نام اوسکی نام کے
سوا کچھہ اور کہا جاوے اور اوسکی صورت بدلدیجاوے اور حقیقت بدستور قائم رہے جیسے
حلالہ کرنیوالا کہ تحلیل کے نام کو نکاح سے اور محلل کو خاوند کے نام سے بدلتا ہی اور یہہ
ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اوسکے کرنیوالیکو لعنت فرمائی تو اوسکی وجہ
یہی ہے کہ اوسکے اندر ایسا بگاڑ ہی جسمین نام کو کچھہ اثر نہین اسلئے کہ فساد اور خرابی
حقیقت کی تابع ہوتی ہی نہ لفظونکی اور نہ صرف صورت ظاہری کی اور کیسی ہی بڑا

فساد جسپر سود مشتمل ہی سود کا نام معاملہ کہنی سی نہین جاتا نہ اوسکی صورت بدلنی سی بلکہ اوسکی حقیقت جسپر کہ عقد سی پہلے دونو معاملہ کرنیوالون نے اتفاق کرلیا ہی موجود ہی اور اللہ تعالی ان دونو کے دلون سی اوس حقیقت کو جانتا ہو گو اونہون نے خدا تعالی کے فریب دینے کیواسطے اوسکا نام معاملہ کردیا اور اوسکی صورت کو حیلہ و مکر سی خرید و فروخت بنادیا اور اس معاملہ مین اوہ جو کام یہود یون نے کیا تہا کیا ہی یعنی جس طرح انہون نے بہی چربیان جو اللہ تعالی نے انپر حرام کی تہین انکا نام اور صورت بدلکر حلال جانی تہین اوسیطرح ہی وہ شخص جو شراب کا نام نبیذ رکہکر اوسکو حلال جانے چنانچہ حدیث ابو مالک اشعری نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ کچہہ لوگ میری امت کے شراب پیوینگے اور اوسکا نام کچہہ اور شراب کے سوا رکہینگے اونکے سرون پر آلات لہو اور گانیوالیونکی آواز ہوگی اللہ تعالی اونکو زمین مین دہنسا دیگا اور انمین سی بندر اور سور بنا دیگا روایت کیا ہی اسکو نسائی نے صحیح اسناد سی اور ابن ماجہ نے عبادہ بن صامت سی اور امام احمد نے بہی اور ابن ماجہ نے اوسکو ابو امامہ کی حدیث سی روایت کیا ہی اور یہہ آیی حدیث ہی جیسی ابن بطہ نے اپنی اسناد کے ساتھہ اوزاعی سی اور انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کی ہی کہ لوگون پر ایک زمانہ آویگا کہ سود کو بیع سی حلال جانینگے یعنی بیع عینہ کے باعث اور یہہ حدیث

المفسدۃ العظیمۃ التی یشتمل علیہا الربا لا یزول بتغیر معنی الربا الی المعاملۃ ولا بتغیر صورتہ ثم یکون الحقیقۃ حاصلۃ یتفق علیہا بین المتعاملین قبل العقد یعلمہا اللہ تعالی من قلوبہما وان غیرا اسمہ الی المعاملۃ وصورتہ الی التبایع حیلۃ ومکرا ومخادعۃ للہ سبحانہ وای فرق بینہا وبین ما فعلہ الیہود من استحلال ما حرم اللہ علیہم من الشحم بتغیر اسمہ وصورتہ وکذا من استحل الخمر باسمہ النبیذ

کما جاء فی حدیث ابی مالک الاشعری عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا یعزف علی رؤسہم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بہم الارض ویجعل منہم القردۃ والخنازیر رواہ النسائی باسناد صحیح وابن ماجہ عن عبادۃ بن الصامت واحمد وابن ماجۃ عن ابی امامۃ وہذا کما رواہ ابن بطۃ باسنادہ عن الاوزاعی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاتی علی الناس زمان یستحلون الربا بالبیع یعنی العینۃ [illegible]

اگرچہ مرسل ہے مگر مسند احادیث سے وہ ہیں جو اسکی شاہد ہیں اور وہ ایسی حدیثیں
ہیں جن سے بیع عینہ کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ نام کا بدلنا حرمت کو بدلتا
نہیں اور نہ اس خرابی کو دور کرتا ہے جسکی وجہ سے سود حرام ہے بلکہ کئی وجہوں سے اسکی
قوت زیادہ کرتا ہے اول یہ کہ حیلے سے سودخوار محتاج قرضدار سے اپنی دونی مطالبہ
کرنیکی جرات کرتا ہے کہ ویسی صریح سودخوار نہیں کیا کرتا اسلئے کہ اوسکو تو اعتماد ظاہری
صورت عقد اور نام پر ہے دوسرے یہ کہ قرضدار سے ایسا مطالبہ کرتا ہے جیسے کوئی زیادتی
کے حلال و پاک ہونیکا معتقد مطالبہ کرے تیسرے یہ کہ اسکا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ یہ مال
تجارت ہے تو اسباب میں اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی عورت سے سخت محبت
رکھے اور یہ جانتا ہو کہ وہ عورت اوسپر حرام ہے اور اسکے وصال سے محروم ہے اسلئے حیلہ کرے کہ
اپنے اور اسمین کوئی صورت عقد کی ظاہر میں ہو جاوے جسکی کچھ حقیقت نہو تاکہ بظاہر حرام
ہونیکی قباحت جاتی رہے اسلیے خوف اوسکی اوس سے جاتا رہنے لگے حالانکہ ان دونوں کا دل جانتا ہے
کہ عورت واقع میں اوسکی زوجہ نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ اس حیلہ سے وہ خرابی جسکے لیے حکیم
نے سود کو حرام فرمایا ہے اور زیادہ ہو جاوے گی اسلئے کہ اللہ تعالے نے سود کو اس نظر سے حرام فرمایا
ہے کہ اسمین محتاجوں کا ضرر ہے اور اسکا ہمیشہ کو مفلس بنا رہنا اور دین لازم کا مدتوں رہنا اور دے
کرنا پہنچ جاتا ہے جس سے اوسکی اور بچوں کی ارشادات خانہ داری اور مکان کا استیصال ہو جاتا ہے

تو شارع کی کمال حکمت جو بندونکی درستی کی منتظم ہی اسمین ہوتی کہ سود کو بھی حرام فرمایا اور جو ذریعہ سود تک پہنچانیکا ہی اسکو بھی حرام فرمایا مثلاً قبضہ سی پہلی جدا ہونیکو حرام فرمایا اور بیعہ بھی حرام کیا کہ ایکدرم کو دو درموں کے بدلہ مین مدت پر بیچی اگرچہ اس جگہ زیادتی کچھ نہین تو اب شارع پر کیونکر گمان ہوسکتا ہی کہ باوجود اپنی کمال حکمت کے اس خرابی کے حاصل ہونیکے لئے حیلہ اور مکر مباح فرماوے اور وہ اتنا زائد ہو کہ گناہ ہو اگر ہی کہ حیلہ گر اس سی مال محتاج کا کہا جاوے اور اللہ تعالی جسنے حرام چیزونکو اسلئے حرام فرمایا ہی کہ دل پرہیز کرین اور اوسکی ایمانکی تندرستی اور قوت بنی رہی جیسی طبیب مریض کو مضر چیز سی منع کردیا کرتا ہی تو اگر اس مضر چیز کے کہانے پر اوسکی صورت یا نام بدلنی سی حیلہ کریگا اور اس شی کی حقیقت اور طبیعت بدستور رہیگی تو بیشک مرض زیادہ ہوجائیگا اور بڑا اندیشہ ہوگا امام احمد فرماتے ہین کہ حیلو نمین سی کوئی بھی درست نہین اور حیلہ کا باطل ہونا اس حدیث کی رو سی کہ دو خریدو فروخت کرنیوالون کو اختیار ہی اور کسیکو انمین سی جائز نہین کہ اپنی ساتھی سی اس ڈر سی جدا ہو کہ وہ معاملہ کو توڑ دیگا پہلے گذر چکا اسیطرح یہ حدیث کہ لعنت کری اللہ تعالی یہود لوگو کو اونپر چربیان حرام ہوئین تو اونہونے اونکو پگلایا اور یہ کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنیوالی اور محلل لہ کو جیسے مذکور ہوئین اور امام احمد نے اپنی مسند

کی روایت مین فرمایا ہی کہ قسمونکو حیلون سے توڑتے ہین حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے
وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِھَا اور یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ اور عدت کے ساقط کرنیکی
(اور قسمون کو پکی کرکے نہ توڑو) (نذر کی عدت پوری کرتے ہین)
حیلہ کرنیمین یہہ فرمایا ہی کہ یہہ امر کتنا عجیب ہے لوگون نے کتاب اللہ کو باطل کردیا الخ
نے عدت ازادعورت نیز حمل کے باعث مقرر فرمائی ہی تو اگر ایک لونڈی سی صحبت کرکے
پہر اوسکو اوسی جگہہ ازاد کرکے اوسکا نکاح کردے اور شوہر اوس سی صحبت کرنے
لگے اسصورتمین اگر وہ حاملہ ہوگی تو کیا کیا جاویگا آج اوس سی ایک صحبت کرتا ہی اور کل کو
دوسرا یہہ امر خلاف کتاب وسنت کے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین
کہ حاملہ عورت سی صحبت نکیجاوے جب تک جن نہ چکے اور نہ بے حمل والی سے جبتک حائض
نہولے اور امام احمد کی تقریر سوگند ون وغیرہ مین حیلے کرنیکے باب مین ایسی ہی اور
بہی ہی اور جو شخص شریعت کو سوچے اور اوسکی باب مین نفس کی سمجہ اوسکو روزی ہو تو
دیکہیگا کہ شریعت حیلہ والونکی مقصود باطل کردیتی ہے اور اونکی مقصود کے خلاف
اونسی پیش آتی ہی مثلا جو شخص میراث کے حیلہ سی مورث کو قتل کردے تو شارع
قاتل کو میراث بالکل نہین دلاتا اسوجہہ سی کہ باطل طور پر اوسکی لئی حیلہ کیا یا جو شخص
کسیکے واسطی مال کی وصیت کرے اور وہ وصیت کرنیوالے کو مار ڈالے تو اوسکے
حق مین وصیت باطل ہوجاتی ہے اور اگر آقا اپنے غلام کو مدبر کرے

ینقضون الایمان بالحیل وقد
قال اللہ تعالی ولا تنقضوا الایمان بعد
توکیدھا وقال تعالی یوفون بالنذر
وقال فی التحلیل لاسقاط العدۃ
ما اعجب ابطالکم الکتاب [illegible]
العدۃ علی الحامل ثم من اجل
[illegible] فانکانت حاملا ثم وطئھا [illegible]
فتزوجھا فیطاھا فی یوم ویطاھا الآخر [illegible]
یطاھا رجل الیوم ویطاھا [illegible] وقال صلی اللہ علیہ وسلم
نقض للکتاب والسنۃ [illegible]
لا توطأ حامل حتی تضع [illegible]
[illegible] من الکلام فی [illegible]
فی الایمان وغیرھا ومن تامل الشریعۃ ورزق
فیھا فقہ نفسہ رآھا قد ابطلت علی اصحاب
الحیل مقاصدھم وقابلتھم بنقیضھا فمن
ذلک منع الشارع القاتل عن
المیراث بقتل مورثہ بمنعہ
من المیراث لما احتال
علیہ بالباطل
ومن ذلک
ابطال وصیۃ
الموصی لہ
بسھل
اذا قتل الموصی

اور وہ جلد آزاد ہوجانیکے مارے آقا کو مار ڈالے تو اوسکے حق مین مدبر ہونا
باطل ہوگا اور ایک یہ صورت ہی کہ بیمار اپنی بیبی کو میراث نملنے کے حیلہ سی طلاق
دیدے تو یہ حیلہ پیش نجاویگا اور عورت جبتک عدت مین رہیگی مرد کی وارث
ہوگی اور بعضونکے نزدیک عدت کے گذرنیکے بعد جب تلک نکاح نکریگی تب تلک وارث
ہوگی اور بعض کے نزدیک گو نکاح بھی کرلے وارث ہوگی اور ایکصورت یہہ ہی کہ مریض
اپنے وارث سی اگر مال کا اقرار کرے تو یہہ امر باطل ہوگا اسلئے کہ وہ اس اقرار کو
وصیت کا بہانہ کرتا ہی غرضکہ اسطرحکی صورتین بہت ہین اور اللہ تعالی نے ان
لوگونکو جنہون نے حرام شکار پر حیلہ کیا تہا صورت بدلنی کی سزا دی اور جن لوگونکی
لوگونکی مال پر سود سی حیلہ کیا اوسکی سزا مال کے کہو دینے سی کی چنانچہ فرماتا ہی
یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات تو ضرور ہی کہ وہ سود خوار کے مال کو تلف کردے
مٹاتا ہی اللہ سود اور بڑہاتا ہی خیرات ۱۲
گو کتنا ہی ہوجاوے اور اصل اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے گناہگارونکی عقوبت
اونکی مقصود کی خلاف سی مقرر فرمائی ہی مثلا جہوٹ بولنی والیکی سزا یہہ ہی کہ اوسکا
کلام لغو ہو اور اوسی پر واپس کیجاوے اور غنیمت مین سی خیانت کرنیوالیکی سزا یہہ
ہی کہ اپنی حصہ سی محروم رہی اور اوسکا مال جلا دیا جاوے اور جو شخص حرم مین
شکار کرے اوسکی سزا یہہ ہی کہ اوسکی شکار کا کہانا حرام ہی اور اوس جیسے جانور

کاتا وان اوس سی لیا جاتا ہی اور جو شخص اوسکی بندگی اور طاعت سی تکبر کری
اوسکی سزا یہہ مقرر کی کہ اوسکو اپنی بندگی اور طاعت والونکا غلام بنایا اور جو
شخص رستہ کو پر خوف کرکے رہزنی کرتا ہی اوسکی سزا یہہ ٹہرائی کہ اوسکے ہاتھہ
پانو کاٹے جاوین اور جلا وطن کرکے اوسپر سب راستی بند کردئی جاوین کہ جہان
نکلے وہان خوف زدہ نکلے اور جس شخص کا بدن اور روح حرام صحبت سی لذت پاوے
اوسکی سزا یہہ ٹہرائی کہ اوسکے بدن اور جان کو کوڑی سی درد پونہچایا جاوے
تاکہ تکلیف وہان پونہچی جہان لذت پونہچی ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوس شخص کی سزا جو دوسرے کے گہر مین جہانکے یہہ مشروع کی کہ اوسکی آنکہین
لکڑی وغیرہ سی پہوڑ دیجاوین تاکہ جس عضو سی خیانت کی تہی اور دوسرے کے گہر مین
بدون اجازت داخل کیا تہا وہی بگاڑ دیا جاوے اور ہر خیانت کرنیوالے کی سزا
یہی ہی کہ اوسکی مکر کو باطل اور نکما کر دیا کہ اللہ تعالی خیانت والون کے فریب
کو نہین چلنی دیتا اور جس شخص نے حاکم اور امیر اور قاضی ہونیکی حرص کی اوسکی
سزا یہہ دی کہ جس چیز کی اوسنی حرص کی اوس عہدہ کا اوسکو نملنا مشروع فرمایا
اور یہی وجہہ تہی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب درخت مین سی کہا لیکے باعث
نافرمانی کی تو اونکو جنت مین سی نکالدینی کی سزا ہوئی اسلئے کہ اونکو اوس کے

وجعل عقوبة من استكبر عن عبادته وطاعته ان جعله عبدا لاهل عبادته وطاعته وجعل عقوبة من اخاف السبيل وقطع الطريق ان تقطع يداه ورجلاه وتقطع عليه السبل بالنفي من الارض فلا يسير فيها الا خائفا وجعل عقوبة من مكن من بدنه بالوطي الحرام ان يولم بدنه كله بالجلد والرجم ليصل الالم الى حيث وصلت اللذة وشرع النبي صلى الله عليه وآله وسلم عقوبة من اطلع في بيت غيره بغير اذنه ان تفقأ عينه بعود ونحوه افساد العضو الذي خان به وعاقب كل خائن بان يضل كيده ويبطله وان الله لا يهدي كيد الخائنين وعاقب من حرص على الولاية والامارة والقضاء بان شرع منعه ما حرص عليه ولذا عوقب ابو البشر بالاخراج من الجنة لما عصى بالاكل من الشجرة

۱۲ جامع البیان

کہانے سی جنت مین ہمیشہ رہنی کی طمع تھی اور ناپ اور تول کی کمی پر یہہ سزا
شروع فرمائی کہ بادشاہ زبردستی کم کرنیوالون سی جسقدر کم کیا ہوا وسکا دونا
لے اور جو شخص زکوۃ نہ دی اوسکی سزا یہہ ٹھہرائی کہ مینہہ روکدیا جاوی اور جو
کوئی اوسکی کتاب اور اوسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سی منہ پھیرے
اور ہدایت کو اونکے سوا کہین اور تلاش کری تو اوسکی سزا اوسی براہ کردینا
اور ہدایت کی دروازے بند کردینا مقرر کی چنانچہ حضرت علی رض کی حدیث مین ترمذی
وغیرہ کے نزدیک یہہ مضمون آیا ہی کہ جو شخص ہدایت چاہی اونکے غیر مین تو اللہ تعالی
اوسکو گمراہ کرتا ہی **فصل** اور جب تم شریعتونکو سوچو تو معلوم کروگے کہ یہہ
ذریعونکی بند کرنیکے لئے آئی ہین اور انکا بند کرنا حیلونکے دروازیکی کہولنیکی خلاف
ہی اسلئی کہ حیلی وسیلی اور دروازی ہین حرام چیزونکی اور ذریعونکا بند کرنا اسکی خلاف ہی غرضکہ
دونون باتون مین بہت بڑا اختلاف ہی اور شارع نے ذریعونکو حرام فرمایا ہی اگرچہ اوس سے
حرام کا قصد نکیا جاوی اسلئی کہ ذریعی حرام کیطرف پہنچاتے ہین تو جس حالمین ذریعہ سے
قصد خود حرام کا ہو تو کیسی حرام نہوگا دیکہو خدا تعالی نے مشرکونکے معبودونکو گالی
دینی سی منع فرمایا کیونکہ اونکو گالی دینا اسبات کا ذریعہ ہی کہ مشرک دشمنی اور کفر
کی جہت سی خدا تعالی کو گالی دینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ سب سے بڑا کبیرہ

کہ آدمی اپنے ماباپکو گالی دے لوگون نے عرضکیا کہ کیا کوئی اپنے ماباپ کو بھی گالی
دیتا ہے آپنے فرمایا کہ ہان دوسرے شخص کے باپکو گالی دیتا ہے وہ اوسکے باپکو برا
کہتا ہے اور دوسرے کی مان کو برا کہتا ہے تو وہ اسکی مان کو برا کہتا ہے یعنی ماباپ کے
گالی کا ذریعہ یہہ شخص خود ہوتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقونکے مارنے
سے ہاتہہ روکا باوجودیکہ مصلحت اونکے مارنے مین تہی بہت سیکرا ونکو مارنا لوگون
کے بہگانے کا ذریعہ تہا اور لوگ یہہ کہتے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے یارون کو
قتل کرتے ہین اور شراب کا ایک قطرہ حرام فرمایا گو اوس سے بہت سی شراب کی سی
خرابی نہین ہوتی مگر اسجہت سے کہ تہوڑی کا پینا ذریعہ بہت کے پینے کا ہوتا ہے اسیطرح
اوسکو سرکہ بنانیکے لئے روک رکہنا حرام فرمایا اور اوسکو نجس ٹہرایا اور خلیطون
سے منع فرمایا اور عصیر اور نبیذ کے پینے سے تین دن کے بعد اور برتنون مین نبیذ بنانے
سے نہی کی اور اجنبی عورت سے تنہائی اور اوسکے ساتہہ سفر کرنے اور بیرون جانے
کے اوسکی طرف دیکہنے کو حرام کیا اور عورتونکو مسجد کیطرف جانیکے وقت خوشبو لگانے
اور کپڑے بسانے سے منع فرمایا اور مصیبت کیوقت نماز مین اونکو سبحان اللہ کہنے سے منع
فرمایا اور اوسکی جگہہ اونکے واسطے تالی بجانا مقرر کیا اور جو عورت خاوند کے مرنیکی عدت مین
ہو اوسکو زینت اور خوشبو اور زیور سے منع فرمایا اور عدت مین مرد کو اوس سے کہلا

پیغام نکاح کا دینے سے منع فرمایا گو نکاح بعد عدت گذرنے کے ہی ہو جاوی
اور عورتکو نہی فرمائی کہ اپنے خاوند سے دوسری عورتکو ایسی طرح بیان کرے کہ
گویا وہ اوسکو دیکھ رہا ہے اور قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع فرمایا اور اوسکے کرنیوالے
کو لعنت کیا اور قبروںکے اونچا کرنے اور کنگرہ دار بنانے سے منع کیا اور اونکو برابر
کرنیکا حکم فرمایا اور اوپر عمارت بنانے اور گچ کرنے اور لکھنے سے اور اونکی طرف کو
اور اونکے پاس نماز پڑھنے اور چراغ جلانے سے منع فرمایا یہہ سب اسلئے کیا کہ اوکی
مت ٹھہر انیکا وسیلہ بند ہو جاوے اور آفتاب نکلنے اور ڈوبنے کیوقت نماز پڑھنے سے نہی
فرمائی اسلئے کہ ان دونوں وقتوں مین کافر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں تو اسوقت نماز
پڑھنی مین بظاہر کچھہ ایک کفار کی مشابہت ہے اور یہہ ظاہری مشابہت موافقت اور
مشابہت باطنی کا ذریعہ ہے اسلئے نماز سے نہی فرمائی اور اسکی یہانتک تاکید کی کہ عصر
اور فجر کے بعد نماز نفل پڑھنی سے منع فرمادیا گو کافرونکی آفتاب پرستی کا وقت نہوا مگر
اسی غرض سے کہ جانب توحید کی اچھی طرح محفوظ رہے اور جسقدر ممکن ہو شرک کا ذریعہ
مسدود ہو جاوے - اور بیع صرف مین باہم قبضہ کرنے سے پہلے جدا ہونیکو منع فرمایا
اور اسیطرح ایک ربو کی چیز جب دوسری ربو والی چیز کے عوض بیچی جاوی جو اوسکی
جنس سے نہووی مثلا گیہون چنے کے بدلے مین بیچے جاوین تب بھی قبضہ

طرفین کے ہونے سے پیشتر جدا ہونا ممنوع فرمایا تاکہ ادہار کا ذریعہ پیدا
جو سود کا بہانہ اور اوسکا گر ہے بلکہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے
مین نقد بیچنا منع فرمایا اور بیع فی البیع کو ایک ساتھ کرنا حرام ٹھیرایا یعنی
کرا مین نفع کا ذریعہ ہو کہ بیع سلم مین جس قدر دیا ہوا اوس سے زیادہ لے اور بیع
اور اجارہ کو اس نفع کا وسیلہ کرے جیسا ہوا کرتا ہے اور بیچنے والیکو منع فرمایا
کہ مبیع کو اوسکے خریدار سے جتنے کو اوسنے بائع سے لی ہے کم دام پر
خریدے اور یہہ مسئلہ بیع عینہ کا ہے اگرچہ بائع کا قصد سود کا ہو مگر
وسیلہ ہونیکی جہت سے ممنوع ٹھیرا اور دو شرطونکا بیع مین اکٹھا کرنا حرام
فرمایا کہ یہہ بھی وسیلہ سود کا ہے تو یہہ مسئلہ بیع عینہ کے مسئلہ پر منطبق ہے
اور اوس قرض سے منع فرمایا جس سے نفع حاصل ہو اور اوس نفع کو سود
ٹھیرایا اور قرض دینے والیکو قرض لینے والے کا ہدیہ قبول کرنے سے منع
فرمایا بشرطیکہ پہلے سے دونو مین یہہ عادت جاری نہو چنانچہ سنن ابن
ماجہ مین یحیی بن ابی اسحاق ہنائی سے مروی ہے کہ مین نے انس بن مالک رضہ سے
پوچھا کہ ایک آدمی ہم مین سے اپنے بھائی مسلمانکو مال قرض دیتا ہے پھر وہ
قرضدار اوسکے پاس ہدیہ بھیجتا ہے آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ جب تم مین سے کوئی قرض دے پہر قرضدار اوسکے پاس ہدیہ بہیجے یا سواری پر چڑہا دے تو او سپر نہ چڑہے اور نہ ہدیہ قبول کرے مگر او سصورت مین کہ پیشتر سے اُن دونون مین یہہ معاملہ جاری ہوا ور بخاری نے اپنی تاریخ مین یزید بن ابی یحیی ہنائی سے اور اونسے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی قرض دے تو چاہیے کہ ہدیہ نہ لیوے اور صحیح بخاری مین ابو بردہ ابو موسی سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ مین مدینہ منورہ مین آیا اور عبد اللہ بن سلام رضہ سے ملاقات کی اونہون نے مجکو فرمایا کہ تم ایسے ملک مین ہو جہان سود پہیلا ہوا ہے تو جب تمہارا حق کسی شخص پر ہو اور وہ تمکو گہاس کا گٹہا یا جو کی گٹہری یا قت کا بوجہ ہدیہ بہیجے تو مت لینا کہ وہ سود ہے اور یہی مضمون حضرت ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے آیا ہے اور کالی کو بدلے کالی کے بیچنے سے منع فرمایا یعنی جو اودہار بعد کو ہوا وسکو اوسی جیسے قرض کی عوض مبادلہ سے نہی فرمائی اسلئے کہ وہ اودہار کے سود کا ذریعہ ہے لیس اگر دونو قرض اوسیوقت ہون تو منع نہین اسلئے کہ دونو قرض ایکبارگی دونو شخصون کے ذمہ سے ساقط ہو جاوینگے اور جو صورت منع کی ہے اوسمین بمقابلہ مدت کے ہر ایک کے ذمہ دین کے دونا ہو جانیکا ذریعہ ہے اور یہہ خرابی بعینہ اودہار کے سود کی ہے اور عورتونکو منع فرمایا اوس سے کہ پانو مارین

تاکہ جو سنگار چھپانی ہین وہ ظاہر ہوجاے واسلئے کہ پانو کی دہمک پایل کی آواز کے
ظاہر ہونیکا ذریعہ ہے اور آواز کا ظاہر ہونا مردونکے میل کا وسیلہ ہے عورتونکی
طرف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردون اور عورتون کو نیچی نگاہ رکھنے کا
حکم فرمایا اسوجہ سے کہ دیکھنا ذریعہ ہے میل ومحبت کا اور وہ ذریعہ ہے ممنوع باتین
پڑنے کا اور رمضان شریف کا استقبال ایک یا دو روزہ پیشتر رکھنے سے منع فرمایا
تاکہ واجب روزہ مین زیادہ ہوجانیکا ذریعہ نہو جیسا کہ اہل کتاب نے زیادہ کرلیے
اور نکاح مین جمع کرنا بیبی کا اور اوسکی پھوپھی کا یا خالہ کا منع فرمایا اسلئے کہ یہہ
صورت قرابت کی ٹوٹ جانے کی ہوگی اور اسوجہ سے آپنے اولاد کو برابر دینے کا حکم
فرمایا اور خبر دی کہ جو شخص بعض اولاد کو دینے مین خاص کرے تو اوسکی یہہ حرکت
ظلم ناروا ہے اور ایسے امر پر گواہی کرنی نچاہیے اور لونڈی سے نکاح کرنیکو منع فرمایا
کہ انجام کو اولاد غلام ہوگی اور منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنی نفس کو کسیکو سواے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہبہ کرے اور یہہ کہ عورت مالک ہو مرد کی اسلئے کہ اسکی
خلاف کرنے مین نکاح کیصورت مین زنا کے ہونیکا ذریعہ ہے اور یہین وجہ نکاح کا ظاہر
کرنا آواز اور دف اور ولیمہ سے مستحب ہے تاکہ ہر طرح سے زنا کی مشابہت سے دور
ہوجاوے اور انہین وسیلونکی روکنی مین سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منع فرمانا

ان يقام الحد في دار الحرب وان تقطع الايدي في الغزو لئلا يكون ذلك ذريعة الى لحوق المحدود بالكفار ومن ذلك ان المسلم اذا احتاج الى التزوج في دار الحرب وخاف على نفسه الزنا عزل عن امرأته نص عليه احمد لئلا يكون ذلك ذريعة الى ان ينشأ ولده كافرا ومن ذلك اتفاق الصحابة على قتل الجماعة بالواحد لئلا يكون ذلك ذريعة الى ان يتعاون الجماعة ومن ذلك نهى الله سبحانه النبي صلى الله عليه وسلم عن الجهر بالقران بحضرة العدو لما كان ذريعة الى سبهم القران ومن انزله ومنه يا ايها الذين امنوا لا تقولوا راعنا ومن ذلك امر المأمومين بان يصلوا جلوسا لئلا يكون ذريعة الى التشبه بفارس والروم في قيامهم على ملوكهم وهم قعود ومن ذلك ان النبي صلى الله عليه واله وسلم نهى الحاكم من اخذ الهدية

حدونکی تعمیل سے دارالحرب مین اور ہاتہہ کاٹنی سی لڑائی مین اسوجہ سی کہ یہہ
امور سبب اونکا ذریعہ نہون کہ جسکو سزا ملی ہی وہ کافرونمین جا ملے اور انہین مین سے
یہہ ہی کہ مسلمان اگر دارالحرب مین نکاح کا محتاج ہو اور اپنی نفس پر زنا کا خوف
کرکے نکاح کرے تو اپنی بی بی سے صحبت مین انزال کیوقت علٰحدہ ہوجاوے
اسپر امام احمد نے نص کی ہی اور وجہ انزال کے علٰحدہ کرنیکی یہہ ہی کہ کہین نطفہ
رہجانے سی اولاد کافر نہو اور انہین مین سے ہی صحابہؓ کا متفق ہونا اس مسئلہ پر
کہ ایک مقتول کے بدلہ مین جتنے اوسکے قاتل ہون سب کو مارنا چاہیئے تاکہ ایسا نہو
کہ جماعت ملکر خون مفت کرلیا کرین اور انہین مین سی یہہ ہی کہ خدا تعالی نے اپنے
نبی صلی الله علیه وآله وسلم کو دشمنون کے سامنی پکار کر قران پڑہنے سی منع فرمایا کیونکہ
پکار کر پڑہنا ایسا اونکا ذریعہ تہا کہ دشمن قران کو اور جسنے اوسکو اتارا ہی اوسکو گالیان
دیتے تہے اور ایسے ہی اسمین ہی یہہ ارشاد خداوندی یَا اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا
اے ایمان والو تم نہ کہو راعنا
اور انہین مین سی ہی حکم فرمانا مقتدیونکو کہ بیٹہکر نماز پڑہو واسطے بند کرنے
مشابہت فارس اور روم والون کے کہ وہ اپنے بادشاہونکے سامنے کہڑے رہتے ہین
اور بادشاہ بیٹہے رہتے ہین اور انہین مین سے ہی کہ آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
نے منع فرمایا کہ جسپر دوسرے کی حق کا کوئی منکر ہو یا خیانت سے لے لیوے تو وہ اس

اپنے حق کی مثل خیانت کے طور پر لے گو اول شخص صرف اپنا ہی حق لے یا اوس
کترے چنانچہ ایک شخص نے جو اس مسئلہ کو آپ سے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ جسنے
تیرے پاس امانت رکھی ہی اوسکی امانت ادا کر اور جسنے تیرے ساتھ خیانت کی تو
اوسکے ساتھ خیانت نکر یہہ اسلئے فرمایا کہ ایسا کرنا دوسرے شخص کے ساتھ بدگمانی
کرانے اور اوسکی طرف خیانت لگانیکا ذریعہ ہی علاوہ ازین ایسی صورتین جو نکہ
نفس حریص ہی اسلئے ادمی صرف اپنے حق کی مقدار اور صنعت پر کفایت نہین کرتا ہی
زیادہ اور عمدہ دبا لیتا ہی آور انہین مین سے یہہ ہے کہ ساجہی کو مختار کردیا کہ شریک
کے ہاتھ سے جس چیز مین شفعہ پہنچتا ہو نکال لیوے تاکہ شرکت اور میل کے فساد کا ذریعہ بند ہوجاوے
اور بیچنے سے پہلے دونو شریکو نمین سے کسیکو نہین پہونچتا کہ اپنے ساجہی کا حصہ اوسکے قبضہ
سے نکال لے مگر جب بائع کو اپنے حصہ کی رغبت نرہی اور فروخت کیلئے اوسکو پیش کیا تو
بائع کا شریک اس چیز کا مستحق زیادہ ہی اسلئے کہ اسصورت مین شریک کا نقصان نہوگا
اور بائع کا بھی خود کچھہ ضرر نہین کیونکہ شریک اوس چیز کو اوتنے ہی دام کو لیگا جتنے کو
اجنبی لیتا اور اسیوجہ سے ٹہیک یون ہی کہ شفعہ کے دور کرنیکے لئے حیلہ کرنا جائز
نہین اور حیلہ کرنے سے شفعہ ساقط نہین ہوتا اسلئے کہ اوس کے ساقط کرنے
پر حیلہ کرنا اوس حکمت کو توڑنا اور باطل کرنا ہے جسکے لئے شفعہ مشروع ہوا ہے

اور انہین مین سے ہی یہہ کہ دشمن کی شہادت اور شریک کی گواہی جس چیز مین کہ
وہ شریک ہوا ور وصی کی گواہی اوس معاملہ مین کہ وہ وصی ہو مقبول نہین اور نہ
لڑکے کی گواہی اوسکی ماں کی سوت پر اور نہ قاضی کا حکم خود اپنے علم پر مانا جاتا
ہی اور انہین مین سے یہہ ہی کہ سنت اسبات پر جاری ہوئی کہ صرف ماہ رجب کا روزہ
اور اکیلے جمعہ کا روزہ رکہنا مکروہ ہی تاکہ کہین بعض اوقات کو عبادت کے لئے
خاص کرنیکا ذریعہ نہو جاے جو شریعت مین وارد نہین غرضکہ حیلونکا جائز کہنا
ذریعونکے بند کرنیکا مخالف اور منافی ہی کو دیکہو لوکہ شارع نے خریدار کے
پاس سے حصہ فروخت شدہ کا نکل جانا مصلحت ور خرابی کے دور کرنیکو مباح کیا ہی
اور فرمایا کہ ایک حصہ کا مالک اپنا حصہ بیچے جبتک کہ اپنے شریک کو اطلاع نکرلے پہر شریک
چاہے لے لے اور چاہے چہوڑدے اور حیلہ گر بائع کو یہی کہتا ہی کہ اقسام کے حیلے کر
جس سے شریک لینے نپاوے اور بڑی مصیبت یہہ ہی کہ حیلہ کرنیوالا ظاہر یہہ کرتا ہی کہ مین نے
وہی کام کیا جسکی اجازت شارع نے دی ہی اور مباح کیا ہی اور یہہ کہ شارع نے
اختیار دیا ہی کہ مکر و فریب و حیلہ سے شریک کا حق دور کردے اور مقصود ہمکو حیلون کے
حرام ہونیکا بیان کرنا ہی اور یہہ کہ حیلہ گر دین کے مقصود کے خلاف حکم ہوا کرتا ہی
پس حیلہ دو حال سے خالی نہین یا ایک کیطرفسے ہو یا دو اور زیادہ کیطرف سے

ومن ذلك انه لا تقبل شهادة العدو والشريك فيما هو شريك فيه ولا الوصي فيما هو وصي فيه ولا الولد على ضرة امه ولا يحكم القاضي بعلمه ومن ذلك ان السنة مضت بكراهة افراد رجب ويوم الجمعة بالصوم لئلا يصير ذريعة الى تخصيص بعض الازمان بعبادة لم يخصها الشرع بها فمن تجويز الحيل يناقض سد الذرائع ويناقضه واعتبر بالشفعة فان الشارع اباح انتزاع الشقص من مشتريه بالثمن دفعا للمفسدة وقال لا يبيع حتى يؤذن شريكه فان شاء اخذ وان شاء ترك والمحتال يقول للبائع احتل بانواع الحيل ... واعظم من ذلك ان المحتال يزعم ان الشارع اذن له في ذلك ... على ابطال حق الشريك والمقصود بيان تحريم الحيل وانه يناقض مقصود الشارع فان الحيل لا تخلو اما ان تكون من واحد او اثنين ...

پس اگر دو کیطرفسے ہو مثلاً عقد بیع ہو جسپر سود کے لئے دونو نے موافقت کی ہو
جیسے بیع عینہ مین ہی تو یہہ حکم دیا جاویگا کہ دونو عقدین فاسد ہین اور اول
شخص کو اوسکا اصل مال واپس دلایا جاویگا جیسا کہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا ہے اور جو چیز قبضہ مین آئی اوسکا حال اوس چیز کا سا ہوگا جو سود کے عقد سے
قبضہ مین آوے کہ اوس سے نفع لینا حلال نہوگا بلکہ اوسکا پہیر دینا واجب ہوگا اگر
قابض کے پاس موجود ہوگی اور اگر جاتی رہی ہوگی تو اوسکا عوض دینا ہوگا اور یہی
حال ہے اگر دونو نے اکٹہا کیا عقد بیع اور قرض کو یا اجارہ اور قرض کو خواہ
مضاربت یا شرکت یا مساقات یا مزارعت قرض کے ساتہہ کیا تو یہ صورتین دونو
معاملہ خراب ہونگی اور واجب ہوگا کہ جس مال کو قرض ٹھہرایا تہا اوسکا بدل پہیر دیا
جاوے اور دوسرا معاملہ فاسد ہے اور ایسا ہی اگر نکاح ہو جسپر دونو متفق ہو جاوین
تو اوسکا حکم مثل فاسد عقد دینگی ہوگا۔ اور اسیطرح اگر ہبہ پر یا بیع پر زکوۃ کے
ساقط ہونیکے لئے متفق ہو جاوین یا ہبہ پر نکاح فاسد اور وقف فاسد کے درست کرنیکے لئے
اتفاق کرین تو یہہ عقود فاسد ہونگی مثلاً عورت اپنے غلام سے صحبت کرنی چاہے اس مطلب
کیلئے اوسکو کسی مرد کو دیڈالے اور وہ شخص اوس غلام کا نکاح اوس عورت سے
کر دے جب وہ اپنا مطلب غلام سے نکال چکی تو اوسکو مرد مذکور سے مانگ لے اور وہ شخص

فیزوجها فاذا قضت وطرها منه استوهبته من الرجل
موافقة تماطؤها بنية اجل
وقف فاسد مثل ان یزید
هبة بشرط صحة نکاح فاسد او
او بیع لاسقاط الزکوة او علی
الفاسد وکذا ان تواطأ علی هبة
علیه کان حکمه حکم العقود

غلام کو عورتکو دیدالے اور عورت کے مالک ہونیسے نکاح جاتا رہا اور اگر حیلہ ایک
طرفسے ہو تو اوس حیلہ مین اگر صرف حیلہ گرہی مستقل ہو تو اوس سے اوسکی غرض حاصل
نہوگی اور عقد فاسد ہوگا مثلاً اپنے بیٹے کو مال ہبہ کرکے چاہتا ہی کہ پہر لیلون
تاکہ مجہپر زکوۃ واجب نہو تو اسپرسے زکوۃ ساقط نہوگی کیونکہ ایسی ہبہ کا ہونا اور
نہونا برابر ہی لیکن اگر مقصود ظاہر ہوگا تو اوسپر حکم ظاہر و باطن دونو مین مترتب ہوگا
ورنہ صرف باطن مین حیلہ فاسد رہیگا اور اگر حیلہ ایسا ہی کہ اوسمین خود مستقل نہیں
دوسرے کا بہی لگاؤ ہی مثلاً حلالہ کرنیکی نیت کرے اور عورت سے ظاہر نکرے یا
عورت سے رجعت اوسکو ستانیکو کری یا اپنا مال وارثونکی نقصان کے لئے ہبہ کردے
یا اور اسطرحکا معاملہ ہو تو اسطرحکے عقود اور ہبہ اُن شخصونکی نسبت کرجو اونکے
مقصود سے واقف ہین باطل ہین اور مرد کو جائز نہین کہ عورت سے صحبت کری اور
اگر وہ مرجاویگی تو اوسکا وارث بہی نہوگا اور اسطرحکو عقد مین اگر جسکے واسطے ہبہ کیا ہی
اور جسکی لئے وصیت کی ہی اونکو اُس شخص کی غرض معلوم ہوجاویگی تو اونکو باطن مین
ملک حاصل نہوگی اور نہ نفع لینا ہبہ اور وصیت کی چیزسے درست ہوگا بلکہ اسکو
پہیر دینا واجب ہوگا۔ رہا دوسرا شخص جسکو اوس عقد کی غرض معلوم نہین تو
اوسکی نسبت کر عقد مذکور درست ہی اور اوس سے صحیح عقد کا سا مقصود حاصل ہوگا

اور اگر حیلہ حیلہ گر کے فائدہ کے لئے ہو مثلاً بیمار آدمی طلاق دیوے تو طلاق درست ہوگی اس نظر سے کہ اوسنے اپنی ملک اٹھادی اور اس وجہ سے درست نہوگی کہ اوسنے عورت کو میراث سے روکدیا اسلئے کہ بیمار کو وارث کے علیحدہ کرنیکی ممانعت ہے ملک صحبت کے دور کرنیکی ممانعت نہین - اور اگر حیلہ ایسا فعل ہو جسکے انجام کو حیلہ گر کی غرض نکلتی ہو مثلاً ایام گرما مین اس لئے سفر کرے کہ روزہ جاڑہ مین رکہنا پڑے تو اس سے اوسکی غرض حاصل نہوگی بلکہ اوسکو سفر ہی مین روزہ رکہنا واجب ہوگا - مین کہتا ہون کہ اسکی نظیر ہے جو مالکی کہتے ہین کہ موزون پر مسح کرنیکی اجازت مباح نہین بشرطیکہ اونکو خود مسح کے لئے پہنا ہو اگر اس صورت مین مسح کریگا تو درست نہوگا اور سب نمازونکا قضا پڑہنا اوسپر واجب ہوگا جو اس طرحکے مسح سے پڑہی ہونگی اور مسح کی اجازت اوسی شخص کے حق مین ثابت ہے جو موزون کو حاجت کے لئے پہنے یعنی سردی خواہ سواری وغیرہ کی ضرورت سے پہنے تو وہ اون پر مسح کرے کیونکہ اوسکو اونکا نکالنا دشوار ہے - ہمارے شیخ کہتے ہین کہ حیلہ کا فعل اگر ایسا ہو جو دوسرے حق کے ساقط کرنیکی طرف پہنچا دے جیسے اپنے باپ یا بیٹے کی بیبی سے صحبت کرے تاکہ اونکا نکاح ٹوٹجاوے یا عورت اپنے خاوند کے بیٹے یا باپ سے مباشرت کرے

جن لوگونکے نزدیک یہ فعل موجب حرمت کا ہی تو اسطرحکے حیلے ایسے ہین جیسے
قتل یا چھیننے سی ملک کہو دیجاوی ان حیلونکا بیکار کرنا ممکن نہین اسلئی کہ اس
ذریعہ سی عورت کا حرام ہونا خداتعالی کا حق ہی اور ضمنا اوسپر نکاح کا ٹوٹنا
مترتب ہوتا ہی اور جو افعال کہ حرام کرنیکے موجب ہین اونمین فعل کا ہی اعتبار نہین
ہوتا نہ جانی کہ قصد کا اور یہہ صورت بمنزلہ اسبات کی ہی کہ بہنیوالی چیز کے نجس
ہوجانیکی لئی حیلہ کری کہ بہنیوالی چیز دونکی نجاست خلط ہونے سی ہوتی ہی اور
مصاہرت کی حرمت حرام طور پر مباشرت سی ثابت نہین ہوتی اور اسوقت مین
قرابتمندی ہوگا
صورت اسکی یہہ ہی کہ مرد کی بڑی بی بی یا اوسکی مان اوسکی صغیر سن بیبی کو دودہ
پلادی تاکہ اوسکا نکاح جاتا رہی کیونکہ نکاح کا ٹوٹنا یہان فعل پر موقوف ہی نہ قصد
پر بلکہ اگر وہ پلانیوالی مجنون ہو تب بھی حرمت ثابت ہوگی جیسی پانی مین کوئی چیز
اوسکی نجس کرنیوالی ڈالدیجاوی اور اگر حیلہ ایسا فعل ہو جس سی اپنی لئی خواہ غیر کے
لئی حلال ہوجانیکی صورت ہو مثلاً کسی شخص کو مار ڈالے تاکہ اوسکی بی بی کو خود
نکاح کری یا دوسری سی نکاح کردی تو یہان وہ عورت اوس شخص کے لئی حلال نہوگی
جسکے لئی اوسکی نکاح کا ارادہ کیا گیا ہی بلکہ اوسکی سوا دوسری کی لئی حلال ہوجاویگی
اسلئی کہ دوسری کی نسبت کردہ عورت ایسی ہی جسکا خاوند مرگیا ہو یا کسی حق مین

خواہ جہاد مین مارا گیا ہو اور اُس شخص کی نسبت کہ جسکے لئے نکاح کا قصد کیا گیا ہی
خواہ عورت سے بھی سازش ہو گئی ہو یا نہو ئی ہو تو یہہ صورت بعض وجوہ سے اس
صورت کے مشابہ ہی کہ شراب کو ایک جگہہ سے اوٹھا کر دوسری جگہہ سرکہ بنا لیا
بدون اسکے کہ اوسمین کچھہ ڈالا ہو اور صحیح اسبابمین یہہ ہے کہ وہ شراب پاک نہین
ہوتی اگرچہ وہ خدا تعالی کے فعل سے خود سرکہ ہو جاتی ہے اسیطرح اُس عورت
کا شوہر اگر بدون اس مرد کے قصد کے مر جاتا تو عورت حلال ہو جاتی اور یہہ
صورت ایسی ہی جیسے کوئی حلال شخص شکار پکڑے اور مُحرم کے لئے اُسکو ذبح کرے
تو وہ شکار اوس احرام والے پر حرام ہوگا اور حلال شخص پر حلال اور اسکا
مال مثل قاتل کے ہی کہ ترکہ اوسکو نہین پایا جاتا مگر ازانجا کہ مال کیطرف وارثون
کے نفس میل کرتے ہین بخلاف زوجہ کے کہ مرد کی التفات دوسرے کی بیبی کیطرف
اتنی نہین ہوتی جتنی وارث کو مورث کے مال پر ہوا کرتی ہے اسلئے یون شروع نہوا
کہ جو شخص کسیکو مار ڈالے تو قاتل پر مقتول کی بیبی بھی حرام ہو جاوے جیسے یہہ مشروع
ہوا کہ جو مورث کو مار ڈالے تو اوسکو اوسکا ترکہ نہ ملے ورنہ یہہ سب باتین اوس
چیز سے ہین جنمین معاملہ کی حکمت خلاف مقصود کے پائی جاتی ہی اور نہایت
درجہ جو اسکی رد مین کہا جاتا ہی یہہ ہی کہ جو افعال خداے پاک کے حق کیواسطے

حرام کرتے ہین وہ حلال کرنیکو مفید نہین ہوتے جیسے ذبح کرنا شکار کا اور
شراب کا سرکہ بنانا اور غصبکی جگہہ ذبح کر دینا مگر جو افعال آدمی کے حق کی جہت سے
حرام کرتے ہین جیسے چھینی ہوئی جانور کو ذبح کرنا تو وہ حلال ہونیکے مفید ہین
یا یہہ کہا جاوے کہ جو فعل حکم کے ثبوت کے لئے شروع ہے اوسمین یہہ شرط ہے
کہ شروع طور پر واقع ہو جیسے ذبح کرنا کہ حلق مین ہونا چاہیئے جگہہ نہو وے اور
مار ڈالنا عورت کے حلال کرنیکے لئے مشروع نہین مگر چونکہ نکاح اجل کے پورا ہونے
سے جاتا رہا تو حلال ہونا ضمناً اور تبعاً حاصل ہوا اور ہوسکتا ہی کہ اسکے جواب
مین یہہ کہا جاوے کہ آدمی کا مار ڈالنا خدا تعالی اور آدمی کے دونو کے حق کی
جہت سے حرام ہی اور اسی وجہ سے اگر آدمی اوسکو مباح کر دے تو حلال ہو جاوے تو
معلوم ہوا کہ حرام ہونا مالک پر مالیت کا تلف کرنا ہے نہ روح کا نکال لینا اور اختلاف
کیا ہی ائمہ نے جیسے ہوئی کا چھری وغیرہ سے ذبح کرنے مین اور اسبابہ مین امام احمد سے دو
روایتین ہین اور علماء کو اختلاف ہی اوس جانور کے ذبح مین جو چھینا ہوا ہو اور امام محمد
نے تصریح فرمائی ہی کہ وہ حلال ہی اور رافع بن خدیج کی حدیث مین جو لوٹی ہوئی بکری کے
ذبح مین ہے اور دوسری حدیث مین جو اوس عورت کی بابت ہے جسنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ السلم کی ضیافت کی اور آپکے لئے ایک بکری ذبح کی جسکو بدون اوسکے مالک کی اجازت کے

لیا تہا مذکور ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس بکری کو قیدیوں کو کہلا دو اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ جو جانور بدون اذن مالک کے ذبح کیا جاوی تو جسکے لئی وہ ذبح ہوا
اوسکو اوسکی کہانے سی منع کیا جاوی یہ اوسکی سوا اوروں کو جیسے شکار کو حلال ہوتی
اور ایسا ہوا کیونکہ وہ ذبح کرتی ہی اور صالح نے اپنی باپ سے یعنی امام احمد سی نقل کی ہی کہ
اگر کوئی شخص بکری چرا کر ذبح کرے تو اوسکا کہانا چور کو حلال نہیں صالح کہتے ہیں کہ میں نے
پوچھا کہ اگر اوسکو مالک کو واپس کردے فرمایا کہ کہائی جاوے تو اس روایت سی یہ نکلتا
ہی کہ وہ ذبح کرنیوالے پر حرام ہی بلا قید اسلئی کہ امام احمد کا قصد حرام کرنیکا اگر اس جہت سی ہوتا
کہ مالک نے اوسکو کہانیکی اجازت دی تو ذبح کرنیوالے پر حرام کرنیکی تخصیص نفرماتے
تو یہ قول جسپر حدیث حقیقت میں دلالت کرتی ہی اس بات پر بطریق اولی حجت ہی کہ جیسی
عورت اوس مرد پر حرام ہووے جسنے اوس سی نکاح کی غرض سی اوسکی شوہر کو مار ڈالا نہ
اوسکی سوا اور دوسری مرد پر جیسے کہ تقریر ہمارے شیخ ابن تیمیہ کی ہی اور اب یہ معلوم کرنا چاہیے
کہ امام احمد اور مالک نے کہ کیا عقد ونپر حرام ہوا کی وجہ کسی حال سے اول اسوجہ سی کہ
جو حیلہ کیا کرتا ہی اوسکے مقصود کے خلاف ہوا کرتا ہی جیسی طلاق دینا اوس شخص کا جو
عورتونکو ترکہ سی محروم کرنیکی جہت سی مرض موت میں طلاق دیدے یا وارث اپنی مورث کو
مار ڈالے یا وصیت کرنیوالے کو موصی لہ مار ڈالے یا غلام بر اپنی آقا کو مار ڈالے دوم لغو کی بند کرنیکی جہت سے

سوم حیلونکے حرام ہونیسے چہارم شراب کے سرکہ بنانیکی قاصد وسی جیسا کہ ہمارے
شیخ نے ذکر کیا ہے واللہ اعلم فرمایا کہ خلاصہ یہ کہ حیلے دو طرح کی ہین قول اور فعل جو حیلے کہ قول
ہین تو اونکے احکام کے ثبوت کی لئی عقل شرط ہی اور قصد معتبر ہے اور وہ کبھی صحیح
ہوتے ہین اور کبھی فاسد پہر جنکا حکم ثابت ہوتا ہی اونمین سے بعض ایسی ہین کہ انکا
توڑنا اور اوٹھانا بعد واقع ہونیکی ممکن ہے جیسے بیع اور نکاح اور بعض ایسے ہین
کہ اونکا توڑنا اور باطل کرنا ممکن نہین جیسے آزاد کرنا اور طلاق دینا ہی تو اس
قسم کے حیلہ سی اگر فعل حرام کا قصد کیا جاوی یا واجب کے ساقط کرنیکا ارادہ کیا
جاوی تو ہوسکتا ہی کہ اوسکو سب جہون سی باطل ٹہرادین یا ایسی وجہ سی باطل کرین
جس سی حیلہ گر کا مقصود باطل ٹہری اسطرح کہ جس غرض سی اوسنی وہ حیلہ کیا ہو وہ
اوسپر مترتب نہو جیسے صحابہؓ نے مریض کی طلاق مین حکم دیا کہ طلاق ہوئی گر عورت
ترکہ سی محروم نہوگی۔ اور حیلے کی افعال اگر حیلہ گر کے لیے رخصت کی مقتضی ہونگے تو
اجازت حاصل نہوگی مثلاً سفر کرنا نماز کی کمی یا روزہ کے افطار کے لئی اور اگر غیر کے
حق مین حرمت کے مقتضی ہونگے تو وہ کبھی ہوجاویگی اور بمنزلہ نفس اور مال کے ضائع
کرنیکے ہوگی اور اگر حلت عام کی مقتضی ہون خواہ بذات خود یا بذریعہ ملک کی جائز ہونے
کے تو یہ مسئلہ قتل کا اور شکار کے ذبح کرنیکا حلال شخص کیواسطے اور جیسے ہوگا

کے توبہ کرنیکا چھینے والیکے لئی ہی حاصل یہہ کہ حیلہ کے فعل سی اگر مباح کرنا کیسی حرام چیز کا مقصود ہوگا تو وہ اوسکی حق مین حلال نہوگی اور اگر غیر کے ملک کے زائل کرنیکا قصد کیا جاویگا تاکہ فاعل کیواسطی حلال ہو جاوے تو قیاس یہی چاہتا ہے کہ اوسکی لئی حلال نہو گو غیر کے لئی حلال ہو جاوے اور قسم اولین داخل ہے عورت کا حیلہ کرنا نکاح توڑنے کے لئی مرتد ہونے سی کہ وہ ایسی ہی شخص کیطرف جاویگی جو کہتا ہی کہ جدائی مرد اور عورت مین صرف مرتد ہونے سی فوراً ہو جاتی ہی یا جو ایسی کہتا ہے کہ عورت کو قتل نکیا جائے تو واجب اس جیسی حیلہ مین یہہ ہے کہ اوسکے نکاح نجاوے بلکہ عذاب اور قتل کی جہت سی تو مرتد شمار ہوا اور نکاح کی جانیکی جہت سی فرمرتد گنی جاوی یہانتک کہ اگر حالت مرتدی سی رجوع ہونے سی پہلے مرجاوی یا ماری جاوی تو مرد اوسکی میراث کا مستحق ہوگا مگر اوسکو اوس عورت سی حالت مرتدی مین صحبت کرنا جائز نہین اسلئی کہ بیبی کی صحبت بعض اوقات اوسکے طرفکے سبب ہونے سی حرام ہو جاتی ہی جیسی مثلاً عورت احرام باندہ لے مگر جب ثابت ہو جاویگا کہ وہ مرتد ہو گئی اور کہیگی کہ مین تو نکاح توڑنیکی لئی مرتد ہوئی ہون تو اوسکا قول مقبول نہوگا اسلئی کہ یہہ صورت ہر ایک مرتدہ کی نکاح کی از سر نو ہونیکا ذریعہ ہو جاویگی یعنی اوسکو سکھلا دیا جاویگا کہ کہدی کہ مین نکاح توڑنیکو مرتد ہوئی ہون اور یہہ

فصل وقد استدل البخاری فی صحیحہ علی بطلان الحیل بقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ فان ہذا النہی یصدق قبل الحول وبعدہ ویقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الطاعون اذا وقع بارض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارا منہ

وجہ بھی ہے کہ عورتکو ایسا بین تہمت ہو چکی اور نیز ایجب سی کہ کلیہ یہی ہی کہ
عورت سب احکام مین مرتد ہی **فصل** اور بخاری نے اپنی صحیح مین حیلونکی باطل ہو
پر آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے ارشاد سے استدلال کیا ہی کہ چاہیے کہ متفرق مال اکٹھا
نکیا جاوے اور نہ اکٹھا مال اوپر اوپر کیا جاوے صدقہ کے خوف سے یعنی زکوٰۃ کے ڈر سے
ایسا حیلہ نکیا جاوے تو یہہ نہی عام ہی سال کے پیشتر اور اوسکے بعد کو اور اس
ارشاد سے جو طاعون کے بابمین آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ
جب وبا کسی جگہہ مین پڑے اور تم وہان موجود ہو تو وہان سے بھاگ کر نکلو
اور اس حدیث سے بخاری کا استدلال کرنا اونکی باریک بینی سے ہی اس لیے
کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے یہہ فرمایا ہو کہ بندہ پر اگر تقدیر الہی نازل
ہو تو قضاء الہی پر راضی اور اوسکے حکم کو مانکر اوسکی تقدیر سے نہ بھاگے تو
خدا تعالی کا امر اور دین اگر بندہ پر آوی اوس سے بھاگنا کیسے جائز ہوگا اور لیکن
استدلال اسطرح کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے منع فرمایا کہ بچے ہوئے
پانی کو اس غرض سے بیچکر اوس سے گھاس روکدی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جو
چیز بذات خود حرام نہین ہوتی جب اوس سے امر حرام مقصود ہوتا ہی تو وہ حرام
ہو جاتی ہی اور امام احمد نے حیلونکی باطل اور حرام ہونے پر اس سی حجت نکالی ہے کہ

آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نے حلالہ کرنیوالیکو لعنت کیا ہی اور اس حدیث سے کہ ایسا
مکر وحیلہ جیسا یہود یون نے کیا ہی کہ ادنی حیلون سے خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیزونکو حلال
جانو اور شفعہ کے ساقط کرنیکی لئے حیلہ کے حرام ہونے پر اس حدیث سے سند کی ہی کہ ایک
شریک کو فروخت کرنا اپنے حصہ کا جائز نہین جبتک کہ اپنے شریک کو اطلاع نکرے اور جو شخص
ان احادیث کو سوچے وہ حیلونکی حرام اور باطل ہونیکا یقین کریگا اسلئے کہ ان دلالت
کرنا ہی اسبات پر کہ مقصود اور نیتین تصرفات اور عادات مین معتبر ہین جیسا کہ عبادات اور قربت
کی چیزون مین معتبر ہین جیسے الله تعالی رجعت کی آیت مین ارشاد فرماتا ہے
وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا یہ صریح ہی اسباب مین کہ رجعت اوسی شخص کے لئے ثابت ہوگی
جو قصد درستی کا کرے نہ ضرر کا اور آیت خلع مین ارشاد ہی وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُوا
مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَن يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا
حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس خلع
کی اجازت دی گئی ہے وہ اوسی صورت مین ہے کہ خاوند بی بی کو یہ ڈر
ہو کہ الله تعالی کی حدود کو قائم نرکھینگے اور یہہ کہ دوبارہ نکاح اوس
صورت مین مباح ہوتا ہی جب وے دونو اسبات کا گمان کرین کہ خدا تعالے کے حدود
کو قائم رکھینگے اسلئے کہ الله تعالی نے خلع کو اسی شرط سے حدود کے قائم رکھنے کی فرمائی ہے

اور نکاح مین دوبارہ آنیکی شرط عدہ و والپی کے قائم رکہنے کے گمان کو فرمایا۔

اور آیت فرائض مین ارشاد ہی من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین غیر مضار

اور فرمایا ولا تعضلوہن لتذہبوا ببعض ما آتیتموہن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ

اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر عورت پر زبردستی کرے تاکہ وہ کچھہ دیکر اپنے آپکو مرد سے

چھوڑا لے اور خاوند اوسکی وجہ سے عورت پر ظلم کرتا ہو تو جو کچھہ عورت اوسکو دیگی وہ

خاوند کو حلال نہوگا اور نہ اوسکی ملک مین آویگا چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی

لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرہا ولا تعضلوہن لتذہبوا ببعض ما آتیتموہن۔ اور اسکی

مین ہی یہہ کہ خرما کا توڑنا ہر ایکوقت مین مباح ہی مگر چونکہ باغ والون نے

رات مین توڑنے سے فقیرونکا محروم رکہنا قصد کیا تو اللہ تعالی نے اونکی سزا

یہہ کی کہ باغکو تباہ کردیا پہر فرمایا ولعذاب الآخرۃ اکبر پہر حدیث مین رات

خرما توڑنے کی کراہت آئی اسوجہ سے کہ رات کو توڑنا ذریعہ اوس بڑی خرابی کا

اسپر امام احمد وغیرہ نے نص کی ہی حیلے والے یون کہتے ہین کہ تمنے جو

دو دلیلین سنائین جنسے کل حیلونکا بطلان معلوم ہوتا ہی اب تم وہ امر سنو

جنسے کہ حیلونکی جائز اور مستحب ہونیکا راہ درست ہوتا ہی اللہ نے فرماتا ہی

ان الذین توفتہم الملائکۃ ظالمی انفسہم یہانتک کہ فرمایا لا یستطیعون حیلۃ

ولا یہتدون سبیلا فاولئک عسی اللہ ان یعفو عنہم فان ...
مستثنی ... حیلۃ تخلص بہا من الحرام ... الذی ہو المقام من الحکم ... فعلم ان الحیلۃ المخلصۃ من الحرام مستحبۃ وما دون ...

وَلَا یَہْتَدُوْنَ سَبِیْلًا فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْہُمْ دیکہو اللہ تعالی نے ان
لوگونکا عذر مانا جبکہ اُن سے کوئی حیلہ نہ بن سکا جسکے باعث حرام سے بچتے یعنی
اوربچاتے ہین یا مسراد ایسونکو ایسے کہ اللہ معاف کرے ان
کافرونکے درمیان رہتے اس سے معلوم ہوا کہ جو حیلہ حرام سے بچاوے اوسکا کرنا
مستحب ہے اور اوسکے کرنیکی اجازت ہے اور اکثر حیلے جو تمہنے مانے ایسی قسم کے ہین
کہ وہ حرام سے بچاتے ہین اور اسی وجہ سے بعض لوگونے جو حیلہ کے جواز مین کتاب
لکھی ہے اوسکا نام المخارج من الحرام والتخلص من الاثام رکہا ہے مثلا بیع عینہ کہ ربا سے
چہوڑا دیتی ہے اور عقد اجارہ اور مساقات کو اکٹھا کرنا اسباب سے بچاتا ہے کہ پہل
لوگذرانے کے پیشتر ذرخت کرے اور آدمی اگر اپنا مال برس روز سے پیشتر اپنی
اپنی لڑکی یا بیبی کو ہبہ کردے تو زکوۃ دینے کے گناہ سے بچاتا ہے جیسے زکوۃ کا کہالنا
اوس گناہ سے بچاتا ہے کیونکہ گناہ سے بچنے کے دو طور ہین اور اللہ تعالی نے تنگی کو
دور کردیا اور اُس سے بچنے کیطرف ہمکو بتلایا ہے اور بچنا بعض اوقات حیلہ سے ہوتا ہے
مثلا اگر کوئی شخص طلاق کی قسم کہاوے کہ مین اپنے باپکو مار ڈالونگا یا شراب پیونگا تو ایسی
صورت مین حیلہ کرنیسے شرابخواری کے گناہ سے بہی بچیگا اور اپنے باپکے مار ڈالنے اور
بیبی کے جدا ہونیکی خرابی سے بہی محفوظ رہیگا اور جو لوگ حیلہ کو معتبر نہین سمجہتے اونکے
نزدیک اوس شخص کے لئے کوئی نکلنے کی راہ نہین بجز اسکے کہ طلاق پڑجاوے۔ اور

وما کان الحیل ... ولہذا سمی بعض من صنف فی ذلک کتابہ المخارج من الحرام والتخلص من الاثام ... بیع العینۃ تخلص من الربا ... من انواع الاجارۃ والمساقاۃ تخلص من ... والجمع بین ... بیع الثمر قبل بدو صلاحہا وہبۃ الرجل مالہ قبل الحول لولدہ وامرأتہ تخلص من ... الزکوۃ کما یخلصہ اخراجہا ... للتخلص ... اذا حلف بالطلاق لیقتلن اباہ او لیشربن الخمر ... تخلیصہ من مفسدۃ ... ومن مفسدۃ ... بوجہ مفارقۃ اہلہ ومن ... الحیلۃ لیس لہ عندہ ... مخلص الا بوقوع الطلاق

۱۳ من ...

اسیطرح اگر کسی شخص کی بیبی پر تین طلاقین پڑ گئی ہون اور اوسکو اپنی بیبی کے بدون
صبر نہو تو اوسکی لئے ہم یہہ حیلہ کرینگے کہ اُسعورت کا نکاح ایک غلام سے کرینگے جب وہ اُس
سے صحبت کریگا تو اُس غلام کو عورت کے نام ہبہ کر دینگے اس سے اوسکا نکاح ٹوٹجاویگا
اور وہ عورت اپنے خاوند پر جسنے طلاق دی تہی مدت گذرنیکے بعد حلال ہو جاویگی اور
اللہ تعالی نے حضرت ایوبؑ کو فرمایا وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ یعنی جب
اور پکڑ اپنے ہاتہ مین سینکوں کا مٹھا پہر اوس سے مار لے اور قسم مین جھوٹا ہو
حضرت ایوب کی بیبی نے آپکی سامنے وہ بات کہی جو شیطان نے اُن سے کہی تہی کہ اگر
تیرا خاوند ایک بول بولے تو اوسکا سب مرض دور ہو جاے تو آپنے اپنی بیبی سے
قسم فرمایا کہ اگر اللہ تعالی مجکو اس بیماری سے کہڑا کریگا تو مین تجکو سو کوڑے مارونگا
پس اللہ تعالی نے حضرت ایوبؑ کو اونکی قسم سچی کرنیکو یون حکم دیا کہ ایک جہاڑو لے
یعنی ایک شہاشل خرما کی تر شاخونکی لیکر اوسکو ایکدفعہ مار دو اور حضرت ابوسعید
خدریؓ کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربوا سے بچنے کے لئے ارشاد فرمایا
ہے حضرت ابوسعید فرماتے ہین کہ حضرت بلالؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس برنی
خرما لائے آپنے اون سے فرمایا کہ یہہ کہان سے لائے اونہون نے عرضکیا کہ ہمارے پاس
خراب خرما تہے اونمین سے دو صاع مین سے ایک صاع کے عوض مین آپکی کہانیکے لئے
بیچڈالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آہ نرا سود ایسا نکرو اگر تم مول لینا

تو اپنے خرما کو دوسری بیع سے بیچ ڈالو پھر اونکی داموں سے اچھے مول لے لو اور ایک روایت میں یون ہی کہ جمع یعنی خراب خرما کو درہموں کے بدلے میں بیچ ڈالو اور درہموں سے جنیب یعنی عمدہ خرما مول لے لو اور جمع اور جنیب خرما کی دو قسمیں ہین اور یہہ ایک قسم حیلہ کی ہی اسلئے کہ جس سے خرما خریدتا ہی اوسکے ہاتھ بیچے یا غیر کے ہاتھ دونوں میں کچھہ فرق نہین فرمایا تو یہہ ارشاد بیع عینہ وغیرہ کی حیلہ کیطرف راہ بتاتا ہی اور حدیث سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جس قول سے گناہگار ہوتا ہوا اوس سے خوف کیوقت کنایہ اور اشارہ سے کہنا جائز ہی اور یہہ قول مین حیلہ ہی جیسا اول حیلہ عمل کا تھا قول کے حیلہ کی مثال یہہ ہی کہ آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم مشرکونکی ایک طلایہ سے ملے آپکے ہمراہ رکاب چند اصحاب تھے مشرکون نے (طلایہ وہ شخص کی جسکو خبر کیلیے بھیجا جاتا ہے) پوچھا کہ تم کن لوگون میں سے ہو آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم مارسے ہین (یعنی پانی سے) اور اس سے مراد آپکی خدا تعالیٰ کا یہہ قول تھا خلق من ماء دافق پس مشرکون نے ایک دوسرے کیطرف دیکھا اور کہا کہ یمن کے قبیلے بہت ہین شاید یہہ لوگ اونمین سے ہونگے (بمانیکہ اہل یمن سے مارآئی ہی) اور یہہ بھی وجہ ہی حضرت عمر رضہ نے فرمایا ہی کہ مجکو تعجب ہی کہ جو شخص کنایونکو جانتا ہی وہ جھوٹ کسطرح بولتا ہی اور الله تعالیٰ نے حضرت یوسف ع کو اپنے بھائی کے لینے کا حیلہ سکھلایا کہ اونکی کجاوہ مین کٹورہ رکھکر اونکو چور ظاہر کر دیں

حیلونکی

سنکر کہتے ہین کہ حیلے تین طرح کے ہین ایک قسم تو ثواب اور طاعت ہی اور ایک قسم مباح اور جائز ہے

فبيع التمر ببيع آخر ثم اشتر به
وفي لفظ آخر بع الجمع بالدراهم ثم ابتع بالدراهم جنيبا
الا ان الجمع من التمر ونحوه ضرب منه والجنيب
اي نوع جيد منه التمر وغيره
ارشاد الى الحيلة العينة وغيرها
وقد دل الحديث على جواز التخلص من الحرام بالحيلة
الحاجة الى التعريض بالمعاريض مع عدم الكذب
ومثال ذلك كما في قوله صلى الله عليه وآله وسلم
قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم
مع تعريضه الشركين وبعض اصحابه

۱۲ منہ فہمان

فقال المشركون ممن انتم فقال صلى الله عليه وآله وسلم نحن من ماء
خلق من ماء دافق فنظر بعضهم الى بعض فقالوا احياء اليمن كثير لعلهم منهم
قال عمر عجبت لمن يعرف المعاريض كيف يكذب وقد علم الله يوسف
الاحتيال لاخذ اخيه
باظهار انه سارق ووضع
الصواع في رحله قال منكر
التحليل التحليل ثلثة انواع
نوع قربة وطاعة و
نوع مباح جائز

ذو نجح فعله على تركه والعكس
تابع لمصلحته ونوع محرم و
مخادعة لله سبحانه متضمن
لاسقاط ما اوجبه وابطال
ما شرعه وتحليل ما حرمه
وانكار ائمة السلف واهل
الحديث انما هو لهذا النوع فان
الحيلة من جهت هي لا تمدح ولا تذم و
انما تعتبر بالامر المحتال عليه فان كان
حسنا كانت حسنة وان كان قبيحا
فقبيحة وان كان طاعة كانت
طاعة و ان كان معصية كانت معصية ولما قال

کرا وسکا کرنا کمر نیکی نسبت کرغالب ہی یا اوس حیلہ کا خلاف اوسکی مصلحت کے تابع
ہے اور ایک قسم حرام اور اللہ پاک کو فریب دینا ہی اور اوسکی واجب کے ساقط
کرنے اور شروع امر کے باطل کرنے اور حرام کی ہوئی چیز کے حلال کرنیکو متضمن
ہے ائمہ سلف اور حدیث والے جو حیلہ کا انکار کرتے ہین وہ یہی قسم ہی اسلئے کہ
حیلہ خود تعریف اور مذمت کیا نہین جاتا بلکہ جس امر پر حیلہ کیا جاتا ہی وہ اگر اچھا
ہی تو حیلہ اچھا ہی اور اگر وہ برا ہے تو حیلہ بھی برا ہی اگر وہ طاعت ہی تو وہ بھی طاعت
ہی اور معصیت ہی تو وہ بھی معصیت ہی اور از انجا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ ایسا نکرو جیسا یہودیون نے کیا کہ ادنی حیلون سے خدا تعالی کی حرام کی
ہوئی چیزونکو حلال جانو اسلئے فقہا کی اصطلاح مین حیلہ جب مطلق بولا جاتا ہی تو اوس
سے ایسے ہی حیلے مقصود ہوتے ہین جنسے محرمات حلال سمجھی جاوین جیسے یہودیون کے
حیلے اور ہر ایک حیلہ جو متضمن خدا تعالی کے حق کے دور کرنیکا ہو اور حیلہ کا حال
مثل فریب دہی کے ہی کہ اوسکی دو قسمین ہین اچھا اور برا اگر حق کے ساتھ ہو تو اچھا
ہوتا ہی اور اگر باطل طور پر ہو تو برا اچھی قسم کے فریب میں سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اس ارشاد مین کہ لڑائی فریب ہی اور بری قسم مین سے ہی حدیث عیاض
بن حماد مین جو مسلم کے نزدیک ثابت ہی آپکا ارشاد کہ دوزخ والے پانچ ہین اور

مجموعہ احکام
صلى الله عليه وآله وسلم لا ترتكبوا ما ارتكبت
اليهود فتستحلوا محارم الله بادنى الحيل صار
في عرف الفقهاء اذا اطلقت يقصد بها الحيل التي
يستحل بها المحارم كحيل اليهود وكل حيلة تتضمن
اسقاط حق لله او لآدمي وذلك كالمخادع فهو
ينقسم الى محمود ومذموم فان كان في نفع
محمود وان كان بباطل فهو مذموم
ومن النوع الاول الحسن قوله صلى الله عليه
وآله وسلم الحرب خدعة ومن النوع
الثاني المذموم قوله صلى الله عليه وآله
وسلم في حديث عياض بن
حماد عند مسلم اهل النار خمسة

اونمین سے ایک اسکو ذکر فرمایا کہ صبح اور شام تمکو تمہارے اہل اور مال کی
طرف سے فریب ہی دیتا رہے اور ان آیتو نمین بھی بری قسم مذکور ہے یخادعون
اللہ والذین آمنوا اور وان یریدوا ان یخدعوک اور اچھی قسم مین سے ہے
فریب دینا کعب بن اشرف اور ابورافع کو جو دو دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے تھے اور فریب دینا نعیم بن مسعود کا بنی قریظہ اور احزاب کو کہ اونمین ایک
ایسی بات ڈالدی جو سبب اونکی جدائی اور پھر جانیکا ہوگئی اسیطرح مکر بھی دو قسمون
پر منقسم ہے اچھا اور برا اور اچھی قسم مین سے ہے خدا تعالیٰ کا مکر اصحاب مکر سے
اونکی فعل کے مقابلہ مین جیسا قرآن مجید مین ہے ویمکرون ویمکر اللہ اور
ومکروا مکرا ومکرنا مکرا اور یہی حال کید کا ہے جیسا اس آیت مین ہے انہم یکیدون
کیدا واکید کیدا **فصل** جب یہ جان چکے تو کچھ دشوار نہین کہ آدمیکو ایسا
قول یا فعل کرنا درست ہو جس سے مقصود صحیح مطلب ہو گو قول و فعل ظاہر کی رو
خلاف مقصود ہو مگر جب اوسمین مصلحت اور نیت ظلم کی دور کرنے اور کسی حرام حیلہ
کے باطل کرنیکی ہو تو جائز ہوسکتا ہے اور حرام یہ امر ہے کہ معاملات شرعی سے وہ
چیز قصد کرے جو خدا تعالیٰ نے اوسکے لئے مشروع نہین فرمائی کو اس صورت مین
خدا تعالیٰ کے دین سے فریب کرنیوالا اور اوسکی شریعت کا بدل دینے والا ہو جاویگا

ذلک منہم رجل لا یصبح الا
وہو صحیح دعا علی من احب
وما لاث وقولہ تعالی یخادعون
اللہ والذین آمنوا وان یریدوا
ان یخدعوک ومن النوع
المحمود خداع کعب بن الاشرف
وابی رافع عدوی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم وخداع نعیم بن مسعود لبنی قریظۃ
والاحزاب حتی القی بینہم ما کان سبب التفرقۃ
وہکذا المکر ینقسم الی محمود ومذموم
فمن المحمود مکرہ تعالی باہل المکر مقابلۃ لہم
بفعلہم ویمکرون ویمکر اللہ ومکروا مکرا ومکرنا
مکرا وکذلک الکید کقولہ تعالی انہم
یکیدون کیدا واکید کیدا

فصل فاذا عرف ذلک فلا اشکال
انہ یجوز للانسان ان یظہر قولا او فعلا
مقصودہ بہ مقصود صالح وان کان
ظاہرہ خلاف ما قصد
بہ اذا کان فیہ مصلحۃ دینیۃ
مثل دفع الظلم او
ابطال حیلۃ محرمۃ
وانما المحرم ان یقصد بالعقود
الشرعیۃ غیر ما شرعہ اللہ لہ
فیصیر مخادعا للہ کائدا لشرعہ

کیونکہ اوسکا مقصود حاصل ہونا اوسبات کا ہی جسکو اللہ تعالی نے اِس حیلہ سے
لینا حرام کیا تہا یا یہہ غرض ہی کہ جو چیز اللہ تعالی نے واجب کی ہی اوسکو دور کرے
اوران دونو قسمونکی مثال قسم ہی پس اگر حق اوسکے ذمہ پر ہی اور یہہ اوسکا انکار
کرے یا انکار بزنا ویل کی روسے قسم کہا وے تو اوسکی تاویل جہوٹی قسم کے گناہ
کو دور نکریگی اور ایسا یمین قسم کہانیوالی ہی کی قسم کا اعتبار ہوتا ہی اور مظلوم محتاج
کو البتہ تاویل مفید ہی اور گناہ سے بچاتی ہی اور قسم اوسکی نیت کی موافق ہوجاتی ہی
مثلا جب اوس سے کوئی ظالم ایمان چاہے اور وہ ایمان کے معنی جمع یمین بمعنی ہاتھ
کے ٹہہرا لے اور طلاق کی معنی یون بتالے کہ اوسکی بیبی قید سے چہٹی ہوئی ہے
یا غیر کے نکاح سے آزاد ہے اور حُر او رعتیق کے معنی یون بدلدے کہ اوسکی مملوک پارسا
اور کریم ہین یا اور اسیطرحکی تاویل کرے تو اوسکو یہہ تاویل بچاویگی **فصل** اور جس
مظلوم سے قسم لیجاتی ہی اوسکی لئے دو نکلنے کے رستے ہین ایک تو قسم کے وقت تاویل
سے اور اگر یہہ اوس سے نہ بن سکے تو دوسرا اور طریق نکلنے کا ہی جس سے بعد کو چہٹتا ہی
مثلا جب مظلوم سے راہزن وغیرہ اسبات کی قسم لیلین کہ ہمارا حال کسی سے نہ کہیو تو
اسکا حیلہ یہہ ہی کہ حاکم اوس شخص سے ہر تہمت والیکا حال پوچہے اور وہ بیگناہ کو تو
بری کردے اور تہمت والیکی بابت سکوت کرے اور جب اوس سے کوئی ظالم قسم لے

کہ اپنے قرضدار کا شکوہ نکرے نہ اوس سے اپنا حق مانگے اور اسی قسم کھالی اور نادہندی
کی تو قرض کا حوالہ کسی اور شخص پر کر دے جو قرضدار سے مطالبہ کرے اور اسیطرح اگر
کوئی ظالم اوس سے قسم لے کہ میرے ہاتھہ فلان چیز بیچیگا تو اوسکو چاہیے کہ اوس
شے کا مالک اپنی بیبی یا اولاد کو کر دے پھر جب اوسکے بعد ظالم اوس سے وہ چیز خریدے تو یہہ اپنی
قسم کو پورا کرے مگر جسکو اوس چیز کا مالک کر دیا ہے وہ اوس چیز کی حوالہ کرنے سے باز رہے

فصل اور ان حیلونکی جنکی باعث آدمی مکر سے بچے بہت سی مثالین ہین اول یہہ
کہ کسی زمین کو کئی برس کے لئے اجارہ لے پھر جب زمین درست ہوجاوے تو ڈرے کہ مالک کہیگا
نہ کچھ زیادہ ورد غا کریگا اور نہین تو یہی سہی کہ اسوقت زمین کا اجارہ [illegible]
ہو جو پہلے کہدیا ہے تو اس مکر سے بچنے کا حیلہ یہہ ہے کہ ہر برس کا اجارہ مقرر کر دے اور پچھلے برسون
کا اجارہ زیادہ کرے اور پہلونکا کم تو اس تدبیر سے اوسکو دغا کرنی آسان نہوگی اور اسکے برعکس اگر
مالک کو مستاجر کے طرف سے دغا کا خوف آئندہ کو ہو تو وہ شروع کی برسون مین
زیادہ اجارہ مقرر کرے دوسری مثال یہہ ہے کہ آدمی کو یہہ خوف ہووے کہ
زمیندار اجارہ مین مجکو وہ زمین دیگا جو اوس کی ملک نہین یا بائع
میرے ہاتھہ غیر کی چیز بیچ لیگا اور مالک آویگا تو معاملہ جاتا
رہیگا تو اس کی تدبیر یہہ ہے کہ زمیندار خواہ بائع سے اجارہ

کی زمین یا مبیع کا ضامن لیوی کہ دوسرے کے استحقاق کی صورتین جوابدہی ہماری ذمہ ہی اور اگر اوس شخص کو ضامن لیوی جسکے استحقاق یا مطالبہ کا خوف ہو تو یہہ بڑی پکی بات ہی تیسری مثال یہہ ہی کہ درختونکا اجارہ لینی کا ارادہ کری لوگ کہتی ہین کہ اونکا اجارہ جائز نہین اسلیے کہ مقصود درختون سی میوی ہین تو اونکا اجارہ کے یہہ معنی ہوئی کہ میوونکی بیع پہلے گدر ایسی درست ہی تو درختون کے اجارہ کی جواز کا حیلہ یہہ ہی کہ زمیندار سی زمین اجارہ لے اور درختونپر اوس سے عقد مساقات ایک حصہ مقرری پر کرلے شیخ الاسلام فرماتے ہین اسکی کچھہ حاجت نہین بلکہ صواب یہی ہی کہ درخت کا اجارہ درست ہی چنانچہ حضرت عمر بن خطاب نے اسید بن حضیر کے باغکو چند سال اجارہ دیکر زر اجارہ سے اوس کا قرض ادا کیا تہا اور یہہ بہی شیخ الاسلام کا قول ہی کہ درختونکا اجارہ لینا پہلون کے لئے ایسا ہی جیسا زمین کا اجارہ لینا غلہ کے لئے کیونکہ مستاجر درختونکی خدمت پانی دینے اور درست کرنے سی کرتا ہی یہانتک کہ پہل حاصل ہون جیسے مستاجر زمین کا زمین کی خدمت جوتنے بونے اور پانی دینے سی کرتا ہی تاکہ غلہ حاصل ہو پس درختونکا پہل بمنزلہ زمین کے غلہ کے ہی اب اگر کہا جاوے کہ فرق دونو صورتون میں یہہ ہی کہ زمین کے اجارہ مین بیع کا غلہ مستاجر کی ملک ہوتی ہی اور معاملہ اسپر ہوا ہی کہ اسکو

ان يضمن المؤجر والبائع درك المؤجر والمبيع وان ضمن من يخاف منه الاستحقاق والمطالبة فهو اقوى للتنال الثالث اذا اراد ان يستاجر امتعارا وقفا او لايجوز اجارتها لان المقصود منها الثمر فيؤدي الى ان يكون من بيع الثمر قبل بدو صلاحها فالحيلة في الجواز ان يؤجره الارض ويساقيه على النخل بجزء معلوم قال شيخ الاسلام وهذا لا يحتاج اليه بل الصواب جواز اجارة النخل كما فعل عمر بن الخطاب

بحديقة اسيد بن حضير فانه اجرها سنين وقضى بها دينه قال واجارة الشجر كاجارة الارض لافرق لان المستاجر يقوم على الشجر بالسقي والاصلاح حتى يحصل الثمر كما يقوم على الارض بالحرث والسقي والبذر حتى يحصل المغل فثمرة الارض يجري مجرى ثمر الشجر فان قيل الفرق بينهما ان المغل في المسالة ان المغل ملك المستاجر وهو ملك المعقود

زمین مین ڈالکر پانی دینے اور خدمت کرنے سے فائدہ اوٹھاوے بخلاف درختونکے
اجارہ لینے کے کہ اسصورت مین پھل درخت مین سے نکلتا ہے اور وہ ملک زمیندار
کی ہے تو اسکا جواب کئی وجہ سے ہے اوّل یہہ کہ اس فرق کو معاملہ کی درستی مین
کچھہ اثر نہین دوسرے یہہ کہ اس فرق سے زمین کا اجارہ لینا گہاس پہوس کیواسطے
باطل ٹھہرتا ہے جسکو خدا تعالی بدون توجہ مستاجر کے اگاتا ہے اور یہہ گہاس
وغیرہ نظیر درخت کے پہل کی ہے تیسرے یہہ کہ پہل جو حاصل ہوتا ہے تو صرف پانی دینے
اور خدمت کرنے اور خبر گیری سے ہوا ہے تو وہ مستاجر کے عمل اور درخت سے پیدا
ہوا ہے یعنی اوسکے حاصل ہونے مین مستاجر کا بھی اثر اور کام ہے چوتھے یہہ کہ کہیتی
کا پیدا ہونا صرف تخم سے نہین بلکہ تخم اور مٹی سے ہے اور مٹی ملک زمیندار کی ہے
جیسے پہل درخت سے حاصل ہوا اور وہ ملک مالک کی ہے تخم زمین مین ڈالنا قائم مقام
درخت مین پانی دینے کے ہو جاتا ہے کہ مستاجر نے زمیندار کی زمین مین ایک
بستہ چیز رکہی اور درخت کے مستاجر نے درخت مین ایک بہتی چیز رکہی پہر مالک
کی اصل اور مستاجر کے پانی اور کام سے پہل پیدا ہوا جیسے غلہ زمیندار کی زمین اور
مستاجر کے بیج اور خدمت سے حاصل ہوا اور یہہ نہایت صحیح قیاس رو سے زمین کی
ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ امت مین سے فقیہ تر اور عالم تر اُن باتون کی

جو حکو نہین تا نیز کرتی ہین اور کسی نے صحابہ مین سی حضرت عمر رضہ پر بابت اِنکے اجارہ دینے
مین انکار نکیا تو اِسپر انکا اجماع پایا جاتا ہی علاوہ ازین جو حیلہ کہ اسباب مین
لوگون نے ذکر کیا ہی وہ سب جگہہ نہین چلتا مثلاً باغ اگر کسی یتیم کا ہو تو اوسکی اجارہ
دینے والیکو جائز نہین کہ اِسصورتمین مساقات مین فروگذاشت کرے جو بھی مثال ہے
کہ جس صورتمین ایکعورت معین سی نکاح کرنیکو یا ایک معین لونڈی کے خریدنیکو
دوسرے شخص کو وکیل کرے اور اِسبات کا ڈر ہو کہ کہین وکیل کو وہ پسند نہ آجاوے
اور اُس سے خود اپنی شادی کرے یا لونڈی اپنی لئے مول لے لے تو لونڈی کے
بابمین یہہ حیلہ ہی کہ وکیل سے کہدے کہ اگر تو اوسکو اپنی لئے خریدے تو وہ آزاد ہے
اور عورت کے بابمین یہہ کہدینا کہ اگر اپنی آپ اگر اوس سے نکاح کرے تو اوسکو طلاق ہے
اُن لوگونکے نزدیک مفید ہی کہ عہد کے بابمین طلاق شرط کو صحیح کہتے ہین جیسے امام
مالک اور امام ابوحنیفہ مگر امام شافعی اور احمد کے قول کے بموجب یہہ کارآمد نہین اب
اگر وکیل اُسعورت سے اپنا نکاح چاہے یا لونڈی خاص اپنے واسطے لیا چاہے اور منظور
یہہ ہو کہ اپنے اور خدا تعالی کے درمیان کے معاملہ میں گناہگار نہو تو اوسکا حیلہ
یہہ ہی کہ اپنے آپکو وکالت سے برطرف کردے پھر اوس عورت کا معاملہ اپنے لئے کرے اور اگر
اوسکا معاملہ اپنی لئے کر لیگا تو اِس حرکت سے بھی وکالت سے معزول ہو جاویگا لیکن

اعلام الموقعين في الاحكام ... احد من الصحابة عمر ... اجماع منهم
ان الحيلة ... الى ذريعة ... لا تعطل فان البستان ... كان ليتيم ... اذا ... ان ... تمكن لموجره ... المساقاة ... المثال الرابع اذا وكل من يتزوج له امرأة معينة او يشتري له جارية معينة وخاف ان يتزوجها او يشتريها لنفسه فالحيلة ...

ان يقول ... ان تزوجتها لنفسك ... ان يعتق ... الزوجة ... التعليق ... قول الشافعي واحمد ... عند من يصحح ... ابو حنيفة ... فان اراد الوكيل ... ان يعزل نفسه ... ولا اثم فيما بينه وبين الله ... عن الوكالة ثم يعقد ... لنفسه ... الامر لنفسه ...

اگر وکیل کو یہہ خوف ہو کہ یہہ بیل نشد ہی نہ چڑہیگی اسطرح کہ موکل ایک حنفی حاکم کی
بیان مرافعہ کریگا جسکا مذہب یہہ ہی کہ وکیل اپنے آپکو موکل کی غیبت مین معزول
کر لینے کا مالک نہین تو اوسکی تدبیر یہہ ہی کہ اوس لونڈی کو ایسی چیز کے عوض بیع
اپنے لئے مول لے کہ جس چیز کے عوض مین موکل نے اجازت دی ہی اوسکی جنس
سے نہو تو اسوقت یہہ خرید اسکی ہو جاویگی پانچوین مثال یہہ ہی کہ ایک شخص کا
دوسرے کے ذمہ قرض ہی اور قرضخواہ نے سفر کرنا چاہا اور یہہ ارادہ کیا کہ قرضدار سے
کچھہ کم کر کے باقی کو اوسیوقت لے لے تو اس مسئلہ مین علما کا اختلاف ہی ابن عباس اسکو
جائز فرماتے ہین اور ابن عمر نے حرام اور امام احمدؒ سے دو روایتین ہین مشہور تر روایت اس سے
منع کی ہی اور دوسری روایت جواز کی اور یہی روایت ہمارے شیخ نے اختیار کی ہی اور
ابن عبد البر نے جو امام شافعیؒ سے اسکے بارہ مین جواز کی صورت نقل کی ہی تو وہ اسی صورت
مین ہی کہ یہہ معاملہ بدون شرط کے ہوا ہو یعنی قرضدار نے قرضخواہ کو کچھہ قرض ادا کر دیا اور باقی قرض
سے قرضخواہ نے اوسکو بری کر دیا یہانتک کہ اگر پہلے ادا کرنے اور معاف کرنے باقی کی شرط بھی
کر لی ہو اور پھر اس شرط کی بموجب عمل کیا ہو تو امام شافعی کے نزدیک درست ہوگا اسلئے کہ
اونکے مذہب مین شرط موثر وہی ہوتی ہی جو معاملہ کے ساتھہ ہوا اور امام مالک ہر صورت
کو نہ شرط کے ساتھہ جائز رکھتے ہین نہ بدون شرط کے تاکہ ذریعہ مسدود ہووے

جو لوگ اس صورت سے منع کرتے ہین وہ اپنی دلیل احادیث اور عرض سے کرتے ہین احادیث تو یہ ہین کہ سنن بیہقی مین مقداد بن اسود سے روایت ہی کہ مین نے ایک شخص کو سو دینار قرض دیے پہر میرا قرعہ ایک لشکر مین نکلا جسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہیجا تہا تو مین نے اوس شخص سے کہا کہ تو مجکو ابھی نوے دینار دیدے دس دینار تجکو مین چہوڑ دونگا اوسنے کہا اچہا پہر اسکا ذکر اوس شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپنے فرمایا کہ تو نے مقداد کا سود کہایا اور اوسکو کہلایا اور اس حدیث کی سند مین ضعف ہی اور ابن عمر رض سے صحت کو پونہچا ہی کہ جس صورت مین ایک شخص کا قرض دوسرے کے پاس ہو اور مال والا اوس سے کہے کہ کم کردے اور دوسرا شخص باقی مال اوسکو اوسیوقت دیدے تو اسبات کو حضرت ابن عمر رض نے مکروہ جانا اور اوس سے منع فرمایا اور ابو منہال سے صحیح روایت ہی کہ اوسنے حضرت ابن عمر رض سے یہ سوال کیا کہ ایک شخص کا میرے اوپر قرض ہی اور وہ مجہ سے کہتا ہی کہ تم مجکو ابھی دیدو تو مین تم سے کچھ کم کردونگا حضرت ابن عمر نے مجکو اس امر سے منع فرمایا اور فرمایا کہ امیر المومنین حضرت عمر رض نے ہمکو منع فرمایا ہی کہ نقد چیز کو قرض کے بدلے مین بیچین — اور ابو صالح مولی سفاح جنکا نام عبید ہی کہتے ہین کہ مین نے بازار والونکے ہاتھ گیہون کچھ مدت پر بیچے تہی پہر مین نے کوفہ کو جانا چاہا ان لوگون نے مجھ سے کہا کہ تم

واحتج المانعون بالآثار والمعنى اما الآثار ففي سنن البيهقي عن المقداد بن اسود قال اسلفت رجلا مائة دينار ثم خرج سهمي في بعث بعثه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقلت له عجل تسعين دينارا واحط عشرة دنانير فقال نعم فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال اكلت ربا يا مقداد واطعمته وفي سنده ضعف وصح عن ابن عمر انه يكون الدين على رجل الى الاجل فيضع عنه صاحبه ويعجل له الآخر فكره ذلك ابن عمر ونهى عنه وصح عن ابي المنهال انه سأل ابن عمر فقال لي على رجل حق فقال اعجل لي لاضع عنك فنهاني عنه وقال نهى امير المؤمنين عمر ان نبيع العين بالدين وقال ابو صالح مولى السفاح واسمه عبيد بعت بزا من اهل السوق الى اجل ثم اردت الخروج الى الكوفة فعرضوا علي

ان اضع عنہم وینقدونی

فسئلت عن ذلک زید بن ثابت

ہمکو کچھہ چہوڑ دو تو ہم ابہی نقد حوالہ کرین مینے اس امر کو حضرت زید بن ثابت سے
پوچہا آپ نے فرمایا کہ مین تجکو حکم نہین کرتا کہ اس مال کو کہا وی یا کہلا وی روایت
کیا ہے اسکو مالک نے موطا مین اور غرض کی جہت سے یہہ دلیل ہے کہ جب بعض قرض
نقد لیلیا اور باقی کچھ چہوڑ دیا تو اس سے یہہ غرض ہوئی کہ مدت کو اس مال کی عوض
جو چہوڑ دیا ہی بیچڈالا اور یہہ بعینہ سود ہی جیسے مدت کو اس مقدار کی عوض بیچے
جو قرضدار پر بڑہا دے یعنی جسوقت قرض کی مدت پوری ہوجاوے تو قرضدار سے
کہے کہ تو قرض مین زیادتی کر دے مین مہلت مین بڑہا دونگا تو ان دو نو صورتون
مین کیا فرق ہی خواہ یہہ کہے کہ مدت کم کر دے قرض کم کر دونگا یا یہہ کہے کہ بدت بڑہا دے
مین قرض زیادہ کر دونگا زید بن اسلم کہتے ہین کہ جاہلیت کا سود یہہ تہا کہ ایک شخص
کا حق دوسرے پر ایکمدت کے لئے ہوتا تہا جب اوس حق کی مدت پوری ہوجاتی تہی تو قرضخوا
قرضدار سے کہتا تہا کہ تو میرا حق ادا کرتا ہے یا سود دیگا اگر وہ دیدیتا تو لے لیتا ورنہ
حق مین زیادہ کرکے مدت بڑہا دیتا روایت کیا اسکو امام مالک نے اور اس سود
کی حرمت پر اتفاق ہے بلکہ دین اسلام مین اوسکی حرمت ظاہر ہی اس معاملہ کو منع کرنیوالے
کہتے ہین کہ مدت کا ناقص کرنا بعوض مال کے کم کرنیکے ایسا ہی جیسا مدت کا بڑہانا بمقابلہ
مال کے بڑہانیکے تو جسطرح دوسری صورت باتفاق سود ہے اسیطرح اول بہی سود ہوئی

قال البیہقی ... عن ابن عباس انہ کان لا یری باساً ان یقول اعجل لک و تضع عنی وہو الذی روی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما امر باخراج بنی النضیر جاءہ ناس منہم فقالوا یا رسول اللہ انک امرت باخراجہم ولہم علی الناس دیون لم تحل فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضعوا وتعجلوا قال ابو عبد اللہ ہو صحیح الاسناد قلت ہو علی شرط السنن وضعفہ

یا ہی اور جو لوگ اسمعاملہ کے جواز کیطرف گئی ہین وہ یہہ کہتی ہین کہ حضرت ابن عباس رض سے صحیح ہوا ہے کہ وہ اسصورت مین کچھہ مضائقہ نہین دیکھتی کہ قرضدار کہی کہ مین تجھی نقد ابہی دیدونگا اگر تو کم کردی اور یہی صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہی کہ جب آپنی بنی نضیر کو مدینہ منورہ مین سی نکالدینی کا حکم فرمایا تو کچھہ لوگ اونمین سی آپکی خدمتمین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے بنی نضیر کے نکالدینی کا ارشاد فرمایا ہی اور اونکا قرض لوگونکی ذمہ ہی کہ ابہی اسکا وقت اداکا نہین آیا آپنے فرمایا کہ کچھہ کم کرکے نقد اسیوقت لیلو ابو عبد اللہ حاکم کہتی ہین کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہی مین کہتا ہون کہ یہہ اسناد سنن کی شرطونکی بموجب ہی مگر بیہقی نے اس اسناد کو ضعیف کہا ہی اور اسناد مین معتبر لوگ ہین الا بیہقی نے مسلم بن خالد زنجی کی جہت سی ضعیف کہا ہی حالانکہ وہ شخص معتبر اور فقیہ ہی امام شافعی اون سی روایت کرتے ہین اور اونکی روایت سی حجت کرتے ہین اور بیہقی نے اسمعاملہ کا عنوان یہہ لکھا ہی باب ہی اوس شخص کا جسکو اوسکی حق سی کمتر دیا جاوی پیشتر وقت کی آنیسی اور وہ قرضدار سی کم کردی اور دونو کا دل اس سی راضی ہوا اور شاید مراد انکی یہہ ہی کہ یہہ معاملہ بے شرط ہوا ہو کہ اسنی جلد ادا کیا اور اوسنی حق کم کردیا اور اسمین کچھہ ممنوع امر نہین اباحت والے یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ صورت سود کی صورت کے خلاف ہی اسلئے کہ سود کی صورت

البیہقی واسنادہ ثقات وانما ضعفہ بمسلم بن خالد الزنجی وہو ثقۃ فقیہ روی عنہ الشافعی واحتج بہ وبوب علیہ البیہقی باب من عجل لہ ادنی من حقہ قبل محلہ ... فوضع عنہ ... ان مرادہ ... ہذا ... وضع ... اجل ... عجل ... ما ... ضد الربا ...

تتضمن الزيادة في الاجل
والدين وذلك ضرر محض
بالغريم ومسئلتنا تتضمن
براءة ذمة الغريم من الدين
وانتفاع صاحبه بتعجيله
وكلاهما حصل له الانتفاع
من غير ضرر بخلاف الحاق بالجمع
عليه فان ضرره لا يلحق بالمدين نفعه
يختص برب الدين وهو ضرر الربا صورة ومعنى
فالاول لان مقابلة الاجل بالزيادة في الاداء
الى عظيم الضرر يوان لعبد الذي ذمه الواجب
الذي هو قد تشتغل الذمة بالدين فاتها وقع
ويجعل مخلص ذمته من الدين وينتفع ذلك بالتعجيل
فالاول والثاني جائز لانه نظام الابراء التام من الديون
ويبقى الغريم المدين اسيرا فيقتضي براءة ذمته
بحيث يخلص له من الاسر وهذا ضرب
متعلق بالزيادة المثال السادس
يجوز تعليق الابراء بالشرط
وبه وفعله الامام احمد
وقال اصحابنا لا يصح فاذا
قال اذا مت فانت في حل
من مالي عليك صح ان علق
ذلك بموت نفسه صح لانه وصية

تو مدت اور قرض دونوں کی زیادتی کو متضمن ہے جسمین قرضدار کا نرا ضرر ہے اور
ہمارا مسئلہ اس امر کو متضمن ہے کہ قرضدار کا ذمہ قرض سے پاک ہو جاوے اور مالک
مال جو مال جلد پاوے تو اوس سے فائدہ اوٹھاوے غرضکہ اس صورت مین دونو شخصونکا
فائدہ ہے اور ضرر کچھ نہین بخلاف سود کی صورت کے جس پر اتفاق ہے کہ اوسمین مدیونکا
ضرر ہے اور قرضخواہ کا فائدہ اِس سے معلوم ہوا کہ یہہ صورت سود کی صورت کے ظاہر و باطن
مین خلاف ہے اور یہہ بھی اونکا قول ہے کہ مدت کی عوض مین سود بڑہا دینا ایک بڑے
ضرر کا ذریعہ ہے کہ ایکدرم بڑہتے بڑہتے ہزارون ہو جاوینگے قرضدار کا ذمہ بیفائدہ پہنسا
رہیگا اور کم کرنے اور جلدی لینے کی صورتمین قرضدار کا تو ذمہ پاک ہوتا ہے اور قرضخواہ
جلد مال لیکر فائدہ اوٹھاتا ہے اور نیز شارع کو دین سے ذمونکی بری ہونے کیطرف نظر
ہے اور قرضدار مدیون کا نام اسیر رکہا ہے تو اوسکے ذمہ کے پاک کرنے مین اوسکو
قید سے چھوڑانا ہے اور یہہ امر ضد ہے اوسکی ذمہ کو زیادتی مین مشغول کر دینے کا۔
چھٹی مثال یہہ ہے کہ بری کرنیکو شرط سے معلق کرنا درست ہے اور اوسکو امام احمدؒ
نے کیا ہے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ درست نہین مثلاً جب کہا کہ اگر مین مر جاؤن
تو جو مال میرا تیرے ذمہ ہے اوس سے تو بری ہے تو اگر برارت کو خود اپنے مرنے پر معلق کریگا
تو درست ہوگا اسلیئے کہ یہہ صورت وصیت کی ہے اور اگر یہہ کہیگا کہ تو مر جاوے تو بری ہے

بل قد ثبت انه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علق الهبة بالشرط في حديث جابر قال لو قد جاء مال البحرين اعطيتك هكذا ثلاث حثيات وانجز له الصديق ذلك بعد موته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فان قيل كان ذلك [illegible]
ثابت بالنص ولا بالاجماع
ولما علم عن الاصل فيه
لم يصح تعليق الهبة فيقول
البراءة بالشرط ولا يصح
الذي بن لم يصح لانه تعليق
وان علقه بموت من عليه

یعنی بری ہونیکو مدیون کے مرنے پر معلق کریگا تو درست نہوگا اسلئے کہ اسصورت
مین بری ہونیکو شرط پر معلق کیا ہی اور وہ درست نہین جیسے کہ ہبہ کا شرط پر معلق
کرنا درست نہین پس جو لوگ تعلیق کو درست کہتے ہین وہ اول تو یہہ کہتے ہین کہ سلم
جواز اصل مین یعنی ہبہ مین نص سے ثابت ہی نہ اجماع سے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
سے جابر کی حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ آپ نے ہبہ کو شرط پر معلق کیا ہی یعنی یہہ فرمایا
کہ اگر بحرین کا مال آویگا تو مین تجکو آسا پہر آسا تین لپ بہر دونگا اور حضرت صدیق نے
نے جابر کو بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بحرین کے مال مین سے وہ اسی
پورا دیا - ایسا اگر کوئی کہے کہ یہہ تو وعدہ تہا ہبہ کہان ہی تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہی
وعدہ تہا اور ہبہ جو شرط سے معلق ہوتا ہی وہ بہی وعدہ ہی ہی اور اسیطرح فعل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسوقت کہ نجاشی کو مشک کا ہدیہ بہیجا اور ام المومنین ام سلمہ سے
یہی فرمایا کہ مین نے نجاشی کو ایک حلہ اور مشک کے برتن ہدیہ بہیجے اور مجکو یون ہی سوجہتا ہے
کہ نجاشی مرگیا اور مجہے معلوم ہوتا ہی کہ میرا ہدیہ واپس آویگا تو اگر میری پاس آویگا تو وہ
تیرا ہی ہوگا کیا حدیث کو روایت کیا اوسکو امام احمد نے اور صحیح یہہ ہی کہ ان دونو حدیثون
پر عمل کرنے سے ہبہ کا معلق کرنا شرط سے درست ہی اور نیز وصیت مالک کرنا ہی تو حقیقت مین
وصیت یہہ ہی کہ مالک کر دینے کو موت پر معلق کر دے یعنی جب یہہ کہے کہ اگر مین اس مرض سے

نعم والهبة المعلقة بالشرط وعد [illegible]
فعل النبي صلى الله عليه وآله وسلم [illegible]
الى النجاشي [illegible]
رواه الامام احمد [illegible]
تعليق الهبة بالشرط [illegible]
وهي في الحقيقة [illegible]

مر جاؤن تو فلان شخص کو اتنے اتنے مال کی وصیت کرتا ہون تو یہہ صورت مالک کر دینا ہی جو موت سے وابستہ ہی اور اسوجہ سی صحیح یہہ ہی کہ وقف کا معلق کرنا شرط سے درست ہے میمونی کی روایت مین وقف کے معلق کرنیکی موت پر تصریح کی گئی ہی اور تمام تعلیقین اسکے معنون مین ہرگز کچھہ فرق نہین اور اسلیئے ابو الخطاب نے سب تعلیقونکا عام قاعدہ کیا ہی اور کہا ہی کہ وقف کا معلق کرنا موت پر درست نہین اور بہتر یہہ ہی کہ نص کو عام کیا جاوے اور کہا جاوے کہ وقف کی تعلیق موت وغیرہ پر درست ہے اور یہہ ایکوجہ ہی امام احمد کے مذہب مین کی دو وجہون مین سی اور یہی مذہب مالک کا ہی اور امام احمد سے تصریح اسکی درست نہونیکی معلوم نہین ہوتی بلکہ درست نہونا قول قاضی اور اوسکی ساتہیونکا ہی اور مسئلہ مین ایک تیسری صورت ہی کہ اوسکا معلق کرنا موت کی شرط پر درست ہی نہ اوسکی سوا اور کسی شرط پر اور یہی اختیار کیا ہی شیخ موفق الدین نے اور فرق یہہ بیان کیا ہی کہ وقف کو موت پر معلق کرنا وصیت ہی اور وصیت مین گنجایش نسبت زندگی کے تصرف کی زیادہ ہی اسوجہ سے کہ وصیت مجہول اور معدوم اور حمل کی بھی ہوا کرتی ہی اور صحیح یہہ ہی کہ وقف کی تعلیق مطلقا درست ہی اور اگر موت پر اوسکو معلق کرنا وصیت ہوتا تو چاہئی تھا کہ وارث پر ممتنع ہوتا جیسے وصیت اوسکی حق مین نہین ہوسکتی اور اسمین کچھہ خلاف نہین کہ وقف کا معلق کرنا شرط

وقال لا يصح تعليقه بالموت وغيره

في المسئلة وجه ثالث انه يصح تعليقه بشرط الموت دون غيره من الشروط وهو اختيار الشيخ موفق الدين و فرق بان تعليقه بالموت وصية والوصية اوسع من التصرف في الحيوة بدليل الوصية بالمجهول والمعدوم والحمل والصحيح صحة تعليقه مطلقا ولو كان تعليقه بالموت وصية لا يمتنع على الوارث ولا نزاع انه يصح تعليقه بالشرط

سے کئی بطنون تک بطنا بعد بطن درست ہی اور ظاہر ہی کہ دوسرے بطن پر وقف ہو جانے
کی شرط یہی ہی کہ پہلا بطن جاتا رہے اور اللہ تعالی فرماتا ہی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اے ایمان والو
اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مسلمان اپنی شرطوں پر
پورا کرو اقرار
رہتی ہین اور قیاس اسکی معلق کرنیکی درستی کا مقتضی ہی اسلیے کہ وقف تملیک کی
نسبت آزاد کرنیسے زیادہ مشابہ ہی اور اسیوجہ سے اوسمین قبول کرنا بالاتفاق شرط نہین
بشرطیکہ اسقاط کی جہت پر ہو اور اسیطرح جبکہ اداۓ معین پر ہو دو وجہون سے زیادہ
قوی ہین اور ہبہ باتین صرف آزاد کرنیکی مشابہت کی ہین غرضکہ معلق کرنا بری کرنیکا
شرط پر ان سب امور سے اولی ہی پس اوسکو ناجائز کہنا اور اوس سے روکنا مخالف
دلیل اور مذہب کے ہی اور دوم یہ کہتی ہین کہ ہبہ کی تعلیق کے باطل ہونیسے بری کرنیکی
تعلیق کا باطل ہونا لازم نہین آتا بلکہ قیاس صحیح اوسکی تعلیق کے درست ہونے کا
مقتضی ہی اسلیے کہ بری کرنا محض حق کا ساقط کرنا ہی اور یہی وجہ ہے جسکو بری کیا جاتا ہی
اوسکو قبول کرنے اور راضی ہونیکا محتاج نہین تو وہ آزاد کرنے اور طلاق دینے سے زیادہ
مشابہ ہی بہ نسبت مالک کردینے کے اور اسی بنا پر ان سب مین صحت کی سبب سے حیلہ کی
کچھ حاجت نہین پس اگر معلق کرنیکی ضرورت پڑے اور اس بات سے ڈرے کہ کہین مجتہد معاملہ
توڑ دیگا تو اوسکا حیلہ یہ ہے کہ یون کہی کہ اس مہینے یا برس کے بعد میرا اس شخص پر کچھ

بالنسبة الى البطن بطنا بعد بطن وان كونه وقفا على البطن الثاني مشروطا بانقضاء البطن الاول وقد قال تعالى يا ايها الذين آمنوا اوفوا بالعقود وقال عليه الصلوة والسلام المسلمون على شروطهم والقياس يقتضي صحة تعليقه فانه اشبه بالعتق منه بالتمليك ولهذا لا يشترط فيه القبول اذا كان على جهة لا تنقطع اتفاقا وكذا اذا كان على اداء معين على اقوى الوجهين فاذا ... لا يشبه الا العتق والمعقود ان تعليق الابراء

بالشرط اولى من ذلك فمنعه مخالف للدليل والمذهب الثاني ان بطلان تعليق الهبة لا يستلزم بطلان تعليق الابراء بل القياس يقتضي صحة تعليقه لانه اسقاط محض ولهذا لا يفتقر الى القبول الذي ... فهو بالعتق والطلاق اشبه منه بالتمليك وقيل هذا فيستغنى بالعقد عن الحيلة فان ... الى التعليق وخاف ان ينقض عليه ... فالحيلة ان يقول ... بعد هذا الشهر او العام

حق نہین یا زید کے آنے پر پیر اُسکو دیہ کچہہ نہین یا فلان مہینے کے بعد یا زید کی آنے
پر جو دعوی ہین اوسپر فلان سبب کر دن وہ جہوٹا دعوی ہے ساتوین مثال یہہ ہی کہ جب
اپنی دختر کا نکاح اپنے غلام سے کر دے پہر اوسکو موت آوے تو ڈر ہی کہ اگر یہہ لڑکی اس
غلام کے کسی حصہ کی مالک ہوجاویگی تو نکاح ٹوٹ جاویگا تو اسکا حیلہ یہہ ہی کہ غلام کو کسی
اجنبی کے ہاتہہ بیچ ڈالے پہر اوسکا دام یا اوسکے ذمہ باقی رکہی تو ان دونوں کا حال اوسکو اور
زضونکا سا ہوگا یعنی اگر اوسکی لڑکی اس قیمت مین سے کسی حصہ کی وارث ہوگی تو نکاح
نہ ٹوٹیگا اور اگر نکاح کرنے سے پہلے ہی غلام کو دوسرے کے ہاتہہ بیچدے پہر اوس سے اپنی لڑکی
کا نکاح کرے تب بہی نکاح ٹوٹنے سے بامون رہیگا اور اسیطرح اگر اپنی لونڈی کا نکاح اپنے
بیٹے سے کر دے اور ڈرے کہ مرنے پر لڑکا اپنی زوجہ کا مالک ہوجاویگا تو نکاح جاتا رہیگا تو
اُس لونڈی کو اجنبی کے ہاتہہ بیچدے پہر اوس سے اپنے پسر کا نکاح کر دے یا عقد نکاح کے بعد بیچ
کر دے آٹہوین مثال یہہ ہی کہ مثلا زید پر عمرو کا قرض ہی زید نے اوسکو بکر پر حوالہ کر دیا کہ اوس سے لے
لے عمرو کو خوف ہوا کہ مبین بکر کی پاس سے مال جاتا رہے اور اس نظر سے اپنے مال کو پختہ کرنا چاہے تو
حیلہ یہہ ہے کہ زید سے کہے کہ تو مجہے مال کا حوالہ مت کر بلکہ بکر سے وصول کرنیکا وکیل کر دے اور جو کچہہ اُس سے
وصول کرونگا اوسکو اپنے ذمہ قرض کرا دونگا - اِس تدبیر سے دونو قرضونکی الگ دوسرے سے مجرا
ہوجانے سے دونو شخص بری ہوجاوینگے اب اگر حوالہ کی سوا یعنی زید کو خوف ہووے

کہ مبادا مال وکیل یعنی عمر کے ہاتھہ مین آکر پیشتر اس سے کہ وہ اپنے ذمہ قرض
کرے تلف ہوجاوے تو وہ پہر مجہسے اپنا قرض مانگیگا تو اوسکی لئے یہہ تدبیر ہے کہ
وہ محال علیہ یعنی بکر سے کہے کہ تو میرے لیطرفسے میرے ذمہ کی قرضکا اس طالب کیواسطے ضامن
ہوجا تو وہ اگر ضامن ہوجاویگا تو پہر جو کچہہ عمر اوس سے وصول کریگا وہ اپنی واسطے
قبض کریگا اور تلف ہونیکی صورتمین اوسیکا نقصان ہوگا نہ زید کا نوین مثال یہ
ہے کہ اگر کسی شخصکا قرض دوسرے کے ذمہ ہو اور دوسرا شخص قرضکی عوض مین اپنا
غلام اسکی پاس گرو رکہدے اور وہ ڈرے کہ ایسا نہو کہ یہہ غلام مرجاوے تو
قرضدار ایسے حاکم کے یہان نالش کرے جسکے نزدیک گرو چیز کے جاتے رہنے سے
قرض جاتا رہتا ہے تو اُسکا حیلہ یہہ ہے کہ قرضدار سے غلام مذکور اپنے قرض کے عوض
مول لیلے اور غلام کو قبضہ نکرے قرضدار ہی کے پاس رہنے دے پہر اگر وہ قرض
ادا کردے تو غلام کی بیع توڑ دے اور اگر وہ قرض نہ دے تو اوس سے غلام کا مطالبہ کرے
کہ میری چیز مجہے دو اور اگر غلام جاتا رہے تو بائع کے مال سے جاویگا اور مشتری اپنا
دام جو اصل قرض تہا اوس سے واپس لیگا دسوین مثال یہہ ہے کہ خوف اس بات کا
ہو کہ اگر رہن دوسرے کا حق نکلیگا تو رہن نامہ نکما ہوجاویگا تو حیلہ یہہ ہے کہ جس شخص
کے استحقاق کا خوف ہو اوسکو ضامن کرالے کہ اگر دوسرے کا حق نکلیگا تو مین دونگا

یا رہن نامہ پر اوسکی گواہی کرا لے کہ میرا اسمین کچھ حق نہیں اور جب اوسمین کسی
حق کا دعوی کرون تو وہ دعوی جھوٹا ہوگا گیارہوین مثال یہہ ہی کہ جب ایک شخص
کے دوسرے پر سو دینار ہون پچاس تو تمسک کی بنا پر اور پچاس بدون دستاویز
کے اور ڈر ہی کہ کہین اُن پچاس کا انکار نکر بیٹھے جنکی دستاویز نہین تو اسکا حیلہ یہہ ہے
کہ ایک مسافر شخص کو تمسکی مال کے لینے کے لئے وکیل کرے اور اوسکی وکالت پر علانیہ
گواہی کرا دی اور پھر اور گواہ اِسبات پر کر دی کہ مین نے وکیل کو وکالت سے معزول
کیا پھر وہ وکیل اوس قرضدار سے وہ پچاس دینار مانگے اور اپنی وکالت کی گواہ اوسکے
وکالت ثابت کر دے اور جب پچاس دینار لیلے تو مالک کو حوالہ کرے جلدی پھر مالک
اوس قرضدار سے اون پچاس کا مطالبہ کرے اگر وہ جواب دے کہ مین یہہ دینار آپکے
وکیل کو دے چکا ہون تو مدعی گواہ گذرانے کہ مین اوسکو لینے سے پیشتر وکالت سے
معزول کر چکا ہون اِسصورت مین حاکم مدعا علیہ پر مال لازم کریگا اور کہیگا کہ تو نے
جسکو پچاس دینار دئے ہین اپنا اوس سے جا کر وصول کر لیکن اگر قرضدار ہوشیار ہو
تو وکیل کو اِسی حیلے معاملہ کے ڈر سے کچھہ نہ دے اور کہے کہ مین تجکو بدون موکل کے
سامنے ہونے اور تیری وکالت کے اقرار کرنیکے کچھہ نہ دونگا تو پھر یہہ حیلہ بیکار
ہو جاویگا بارھوین مثال یہہ ہی کہ ایک شخص نے اپنی بیبی سے کہا کہ اگر تو مجھہ سے

خلع کا سوال کریگی تو تجکو تین طلاقین ہین اگر مین خلع نکرون اور عورت نے یہہ کہا کہ میرے
سب غلام آزاد ہین اگر مین تجہسے آج خلع کا سوال نکرون پس یہہ مسئلہ امام ابوحنیفہ
سے پوچھا گیا آپنے عورتکو ارشاد فرمایا کہ اپنی شوہر سے درخواست خلع کی کر اوسنے
شوہر سے کہا کہ مین تجہسے درخواست خلع کی یعنی مال کے عوضمین طلاق کی کرتی ہون پہر
آپ نے خاوند کو فرمایا کہ تو کہہ کہ مین ہزار درم پر تجہسے خلع کرتا ہون اوسنے ویسا ہی کیا
پہر آپنے عورتکو فرمایا کہ تو کہہ کہ مین قبول نہین کرتی اوسنے کہا کہ اتنی پر مین نہیں
مانتی آپنے اُسکو فرمایا کہ اب اپنے خاوند کے ساتہہ چلی جا کہ تم دونوکی قسم سچی ہو گئی
تیرہوین مثال یہہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا کہ دو بہائیون نے دو بہنون سے
نکاح کیا اور زفاف کیوقت ایک کی منکوحہ دوسرے پاس چلی گئی اور دونو نے صحبت کی
اور صبح تک اس حالکو نجانا آپنے پوچھا کہ اب دونو کیا اوسی سے راضی ہین جس سے صحبت کی
ہی لوگون نے کہا ہان آپنے فرمایا کہ تو ہر واحد انمین سے اپنی بیبی کو ایک طلاق دیدے
اُن دونو نے ایسا ہی کیا پہر فرمایا کہ ہر ایک اونمین سے اوس عورت سے نکاح کرے جس سے
صحبت کی ہے اُن دونوکے جی خوش ہو گئے چودہوین مثال یہہ ہے کہ جس صورت مین
آدمی اپنے مال مین اچہی طرح تصرف کرتا ہو اور اسراف نکرتا ہو اور حاکم کے یہان بعض
ہو کہ یہہ مسرف ہے اور گواہ گذرجا دین اور اسکو خوف ہو کہ حاکم کہین مجکو صرف سے

ان تختلعني فقال الزوج قد خالعتك على الف درهم فقال ذلك فقال ابوحنيفة للمرأة قولي لا اقبل فقالت لا اقبل فقال ابوحنيفة قومي مع زوجك فقد بر كل منكما في يمينه المثال الثالث عشر سئل ابوحنيفة عن اخوين تزوجا اختين فزفت امرأة كل واحد منهما الى الآخر ولم يعلما بذلك حتى اصبحا فقال اكل ... منهما راض بالتي دخل بها فقالوا نعم فقال ليطلق كل منهما امرأته طلقة ففعلا فقال ليتزوج كل منهما التي وطيها ففعلا فطابت انفسهما المثال الرابع عشر اذا كان الرجل حسن التصرف

بطلق ثانيه [11]

ان يحجر عليه فقال ان حجرت علي فعبيدي احرار وكان ثمن ذلك في مال المساكين فبهذا لايمكن القاضي ان يحجر عليه ويمكن ذلك لانه انما يحجر عليه صيانة لماله وفي الحجر عليه اتلاف ماله

روک نہ دی تو اسکی تدبیر یہہ ہی کہ حاکم سے یون کہی کہ اگر تم مجہپر روک کروگے تو میری
غلام ازاد ہین اور میرا مال مساکین پر خیرات ہی اسصورت مین قاضی اوسپر روک نکر سکیگا
اسلئی کہ قاضی جو اوسپر مال کی روک کرتا ہی تو صرف اوسکی مال کی حفاظت کی لئی ہوتی
ہے اور صورت مذکورہ مین روکنا مال کا برباد کرنا ہی تو جو بات روکنی سے مقصود ہوا
کرتی ہے وہ نہ روکنی سے حاصل ہوگی (۱) پندرہوین مثال یہہ ہی کہ باوجود انکار کے
صلح کرنا ہماری نزدیک اور امام ابوحنیفہ اور امام مالکؒ کے نزدیک درست ہی مثلاً ایک
شخص نے کسی پر کسی چیز کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اسکا انکار کر دیا پہر مدعی نے
تہوڑی سی چیز پر صلح کی تو یہہ صلح درست ہی اور امام شافعی اس صلح کو درست نہین فرماتے
انکی دلیل یہہ ہی کہ جب مدعیکی نزدیک کوئی چیز مدعا علیہ پر ثابت نہین ہوئی تو پہر کونسی
چیز جس چیز پر صلح کرتا ہی اوسکو مدعا علیہ سے لیتا ہی بخلاف اقرار پر صلح کرنیکی کہ جب مدعا علیہ نے مدعیکی دین کا یا
کسی چیز کا اپنی ذمہ اقرار کر لیا پہر اوس سے کسیقدر پر صلح کی تو یہہ حق ہوگا کہ بقیہ کو مدعی نے یا اسکو ہبہ کر دیا
یا معاف کر دیا اور سب لوگ جو صلح مذکور کو درست کہتی ہین وہ یہہ کہتی ہین کہ اس صلح کی صحت پر کتاب اور
سنت اور قیاس دلالت کرتے ہین اسلئی کہ اللہ تعالی نے لوگونکی درمیان میل کرنیکی طرف
بلایا ہی اور خبر دی کہ الصلح خیر اور فرمایا انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم اور
(صلح خوب چیز ہی — مسلمان جو ہین سو بہائی ہین سو ملادو اپنے دو بہائیونکو)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صلح کرنی مسلمانون کے درمیان درست ہی

عشر الصلح على الانكار عندنا وعند ابي حنيفة ومالك خلافا للشافعي فاذا ادعى عليه شيئا فانكره ثم صالحه على شي فانه يصح عندنا ولايصح عند الشافعي لانه لم يثبت عند المدعي على المدعى عليه شي فاي شي ياخذ بصلحه عليه بخلاف الصلح على الاقرار فانه اذا اقر له بالدين او العين فصالحه على البعض كان قد وهب له البعض الاخر او ابراه منه والجمهور يقولون قد دل الكتاب والسنة والقياس على صحة هذا الصلح فان الله تعالى ندب الى الاصلاح بين الناس واخبر ان الصلح خير وقال انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم وقال النبي صلى الله عليه وآله الصلح بين المسلمين جائز

مگر وہ صلح کہ حلال کری کسی حرام کو یا حرام کری کسی حلال کو اور قیاس یہہ ہے کہ مدعا علیہ
اپنا تہوڑا سا مال اسباب کی عوضین دیتا ہی کہ جہہ سے قسم کا مطالبہ نہو اور گواہون
لوازم نہ قائم کرنے پڑین اسکے بدلہ مین کچہہ دیکر دعوی سے چہوٹجاؤن تو یہہ بات
ایک غرض صحیح ہی قابت یہہ ہی کہ مدعی جہوٹا ہوتا ہم مدعا علیہ اس امر سی چہوٹتا ہی
کہ مدعی اوسکو قسم دلادی اور مدعا علیہ قسم سی انکار کری تب اسی انکار کے سبب
اوسپر دعوی ثابت ہوجاوے یا قسم نمانی جاوے اور مدعیکا دعوی دینا پڑے۔
بلکہ جوبی کے نزدیک صلح انکار ہی پر درست ہی اقرار پر صحیح نہین وہ یہہ کہتی مین کہ اقرار
کیصورت مین حق کا توڑنا اور ناقص کرنا لازم آتا ہی غرضکہ جب کسی سی انکار کے ساتھ
صلح کری اور اسبات کا خوف ہو کہ کہین دوسرا شخص آکی حاکم کے یہان مقدمہ پیش
کردی جو اس صلح کو باطل کردی تو اوسکی تدبیر یہہ ہی کہ انکار کرنیوالے سی ایک شخص
اجنبی صلح کری اور وہ اجنبی مدعی کے لئی اوسکی دعویکا اقرار کرتے پہر اوس دعوی
سی کسیقدر مال پر صلح کری اور اس امر مین حاجت مدعا علیہ کی اجازت اور اوس
اجنبی کو وکیل کرنیکی نہین بشرطیکہ دعوی کی چیز قرض ہو یعنی روپیہ پیسا ہو اسلئے
کہ وہ اجنبی یہہ کہیگا کہ اگر مدعی جہوٹا ہی تو مین مدعا علیہ کو اس دعوی سی چہوڑاتا ہون
اور یہہ چہوڑانا بمنزلہ قیدی کے چہوڑانیکے ہی اور اگر وہ سچا ہی تو مین مدعا علیہ کیطرف سے

الدعوى وتوازيها فذ الدعوى
غرض صحيح وقاية ما يفتدى ان يكون
المدعي كاذبا فهو يتخلص من
تحليفه اليمين وتعرض نفسه للنكول فيقضي
عليه به او هو حق اليمين بل عين الحق لانه
الصلح الا على الانكار ولا يصح مع الاقرار
بمنزله ليتخلص من
ذلك بشئ من ماله
باليمين وانا البينة وتوابع
المدعي عليه بمعنى مطالبته
حلالا او ما القياس فان
الا مطلقا احل حراما او حرم

بعض قرض ادا کریا اور باقی سے اوسکو مدعی نے بری کر دیا اور اسبات مین حاجت مدعا علیہ کی اجازت کی نہین اور اگر دعوی شے معین کا ہے تو درست نہین جبتک کہ اجنبی نہ کہی کہ مجکو منکر نے وکیل کیا ہے اسلئی کہ وہ یہہ کہیگا کہ مین نے اس شی کو اوس مال کے بدلہ مین جسپر تجہہ سی صلح کرتا ہون منکر کیواسطے مول لی ہے یا اجنبی خود اپنی واسطے صلح کریگا تو ایسا ہو گا کہ گویا جیسنی مدعی کی چیز کو خریدتا ہی پس اگر مدعی اوس چیز کا اقرار اوسکی ملک باطن مین کری تو خود مدعا علیہ ٹہرتا ہی اور اگر اقرار نہین کرتا تو اوسکو گنجایش نہین کہ مدعا علیہ سی اوسکی بابت جہگڑی اور ظاہر مین اوسکی کہنی سے صلح کی درستی کا حیلہ ہو جاویگا سولہوین مثال یہ ہے کہ مزدور سی کہانے کپڑی پر محنت لینی اور جانور سی گہاس کہلانے کی عوض کام لینا اور دایہ و دودہ پلائی سی روٹی کپڑے پر دودہ پلوانا ہماری نزدیک درست ہے اور یہی مذہب امام مالک رح کا ہی امام شافعی رح نے اسمین خلاف کیا ہی اور امام اعظم رح اسکو صرف دایہ مین جائز فرماتے ہین اور دومین نہین پس اگر کوئی شخص اسطرح کی اجرت کا معاملہ کرے اور ڈری کہ کہین ایسی حاکم کے یہان مقدمہ پیش ہو جو اس معاملہ کو باطل سمجہتا ہی تو حاکم معمولی اجرت مجہہ سی دلا دیگا تو اوسکا حیلہ یہہ ہی کہ مزدور کو ایک معین نقدی کے عوضین نوکر رکہی جسکی مقدار کہانے اور کپڑی کی برابر ہو پہر اسکا

گواہ لوگونکو کردی کہ اس نوکر نے اپنی تنخواہ کو اپنی کہانے اور کپڑے مین شرکت کرنیکے
باب مین مجکو وکیل کیا ہی اور یہی حال جانور کے باب مین ہی سترھوین مثال یہہ ہی کہ جب کسیکو
وصیت کی اور خوف ہوا کہ وہ قبول نہین کریگا اور یہہ کہا کہ اگر وہ نمانے تو فلان شخص
وصی ہی تو یہہ کہنا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درست ہی اسلئے کہ آپنے امارت کو شرط
پر معلق فرمایا تہا تو وصیت کا معلق کرنا بطریق اولی درست ہوا کیونکہ آدمی جسقدر امارت
سے فائدہ اوٹہاتا ہی وہ وصیت کے فائدہ کی نسبت کم زائد ہی اور بعض فقہا اسکو باطل
کہتے ہین تو اسکا حیلہ یہہ ہی کہ مریض گواہ کردے کہ دو شخص میرے وصی ہین اس
صورتمین اگر ایک قبول نکریگا اور دوسرا کرلیگا تو جو قبول کریگا وہی صرف وصی ہوگا اور
اگر دونو قبول کرلینگے تو دونین سے ہر ایک کو تنہا تصرف پہنچ سکتا ہی اسلئے کہ وصیت
کرنیوالا ان دونو نمین سے ہر ایک کی تصرف پر راضی تہا یہہ قول قاضی کا ہی پس اگر مریض کو
خوف ہو کہ جس شخص کے نزدیک ان دونمین سے ایک کا تصرف درست نہین وہ اکیلے کو تصرف
نکرنے دیگا اور کہیگا کہ مریض نے تو ان دونوکو شریک کیا ہی اور دونوکو بجای ایک کے
قرار دیا ہی تو حیلہ جائز ہونیکا یہہ ہی کہ مریض یہہ کہے کہ مین ان دونوکو اکٹہا بہی وصیت
کرتا ہون اور جدا جدا بہی وصی کرتا ہون اٹھارہوین مثال یہہ ہی کہ جس صورتمین
وصی یتیم کے مال مین تصرف کرتا ہی اور خرید و فروخت اور اوسپر نفقہ کرتا ہے تو

فعلیه اذنه وکله فی انفاق
ذلک علی نفسه وکسوته
وکذلک فی الدابة المثال
السابع عشر اذا وصی الی
رجل فخاف ان لا یقبل
فقال ان لم یقبل فلان فوصیی
ذلک بسنة رسول الله صلی الله
علیه وسلم فانه علق صلی الله علیه وسلم الامارة
بالشرط فتعلیق الوصیة اولی لانه
یستفید بالامارة اکثر مما یستفیده
بالوصیة وبعض الفقهاء یبطل ذلک
فالحیلة ان یشهد المریض انهما وصیان
فان لم یقبل احدهما وقبل الاخر فالذی
قبل منهما وصی وحده فان قبلا جمیعا فلکل
منهما ان ینفرد بالتصرف لانه رضی
بتصرف کل منهما فان خاف
ان یعلم ذلک من یری انفراد احدهما بالتصرف
وقبول فقد شرک بینهما وجعلهما
بمنزلة وصی واحد فالحیلة
فی ذلک ان یقول اوصیت
الیکما قال الاجتماع
واما انفراد المثال الثامن
عشر اذا تصرف الوصی
واشتری وباع وانفق علی الیتیم

حاکم کو پونہچتا ہے کہ وصی سے حساب لیوے اور اوسکے معاملات کی وجہیں پوچھے
اور وصی کا امانت دار ہونا حاکم کے حساب کتاب لینے کا مانع نہیں اسلئے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عاملوں سے حساب لیا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن لتبیہ لڑکے کو خیرات پر بھیجا اور جب وہ آیا تو اوس سے
حساب لیا پس اگر وصی اس حساب سے چھوٹنا چاہے تو حیلہ یہ ہے کہ اپنے سوا کسی اور کو
مقرر کردے جو ترکہ کی خرید و فروخت اور قرضہ کا وصول کرنا اور خرچ کرنا کیا کرے
اور اپنے آپ کسی چیز کے وصول ہونیکا اوس شخص کو گواہ نہ بنے پس اگر وہ شخص تصرف
اچھی طرح کریگا اور حق طور پر کرتا ہوگا تو اوسکو درست ہے کہ اپنی قسم مین تاویل کرے
کہ مینے نہ قبضہ مال کا کیا نہ وکیل کیا اور اگر ظالم ہوگا تو تاویل اوسکی کچھ کام نہ آویگی
انہیں مین سے یہ ہے کہ ضامن ہو جانا کسیکی طرف سے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ قرضدار ذمہ
کو بری نہیں کرتا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ جسکی طرف سے ضمانت ہوتی ہے اگر
وہ مردہ ہووے تو اوس کا ذمہ بری ہو جاتا ہے اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ
کا ہے اور اسمین یہ قول ہے کہ ضامن ہونا ایسی طرح کہ جسکی طرف سے ضمانت
کی ہے اوسکا پلہ پاک ہوا اوسکا حیلہ یہ ہے کہ ضامن یون کہے کہ مین اوس
کے قرض کا ضامن نہیں ہوتا ہون مگر اس شرط سے کہ تو قرضدار کو بری کردے

جب تو اسکو بری کر دیگا تو مین اوسکا ضامن ہون اور ضمانت کو کسی شرط پر
معلق کر دینا دو وجہون مین سے قوی تر مین درست ہی بیسوین مثال یہہ ہی کہ
جب عورت خاوند پر غالب ہوا اور خاوند اوس سے کہہ کر طلاق مجکو تجہہ سے لازم
ہوگی اگر جو کچہہ تو مجہہ سے کہیگی ایسا ہی مین تجکو نہ کہون پس عورت نے کہا کہ انت
طالق ثلاثا یعنی تجکو تین طلاق ہین تو حیلہ یہہ ہی کہ عورت سے یون کہے کہ انتَ
طالق ثلاثاً تے کے زبر سے اسوقت تین طلاق نہوگی کیونکہ عورت تین لیاقت
خطاب کی نہین اسلئے کہ تے کے زبر خطاب مذکر کا ہوا کرتا ہے اور یہہ حیلہ ضعیف
ہے اسلئے کہ اگر عورت تے کے کسرہ یعنی زیر سے کہیگی تو پہر مرد کاف کے زیر سے
لینا دیا کہان ہوگا جیسا عورت نے کہا تہا اور بعضون نے یہہ حیلہ کیا ہی کہ عورت
سے یون کہے کہ انت طالق ان لم افعل اور یہہ بہی ضعیف ہی اسلئے کہ کلام مین
بڑہا دینا کلام کو توڑتا ہی اور کلام زیادتی کے ساتھہ وہی کلام نہین ہوتا جو بدون
زیادتی کے ہو تو بہتر یہہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ یہہ کلام جو عورت سے صادر ہوا
یہہ مرد کی قسم مین داخل نہین اسلئے کہ اوسنے یہہ اسکا ارادہ کیا نہ اوسکے دلمین
گذرا اور لفظ عام نیت اور عرف کے باعث خاص ہو جایا کرتا ہی اور یہہ صورت
امام مالک اور احمد کے قواعد پر بن سکتی ہے کہ وہ قسم کہانیوالے کی نیت اور عرف

اور نیت اور قسم کے سبب کا اعتبار کرتے ہین اسکی مثال یہہ ہی کہ کرایہ لینا گا یا اور بکری وغیرہ کا مدت معین تک دودہ کیلئے گہاس دانہ کے عوض یا معین داموں کے عوض کہ گہاس اوسکے ذمہ رہی درست ہی یہہ مذہب امام مالک کا ہی اور اوسکو ہمارے شیخ نے اختیار کیا ہی اور وہی صحیح ہی اسلئے کہ اسکی طرف حاجت ہوا کرتی ہی اور مثل دایہ دودہ پلائی کے ہی اور اسوجہ سے کہ دودہ اگرچہ ایک عین یعنی چیز ہے مگر باین لحاظ کہ تہوڑا اب ہوا اور تہوڑا بعد کو ہوا مثل منافع کے ہی اور زمین کے اجارہ کیطرح ہی کیونکہ اوسمین بہی گہاس اور کانٹا پیدا ہوتا ہی اور ایکوجہ یہہ ہی کہ دودہ گہاس اور خدمت سے ایسا حاصل ہوتا ہی جیسے کہ کہیتی بیج سے اور خدمت سے ہوتی ہی دونو مین کچہہ فرق نہین کیونکہ گہاس سے دودہ ایسا ہی پیدا ہوتا ہے جیسے بیج سے کہیتی اور یہہ صحیح تر قیاس مین ہے اور نیز جانور کا وقف کرنا درست ہے اور جبکہ وقف کرے وہ اوسکے دودہ سے نفع لے اور وقف کرنیوالیکا حق وقف چیز کے نفع ہی مین ہوتا ہی اور اوسکی ذات قائم رہتی ہی اور یہی جانور دوسرے شخص کو ایکمدت معین تک دودہ کیواسطے دیڈالنا جائز ہے اسطرح کہ وہ ملک دینیوالیکی رہی تو جانور کا دیڈالنا ایسا ہوگا جیسا جانور کو مانگا دیا اور مانگا دینے نفع ہی کا مباح کرنا ہوتا ہی تو جو کہ دودہ وقف اور مانگا مین قائم بتمام نفع کے ہوتا ہے اجارہ مین بہی اوسی کے جگہہ ہوا

وبنیه وسلب جنینه النتاج
ویکا دمی والعشرة ونتاج
ان یتبنا جوانا ثم العلف والنقد
ونحوهما ثانیا تعلق بالمنکر
بعافیة او بدل اجیرتهم سماه
والعلف حلبه هذا مافی
بمال ... واختاره شیخنا

لا نزل فان تولد اللبن من العلف
کتولد الحمل من البذر فلا ...
القیاس وایضا فانه ...
الموقف وقلبه ...
ونفعه الموقوف ...

بجری مجری اتفاق الاجارة
جمل المنفعة والوقف والعاریة
فاذا کان اللبن ...
او اباحة والعاریة اباحة المنافع
المانع فیجعل ... مجری
کاتجعل البنا ...

اور اللہ تعالی فرماتا ہے فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ تو دیکھو کہ جو چیز
پہر اگر وہ دودہ پلاوین تمہارے بچون کی خاطر تو دو انکو انکی مزدوری ۱۲
دودہ پلانیوالی لیتی ہے اوسکو خدا تعالے نے اجرت فرمایا ہی مول نہین
فرمایا۔ اور یہی کسی کنوئین کا کرایہ لینا ایک مدت معین کیلئے اوس مین سے پانی
بہرنیکو درست ہی حالانکہ پانی اوسکے عمل سے حاصل نہین ہوا تو اب اگر بکری کو
دودہ کیواسطے اجارہ لے جو اوسکی گہاس دیگا اور خدمت سے حاصل ہوگا بطریق
اولے درست ہونا چاہیئے اور یہی کسی حوض کا ٹہیکہ لینا جسمین مچھلیان ہتی
ہین مچھلیونکی خاطر درست ہی تو یہہ صورت جانور کے ٹہیکہ کی بہی بطریق اولی
درست ہونی چاہیئے اسواسطے کہ یہہ صورت عرف مین مشہور ہی اور دودہ اوسکے
گہاس دینے اور جانور کی خدمت سے حاصل ہوتا ہی اور جو لوگ اس مسئلہ کو اسپر قیاس
کرتے ہین کہ دودہ کا جانور کے تہنون مین فروخت کرنا حرام ہے تو یہ قیاس خراب
ہی اسلئے کہ تہنون کی صورت مین دودہ نامعلوم ہی اوسکی مقدار معلوم نہین تو فروخت
معدوم کی ہوئی اور اجارہ مین بیع کی نسبت کر زیادہ گنجایش ہی اور اسیوجہ سے
اجارہ ان منافع کا درست ہی جو تہوڑے تہوڑے ایک دوسرے کے بعد ہوا کرتے
ہین غرضکہ دودہ اس صورت مین ٹہیک مثل منفعت کے ہی اگرچہ عین ہے۔
بس اگر جانور کے اجارہ لینے پر خوف ہوا کہ طرفثانی کہین ایسے حاکم کے یہان نہ

پیش کری جو یہہ معاملہ باطل کردی تو اسکے باقی رہنیکا حیلہ یہہ ہی کہ جانور
کو اکہدت کے لئی درمون کے عوض اجارہ دے پہر اجارہ لینیوالیکو
اجازت دے کہ ان درمونمین سے اوسکو گہاس دیا کرا اور دودہ کو اوسکی
لئے مباح کردے اور یہہ حیلہ گاے اور اونٹنی اور بہینس مین چلتا ہے کہ
اوسے کہیتی کرتی اور اونپر سواری ممکن ہے مگر بکری جسے تو غرض دود و اور
بچے ہوتے ہین تو اوسکے نفع پر اجارہ کی صورت نہوگی اوسکی تدبیر یہہ ہے کہ
اوسکو اپنی بکری کے بچہ کے دودہ پلانے کو ایک مدت معلوم تک اجارہ
لے اور مالک بکری کا لینے والے کو وکیل کردے کہ ان اجرت کے
دامون سے یا اوسین سے کسیقدر دامون سے اوسکا گہاس دانہ دیا
کرے اور دودہ اوسکو مباح کردے بائیسوین مثال یہہ ہے کہ کسی
شخص نے دوسریکو اپنا کپڑا دیا اور کہدیا کہ اسکو دس کو بیچنا اور جو
زیادہ ہو وہ تیرا ہے تو اسصورت کے درست ہونے پر امام احمدؒ نے نص کی
ہے بسبب پیروی حضرت ابن عباسؓ کے اور اسحق نے امام احمد کی موافقت کی
ہے اور اکثر لوگون نے اسصورت سے منع فرمایا ہے اور خلاف کی وجہ یہہ
ہے کہ اس معاملہ مین وکالت اور اجارہ اور مضاربت کا دلیل ہے

فمن رجح جانب الوكالة صححه ومن رجح جانب الاجارة او المضاربة ابطله لان الاجرة والربح مجهول والصحيح الجواز لان العشرة تجري مجرى راس المال في المضاربة وما زاد فهو كالربح وجعله كالابضاع

توجس شخص نے وکالت کی جانب کو غالب کیا ہی اوسنے اس معاملہ کو درست کہا ہے اور جسنے اجارہ یا مضاربت کی جانب کو غلبہ دیا ہی اوسنے اسکو باطل ٹھہرایا ہی اسلیے کہ اجرت اور منفعت دونو نامعلوم ہین اور صحیح یہہ ہی کہ یہہ صورت جائز ہی اسلیے کہ دس قائم مقام اصل مال کے ہین مضارب کی صورت مین اور جو مقدار زیادہ ہو وہ مثل نفع کے ہی اور تمام نفع کو جو دوسرے شخص کے لیے کر دیا تو یہہ معاملہ نقصان اوٹھانیکا ہوا جیسے ایسا مال مضارب کو دیدے جسمین مضاربت نکی ہو اور کہدے کہ جو فائدہ ہووے وہ تیرا ہی حاصل یہہ کہ یہہ معاملہ اجاروں کے اقسام سے نہین بلکہ شرکت کی معاملون سے مشابہ تر ہی پس اگر معاملہ والا ڈرے کہ مبادا کوئی ایسے شخص کے یہان مقدمہ دائر کرے جو اوسکی باطل ہونیکا حکم کرے تو حیلہ یہہ ہی کہ یون کہے کہ مین تجکو اس کپڑے کو دس کی عوض بیچنے کا وکیل کرتا ہون پس اگر تم اسکو زیادہ کی عوض مین بیچیگا تو زیادتی مین میرا کچھہ حق نہین اس صورت مین زیادتی وکیل ہی کی ہوگی تیسوین مثال یہہ ہی کہ امام احمد یہہ فرماتے ہین کہ اسکا کچھہ مضائقہ نہین کہ کھیتی کو کاٹنے اور درخت کے پھل توڑنے کے بعوض چھٹا حصہ غلہ خواہ میوہ کے اور یہہ صورت مجکو ٹھیکہ دینے کی نسبت کہ زیادہ پسند ہی اور اسیطرح جو شخص اپنا جانور کسی دوسرے کو دیدے کہ اوس سے کام کرے اور جو کچھہ خدا تعالی دیگا وہ آدھون آدھ دونو کی ہوگی

فان خاف ان يرفع الى من يبطله فالحيلة ان يقول وكلتك ان تبيعه بعشرة فان بعته بزيادة فهي لك

فالقول في الثالث مثل قال الامام احمد

بمعنى ما جاز ان النبي صلى الله
عليه وآله وسلم اعطى خيبر على
الشطر وكذا من يعطي فرسه على
النصف من الغنيمة او يدفع
عبده الى الرجل ليكتسب عليه و
يكون له ثلث الكسب او ربعه
وكذا ان دفع ثوبا الى الخياط ليفصله
قميصا وله نصف الربح او دفع غزلا الى
قال في المغني وعلى قول
من ينسج له ثوبا يعطى الطحان اقفزة معلومة
احمد يجوز وحكى عن ابن عقيل النهي
يطحنها بقفيز منها نهى رسول الله صلى الله عليه

وآله وسلم عن قفيز الطحان قال الشيخ
ومن الحديث لا نعرفه ولا يثبت عندنا صحته
وكذا دفع الشبكة الى الصياد ليصيد بها على
النصف من السمك الذي يصاد بها
فكلما غصبت منه عين فقال
الرجل خلصها ولك
نصفها واذا غرق
متاعه فقال الرجل من
خلصه منه فله
نصفه او الى عبد
فقال من رده على فله
نصفه وما اشبه ذلك

اور اسکے درست ہونے کی وجہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خیبر کو نسف پہ دیا تہا اور یہی حال ہی اگر کوئی شخص اپنا گھوڑا دوسرے کو
جہاد کیواسطے دی اس شرط پر کہ لوٹ آدہی سے لونگا یا اپنا غلام دوسرے کیدے کہ
وہ اوس سے کمائی کرا دی اور کمائی کی تہائی یا چوتہائی لونگا اور اسیطرح اگر ایک تہان
درزی کو دی اور کہی کہ اسکو کرتے سیدے آدہا نفع تجکو دونگا یا سوت بننیوالیکو
اسی شرط سے دی اسیطرح کہا ہی مغنی مین اور امام احمدؒ کے قیاس کی بموجب یہہ
صورت بہی جائز ہے کہ پیسنے والے کو چند پیمانے اناج کے دے کر انکو اوسی مین سی ایک
پیمانہ کے عوض پیسدی اور ابن عقیل سی اسمعاملہ کی ممانعت مروی ہی اور حجت یہہ
بیان کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیسنے والیکے پیمانہ سی منع فرمایا ہی شیخ
ابن تیمیہ کہتی ہین کہ اس حدیث کو ہم نہین پہچانتے اور ہمارے نزدیک اوسکی صحت ثابت
نہین ہوئی اور اسیطرح مچہوی کو جال دینا کہ اوس سی مچہلیان پکڑے اور جتنی مچہلیان
اوس سی مارے اونمین سے آدہی دیوے اور ایسا ہی اگر آدمی سے کوئی چیز چہین جاوی
اور دوسرے سے کہی کہ تم اوسکو چہڑا دو تو آدہی تمہاری ہی اور جب اسباب ڈوبجاوی تو
کسی شخص سے کہی کہ جسقدر تم نکالدوگی اوسکا آدہا تمہارا ہی یا اوسکا غلام بہاگ جاوے
اور کہی کہ جو اوسکو میرے پاس پہیر لاویگا تو وہ اوسکی آدہی کا شریک ہی اور جو اوسکی مشابہ ہو

وان قال احصد الیوم او غدا فما حصدت فلک نصفه جاز عند ابن القاسم وروی سحنون انه لا یجوز ولو قال القط زیتونی فما لقطت فلک نصفه لم یجز عند ابن القاسم واختاره عبد الملک ابن حبیب فان قال اقبض المائة الدینار التی لی علی فلان ولک عشرها جاز عند ابن القاسم وابن وهب ومنعه اشهب ولو قال اقبض دینی الذی علی فلان ولم یسم قدره لم یجز عند ابن وهب

اور اگر یون کہی کہ تو کہیتی کاٹ جسقدر تو کاٹیگا تو اُسکا آدہا تیرا ہی تو یہہ صورت ابن
قاسم کے نزدیک جائز ہی اور سحنون روایت کرتے ہین کہ درست نہین ہی اور اگر کہی
کہ میرا زیتون جہاڑ دی جسقدر تو اوٹہاویگا تو تجکو اُسکا آدہا ہی تو یہہ عقد ابن قاسم
کے نزدیک درست نہین اور اسکو عبد الملک بن حبیب نے اختیار کیا ہی۔ پس اگر یون کہے
کہ میرے سو دینار جو فلان شخص کے ذمہ ہین انکو تو وصول کر دی تو انکا دسوان حصہ
تیرا ہی ابن قاسم اور ابن وہب کے نزدیک درست ہی اور اشہب کے نزدیک ناجائز ہی اور اگر
یہہ کہی کہ میرا قرض جو فلان شخص پر ہے وہ وصول کر دی تجکو دہ یکی دونگا اور مقدار قرض کی
بیان نکری تو ابن وہب کی نزدیک جائز نہوگا اور ابن قاسم اور اصبغ نے اسکو جائز کہا
ہے جو لوگ اسکو ناجائز کہتی ہین انہون نے اسکو اجارہ ٹہرایا ہی اور اجرت اسمین
مجہول ہی اور صحیح یہہ ہی کہ یہہ صورت اجارہ کی جنس سے نہین بلکہ مشارکتون کی قسم
سے ہی اور اسپر امام احمدؒ نے نص کی ہی اور سنت اسپر دلالت کرتی ہی چنانچہ مسند اور سنن
مین رفیع بن ثابت سے مروی ہی کہ اونہون نے فرمایا کہ ہم مین سے کوئی زمانہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اپنے بہائی مسلمان کا لاغر گہوڑا لیتا تہا اس شرط پر کہ جو مال غنیمت اسکے
ہاتہہ لگی اسمین سے آدہا وہ لے اور آدہا مالک۔ اور ہم مین سے کسیکے حصہ مین بہال اور پر ہوتے
اور دوسرے کے لیے تیر کا نیزہ یعنی تیر مین نصف کی تقسیم اسطرح ہوتی اور اسکی اصل یہہ ہے

فصل

وقال ابن القیم عند ابن تیمیة وغیره یجوز ان یتعاقد اثنان ... والاجرة فیه مجهولة والصحیح انه لیس من جنس الاجارات بل من باب المشارکات وقد نص احمد علی ذلک ودلت علیه السنة کما فی المسند والسنن عن رویفع بن ثابت قال ان کان احدنا فی زمن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لیاخذ نضو اخیه علی ان له النصف مما یغنم ولنا النصف وان کان احدنا لیطیر له النصل والریش وللآخر القدح

ان النبي صلى الله عليه وآله
وسلم دفع الى يهود خيبر
على ان يعملوها ولهم شطر
ما يخرج منها من ثمر او
زرع واجمع المسلمون على
جواز المضاربة وانها
[illegible]
سوى ظن انهم جعلوا المساقاة والمزارعة
[illegible]
واحمد عنده هذا الباب كله اطيب
واحل من المواجرة لان في الاجارة
يحصل المؤجر على سلامة العوض قطعا والمستاجر
يتردد بين سلامة العوض وهلاكه فهو على خطر
فاقل العدل في المعاوضات ان يستوي العاقدان
في الرجاء والخوف وهذا حاصل
في المزارعة والمساقاة والمضاربة
وسائر الصور [illegible]
المنفعة [illegible] سلمت لهما وان
تلفت تلفت عليهما وهذا من
احسن العدل واحتج المتاخرون
من المانعين بحديث ابي سعيد

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین خیبر کو یہود کو دیا کہ اسمین کام کرین اور جو کچھ
میوہ یا غلہ پیدا ہو اوسکا آدھا دیوین اور مسلمانونکا اتفاق ہی مضاربت کے جائز ہونے پر
اور اسمین یہی ہوتا ہی کہ مال اُس شخص کو دیا جاتا ہی جو اوس سی تجارت کرے اور اوسکی نفع
مین سے کوئی حصہ مالک کا ہوتا ہی اور جو لوگ اس معاملہ کو ناجائز کہتی مین اونکی پاس
کوئی دلیل نہین بجز اسکی کہ اسصورتکو اجارہ کی جنس مین سی گمان کرلیا ہی مجہول اجرت
کے عوض مین اور اسیہین وجہ سے مساقات اور مزارعت کو باطل ٹھہرایا ہی اور مضاربت
کو خلاف قیاس کہتی مین اس گمان سی کہ وہ بھی اجارہ ہی جسکی اجرت کی مقدار معلوم
نہین اور امام احمدؒ کے نزدیک یہہ سب معاملات اجارہ کی نسبت کہ پاکیزہ اور حلال زیادہ
ہین سو اسطی کہ اجارہ مین اجارہ دینے والے کی اجرت یقینا سلامت رہتی ہی اور اجارہ
لینے والا عوض کی سلامت رہنی اور ہلاک ہونی مین متردد رہتا ہی تو وہ خطرہ مین ہی حالانکہ
عدل کا قاعدہ معاوضون مین یہہ ہی کہ دونو معاملہ کرنیوالے بیم ورجا مین برابر رہین
اور یہہ بات مزارعت اور مساقات اور مضاربت اور تمام معاملات مین جو ان سی ملتی ہین
حاصل ہے اس لئے کہ اگر نفع بچا رہیگا تو دونو کے واسطے بچا رہیگا
اور جاتا رہیگا تو دونو کے واسطے جاتا رہیگا اور یہہ بہت عمدہ عدل ہے
اور منع کرنے والون مین سے پچھلے لوگ ابو سعید خدریؓ کی حدیث کو حجت لاتے ہین

جسکو دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیسنے والیکے پیمانہ
سے منع فرمایا اور یہہ حدیث صحیح نہین ہوتی اور مین نے شیخ الاسلام سے سنا ہے کہ وہ کہتے
تھے کہ یہہ حدیث موضوع ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے اس حدیث کی یہہ معنی کہے ہین ایسے
نہی ڈہیری کے پیسنے سے ہے جسکے پیمانے معلوم ہون کہ ڈہیری کو اوسمین سے ایک پیمانہ
کے عوض پیسا ہو جیسے کہ باقی محمول رہتی ہے تو یہہ صورت ایسی ہوئی
جیسے ڈہیری کو فروخت کرے اور ایک پیمانہ کو بیچے پس اگر پیمانے معلوم ہون اور کہے کہ
ان دس پیمانونکو انمین سے ایک پیمانہ کے عوض پیسدے یہہ پیمانہ دانونکا ہو خواہ آٹے کا اگر
دانونکا ہوگا تو یہہ صورت ہوئی کہ نو پیمانے گیہون پیسنے کو ایک پیمانہ کے عوض ٹہیکہ
لیا اور اگر آٹے کا ہوگا تو یہہ ہوا کہ آٹے مین شرکت ہوئی کہ دسوان حصہ پیسنے والیکا
اور نو حصے مالک کے۔ اب اگر کوئی کہے کہ تمہارے نزدیک شرکت عوض کے بدلہ مین درست
نہین تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ صحیح تر دو روایتونمین سے یہہ ہے کہ اسطرحکی شرکت صحیح ہے
اور اگر ہم دوسری روایت کی بموجب کہین تب بھی اسصورتکو مساقات اور مزارعت مین
ملانا اسباب کی مضاربت مین ملانیکی نسبت اولی ہے اسلئے کہ اسباب سے مضاربت کرنی
شغل ہے تجارت کا اور اوس مال مین تصرف کرنیکو اسطرح کہ اوسکو دوسرے مال سے
بدل لے بخلاف اسصورت کے کہ اسمین یہہ بات نہین پائی جاتی اب اگر یہہ کہا جاوے کہ

الذی رواه الدارقطنی فی نہی عن
قفیز الطحان وهذا الحدیث
لم یصح وسمعت شیخ الاسلام
یقول هو موضوع وحمله بعض
اصحابنا علی ان النہی عنه
صاحب بعلم بکیل ما یعقد
منها لان ما عدا قفیز مجهول فیکون
الا قفیز منها فانما کانت معلومة القدر ان
فقال الطحان اطحن العشرة بقفیز منها صحیحا
ودقیقها فاذا کان حبا فقد استاجر علی
طحن تسعة اقفزة بقفیز حنطة واما اذا کان
دقیقا فقد شارک فی الدقیق علی ان
العشر للفاعل وتسعة الاعشار
للآخر فان قیل الشرکة عندکم لا تصح
بالعوض قیل له اصح الروایتین جوازها
ان قلنا بالروایة الاخری فالحاق هذه بالمساقاة والمزارعة اولی
منها بالحاقها بالمضاربة علی
العروض لان المضاربة
بالعروض تتضمن التجارة
والتصرف فی رأس المال
بدله بخلاف
هذا فان قیل

طلب کوا ایسے شخص کو دیا جو اوسکو پیسے اور پیسے ہوئی آٹے میں سے کوئی حصہ
اجرت مین لے جیسے یا سوت بننے والیکو دے کر اوسکو بنکر اجرت کپڑے مین سے
کوئی حصہ لے تو اس سے دو خرابیان لازم آوینگی اول یہہ کہ مقدار اجرت کا
پیسا اور بننا اجارہ کی وجہ سے تو عامل کو دینا چاہیے اور اجرت ہونیکے حکم سے
عامل اوسکی لینے کا مستحق ہی اور یہہ دونو باتین ایکدوسرے کے خلاف ہین اسلیے
کہ اول صورت مین مستاجر سے اوسکا مطالبہ ہونا چاہیے اور دوسری صورت مین مستاجر
کا مطالبہ اجارہ دینے والے سے ہونا چاہیے دوسری خرابی یہہ ہے کہ جس چیز پر عقد ہوا
اوسمین کا کچھہ حصہ خود ہی عوض بھی ہو اور یہہ نہین ہوسکتا تو اسکا جواب یہہ ہے
کہ یہہ خرابیان اس سے پیدا ہوتی ہین کہ آپ نے اوسکو اجارہ گمان کر لیا حالانکہ ہم بیان
کر چکے کہ یہہ معاملہ باہم شرکت کی قسم سے ہے اور اگر مان لیا جاوے کہ یہہ اجارہ ہی کی
قسم سے ہے تب بھی کچھہ تناقض نہین اسلیے کہ استحقاق کی جہت مختلف ہے یعنی جس
جہت سے کہ مستاجر اوسکا مستحق ہے وہ اور ہے اور جس جہت سے دینے کا مستحق ہے وہ
اور ہی تو اسمین کیا خرابی ہے اور یہہ جو کہتے ہو کہ جس چیز پر عقد ہوا اوسیکا حصہ
عوض ہی یہہ بھی نہین اسلیے کہ عقد تو مستاجر کے کام پر ہوا ہے پس معقود علیہ کام ہے
اور چیز کے کسی حصہ سے فائدہ اور یہہ بات شرع اور قیاس کی رو سے متصور ہے

تو ظاہر ہوا کہ اسباب کی صحت بموجب نص اور قیاس کے ہی مگر جب خوف ہو کہ مالش
ایسے حاکم کے یہان پیش ہو جو اسصورت کو باطل ٹھہرادی تو حیلہ یہہ ہی کہ مستاجر
کو مثلاً چوتہائی سوت جولاہہ غلہ دیدی اور کہی کہ باقی اسقدر کے بدلے مین بن دے
یا بیسوی اسصورت مین سوت اور غلہ مین دونو شریک ہو جاوینگے تو جب اوس مین
شریک ہو دینگی تو بعد کا معاملہ درست ہوگا اور جس قدر پر دونو نے شرط کرلی ہوگی
دونو مین اوسیطرح ہوگا - اور تعجب یہہ ہے کہ بانیون نے اوسصورت کو اسوجہ پر جائز
رکہا ہی اور اسکو مشارکت ٹھہرایا ہی نہ اجارہ تو پہلا اصل صورت ہی مین مشارکت
کہکر کیون جائز نہ رکہا معاملات مین تو اعتبار مقصودون اور حقیقتونکا ہی ہوتا ہی صورتون
اور لفظونکا چوبیسوین مثال یہہ ہی کہ جس صورتمین کسی شخص کا قرض دوسرے پر ہو اور جس
مال ہو وہ غائب ہو جاوے تو بموجب امام احمد کے دو قولونمین سے یہہ ہی کہ حاکم غائب
شخص پر حکم کردی باوجود اوسکی اپنی حجت پر باقی رہنی کے اور یہی مذہب امام
مالک اور شافعیؒ کا ہی پس اگر حاکم حنفی ہو جسکے نزدیک غائب پر حکم کرنا درست نہو
تو حیلہ یہہ ہی کہ ایک شخص آکر مدعی کے لئے اوس قرض کا جو غائب پر ہی ضامن ہو جاوے
اور اپنی ضمانت کا اقرار حاکم کے سامنے کردی مگر یون کہی کہ مین نہین جانتا کہ اوسکی
ذمہ اسکا کتنا قرض ہی اور نہ یہہ جانون کہ ہی بہی یا نہین لیکن جسقدر ثابت ہو جاویگا

کرادیکے ذمہ سے اوسیقدر کا مین ضامن ہون بعد اسکے قاضی اوسکو حکم کریگا کہ اپنا قرض ادا کر اور اوسکی مقدار ثابت کرا تو قاضی ضامن کو غائب کیطرف سے جوابدہ ٹھہراویگا اسلیے کہ وہ اوسکی ذمہ کے قرض کا ضامن ہوا ہے اور ضامن پر حکم جائز نہین جب تک کہ اوس شخص پر نہ ہو جسکی طرف سے ضمانت ہوئی ہے پھر یہی حکم ضامن پر ہوگا اسلئے کہ ضامن اوسکی فرع ہے تو جبتک مال اصل پر نہ ثابت ہوگا فرع پر بھی نہوگا پچیسوین مثال یہ ہے کہ ایک شخص کا مال دوسرے نے زبردستی چھین لیا اور غصب تو اوسکی چیز کا اقرار کرتا ہے اور ظاہر مین انکار کرتا ہے تو حیلہ یہ ہے کہ مالک اوس چیز کو کسی معتبر شخص کے ہاتھ بیچ کر اور اس بیع پر گواہ کر دے پھر کچھ مدت کے بعد اوس چیز کو غاصب کے ہاتھ فروخت کرے اور مدت اتنی ہو کہ گواہ اوسکو جان لین تا کہ ادای شہادت کیوقت اوسکا تعین کرین اب جب گواہ گذرانیگا کہ میرے ہاتھ فروخت کر دی تھی جس شخص کے ہاتھ اوس شی کو پہلے فروخت کر دیا تھا وہ اپنے گواہ پیش کرے چھبیسوین مثال یہ ہے کہ جس صورت مین ایک شخص کو کسی نے قرض دیا اور اوسکی میعاد ٹھہرادی تو یہ میعاد مہلت کی لازم ہوگی دو مذہبون مین سے صحیح تر کے بموجب اور یہی مذہب ہے امام مالکؒ کا اور ایک قول ہے امام احمدؒ کے مذہب مین اور جس امر پر نص سے وہ یہ ہے کہ میعادی نہین ہوتا ہے چنانچہ یہی قول امام شافعی اور امام اعظم کا ہے

وهو قول الشافعي وابي حنيفة

منصوص احمد في النصوص

قوله اوفوا بالعهد وقوله صلى الله عليه وسلم المؤمنون عند شروطهم
الله ان تقولوا ما لا تفعلون
لا تفعلون كبر مقتا عند
يا ايها الذين آمنوا لم تقولون
اوفوا بالعقود
تعالى يا ايها الذين آمنوا
ويدل على التاجيل قوله

اور مہلت کے ہونے پر اللہ تعالی کا یہ قول دلالت کرتا ہے یا ایہا الذین آمنوا
(ای ایمان والو)
اوفوا بالعقود اور یہ قول یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر
(پورا کرو قرار کو ۱۲ — ای ایمان والو کیوں کہتے ہو تم سے جو نہیں کرتے بڑی)
مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون اور یہ ارشاد کہ اوفوا بالعہد اور یہ
(بیزاری ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو ۱۲ — اور پورا کرو قرار کو ۱۲)
قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ایماندار اپنی شرطوں پر رہتے ہیں اور یہ حدیث
کہ منافق کی نشانیاں تین ہیں جب بات کہی تو جھوٹ بولے جب عہد کرے تو وفا
نہ کرے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور یہ حدیث کہ قیامت کے روز ہر بیوفا
کے لیے ایک جھنڈا اوسکی بیوفائی کی برابر اوسکے سرین کے پاس کھڑا کیا جائیگا اور
آپکا یہ ارشاد کہ بیوفائی مت کرو اور یہ ارشاد کہ بیوفائی زیبا نہیں اور منافق
کی صفت میں یہ فرمایا کہ جب وعدہ کرتا ہے خلاف کرتا ہے اور وعدے کے خلاف کرنا ان
اشیا میں سے ہے جنکی برائی اور قبیح جانتی ہے خدا تعالی نے بندوں کی سرشت بنائی ہے اور
بھی اگر حاکم ایسا ہو جو میعاد کو جائز نہ سمجھتا ہو تو حیلہ کرنا درست ہے اسطرح کہ قرضدار
مال والے کے مال کا حوالہ برس روز یا اوسکی مثل تک جتنی مہلت دینی اوسکو منظور ہو دوسرے
شخص پر کردے پس مقصود تین بال جس شخص پر حوالہ ہوا ہے اوسپر میعاد کو تک ہوگا اور
انکی والیکو قرضدار پر کچھ سبیل نہ رہیگی اسلیے کہ حوالہ حق کو بدلدیتا ہے شاید مسون مثال
یہ ہے کہ امام مالک فرماتے ہیں کہ قرض کی میعاد نہیں قول ترمیں کا معتبر ہے بشرطیکہ

آية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان وقوله لكل غادر لواء يعرف به يوم القيامة بقدر غدره وقوله لا تغدروا وقوله لا يصلح الغدر وقوله في صفة المنافق
وقوله ان الغدر والخلف والخيانة من الاشياء التي يحكم العقل بقبحها
اذا وقع الخلف فاستحب ... وعلى هذا ... الحكام ... من المال
على ... بان ... ان التأجيل
الى الرجوع ... بعد ما ... الطالب
ملك المال ... ولا ... للطالب
سبيل ... المستقرض
الا ... المال والعسر
قال مالك
قول ... في ... المال

بشرطیکہ رہن کی قیمت سے زیادہ کا دعوی نکرے یعنی مرتہن اگر قسم کہا کر رہن کے
بدلہ مین مینے اتنا قرض دیا ہے تو وہی معتبر ہوگا اگرچہ وہ چیز کے مول سے زیادہ نکلیگا
اور امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ اونکے خلاف ہیں اور غالبا امام مالکؒ
ہی ٹہیک ہیں اور وہی ہمارے شیخ کو پسند ہے اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے رہن
کو اوس نوشتہ کا عوض اور قائم مقام ٹہرایا ہے جو مقدار حق کا شاہد ہوتا ہے اس صورت
مین اگر مرتہن کا قول قبول نکیا جاوے تو رہن سے دستاویز کرنی نکمی ٹہریگی اور راہن
دعوی کریگا کہ میری چیز ایک ادنی چیز کے عوض رہن ہے تو رہن مین کچہہ فائدہ نہوا
حالانکہ اللہ تعالی نے بندونکو آیت مداینت مین یعنی سورہ بقر کے اونیسوین رکوع
مین جسمین لین دین کا ذکر ہے ارشاد فرمایا کہ حقوق کی یادداشت لکہکر رکہیں اور لکہنے والیکو
لکہنے کا حکم فرمایا پہر دوبارہ اوسکو لکہنے کا امر فرمایا اور جسپر حق ہوا اوسکو حکم فرمایا
کہ لکہوادے اور خدا کا خوف کرے اور حق مین سے کچہہ کم نکرے یہہ باتین جو ہدایت فرمائی ہیں
تو انہین کامل یادداشت ہے کہ اونکی نہ ہوتے ہوے حق دار لیکر قسم کی ضرورت نہین اور گواہون
کو لائے جانے پر انکار کرنیسے منع فرمایا اور اسی کو چہوٹا اور بڑی کے لکہنے سے ملال
دماغ ہونے کے باعث ترک رہنے دو خبر دی کہ یہہ بات ہمارے نزدیک بہت ٹہیک اور
نہایت درست ہے گواہی کے حق مین کہ گواہ جب اپنا خط دیکہیگا تو یاد کرلیگا اور گواہی

اداکریگا اور اسمین تنبیہ ہی اسبات پر کہ گواہ کو چاہیی کہ جب اپنا خط دیکہی گواہی ادا کری اور یقین سی کہی ورنہ خدا تعالی نے جو یہہ لکہنی کی اقوم للشہادۃ یعنی گواہی کے لئی یہہ بات بہت درست ہی فرمائی ہی اوسکا کچہہ فائدہ نہوگا اور خبر دی کہ یہہ لکہہ لینا یقین سی قریب ہی پہر جب بیع موجود ہو جسمین ایک ہاتہہ لینا اور ایک ہاتہہ دینا ہو تو اوسکے نہ لکہنی سی گناہ کو دور فرمایا یعنی اسطرحکے معاملات کے نہ لکہنی کا کچہہ مضائقہ نہین ان سبکے بعد وہ چیز بیان فرمائی جس سی حقوق کی یادداشت رہی اوسصورتمین کہ آدمی لکہنی اور گواہی کرانے پر قادر نہو اور یہہ بات اکثر سفر مین ہوتی ہی اسیلئی فرمایا وَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا کَاتِبًا فَرِہٰنٌ مَّقْبُوْضَۃٌ

اور اگر تم سفر کہیں ہو اور نپاؤ کوئی لکہنے والا تو گرو ہاتہ

تو یہہ آیت صاف دلالت کرتی ہی کہ رہن قائم مقام قبالہ اور گواہونکے ہی اور حق کا گواہ اور خبر دینی والا ہی جیسی قبالہ اور گواہ حق کو بتلاتے ہین پس اگر مرتہن کا قول قبول نکیا جاوی تو رہن وستاویز نرہیگا نہ اوسکی قرض کا نگاہبان نہ قبالہ اور گواہونکا عوض ہوگا اسلئی کہ راہن اوسکو مرتہن کے ہاتہہ سی نکال لیگا اور کہیگا کہ مین نے تو ایکدرم اور اسکی مثل اور کسی ادنی قرض کے عوض مین کیا تہا غرض جسبات کا ہم اعتقاد رکہتے ہین یعنی اللہ تعالی کی اطاعت اوس سی ہوتی ہی وہ اہل مدینہ کا قول ہی اب اگر مرتہن کو خوف ہو کہ مقدمہ ایسی حاکم کے جاوی جو مرتہن کا قول

وفی ذلک تنبیہ علی ان اذا
ان یقیمہا اذا رای خطہ
بشہادتہ ولا یکن للتعامل
بقولہ واقوم للشہادۃ فائدۃ
واخبر ان ذلک اقرب الی
الیقین ثم رفع الحرج بترک
الکتابۃ اذا کانت تجارۃ
فیہ التقابض من الجانبین ثم ذکر
ما یحفظ بہ الحق عند عدم القدرۃ
علی الکتاب والشہود وہو فی
السفر فی الغالب فقال وان کنتم
علی سفر ولم تجدوا کاتبا فرہان مقبوضۃ
فدل ذلک دلالۃ بینۃ ان الرہن قائم
مقام الکتاب والشہود فاذا قبضہ
المرتہن لم یکن الراہن ان یکتب

معتبر سمجھا جاتا ہو تو حیلہ رہن کا یہی ہے کہ راہن شے رہن کی قیمت پر اوسکو رہن رکھوا دے
جس مقدار پر ہو دونو متفق ہوں اور مستقدر راہن کو دیدے اور راہن گواہ کر دے کہ باقی
قیمت اس شے کی مرتہن کے پاس امانت ہے یا اوسکو یہ قرض ہے جب مین چاہونگا اوس سے
لے لونگا اس صورت سے دونو شخص اپنا اپنا حق لے سکینگے اور ایک دوسرے کے ظلم سے
محفوظ رہینگے ان تنبیہا ایسے مین مثال یہ ہے کہ جب ایک شخص کے ہزار درم دوسرے پر ہو
اور اونکے بدلے مین کوئی چیز اوسکے پاس رہن ہو اور مال والا قرضدار سے درمونکا مطالبہ
کرے اور رہن ظاہر کرنے سے ڈرے کہ راہن یون کہدیگا کہ میرے ذمہ مرتہن کا قرض نہین
اور جس چیز کو یہ اپنے پاس رہن بتلاتا ہے وہ اوسکے پاس میری امانت ہے یا اور کسیطرح
ہو تو حیلہ اس سے بچنے کا یہ ہے کہ اول ہزار کا دعوی کرے اگر راہن اوسکا اقرار کرے
اور پھر رہن کا دعوی کرے تو اس سے اپنا قرض لیوے اور رہن حوالہ کر دے اور اگر قرض کا
انکار کرے اور رہن کا مدعی ہو تو مرتہن حاکم سے کہے کہ اس سے پوچھو کہ جس چیز کا دعوی کرتا ہے
وہ میرے پاس کسو صورت سے ہے زبردستی چھین لی ہے یا مانگی ہے یا امانت ہے یا رہن ہے پس اگر
راہن یہ دعوی کرے کہ اوسکے قبضہ مین رہن کی وجہ سے نہین ہے تو مرتہن سے قسم لیجاوے کہ
راہن کا دعوی بیجا جھوٹ ہے اور قسم مین سچا ہوگا رہن ثابت ہو جاویگا اور اگر راہن اقرار کرے کہ رہن کے
طور پر ہے لیکن اپنا ہی ہے تو قاضی سے کہے کہ اس سے پوچھو کہ کتنی چیز رہن ہے پس مقدار کا اقرار کرے تو مرتہن اپنی چیز کا اقرار

ہدایہ عالمگیری ١٣

اور اپنے حق کا طالب ہو اور اگر وہ مقدار حق مین سے کسیقدر کا منکر ہو تو مرتہن اوسکے
دعوے کے نہونے پر قسم کہا دے اور اس قسم مین سچا ہوگا اٹھائیسوین مثال یہہ ہے
کہ جب عورت اپنے شوہر پر دعوی کرے کہ اسنے جب سے مین اسکے ساتھ رہی ہون بابت برسون
سے مجکو نہ کہانا دیا نہ کپڑا اور بظاہر اور عرف کی روسے وہ جہوٹی معلوم ہوتی ہو تو حاکم
کو حلال نہین کہ اوسکے دعوے کو سنے اور اوسکے شوہر سے جواب طلب کرے اسلئے کہ دعوی
کو جب ظاہر حال اور عادت معروف رد کردیتے ہین تو وہ جہوٹا ہوتا ہے اور ایسے دعوی
کو سننے اور مدعا علیہ سے قسم لینے مین اوس بات کی پشتی دینی ہے جسکو ظاہر اور عادت
جہٹلاوین اور شوہر کو اِس بات پر مجبور کرنا ہے کہ ہر وقت خرچ دینے پر گواہ کیا کرے۔
اور اگر شوہر حاکم سے کہے کہ اس سے پوچہو کہ یہہ کہان سے کہاتی پیتی پہنتی تہی تو حاکم
کو نہین پہنچتا کہ کہے کہ عورت کے ذمہ جواب دینا لازم نہین پہر اگر وہ عورت کسی اجنبی کا
نام نفقہ دینے مین لیوے تو حاکم اوس سے گواہ طلب کرے اور اگر کہے کہ مین اپنے آپکو خود
کہلاتی تہی تو اوسکا جہوٹ ظاہر ہے اسصورت مین حق وہی ہے جو امام مالک اور مدینہ
منورہ کے فقہا فرماتے ہین کہ نفقہ کیواسطے بیبی کا دعوی ظاہر کے بہی مخالف ہے اسلئے کہ
نفقہ کا وجوب غالباً وہ ذریعہ ہے اور وہی اوسپر قائم ہے اور عورت ایسا بین شوہر کی نیت
کا دعوی کرتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین برس مکہ معظمہ اور دس برس

مدینہ منورہ مین تشریف رکہی مگر کسی خاوند کے ذمہ کبہی خرچ اور لباس ایام گذشتہ کا لازم نہین فرمایا اسیطرح آپکے خلفاء راشدین نے آپکے بعد اور صحابہ اور تابعین کے زمانہ مین کسی پر لازم نکیا نہ کوئی شوہر اسمقدمہ مین عہد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب تابعین رض کے عہد مین قید ہوا نہ اپنی بیبی کے مہر مین محبوس ہوا سبب یہ کہ عورتین محفوظ اپنے اپنے گہرون مین بیٹہی رہتی ہین حاصل یہ کہ دعوے اگر ایسا ہو جسکو عرف اور عادت دکرتی ہون تو اوسکی شنوائی درست نہین اور اسیوجہ سے امام مالک کی تابعین کہتے ہین کہ جب ایک شخص ایک گہر پر قابض ہوا اور مدت سے بنانے اور بگاڑنے اور کرایہ وغیرہ اور آباد کرنے کا تصرف کرتا ہوا اور اسکو اپنا کہتا ہوا اور دوسرا شخص اسحال سے واقف ہوا اور برابر اوس مدت تک دیکہتا رہا ہو اور کبہی نکہا ہو کہ میرا بہی اس گہر مین کچہہ حق ہے اور نہ کبہی اول شخص سے اوسکی بابت مین جہگڑا ہو باوجودیکہ کوئی مانع بہی نہو کہ مثلا حاکم کا خوف ہو یا کسی قسم کی توقع ہو یا قابض کی ساتہہ کچہہ اپنی قرابت ہو یا شرکت ہو یا کوئی اور ایسا ہی سبب ہو جس سے آدمی چشم پوشی کیا کرتے ہین پہر یہہ دوسرا شخص اگر اوس گہر کا دعوی کرے اور گواہ قائم کرنیکا ارادہ کرے تو اوسکا دعوی مسموع نہوگا گواہ ہونگا قبول ہونا تو درکنار رہا مین کہتا ہون کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو ظن اس ظاہر حال سے حاصل ہوتا

وہ اوس ظن کی نسبت کہ بہت قوی ہی جو شہادت سی یا گواہی سے قسم سی یا
صرف قسم کے انکار سے حاصل ہوتا ہی اور نیز مرد کو اپنی بیبی پر غرچ کرنیکا
اختیار اور حکومت حاصل ہی تو عورت مرد کے ساتھ ایسی ہی جیسا لڑکا اپنی ولی
کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا
اور مت پکڑاو بیعقلونکو اپنے مال تا کہی بھی ترتے کیدار گذران
وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ ایسا نکر کہ جو مال
اور اونکو اوسمین کہلاؤ اور پہناؤ
تجکو خدا تعالیٰ سے عطا فرمایا اور اسکو تیری معاش ٹھہرائی تو اسکو اپنی بیبی یا
بیٹیونکو دیدے اور وہی لوگ پھر اپنی لباس اور روزی اور مشقت مین تیرے محتاج ہون اس
روایت سی معلوم ہوا کہ بیوقوف عورتین اور لڑکے ہین اور اللہ تعالیٰ نے خاوندونکو
عورتون پر حاکم مقرر فرمایا ہی جیسی لڑکے کے ولی کو لڑکے پر حاکم بنایا ہی اور حاکم اور
امین ہی تو جو شخص عورت کا قول خواہ لڑکے کا قول بعد بالغ ہونیکے اسبابین قبول کرتا کہ
کہ خرچ اونکو نہین پہنچا تو وہ عورت اور لڑکے کو خاوندون اور ولیون پر حاکم
بناتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتونکو اور بیٹیونکو نفقہ مین برابری فرمائی اور
عورت کو عانی ٹھہرایا عانی کے معنی قیدی کے ہین اور وہ ایک قسم کی غلامی ہے
چنانچہ عورت کے بابین ارشاد فرمایا کہ اوسکو جس چیز مین سے خود کہاوی اوسمین سے
کہلاوی اور جو خود پہنے اوسمین سے اوسکو پہناوی اور ایسی جیسا ارشاد غلام کے بابین فرمایا ہی

تو معلوم ہوا کہ مرد اپنی بیبی اور غلام اور اولاد کے نفقہ وغیرہ مین امین ہی جسکی
سپرد وہ اونکا خرچ کرنا ہی اور اللہ تعالی نے خاوندون پر ہرگز واجب نہین فرمایا کہ
عورتونکو کہانے اور سالن اور دراہم کا مالک کر دیا کرین بلکہ انکو کہانا اور کپڑا اچہی
طرح کہلانا پہنانا واجب کیا ہی اور مالک کر دینے کا واجب کرنا ان باتون مین سے
جسپر کتاب دلالت کرتی ہی نہ حدیث نہ کسی صحابی اور تابعی کا ارشاد و نہ چارون امامون
مین سے کسیکا قول اسلئے کہ ان چارون مین بعضے غلہ سے نفقہ کا اندازہ کرنیکے
قائل ہین جیسے امام شافعیؒ اور بعضی عرف پر چہوڑتے ہین اور یہہ لوگ جمہور ہین
اگر سلف سے کسی سے ثابت نہین ہوتا کہ نفقہ کا اندازہ درہمون سے کیا ہو پہر اثر
یہہ بھی ہی کہ جو چیز عورت کے لئے واجب ہی یعنی غلہ خواہ جو عرف مین ٹہہرے اوسکو
چہوڑکر اوسکے بدلہ کا واجب کرنا ہوتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ دراہم کا مقرر کرنا تمام
سلف کے لوگون اور امامون کے قول کے مخالف ہی خلاصہ یہہ کہ دعوون مین
حکم کی بنا گمان غالب پر ہوتی ہی جو کبھی تو اصل کے بری ہونے سے حاصل ہوتا ہی کبھی
اقرار سے کبھی گواہون سے کبھی ہر قسم کی انکار سے اس انکار کے ساتہہ طالب کی قسم ہو کر ملائی
گئی ہو یا قسم نہ ہوئی ہو اور یہہ سب امور اس طرح کہ حق کو کہلا بیان کر دینے ہیں
تو یہہ سب بینہ ہین اور بینہ کو گواہون کے لئے خاص کر لینا عرف خاص ہے

ورثہ بینہ اوسی چیز کا نام ہی جو حق کو بیان کردی اِسصورت مین سچ کا گمان جس
شخص کیطرفسی قوی تر ہوگا اوسیکو لئی حکم کا ہونا بہتر ہے اور اسی بنا پر جسجگہ گواہ
ہون اقرار نہ قسم سی انکار نہ کوئی وقت کا حاضر اوسجگہہ ہم مدعا علیہ کی جانب کو اصل
مین بری ہونیکی گمان پر مقدم رکہتی ہین اور اِسیطرح اگر اوسکی جانب مین مدعی ہوا اور قسم کو
اوسکا بیکار کردیا ہو اور لوگونکا اتفاق ہی کہ جو عورت تخت کی رات مین مرد کے
پاس بہیجی جاوے اگرچہ مرد نے اوسکو پہلے نہ دیکہا ہو اور نہ کسینے اوسکی پہچان اوسکو
بتلائی ہو بدون شرط لگانے دو گواہون عادل کی گواہی کے اِسبات پر کہ یہ وہی
عورت ہی جسکی ساتہہ نکاح ہوا ہی مرد کو اوس سی صحبت کرنی درست ہی ظن غالب پر کفایت
کرنی کے اعتبار سی بلکہ اوس یقین پر اکتفا کرنیکی رو سی جو شاہد حال سی حاصل ہوتا ہی
اِسیطرح فقیر کو ایسی چیز کا کہانا جو لڑکا اوسکو گہر مین سی نکالکر ٹکڑا وغیرہ دیدے
شاہد حال کے اعتبار پر درست ہی۔ اسیطرح حال موجود پر حقیر چیزون کی بیع مین
اکتفا کرلیجاتی ہی کہ بدون زبان سی کچہ خرید و فروخت ایسی اشیا کی دینے اور لینی
سی ہوجاتی ہی اور حال ہی کو دیکہکر کنواری عورتونکی سکوت پر اجازت لینی کیوقت کفایت
کیجاتی ہی اور سکوت ہی کو دلیل رضامندی کی ٹہرائی ہی۔ اور ایسا ہی حال معاملات
ہدیون اور حمامون میں ہی کہ لوگ صرف تقسیم کرنیوالیکے قول پر یا دو شخصون کے

قول پر کفایت کر لیتے ہین اور یہی حال قیافہ شناس اور درو قیافہ والونکے قول کا ہے اور جس شخص کا حال ازادی اور رشد کا معلوم نہو اوسکا معاملہ اوسکی کہانے اور ہدیہ کے قبول کرنے اور اوسکے گہر مین جانیکا حال بھی یہی ہے اور شارع نے ایک اندازہ کرنیوالیکے قول پر گمان کی جگہہ کفایت کی اور شکار کے بدلہ مین دو شخصونکی قیمت مقرر کرنے پر اور رمضان مبارک کے چاند دیکھنے مین ایک کے قول پر اور افطار کے بابمین موذن واحد کے قول پر اور بہت سے فقہانے چہوٹے لڑکے کی نسب لگانے مین جب دو مرد یا زیادہ اوسکے مدعی ہون اوسکی طبیعت کی خواہش پر کفایت کی بسبب اعتماد کرنے اوس ظن کے جو رغبت سے حاصل ہوتا ہے اور یہہ ظن نہایت کم درجہ کا ہے اور بہین جہت اسکا یہہ نسب لگانے مین فقہا کے نزدیک آخر مین ہے جب قیافہ شناس نہو اور اسیطرح پائی ہوئی چیز کے اوصاف اگر کوئی بتلاوے تو اوصاف بتانے کے گمان پر چیز کو اوسکے حوالہ کرنا اور وٹیالنی کے واجب یا جائز ہونے پر تکیہ کرنا ہے اور اسیطرح طہارت اور نجاست کی علامات پر اور قبلہ پر اور نا ہی والونکی قول پر اور بہت سے فقہانے مدعا علیہ کو حبس کرنیکو دو مستور الحال شخصونکی گواہی سے کہا ہے جبتک کہ اونکی عدالت ثابت ہو اسلئے کہ غالب یہی ہے کہ مستور الحال عادل ہی ہوگا تو دیکہو اگر مسلمان کا حبس کرنا اس جیسے گمان سے جائز

رکہا اور فقہا یہہ بہی کہتے ہین کہ اقرار زنیا سکے مقابل مین گواہی مسموع ہونی
چاہیئے کہ وہ لوگ اویہہ بیان کرین کہ مقر نے اقرار کیوقت اہل اور لائق اقرار کے
تہا اسلئے کہ ظن یہی ہی کہ عاقل اور خود مختار ہو اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین
اُس گواہ کا حال نقل فرمایا ہی جسنے قرینہ سی حضرت یوسف علیہ السلام کے بری ہونے
پر گواہی دی تہی اور یہہ کہا تہا اِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ
وَاِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ - آخر قصہ تک اور اللہ
نے اسکا نام علامت رکہا اور یہہ بینہ کی نسبت کہ کامل تر ہی اور نقل جو فرمایا تو اسی
جہت سی کہ ثابت اور مقرر ہو جاوی اور اِسی قسم سی حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم
اُس لڑکے کے باب مین جسمین دو عورتون نے حضرت داود علیہ السلام کے پاس جہگڑا کیا
اور آپ نے لڑکا بڑی عورتکو دلوادیا وہ دونو وہانسے نکلکر حضرت سلیمان کے
پاس آئین اور اون سی ماجرا بیانکیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ایک چہری لاؤ کہ اس کے
دو کرکے دونوکو آدہا آدہا دون اور اسیطرح فرمایا کہ آنہون نے وہم کرلیا کہ ایسا ہی
کرینگے پس چہوٹی عورت نے کہا کہ آپ اسکے دو ٹکڑے نکیجیے یہہ لڑکا بڑی عورت کا ہی آپنے
وہ چہوٹی عورتکو دلوایا اسلئے کہ دیکہا کہ بڑی عورتکو اطمینان اور تسلی ہوگئی کہ جیسا
میرا لڑکا گیا اسکا بہی جاتا رہیگا اور چہوٹی مین شفقت مادری ملاحظہ فرمائی کہ لڑکی کی

قالوا انتم الشهادة على ... من قبل ذكر الشاهد ابن ... اهليته لحال اقراره اعتمادا ... على ظن الرشد والاختيار وقد حكى الله سبحنه في ... كتابه عن الشاهد الذي شهد على براءة ...

... بالقرينة فقال ان كان قميصه قد من قبل فصدقت وهو من الكذبين وان كان قميصه قد من دبر فكذبت وهو من الصادقين الآية وسمى الله تعالى ذلك الشاهد ... البينة

حجية القرائن ١٢

ومن هذا الباب حكم سليمان عليه السلام بالولد للصغرى ... تنازعت فيه امرأتان عند داود ... فقضى به للكبرى فخرجتا على سليمان ... فقال ائتوني بالسكين اشقه بينهما فقالت الصغرى لا تفعل ... هو ابنها فقضى به للصغرى ... ولولا ذلك لما ذهب اليه ...

زندہ رہنی اور دیکھنی پر مطلبین ہوئی کو دوسرے کے پاس ہوا حضرت سلیمان کے
حکم کو سوچ کہ لڑکا چھوٹی کو دلوا دیا باوجودیکہ وہ بڑی کے لئی اُسکا اقرار کر چکی تھی تو
اس سے یہ بات ثابت ہوتا ہی کہ اگر اقرار کے جھوٹا ہونیکی علامتین ظاہر ہون تو اوسکی طرف التفات
نہین کیا جاتا اور ایسے اقرار کا ہونا نہونا برابر ہی اور ایسا ہی اگر اقرار کرنیوالا غلطی کرے
یا بھول چوک جاوی یا ایسا اقرار کرے جسکا مضمون نہ سمجھا جاوے تو اس اقرار پر پکڑا
نجاویگا اور ایسا ہوگا جیسے زبردستی اقرار کیا اور اللہ تعالی نے لغو قسم پر گرفت
دور فرمائی اسلئی کہ قسم کہا نیوالے نے اُسکی علت غائی مراد نہین لی اور خبر دی کہ وہ
گرفت دلکی فعل کی فرماتا ہی اور ظاہر ہی کہ خطا کرنیوالی اور بھولنے والے اور جاہل اور مجبور آدمی
کے الفاظ کا مضمون دل مین کچھہ بھی حاصل نہین ہوتا اور مقصود یہ ہے کہ جس شوہر پر جھوٹا
دعوی ہوا ہو کہ اوسنی اُن برسونکا خرچ اور لباس نہین دیا مثلاً ایسی طرح کہ معلوم ہو جاوے
کہ عورت اُسپر جھوٹ بولتی ہی تو حاکم کو جائز نہین کہ عورتکی دعوی کو سنے اور مرد سے جوابدہی کا مطالبہ
کرے اور اس دعوے کے جھوٹے ہونیکی تدبیرین مردکے لئی کئی ہین اول یہ کہ کہی کہ جس دعوی کو عادت اور
عرف اور ہمسایونکا معاینہ جھوٹ کہی وہ کیسی صحیح ہو سکتا ہی دوم یہ کہ حاکم یہ کہے کہ اِن
سے پوچھو کہ اسپر کون خرچ کرتا تھا پس اگر عورت دعوی کرے کہ شوہر کے سوا دوسرا مرد خرچ کرتا
اور شوہر کسطرح فیصلہ کرتا تھا تو عورت کا دعوی سنا نجاویگا بلکہ دعوی اُس مرد کا ہونا چاہئے

كذلك الغير وان قالت انا كنت انفق على نفسي فان الزوج سلمها هل كانت هي التي تدخل وتخرج تشتري الطعام والادام فان قالت نعم ظهر كذبها ولاسيما ان كانت من ذوات الشرف والاقدار وان قالت كنت اوكل غيري الزمت بينة فان كان لها لا يقبل منه شيئا من الوفاء ان استحقاقها ولا يعدل الى الجواب المفصل فتحتاج هي الى بينة الاستحقاق فان

جو شوہر کیطرف سے دیتا تہا اور اگر کہے کہ مین اپنے آپ اپنے نفس پر خرچ کیا کرتی ہی
تو شوہر کہے کہ اس سے پوچہو کہ یہہ خود ہی باہر آمد و رفت کر کے کہانا اور مسالہ لایا
کرتی ہی اگر عورت کہے کہ ہان تو اسکا جہوٹ ظاہر ہے خصوصاً اوس صورت مین کہ وہ شریف
اور عزت والی ہو اور اگر کہے کہ مین دوسرے کو وکیل کر دیا کرتی تہی تو شوہر کے بیان
سے اوسکو الزام دیا جاوے لیکن اگر حاکم ایسا ہو جو شوہر کا قول ایسا بین کہ کچہہ تمانے
تو شوہر کو جائز ہے کہ حیلہ کر کے عورت کے استحقاق کا انکار کرے اور مفصل جواب کی
طرف میل نکرے اسصورت مین عورت استحقاق کے لئے گواہ گذرانے کی محتاج ہو گی پہر جب
گواہ گذرانے تو شوہر دعوی کرے کہ مجکو اسنے صحبت کرنے پر قابو نہ دیا اور ہم
یا بین قول شوہر ہی کا معتبر ہو گا اسلئے کہ اصل قابو کا نہ دینا ہے اور یہہ صورت
نشوز کے دعوے سے مخالف ہے اسواسطے کہ نشوز نافرمانی کو کہتے ہین اور اصل نافرمانی
کا نہونا ہے اسلئے نشوز کے دعوے مین شوہر کا قول معتبر نہین اور اسصورت مین شوہر اپنے
حق کے پورا کرلینے کا منکر ہے اور اصل اسمین اوسکا نہونا ہے اسلئے قول معتبر ہوا
اور ایک حیلہ یہ ہے کہ دو گواہون عادل کو در پردہ کہڑا کر دے کہ وہ عورت کی بات
سنین اور عورت اونکو نہ دیکہے بعد اسکے شوہر اوسکو کچہہ مال یا جس چیز سے وہ خوش
ہو دیوے پہر کہے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ ہر ایک ہم مین سے ایکدوسرے کو معاف کر دے

حيلة في النشوز

بيمين الوفاء والقول قوله لان الاصل عدم التمكين وهذا بخلاف دعوى النشوز لان النشوز هو العصيان والاصل عدمه وهذا انكر ان لا يستحقها حقها والاصل عدم ... وتمكن الحيلة ان يجيئا بشاهدين عدلين

کرد ونکا دل خوش ہو جاوے یا اور کوئی اسیطرح کا قول کہے اور صورت سے اوسکا جواب
مانگے یون کہدے کہ اسوقت کوئی حق میرا خرچ اور لباس کے بابمین نہین **فصل** جب
یہہ معلوم ہو چکا تو معلوم ہوا کہ وہ تدبیرین جنمین مسلمانون کا فائدہ اور دین کیطرف سے
برائی کو دور کرنا اور مظلومونکی مدد اور ناتوانونکی فریادرسی اور حیلہ گر دغا باز کا مقابلہ اور
کافرون بدکارون ظالمون کے حیلہ کا فریب دینا پایا جاتا ہے وہ اُن تدبیرون کے
مخالف ہین جنمین قواعد شرعی پر حیلہ کرنا اور خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال
جاننا اور جو چیز اوسنے واجب کی ہے اوسکو گرا دینا پایا جاوے اور ان قسمون مین فرق
ایسا ہی ہے جیسا قسم کے سچا کرنے اور جھوٹا کرنے مین ہے یا جیسا عدل و ظلم مین ہے اور
حیلے چند قسمون پر ہین اول وہ خفیہ تدابیر ہین جنسے ایسی چیزونکی طرف پہونچتے ہین جو خود
اپنی ذات سے حرام ہین مثلا جانون کے مارنیکے لئے حیلہ کرنا اور مالونکے لینے اور رعیتون
بگاڑ ڈالنے کا بہانہ کرنا اور اس قسم کا خفیہ حیلہ اوس تدبیر کی مثل ہے جو حرام ظاہری
تدبیر سے پہنچادے اور ایسے ہی چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے نہ غارت گر کا اور اسیوجہ سے امام
مالک اسطرف گئے ہین کہ جو شخص اچانک مار ڈالے اوسکو مار ڈالا جاوے گو اوسنے ایسے شخص کو
مارا ہو جسکا قصاص نہوتا ہو مگر اس جہت سے کہ اوسکی حرکت کی خرابی بڑی ہے اور اس سے
بچنا ممکن نہین اور اسی مین سے ہے تجویز حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ گرہ کتری کے ہاتھ کاٹنے کی

پا بمین پا ئیوجہ کہ اوسکا ضرر مالونپر بہت ہی اور اوس سے بچنا ممکن نہین تو چور کے
ہاتھہ کاٹنی کی نسبت کر ایسی شخص کا ہاتھہ کاٹنا بہتر ہی اور انکا قول یقینا قوی ہی اور اس
سے ہی امام احمدؒ کی تجویز عاریت چیز کے منکر کے ہاتھہ کاٹنے کے بابمین بخلاف امانت
کے منکر کے اسلئی کہ اول شخص سے تو بچنا ممکن نہین اور امانت کی منکر کو تو امانت رکھنے
والے نے امین جانا تہا دوسری قسم حیلونکی وہ ہی کہ اوس سے بہی حرام کیطرف
پونہچتی ہین مگر حیلہ گر ظاہر یون کرتا ہی کہ میرا قصد خیر کا ہی حالانکہ اوسکا مقصود بجز
حد سے بڑہنی اور بدی کے اور کچہہ نہین مثلا بیمار آدمی وارث کی نقصان کی خاطر
کسی دوسرے شخص کے لئے اقرار کر دیوے کہ اسکا میرے ذمی آتا ہی اور در حقیقت اوسکی کوئی چیز
بیمار کے پاس نہین یا کسی اجنبی کو اپنا وارث کہی اور وہ واقع مین وارث نہین اس قسم
کا حیلہ حرام ہے اور اوسپر گواہی بہی حرام اور حیلہ بذات خود جہوٹ اور فریب ہوتا ہی مگر
از انجاکہ اُسکا سچ ہونا بہی ممکن ہی اسلئی علما کو اختلاف ہی کہ اگر مریض کسی وارث کا اقرار
کر دے تو یہ اقرار بوجہ ذریعہ کی بند کر نی اور اقرار کے دکر نیکی باطل ہے اسلئی کہ یہ موت
اپنی نفس پر گواہی دینے کی ہی اور مریض اسبا بمین تہمت لگایا ہوا ہے تو تہمت کی جہت سے
اوسکا قول نمانا جاویگا جیسی غیر پر گواہی دینی یا یہہ اقرار معتبر ہے اچہا گمان کرنیکی جہت سے
خصوص حاجت کیوقت مقبول ہی اور اسمین سے عورتکا حیلہ کرنا خاوند کی نکاح توڑنیکو

باوجود اسکے اچھی طرح رکھنے کی اسطرح کہدے کہ مین بیٹے ولی کو اجازت نہین دیتی یا خاوند بری طرح مجکو رکہتا ہی یا اور اسیطرحکا حیلہ اور پانچ شخص کا حیلہ کرنا بیع کی توڑنیکو اسطرح کہ دعوی کرے کہ بیع کیوقت مین جاکم کیطرف سے روک مین تہا اور خرید و فروخت کا مجاز نہ تہا اور حیلہ کرنا خریدار کا بیع کی توڑنے پر کہ مین نے مبیع کو نہین دیکہا اور مثل اسکی تیسری قسم حیلہ کی وہ ہی کہ بذات خود مباح ہی مگر حرام کا ارادہ کرنیکے باعث حرام ہوجاوے مثلاً سفر کرنا رہزنی کیواسطے کہ مقصود یعنی رہزنی حرام ہی تو اوسکا وسیلہ یعنی سفر اگرچہ بذات خود حرام تہا مگر حرام کا وسیلہ ہونیکے باعث حرام ہوگیا چوتھی قسم حیلہ کی وہ ہی کہ اوس سے کسی حق کا لینا یا باطل کا دفع کرنا مقصود ہو مگر اسکے لینے کا طریق حرام ہو مثلاً ایک شخص کا حق دوسرے کے ذمہ ہوا اور وہ انکار کر جاوے تو یہ دو گواہ کہڑے کرے جو قرضدار کو نہجانتے ہون اسکو دیکہا ہوا اور اسکی دعوی کی گواہی اُسکی مرضی کے موافق جہوٹی دیوین تو یہ گواہی لوانی حرام ہی اسلئے کہ اس سے گواہون کو حرام پر برانگیختہ کرنا ہی ایسے اسیطرح ہی اگر ایک آدمی کا دوسرے کے پاس قرض ہی اور وہ قرض کا منکر ہوجاوے یا امانت تہی اور اسکا انکار کر دیا اور بدون تاویل قسم کہالی کہ میرے پاس امانت نہین رکہی یا عورت نے اوسپر دعوی کیا کہ اوسنے مجکو خرچ نہین دیا اور وہ اوسکی بیوی ہی تو اوسنے بالکل اوسکی نکاح کا انکار کر دیا اور قسم مین تاویل نہ کی اب اگر یہ کہا جاوے کہ ایک شخص نے سود کا معاملہ کیا اور قرضدار سے اصل مال وصول کر لیا

پہر اوسپر حرام زائد کا دعوی کیا تو قرضدار کو جائز ہے کہ معاملہ کا انکار کرے یا
اوسپر قسم کہا ئے تو بعضونے کہا ہی کہ زیادتی کے استحقاق نہونے کی قسم کہا وے اور
یہہ کہ دعوی زیادتی کا جہوٹا ہی پس اگر حاکم اوس سے یہہ جواب نے تب البتہ اوسکو قسم
مین تاویل کرنی جائز ہی اسلئے کہ وہ مظلوم ہی مگر انکار اور قسم بدون تاویل کے درست
نہین کہ وہ تو کہلا جہوٹ ہی غرضکہ آدمی کو جائز نہین کہ گناہ کے بدلہ مین خود بہی
ویسا ہی گناہ کرے مثلا اگر کوئی اوسپر جہوٹ بولے تو یہہ بہی اوسپر جہوٹ بولے یا جو
اسکو گالی دے تو یہہ اوسکو گالی دے یا کوئی اسکی زوجہ کے ساتہہ بدفعلی کرے تو یہہ بہی اوسکی
بیبی سے بدفعلی کرے یا اسکی لڑکی سے بدکاری کرے تو یہہ اوسکی لڑکی سے کرے اب اگر یہہ
کہو کہ پہر قابو پانے کے مسئلہ مین تمہارا کیا قول ہے آیا وہ اسی حیلہ کی قسم سے ہے
یا مباح قصاص کی جنس سے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ عالمونکا اسباب مین اختلاف پانچ
قولون سے ہے اول تو یہہ کہ یہہ مسئلہ بہی اسی قسم کے حیلہ سے ہے اور آدمی کو جائز نہین کہ جو
اس سے خیانت کرے تو یہہ اوس سے کرے اور جو اسکے حق کا منکر ہو تو یہہ اوسکے حق کا منکر ہو
اور جو اسکا مال زبردستی چہین لے تو یہہ اوسکا مال چہین لے اور یہہ قول ظاہر امام احمد
اور مالک کا ہے دوسرا قول یہہ ہے کہ جب آدمی دوسرے کے مال پر قابو پاوے تو جتنا اسکا
حق اوسکی ذمہ ہوا اوسقدر لیلے خواہ اپنی حق کی جنس پر قابو ہوا ہو یا غیر جنس پر اور

غیر جنس کیسو رہین وہ مال حاکم کو دیدی کہ اوسکو بیچڈالے اور اوسکی قیمت سے اپنا حق لے لے یہہ قول شافعیونکا ہی تیسرا قول یہہ ہی کہ جب قابو اپنی حق کی جنس پر ہوا وسمیں سے اپنا حق ہیلے مگر یہہ درست نہین کہ جب اپنی حق کی غیر جنس پر قابو پاوی تب بہی اپنا حق لیوی اور یہہ قول حنفیونکا ہی چوتہا قول یہہ ہی کہ اگر دوسرے شخص کے ذمہ کسی اور کا قرض ہو تو قابو پانیوالیکو لینا درست نہین اور اگر کسی کا قرض اوسکے ذمہ نہو تو درست ہی اور یہ ایک روایت ہی مالک سی پانچوان قول یہہ ہے کہ اگر حق کا سبب ظاہر ہو جیسے نکاح اور قرابت اور مہمان کا حق ہی تو حقدار کو اپنی حق کی مقدار لینی درست ہی چنانچہ اسقدر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماۃ ہند کو اجازت فرمائی کہ ابو سفیان اپنی شوہر کے مال مین سی اوسقدر لیلی کہ اوسکو اور اوسکی اولاد کو کافی ہوا ور جو شخص کسی قوم مین اوترے اور وہ اوسکی دعوت نکرین تو اوسکو اجازت دی کہ اپنی مہمانی کے قدر اونکی مال مین تدارک کرے چنانچہ بخاری اور مسلم مین عقبہ بن عامر سی مروی ہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ ہمکو بہیجتی ہین تو ہم ایسی لوگون مین اوترتے ہین کہ وہ ہماری دعوت نہین کرتے ہمین آپکا کیا ارشاد ہی آپنے ہم سی فرمایا کہ اگر تم کسی قوم پر اوترو اور وہ جو کچہ مہمان کیواسطی چاہیی اسکو تم سی کہین تو تم قبول کرو اور اگر وہ ایسا

وفي غير الجنس يكن له فيه ان الحاكم يبيعه وهكذا نون عنه وهذا اقول اصحاب الشافعي والثالث يجوز رهان ليستوفي قدر حقه اذا ظفر بجنس ماله وليس له ان ياخذ من غير الجنس وهذا اقول اصحاب ابي حنيفة والرابع انه ان كان عليه دين لغيره فلا وان لم يكن فله والخامس انه ان كان سبب الحق ظاهرا كالنكاح والقرابة وحق الضيف جاز له الاخذ بقدر حقه كما اذن النبي صلى الله عليه وآله وسلم لهند ان تاخذ من مال ابي سفيان ما يكفيها وبنيها وكما اذن للضيف ان ياخذ بقدر حقه في الصحيحين عن عقبة بن عامر قال قلت للنبي صلى الله عليه وآله وسلم انك تبعثنا فننزل بقوم لا يقرونا فما ترى فقال لنا ان نزلتم بقوم فامروا لكم بما ينبغي للضيف فاقبلوا فان لم يفعلوا

نکرین تو تم اُن سے حق مہمان کا لے لو جو اونکو شایان تہا اور مسند امام احمد مین مقدام
بن ابی کریمہ کی حدیث ہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا کہ ارشاد فرماتے
تہے کہ جو شخص کسی قوم کے پاس اُترے تو اُنپر واجب ہی کہ اُسکی دعوت کرین پس اگر وہ دعوت
نکرین تو اُسکو جائز ہی کہ وہ اپنی دعوت برابر اونکو سزا دے اور بہی اُسی مسند مین ابوہریرہؓ کی
حدیث مروی ہی کہ اُنہون نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مہمان
کسی قوم کے پاس اُترے اور صبح کو محروم رکھے تو اُسکو درست ہی کہ اپنی
دعوت کی مقدار لے لے اور اوسپر کچہہ حرج نہین - اور اگر حقدار کے حق کا سبب
پوشیدہ ہو اسطرح کہ لینے کی صورت مین خیانت کی تہمت اوسپر لگیگی اور خائن
کہلاویگا تو اسصورت مین اوسکو لینا اور اپنے آپ کو تہمت پر پیش کرنا نہین چاہیے گو
باطن مین وہ اپنا حق ہی لیگا جیسے اِسکے سوا اور مقدمہ مین اوسکو اپنے نفس کو
ایسی تہمت کے لئے پیش کرنا جائز نہین جس سے لوگ اُسکی آبرو پر مسلط ہو جاوین
اور یہہ قول سب قولون مین صحیح تر اور قواعد شرعی کے بہت موافق ہے اور اس سے
سب حدیثونکا اتفاق ہو جاتا ہی اسلئے کہ ابوداؤد نے یوسف بن مالک کی حدیث
روایت کی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین فلان شخص کیواسطے یتیمونکا خرچ لکہا کرتا
تہا کہ وہ اُنکا ولی تہا پس لوگون نے اوسکو ہزار درم کا دہوکا دیا اُسنے انکو ہزار

حق وانهم حق الضيف الذي
ينبغي لهم وفي المسند من
حديث سعد ام ابي كريمة انه
سمع النبي صلى الله عليه وآله
وسلم يقول ايما رجل نزل بقوم
فعليهم ان يقروه فان
لم يقروه فله ان يعقبهم بمثل
قراه وفي المسند لاحمد ايضا من حديث
ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم ايما ضيف نزل بقوم فاصبح
الضيف محروما فله ان ياخذ بقدر
قراه ولا حرج عليه وانكان سبب الحق خفيا
بحيث يتهم بالخيانة وينسب اليه التهمة وانكان
له الاخذ ويعرض نفسه للتهمة كما ليس له ان
في الباطن انما اخذ حقه كما ليس له ان يعرض
نفسه للتهمة التي تسلط الناس على عرضه
و هذا القول اعدل الاقوال و
اوفقها للقواعد الشرعية
وبه تجتمع الاحاديث فانه
روى ابو داود عن
يوسف ابن ماهك
قال كنت اكتب لفلان
نفقة ايتام
كان وليهم فغالطوه بالف درهم فادّاها

بيان

ادا کر دی ہی اور انکی مال مین سی میرے ہاتھ ہزار لگ گئی مین نے اُس سی کہا کہ تیرہ
ہزار وصول کر لو جو تم سی لوگ لیگئے ہین اوسنے کہا کہ نہین میرے باپ نے مجہہ سی حدیث
بیان کی کہ انہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا کہ فرماتے تہے کہ امانت ادا کر اوس
شخص کو جو تیرے پاس امانت رکہے اور خیانت نکر اوسکی جو تجہہ سی خیانت کرے اور یہ
حدیث اگرچہ منقطع کے حکم مین ہی مگر اوسکی شاہد دوسری حدیث طلق بن غنام کی ہی
وہ یہ ہی کہ خبر دی ہمکو شریک اور قیس نے ابو حصین سی اوسنے ابو صالح سی اوسنے حضرت
ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ادا کر امانت اسکو جسنے تیرے
پاس امانت رکہی اور خیانت نکر اوس کی جسنے تجہہ سی خیانت کی اس روایت مین قیس ربیع
کا بیٹا ہی اور شریک متہم ہی اور اسکی حدیث اسوجہہ سی کہ قیس نے اوسکی پیروی کی ہی قوی ہو گئی ہی
اگرچہ اسمین ضعف تہا اور اسکا ایک اور شاہد حدیث ایوب بن سوید کی ہی ابن شوذب سی اور وہ راوی
ہی ابو التیاح سی اور وہ حضرت انس سی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مثل مذکورہ بالا کے اور
حدیث ایوب بن سوید کی اگرچہ اسمین ضعف ہی الا اسکی حدیث شاہد لانیکی لیاقت رکہتی ہی اور
اسکا ایک اور شاہد ہی ہرچند ضعیف ہی مگر ان حدیثون کے ملنے سی قوی ہو جاتا ہے
روایت کیا اوسکو یحیی بن ایوب نے اسحق بن اسید سی اوسنے ابو حفص دمشقی سی اوسنے
مکحول سی کہ ایک شخص نے حضرت ابو امامہ باہلی سی پوچہا کہ مین دوسرے شخص کے پاس امانت رکہتا ہون

ابتجم فادرکت الیمین ان اعوا اخصم
مثل ما فعلت اقبض الالف
الالذي بيدك بمواية بستان الغزال
لا احدثني ابي انه سمع رسول
الله صلى الله عليه وآله
وسلم يقول ادّ الامانة الى
من ائتمنك ولا تخن من خانك
وهو وان كان في حكم المنقطع فان له
شاهدا من حديث طلق بن غنام عن شريك وقيس عن
ابي حصين عن ابي صالح عن ابي هريرة ان النبي
صلى الله عليه وآله وسلم قال ادّ الامانة الى من
ائتمنك ولا تخن من خانك

۱۲

وقيس فيه ضعف وله شاهد اخر من حديث ايوب
بن سويد عن ابن شوذب عن ابي التياح
عن انس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم وايوب بن سويد
وان كان فيه ضعف فيصلح للاستشهاد وله
شاهد اخر وان كان فيه ضعف فهو يقوى
بانضمام هذه الاحاديث اليه
رواه يحيى بن ابي ايوب عن
اسحق بن اسيد عن ابي
حفص الدمشقي عن
مكحول ان رجلا قال لابي امامة
الرجل استودعه الوديعة

یا میرا حق اوسکی تو مہ ہوتا ہی اور وہ منکر ہوجاتا ہی پہر وہ میرے پاس امانت رکہتا ہی اوسکا
میرے ذمہ کچہہ ہوجاتا ہی تو مین بہی انکار کردون کہ نہین اونہونے فرمایا کہ نہین
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو سنا ہی کہ فرماتے تہے ادا کر امانت اوسکو جو تجکو
امین جانے اور خیانت نکر اوس سے جو تجہ سے خیانت کرے اور اسکا ایک اور شاہد مرسل ہے
یحیی بن ایوب ابن جریج سے اور وہ حسن سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا ادا کر امانت اوسکو جو تجکو امین جانے اور خیانت نکر
اوس سے جو تجہ سے خیانت کرے اور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ترمذی نے مالک بن نضلہ
کی حدیث روایت کی ہی راوی کہتا ہی کہ مینے عرضکیا کہ یا رسول اللہ مین ایک شخص کے پاس کو
گذرتا ہون تو وہ نہ میری عزت کرتا ہی نہ مہمانی پہر وہ میرے پاس کو گذرتا ہی تو مین اوس
سے اپنا عوض لون یا نہین آپنے فرمایا کہ عوض مت لے بلکہ اوسکی عزت کر ترمذی کہتے
ہین کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی آور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ابو داؤد نے حدیث بشر بن
خصاصہ کی روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین
عرضکیا کہ زکوۃ لینے والے ہمپر زیادتی کرتے ہین تو ہم اپنے اوسقدر مال کو چہپا لیا کرین
جسقدر وہ ہمسے زیادہ لیا کرتے ہین آپنے فرمایا کہ نہین آور اسکا ایک اور شاہد ہی
بشر کی حدیث ہی کہ وہ کہتی ہین کہ مینے عرضکیا کہ یا رسول اللہ ہماری پروسی آدمی ابن

قال یحیی بن ایوب عن ابن جریج عن الحسن عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ادالامانۃ الی من ائتمنک ولا تخن من خانک ولہ شاھد اخر وھو ما رواہ الترمذی من حدیث مالک بن نضلۃ قال قلت یا رسول اللہ الرجل امربہ فلا یقرینی ولا یضیفنی فیمر بی افاجزیہ قال لا اقرہ قال الترمذی ھذا حدیث حسن ولہ شاھد اخر وھو ما رواہ ابو داود من حدیث بشر بن الخصاصیۃ قال قلت یا رسول اللہ ان اھل الصدقۃ یعتدون علینا افنکتم من اموالنا بقدر ما یعتدون علینا قال لا ولہ شاھد من حدیث بشر قال قلت یا رسول اللہ

من ائتمنک ولا تخن من خانک ولہ شاھد اخر مرسل وسلم یقول ادالامانۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ عندی امانۃ فیجحد فقال لا اخر بیننو وعنی اوبکو زلہ اوبکن کی علیہ فیجحد

کہ ہماری گری پڑی چیز کچھہ نہین چھوڑتے اوسکو لے لیتے ہین تو جب ہمکو انکی
کسی چیز پر قابو ہو تو ہم بھی لے لین آپنے فرمایا کہ ادا کر امانت اوسکو جو تجکو
امین سمجھے اور خیانت مت کر اوس سے جو تجھہ سے خیانت کرے ذکر کیا اوسکو ہمارے
شیخ نے کتاب ابطال الحیل مین تو یہہ حدیثین جنکے طریق متعدد اور مخرج
مختلف ہین ایکدوسرے کی تقویت کرتے ہین اور امین کا لینا اوس لینے کے مشابہ نہین
جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو جگہو مین مباح فرمایا یعنی ہند کو اپنی شوہر
کے مال مین سے اور مسافر کو بقدر اپنی دعوت کے اسلئے کہ ان دونو صورتون
مین حق کے ظاہر ہونیکے سبب سے لینے کو مباح فرمایا تو یہہ لینا خیانت کیطرف منسوب
ہوگا اور نہ تہمت کو اوسکی طرف راہ ہے علاوہ ازین حاکم سے نالش کرنا اور اپنے
حق کا مطالبہ کرنا ان دونو جگہہ مین دشوار ہے - اور جو لوگ قابو پانے پر لینا
جائز سمجھتے ہین وہ کہتے ہین کہ جب اپنے حق کی مقدار بدون زیادتی کے لیگا تو
خیانت نہوگی اسلئے کہ خیانت اوس چیز کا لینا ہے جسکا لینا حلال نہو اور یہہ قول
بہت ضعیف ہے اسلئے کہ یہہ حدیث کے فائدہ کو بیکار کر دیتا ہے کیونکہ آپ کا ارشاد
ہے کہ خیانت نکر اوس سے جو تجھہ سے خیانت کرے تو دیکھو حق لینیوالیکے معاملہ کو دوسرے کے
ساتھہ خیانت ٹھہرایا اور اوسکو اوس سے منع فرمایا پس حدیث صحیح ہونیکے ساتھہ نص ہے

سوال بعض ان لنا شیا ذاتوا فاذا لا اخذ وقا فاذا فهل ... قال اذا لا ... ان من ... ابطال الحیل ... والاختلاف ... فی السبب ... فان سبب الاخذ ... ان الخیانة ... والتعسر ... الشکوی ... والذین یجوزون ... من غیر ... خیانة ... الاجل ... فانه ... من خان ... معاملته ... فانه نص ...

تو اسکا خلاف کب درست ہے آب اگر یہہ کہو کہ تمنے اِس صورت کو یہہ کیون
نہ ٹھہرایا کہ جب آدمی حاکم کے ذریعہ سی اپنا حق نہ لے سکے تو اپنی آپ لے لے
مثلا جس شخص کا مال چھن جاوے اور وہ اوسکو چھیننے والیکے ہاتھ مین پکڑا دیکھے
اور اوسکو زبردستی اوس سے لینی کی قدرت ہو تو کیا یہہ کہتی ہو کہ اسکو اپنا ذاتی
مال لینا ظالم کے ہاتھ سے درست نہین اور ظالم کو اپنی گہر اور زمین مین سے
نکالدینا جائز نہین اور اسیطرح اگر کوئی شخص دوسرے کی بی بی چھین لے اور خاوند
بیبی مین حائل ہو کر عورت سے ظاہر مین عقد کر لے کہ کوئی تہمت نکرے تو کیا شوہر
اول کو تہمت کے خوف سی اپنی بیبی کا اوس شخص کے پاس سے نکالنا حرام ہے
اور اسیکے قائل امام شافعیؒ ہین یعنی مسئلہ قابو کو غصب کیصورت کے مشابہ
کرتے ہین اور حدیث ہند کی اسباب مین پہلے گذر چکی اور جب حدیث سے
اور اکثر اہل علم کے اجماع سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنا حق پوشیدہ لے لے تو
معلوم ہوا کہ حق کا خفیہ لے لینا خیانت نہین اسلئے کہ خیانت اُس چیز کو لینی کا نام
ہے جسکا لینا حلال نہو تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ ہم بہی کہتی ہین کہ آدمیکو اپنی حق کی
مقدار کا لے لینا درست ہے مگر مباح طور سی لینا جائز ہے خیانت اور حرام طور سی لینا
جائز نہین اور یہہ جو تم کہتی ہو کہ یہہ خیانت نہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ بلاشک یہہ خیانت

حقیقة وشرعا وقد سماه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خيانة
مقابلة ومعاوضة فيه لا خيانة ابتداء فيقابل كل
واحد خيانة الآخر ... فان
فان تساويا قطعا اثمهما والمطالبة
وصفة فقد بقيت ... منهما
... عليه وان بقي
في الآخرة على الآخر مثل ...
فيقابله ... الآخرة وأما في احكام الدنيا فليس
كذلك لان الاحكام فيها مبنية
على الظواهر وإنما السرائر فالى الله و
لهذا قال صلى الله عليه وآله وسلم
انكم تختصمون الي وإنما انا بشر فأقضي بنحو ما اسمع
ولعل بعضكم ان يكون ألحن بحجته من بعض فمن
قضيت له بشيء من حق اخيه فلا يأخذه
فإنما اقطع له قطعة من النار فأخبر صلى الله عليه
وآله وسلم انه يحكم بالظاهر ...
المبطل في نفس الامر ان
حكمه لا يحل له اخذ ما حكم له به

حقیقت اور شریعت کی رو سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا نام خیانت
مقابلہ اور تدارک کی روسے فرمایا ہی نہ ابتداءً خیانت کی جہت سی پس ہر ایک
ان دونو مین سی ایک دوسرے پر ظالم ہی اسصورت مین اگر دونو خیانتین مقدار اور
صفت مین برابر ہونگی تو دونو کا گناہ اور آخرت کا مطالبہ جاتا رہیگا کیونکہ
ہر ایک کا دونو مین سی دوسرے پر حق یکسان رہیگا اور اگر دونو مین سی کسیکو
زیادتی ہوگی وہی دینی پڑیگی تو یہہ حال تو ثواب اور عذاب مین ہوا مگر دنیا کے
احکام مین اسطرح نہین اسلیے کہ یہان کے احکام ظاہر چیزونپر مرتب ہوتے ہین
اور باطن کے حالات سپرد بخدا ہین اور اسی جہت سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ تم میری پاس جھگڑا لاتے ہو اور مین آدمی ہی ہون جیسا کچھہ سنتا
ہون ویسا ہی حکم دیتا ہون اور شاید تم مین سی بعض لوگ اپنی حجت مین حاضر جواب اور
خوش تقریر زیادہ ہون بہ نسبت دوسرے کی تو جس شخص کو مین کچھہ حق اوسکی بھائی کا
دلا دون تو چاہیے کہ وہ نہ لیوے اور مین اوسکی لئی ایک آگ کا ٹکڑا ہی علیحدہ کرتا ہون
اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلا دیا کہ آپ لوگونمین حکم ظاہر کے حالات
کے بموجب فرماتے ہین اور جو شخص نفس الامر مین باطل پر ہووے اوسکو
واقف کر دیا کہ ہماری حکم سے اوسکو جائز نہین کہ جس چیز کا حکم کیا ہی اُسکو لے لے

اور یہہ کہ باوجود اوس چیز کے ولانیکے حکم کرنیکے اوسکے حق مین ہم ایکا اگر

کا انکار علیحدہ کرتے ہین اسسی معلوم ہوا کہ جس صورتین کہ ظاہر مین حق بجانب طرفثانی

کے ہو تو حاکم پر واجب ہی کہ اوس شی کا حکم طرفثانی کے لئی کری اور اوسکا قبضہ بحال

رکہی اگرچہ نفس الامر مین وہ باطل پر ہو اور اوسکا قبضہ ظلم و تعدی کی راہ سی ہو

تو پہر اوسکی مخالف کو کیونکر جائز ہوگا کہ آپ اپنی واسطی حکم کرلے اور ایسی حرام اور

باطل طریق سی کہ اوس جیسی سی حاکم بہی حکم نکری گو نفس الامر مین حق پر ہو اپنا حق پورا

کرلے اور یہہ صورت ایسی نہین کہ کوئی شخص اپنا مال عین یا لونڈی یا بی بی ظالم

کے ہاتہہ مین دیکہی اور اوسکو زبردستی اوس سی چہین لے اسلیئے کہ اس صورتین تو اوس کا

حق اوس معین چیز مین متعین ہی بخلاف قرض والیکے کہ اوسکا حق اوس چیز مین معین نہین

ہوا جسمین سی وہ لیا چاہتا ہی اور ایک فرق یہہ ہی کہ ظالم اپنا مال چہیننیکو آدمی

چہپاتا نہین بلکہ وہ قبضہ والے سی لڑتا ہی اور دہینگا مشتی کرتا ہی اور لوگون سے

مدد چاہتا ہی اسنظر سی خیانت کیطرف منسوب نہین ہوتا اور صورت مفروض مین

حقدار خائن اور چور کیطرح چہپتا ہی پس ان دونو صورتونمین سی ایک کو دوسری مین

ملانا باطل ہی پانچوین قسم حیلہ کی یہہ ہی کہ اوس سی شارع کی حرام کی ہوئی چیز کو

حلال کرنیکا یا اوسکی واجب کی ہوئی چیز کے ساقط کرنیکا قصد کری مثلا شارع

نے ایک سبب کو امر مباح اور مقصود کا سبب کیا ہی اور حیلہ کرنیوالے نے اوس کو ایسی بات کا سبب کری جس سی بچنا مقصود ہوا یہی حیلے حرام ہین جنکو سلف والون نے برا کہا ہی اور انکی کرنیکو نا جائز ٹھہرایا ہی اور انکی حرمت دو وجہ سی ہی اول تو انکی انجام کی وجہ سی دوم سبب کی جہت سی انجام کی جہت سی حرمت اسطرح ہی کہ ان حیلون سی علت غائی خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کو مباح کرنا اور اسکی واجب کی ہوئی چیز کو ساقط کرنا ہی اور سبب کی جہت سی اسواسطی حرام ہین کہ یہہ باعث ہین خدا تعالی کی آیتون سی ٹھٹھا کرنیکے اور سبب کو قصدا ایسی چیز کا وسیلہ کرنیکے جسکے لئی وہ مشروع نہین ہوا اور بعض اوقات اول قسم کے حیلے کرنیوالے بہت اچھے ہوتے ہین اس قسم کے اکثر حیلہ کرنیوالون سی کہ پہلی قسم کے حیلہ والے اپنے آپکو شریعت کی بموجب عامل نہین ٹھہراتے بخلاف ان لوگونکی کہ ان کا اعتقاد یہہ ہی کہ جو کچھہ ہم کرتے ہین وہ شریعت مین آچکا ہے اور یہہ قسم حیلونکی شارع کیطرف ایک امر لغو کو منسوب کئی دیتی ہی کیونکہ حیلہ کرنیوالے نے اون سے وہ مقصود ارادہ کئی جنکی لئی وہ مشروع ہوئی تہی بلکہ اونکی باعث ایسی چیز کیطرف پہونچ گیا جس سے وہ منع کیا گیا تہا اور شریعت کی سانچے مین اوسکو ڈال لیا جیسا تمام بدعت والونے اپنی بدعت کو سنت کی سانچے مین ڈال لیا **فصل** اور یہہ قسم حیلونکی کئی طرپر ہے

اوّل حیلہ کرنا واسطے حلال کرنے اُس چیز کے جو بالفعل حرام ہے جیسے سود کے
حیلے اور حلالہ کرنیکے حیلے دُوسرے حیلہ کرنا اُس شی کے حلال ہونے پر جسکی حرمت
کا سبب ہو چکا ہوا ور وہ حرام ہوا چاہتی ہو مثلاً کسی شخص نے اپنی بیبی کی طلاق کو
ایسی شرط سے وابستہ کیا جو ضروری ہو پھر چاہا کہ طلاق نہ پڑے تو حیلہ سے اُس سے
خلع کر لیا یہانتک کہ وہ جدا ہو گئی پھر اُس سے نکاح کر لیا تیسرا حیلہ کرنا اُس شے
کے ساقط کرنیکو جو واجب ہی مثلاً خرچ واجب کو ساقط کرنے اور فرض کے ادا
نکرنیکے لئے حیلہ کرنا اسطرح کہ مال کا مالک اپنی بیبی یا لڑکے کو کر دے خواہ جیسے کسی کو
رمضان آجاوے اور وہ روزے رکھنی نچاہے اور اِس غرض سے سفر کر جاوے اور فطار
کے سوا اور کوئی مطلب سفر سے نہو یا اور اسی جیسی صورت ہو چوتھا حیلہ کرنا ایسی واجب
کے ساقط کرنیکا جسکا سبب تو ہو چکا ہو اور واجب نہوا ہو مگر واجب ہونے ہی کو ہو تو
پہر ایسا حیلہ کرے کہ واجب ہونے نپاوے مثلاً زکوۃ کے ساقط کرنیکو حیلہ کرنا کہ برس
کے گذرنے سے پیشتر مال کسی اپنے گھر والے کی ملک کر دے پھر بعد اسکے اوس سے
مال واپس لے لے اور یہہ طور دو طرح پر ہے ایک تو ساقط کرنا خدا تعالیٰ کے حق کا
بعد واجب ہونے کے یا سبب وجوب کے ہو چکنے کے جیسے اوپر کی مثال ہے دوسرے
مسلمان کا حق ساقط کرنا بعد واجب ہونے کے یا سبب وجوب کے ہو چکنے کے مثلاً شفعہ کو ساقط

کرنے پر جو شریک کا نقصان دور کرنیکے لئے مشروع ہوا ہے اوسکے واجب ہونے سے پیشتر یا بعد حیلہ کرنا پانچواں حیلہ کرنا اپنے کل حق یا بعض کے لینے کے لئے یا اوسکا عوض لینے کو خیانت سے جیسا پہلے گذرا اور اوسکی بہت سی صورتین ہین یعنی کسیکے قرض کا منکر ہو جانا جیسا وہ اسکے قرض کا منکر ہو گیا یا اوسکی امانت مین خیانت کرنی جیسے اسنے خیانت کی یا اور اسیطرحکا معاملہ ہو **فصل** جو کچھ ہمنے ذکر کیا اس سے ان حیلون مین جنکے باعث ظلم اور تعدی سے نجات ملتی ہے اور ان حیلون مین جنسے حرام کے مباح ہونیکے اور واجب کے ساقط کرنے پر حیلہ کیا جاتا ہے فرق معلوم ہوا گو دونو کا نام حیلہ اور وسیلہ ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیع عینہ حرام سے بچاتی نہین بلکہ حرام کا وسیلہ ہوتی ہے اور اوس سے حرام ہی مقصود ہے جسپر بائع و مشتری متفق ہین اور اللہ تعالی اونکے دلون سے اسبات کو جانتا ہے اور وہ دونو خود اور اونکے گواہ بھی واقف ہین۔ اور اسیطرح مال کا مالک کر دینا اپنے لڑکے کو برس روز پورا ہونیکے قریب تاکہ زکوۃ نہ دینی پڑے آدمی کو گناہ سے نہین بچاتا بلکہ اسمین خوب طرح دیتا ہے اسلئے کہ اسنے اسی فرض کے ساقط کرنیکا قصد کیا جسکا سبب ہو چکا تھا اور جو شخص اسکو جائز کہتے ہین وہ غیرہ پیش کرتے ہین کہ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ واجب کو ساقط نہین کرتا بلکہ اوسکے ہونیکو ساقط کرتا ہے اور دونو باتو نمین فرق ہے آدمی واجب ہونے کو تو روک سکتا ہے

مگرا وسکو درست نہین کہ واجب چیز کو رد کردی اوراسیطرح بیع سی پیشتر شفعہ کے ساقط کرنیکے لئی حیلہ کرنے مین کہتی ہین کہ قبل بیع کے حیلہ کرنے سی بائع استحقاق کا وجوب نہین ہونے دیتا یہہ نہین کہ جو حق بیع سی واجب ہوگیا اوسکو نہین دیتا یہ موقوف تونا جائز ہے اور یہی نظیر زکوۃ نہ دینی کی بعد وجوب کے ہی کہ واجب ہونیکے بعد اوسکا نہ دینا حیلہ سی درست ہی نہ بدون حیلہ کے اسیطرح حیلہ کرنا جمعہ کے واجب نہونے کا اسطور پر کہ کسی ایسی جگہہ جا رہی جہان اذان نہ پونہچی اور وہان سی جمعہ مین جانا اور اوسی روز پہر آنا غیر ممکن ہو یا جمعہ کیوقت سی پیشتر سفر کر جاوی تو یہہ جائز ہی اور جب جمعہ واجب ہوچکی تو بعد وجوب کے اوسکی نہ پڑہنی کا حیلہ جائز نہین اسیطرح اپنے رشتہ دار پر خرچ کرنیکا واجب نہونے دینا اسطور پر کہ اتنا کما دی جسمین دوسری کو خرچ دینا واجب ہو اسکی لئی حیلہ جائز ہے اور واجب ہونیکے بعد نہ دینا درست نہین غرضکہ ان دو نو حیلو نمین فرق کا بہید یہی ہے جسپر حیلہ والے تکیہ کرتے ہین — اور جو لوگ حیلون کے مانع ہین وہ یہہ جواب دیتی ہین کہ اگر حیلہ والونکی یہہ بات چلتی تو اللہ تعالی اُن باغ والونکو سزا نہ دیتا جنہون نے اوسکورات مین توڑنیکا ارادہ کیا تہا اس لحاظ سی کہ انکے پاس مساکین نہ آوین اُن لوگون نے بہی تو وجوب کے دور کرنیکا ارادہ کیا تہا بعد اسکے کہ اوسکا سبب ہوچکا تہا اور وہ نظیر زکوۃ ساقط کرنیکے لیے حیلہ کرنے کی ہے جبکہ

فذلك لا يجوز وهو نظير منع الزكوة بعد وجوبها فذلك لا يجوز بجنابة ولا عذر وكذلك الحيل على منع وجوب الجمعة قبله بان يسكن في مكان لا يبلغه النداء ولا يمكنه الذهاب منها الى الجمعة والرجوع في يومه او السفر قبل دخول وقتها

الحق الذي وجب بالبيع لا الاستحقاق ولا يمكنه البيع فانه يمنع وجوب على اسقاط الشفعة قبل وهكذا القول في الحيل وليس كذا ان يمنع الواجب

[illegible]

اُسکا سبب ہو چکا ہو اور نیز اسطرحکے حیلہ کا درست ہونا خدا تعالیٰ کی واجب
کرنیکی حکمت کو بیکار کرنا ہے اسطرح کہ خدا تعالیٰ نے جو زکوۃ توانگروں کے مال
مین واجب کی تو اُن لوگونکی پاکی اور صفائی اور مسکینون پر مہر اور اونکی حاجت
براری کے لئے فرمائی تو اوسکو وجوب کے نہونے کو حیلہ کرنا ان سب امور کا بیکار
کرنا ہی اور ایک یہہ کہ بعد سبب ہو چکنے کے اگر وجوب کے نہونے کی لئے حیلہ درست کیا
جاوے تو واجب کرنے مین کوئی فائدہ نہین رہتا اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا
نہین جو ادنیٰ حیلہ سے واجب کو دفع نکر سکے تو پہر واجب کرنا بیفائدہ ہوا اسلئے
کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو واجب کیا اور اوسکے سبب ہو چکنے کے بعد اوسکا
ساقط کر دینا جائز فرمایا تو اسکے یہہ معنی ہونگے کہ جو قصد کیا تہا اوسکے خلاف ہوا
اور ایک یہہ کہ جب وجوب کا سبب منعقد ہو گیا تو وجوب مکلف سے وابستہ ہو چکا اور شارع
جسپر حکم شرعی ہو (؟)
اوسکو اس تعلق کے قطع پر قدرت نہین ہے بالخصوص جب وقت وجوب کا نزدیک اور
موجود ہوا اسصورت مین اُسکا حال ایسا ہو گا کہ گویا اوسمین داخل ہو چکا مثلا جب
برس بہر مین ایکدن یا ایک گہنٹہ رہجاوے تو زکوۃ کا ساقط کرنا بیان ایسے
جیسا برس دن کے گذرنے کے بعد ساقط کرنا اور جو خرابی اوسمین ہے وہ اسمین
ہے غرضکہ جو مصلحت اس ساعت کے گذرنیکے بعد زکوۃ نہ دینے سے فوت ہوتی ہے

بعد تحقق سببها وبان
هذا ابطال لحكمة الايجاب
بان الله سبحانه انما
اوجبها في اموال الاغنياء
لحاجة الفقراء ودفع حاجتهم
لسد خلة المساكين وسد الفاقة
فالتحيل على منع وجوبها
بعد ... كله ابطال للايجاب
فالتحيل على منع الايجاب
بعد حصول ذلك ... التحيل على منع الايجاب
وبان الشارع ... في الايجاب
بعد انعقاد سببه ... الاتيان
بعد انعقاد سببها ... الايجاب عن الغالب
فائدته اذ ما من احد ... وفيكون الايجاب
فانه اذا اوجبه وجعل اسقاطه بعد
انعقاد سبب الايجاب فات ذلك المقصود
ما قصد وبانه اذا انعقد سبب الوجوب
فقد تعلق الوجوب بالمكلف ولا يمكن
الشارع من قطع هذا التعلق ولا سيما اذا
شارف وقت الوجوب وحضر ...
كانه داخل فيه ... اذا بقي
من الحول يوم او ساعة
فالاسقاط حينئذ كالاسقاط
بعد مضي الحول ...
... المصلحة
الفائتة بالمنع بعد ...

وہ ہر ایک وجہ سی مثل اُس خرابی کے ہی جو اُس ساعت کے پیشتر دینی سے
ہوتی ہی اور ایک یہہ کہ بعد سبب کے منعقد ہونیکے حکم اب ہی ہی کہ ایسا ہو چکا اور پایا
گیا اور ایک یہہ کہ سبب کے ہو چکنی سی وجوب ثابت ہو چکا اور اوسکو جو مہلت برس
کے روز کے پورے ہونے تک کی جائز کی گئی تو صرف اوسپر فراخی اور گنجایش کیواسطے
ہے اور یہین جہت آدمی برس کے پورا ہونیسے پیشتر زکوۃ واجب کا ادا کر دینا درست
ہے اور اپنی موقع ہی پر ادا ہو جاویگی اور ایکوجہ یہہ ہے کہ ایجاب سی گریز کرنا اسلئی
قصد کیا جاتا ہی کہ واجب کی ادا سی گریز ہو جاوے اور جو چیز اللہ تعالی نے اوسپر
برس کے تمام ہونے پر فرض کی ہی وہ ساقط ہو جاوی اور یہہ صورت ایسی نہین جیسے
کوئی وجوب زکوۃ سی گریز کرکے مال کا کمانا ہی چھوڑ دی جسمین زکوۃ واجب ہوتی ہے
یا شفیع کے لینی سی گریز کرکے اپنی حصہ کی فروخت ہی کو ترک کری یا خرچ دینی سے
بھاگنی کے لئی بیاہ ہی نکری یا اور کوئی ایسی ہی صورت ہو اسلئی کہ ان صورتون میں
اُس شخص کے حق مین سبب ہی نہین ہوا کیونکہ اوسنے وہ چیز ہی ترک کر دی جو ایجاب کو
پہنچاتی اور صورت مفروضہ مین سبب ہونیکے بعد اوس چیز کے ساقط کرنے پر حیلہ ہی
جس سی ادا واجب متعلق ہی اور نیز سبب ہونیکو قطع کر دینا حکم خدا تعالی کو بدلنا
اور حیلہ سی سبب ہونیکو ساقط کرنا ہی اور یہہ بات مکلف کو نہین پونہچتی اسلئی کہ اللہ تو

سببه وانما جوزناه التاخير
الى تمام الحول توسعة عليه وكذلك يجوز
له اداء الواجب قبل الحول ويكون
واقعا موقعه ولان الفرار من الايجاب
انما يقصد به الفرار من اداء الواجب
وان يسقط ما اوضه الله عليه عند مضي

تجنبه هو الله تعالى جعل فيه
سببا لحكمة وجعلته فإنه
لا أن يجعل حيلة لإبطال الواجبات
لا حاجة والمنادة ونحوها فإن
بخلاف ما إذا وهبه ظاهرا
وباطنا أو أنفقه وإن
محتالا بإظهار أمر وإبطان غيره
إسقاط الواجبات وإتيان
الاحتيال على المحرمات بإبطان
مقصوده فاسد ووسيلته باطلة
فإنه توسل بالشيء إلى غير مقصوده ووسيلة
إلى ما لم يشرع له فإن الله سبحانه شرع النكاح
للتوادد والتواصل والرحمة والمصاهرة
والنسل وغض البصر وحفظ الفرج
ونحو ذلك والمحلل لا يتوسل به إلى شيء
من ذلك بل إلى تحليل ما حرمه الله فإنه
سبحانه حرم على المطلق ثلاثا عقوبة له
فتوسل المحلل بنكاحها إلى تحليلها
به إلى ما شرع له وكان قصده
محرما والوسيلة باطلة وكذلك شرع البيع وهبة
إلى انتفاع المشتري بالعين
والبائع بالثمن فتوسل به
المرابي إلى محض الربا و
الشفعة لدفع الضرر عن الشريك

ہی نے اپنی حکم اور حکمت سے اُس سبب کو سبب بنایا تہا تو اس بنانے کو حیلہ اور فریب
سے باطل کرنا بندہ کو درست نہیں ہے اور یہہ صورت اُس صورت کے خلاف ہی کہ اپنے
مال کو ظاہر اور باطن مین ہبہ کر دی یا خرچ کر ڈالے اسلئے کہ اوس شخص نے واجب ہونے
پر حیلہ نہیں کیا کہ ظاہر کچھہ کری اور باطن مین اوسکے خلاف ہو پہر جو شخص حرام چیزون
اور واجبات کی ساقط کرنے پر حیلہ کرتا ہے اوسکا مقصود خراب ہی اور وسیلہ باطل
کیونکہ اوسنی ایک چیز کو وسیلہ اُس چیز کا کیا جو اُس سی مقصود نہ ہوا اور اوسکو ذریعہ حرام مقصود
کا بنایا مثلاً اللہ تعالی نے نکاح کو دوستی اور رحمت اور سسرال اور نسل اور آنکہ نیچی
رہنی اور ستر کی حفاظت وغیرہ کا وسیلہ مقرر کیا ہی اور حلالہ کرنیوالا نکاح کر کے ان مین
سے کسی چیز کا وسیلہ نہیں کرتا بلکہ جس چیز کو خدا تعالی نے حرام فرمایا ہی اوسکی
حلال کرنیکا وسیلہ کرتا ہی یعنی خدا تعالی نے عورتکو تین طلاق دینی والے پر اوسکی
سزا کے لئی حرام فرمایا اور حلالہ کرنیوالے نے اُس عورت سی نکاح کرنیکو وسیلہ
اوسپر حلال کر دینی کا کیا جس امر کے لئی نکاح مشروع تہا اوسکا وسیلہ نکیا اسلئی
اوسکا قصد حرام اور وسیلہ باطل ہوا اسیطرح بیع شرع مین وسیلہ اسبات کا ہی کہ
خریدار چیز سے اور بائع قیمت سی نفع لے مگر سود خوار نے اوس کو محض
سود کا وسیلہ کیا اور شفعہ شریک کا ضرر دفع کرنیکو مشروع ہوا ہے

مگر اوسکے باطل کرنیوالے نے بذریعہ کسی چیز ظاہر کرنیکے جسکی کچھ حقیقت نہین
اوسکو باطل کر دیا اسلیے اوسکا ذریعہ باطل اور مقصود حرام ٹھہرا اسیطرح زکوۃ
مسکینونکی لئی رحمت اور تو انگرون کے لئی پاکی کیواسطے فرض ہوئی مگر اوسکے ساقط کرنیوالے
نے بذریعہ ایک عقد بے حقیقت کے اس مقصود کو باطل کر دیا اسیطرح پہلونکا بیچنا تیاری
سے پہلے باطل ہی اسطرح سے کہ اوسکا انجام مال کو باطل کے عوض کہانا ہی تو جس
صورت مین اوس بیع پر حیلہ کریگا اس طرح کہ پہلون کے توڑنیکی شرط کر لیگا پہر درختون پر
چھوڑ دیگا یہانتک کہ وہ تیار ہو جاوین تو ایک شرط حرام غیر مقصود کی لئی حیلہ کریگا
حالانکہ دونو معاملہ والے اور دوسرے لوگ جانتے ہین کہ خریدار توڑنیکا نہین اور یہی
حال تمام حیلونکا ہی جو انجام کو شارع کے مقصود کو خراب کرین مثلاً عورت کا مال دیکر
شوہر کو اور خلع کر لینا اللہ تعالی نے اسلئی مشروع فرمایا ہی کہ زن و شوہر جس صورت
مین کہ دونو مین خلاف واقع ہوا ایکدوسرے سے چھٹی پاوین اوسکو لوگون نے قسم کے
توڑنے اور نکاح کے باقی رہنے کا حیلہ ٹھہرا لیا اور اللہ پاک نے نکاح ٹوٹنے کے لئی
اوسکو اوس مصلحت کی جہت سے مشروع فرمایا تہا **فصل** اور یہہ جو تم کہتے ہو کہ جو
شخص اپنی بیبی کی طلاق کی قسم کہاوے کہ مین یہہ شراب پیونگا یا اس شخص کو قتل
کرونگا اور حیلہ کرنے مین اوسکو دونو خرابیون سے بچانا ہی تو اسکے جواب مین

المقصود باظهار عقد لا حقيقة له
المسقط لها الى ابطال هذا
وطريق للافتاء فتوسل
فرض الزكاة رحمة للمساكين
ومقصود حجرها وكذا الت
فكانت وسيلتهما باطلة
ما لا حقيقة له الى ابطال ما
فتوسل المبطل بها باظهار

بيع الثمر قبل بدو صلاحه
البيع من اكل المال بالباطل فاذا
احتال عليه بان شرط القطع ثم تركه
حتى يبدو

بلاغ الاذہان ۱۲

الحيل التي تعود على مقصود الشارع بالنقض
والخلع شرعه الله ليتخلص كل من الزوجين
اذا وقع الشقاق بينهما فجعلوه حيلة
في اليمين وبقاء النكاح والله
شرعه لقطعه

فصل واما قولك
تخلصه من هذا الرجل
فيقول

ہم کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے اوسکو لئے ایسا امر مشروع کیا ہی کہ اُس سے وہ شخص
بہی بچ جاوے اور حاجت اس بارہ مذہب کی نہو جو تم کہتے ہو تو یہان کئی طریق ہین
اول طریق تو اُن لوگونکا ہی جو یہہ کہتے ہین کہ یہہ قسم کسی حال مین ہوتی ہی نہین خواہ
قسم کے الفاظ سے کہی مثلاً اسطرح کہ مجکو طلاق دینی لازم ہی مین ضرور یہہ کام کرونگا یا
شرط کے الفاظ سے کہی جیسے یون کہے کہ اگر آفتاب نکلیگا تو عورت تجکو طلاق ہی اور یہہ طریق
ابو عبدالرحمن کو پسند ہی جو اصحاب شافعی مین بزرگتر ہین اور یہی مختار اکثر ظاہر والونکا ہے
کہ اونکے نزدیک طلاق شرط کو قبول نہین کرتی مثل نکاح کے اور اونکے مخالفون نے اونکو کوئی
حجت شافی وارد نہین کی دوسرا طریق اُن لوگونکا ہی جو اسبات کے قائل ہین کہ جس طلاق
یا آزاد کرنے پر قسم کہائی ہو واقع نہین ہوتی بلکہ قسم کہانیوالے پر اگر قسم مین جہوٹا
ہو تو کفارہ قسم کا دینا لازم آویگا اور یہہ مذہب حضرات ابن عمر اور ابن عباس اور
ابوہریرہ اور ام المومنین عائشہ اور زینب بنت ام سلمہ اور حفصہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا
آزادی پر قسم کہانیکے بابمین ہی جو اللہ تعالی کے نزدیک نہایت محبوب قربتونمین سے
ہی اور غیر کی ملک مین چلتی ہے تو یہہ لوگ طلاق پر قسم کہانیکے بابمین کیا کہینگے جو
خدا تعالی کے نزدیک حلال مین سے ناخوش تر اور سلطانکے نزدیک سب چیزون سے محبوب تر
ہے اسلئے کہ اوس سے ایکعورت نے سوال کیا کہ مین نے قسم کہائی ہی کہ میرے سارے مملوک

آزاد ہین اگر اپنے غلام اور اوسکی بیبی مین جدائی نڈالون تو انہون نے جواب دیا کہ تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور مرد کو اور اوسکی بیبی کو بدستور رہنے دے اور یہہ بات اللہ تعالیٰ کے دین مین فقیہ تر اور زیادہ جاننے والے تھے یہہ نہین ہو سکتا کہ آزادی پر قسم کہانیکی باب مین تو کفارہ کا فتوے دین اور اوسکو قسم سمجہین اور طلاق پر قسم کہانیکو قسم نجانین بلکہ قسم توڑنیوالے پر طلاق کا پڑنا لازم کہین اور امام احمد نے اس روایت کو اسلئے اختیار نکیا کہ اونکے نزدیک اُسکا ثبوت صرف سلیمان تیمی کی روایت سے ہے اور اونکے اعتقاد مین سلیمان تیمی اس روایت مین تنہا ہے اور اس امر مین انکا اتباع محمد بن عبد اللہ انصاری اور اشعث حمرانی نے کیا ہے اور ابو ثور کو طلاق کے لازم ہونے پر اجماع کا وہم ہو گیا ہے اسلئے اوسپر عمل نہین کیا تیسرا طریق اُن لوگونکا ہے جو کہتے ہین کہ طلاق پر قسم کہانا کچہہ نہین اور یہہ امر ابن طاؤس سے صحت کو پونہچا ہے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ وہ طلاق پر قسم کہانیکو کچہہ نجانتے تھے اور بعض متعصب مقلدون نے اس نقل کو رد کیا ہے اسطرح کہ عبد الرزاق نے اسکو زبردستی سے قسم لیے جانے کے باب مین ذکر کیا ہے تو معلوم ہوا کہ طلاق پر قسم کہانا بہی زبردستی ہی مراد ہے اور یہہ بات خراب ہے اسلئے کہ دلیل عنوان باب مین نہین ہوتی بلکہ اعتبار اُس روایت کا ہے جو عنوان کے نیچے مروی ہے خصوصا متقدمین مثل ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور کیسے کیسے لوگ عنوان کے نیچے ایسی احادیث

لکہی ہین کہ عنوان کے مطابق نہون گو کسیطرحکا علاقہ انکو عنوان سی ہو پہر اگر عبد الرزاق
نے اس روایت کو زبردستی کی قسم لیکر ہوئی کی بابمین سمجہہ لیا تو انکی سمجہہ حجت نہوگی بلکہ حجت
اُس روایت مین ہی جو بیان کی ہی پہر طلاق پر قسم کہانیکی خصوصیت مین کیا فائدہ ہی اسلئے کہ
زبردستی کے ساتہہ ہر ایک قسم کہانیوالیکی قسم کچہہ نہین ہوتی آور سنیدبن داؤد نے
اپنی تفسیر مین روایت کیا ہی کہ حدیث کی ہم سے عباد بن عباد مہلبی نے عاصم احول سی اون
اسی عکرمہ سی اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے اپنی غلام سی کہا کہ اگر مین تیری سو کوڑی نمارون
تو میری زوجہ پر طلاق ہی تو عکرمہ نے فرمایا کہ اپنی غلام کے کوڑی مارے نہ اوسکی بیبی
کو طلاق ہوئی یہ قول اُسکا شیطانکی خطرات مین سی ہی پس جب اس روایت کو اُس روایت
مین ملاؤ جو ابن طاوس نے اپنی باپ سی کی ہی اور اوسمین جو حضرت ابن عباس سی مروی ہی
اُس عورتکی باب مین کہ اپنی غلام سی کہا کہ اگر مین تجہہ مین اور تیری بیبی مین جدائی نڈالون
تو میرا ہر ایک مملوک آزاد ہی اور دوسری آثار جو حضرت ابن عباس سی زوجہ کی حرام
کرلینی پر قسم کہانیکے بابمین مروی ہین کہ اسطرحکے حلف قسم مین اونکا کفارہ دیدے
اور اسپر اضافہ کرو تو تمکو معلوم ہوجاویگا کہ حضرت ابن عباس اور اونکی اصحاب
کا اسباب مین کیا مسلک تہا اور جب ان آثار کو صحابہ کے آثار مین ملاؤ کہ تعلیقات
پر قسم کہانا مثلا حج اور روزہ اور صدقہ اور قربانی اور مکہ معظمہ تک پیادہ جانا وغیرہ

کہ یہ سب امور قسمین مین کفارہ دینا چاہیے تو تمکو معلوم ہوجاویگا کہ صحابہؓ کی اس
باب مین کیا رای تھی اور جب اسکو اوس قیاس پر اضافہ کرو جسمین اصل و فرع کا حکم
برابر ہوتا ہی تو معلوم کرلوگے کہ غالب کون ہی اور مغلوب کیا ہی اور باوجود اسکے
تمکو دستر س نہین کہ شیطان سے اور اوس شخص سے کہ یون کہے کہ مین نے حکم کیا اور میرے
نزدیک ثابت ہوا زور کرو اور اللہ سے مدد کی خواہش ہی چوتھا طریق ان لوگونکا ہی جو
اپنی بیبی کے فعل پر یا خود اپنے فعل پر یا غیر زوجہ کے فعل پر حلف کرنےمین فرق کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ اگر اپنی بیبی سے کہا کہ اگر تو گہر سے نکلیگی یا فلان شخص سے بولیگی تو
تجکو طلاق ہی تو اوسپر اس کام کرنے سے طلاق نہ پڑیگی اور اگر اپنے آپ پر یا بیبی کے
سوا اور پر قسم کی اور حانث ہوا تو طلاق لازم ہوگی اور یہہ قول اشہب بن عبد العزیز کا
ہے جو امام مالک کے سب اصحاب سے فقیہ تر ہین اور اسکا ماخذ یہہ ہی کہ عورت جب یہہ
کام اس غرض سے کریگی کہ مجکو طلاق ہوجاوے تو اوسکو طلاق نہ پڑیگی اوسکی سزا کی
جہت سے اور اس نظر سے کہ جو قصد اوسنے کیا اوسکے خلاف معاملہ کیا جاوے اور یہہ امام مالک
اور احمد اور اونکے موافقین کی اصول پر چلتا ہی کہ جو شخص عورت کے وارث کرنے سے بھاگتا ہی
اور زکوۃ کے دینے سے گریز کرتا ہی اور مورث اور وصیت کرنیوالے اور مدبر کرنیوالے کو
قتل کرتا ہی ان سبکی سزا اونکے نزدیک یہہ ہی کہ جو کچھہ اونہون نے قصد کیا ہو اوسکے خلاف

اهل ايمان مسلمة تبين للرد
حقيقة ما كان عليه الصحابة
في ذلك فاذا ضممت ذلك الى
القياس الذي يسوي
في الحكم بين الاصل والفرع
تبين لك الراجح من المرجوح
وتبع هذا لابد ان المعتاد
الشيطان ومن يقول حكمت وثبت
عندي والله المستعان الطريق الرابع
طريق من يفرق بين ان يحلف على فعل
امرأته او فعل نفسه او غير زوجته فيقول
ان قال لامرأته ان خرجت من الدار او كلمت فلانا
فانت طالق فلا يقع الطلاق عليها بفعلها
ذلك وان حلف على نفسه او غير امرأته
وحنث لزمه الطلاق وهذا اقوال الفقه
اصحاب مالك على ان المرأة اذا فعلت ذلك
عند ابن عبد البر وما خرج ذلك ان الطلاق
لتطليق نفسه الصريح بعزيمة الطلاق
معاقبة لها ومعاملة بنقيض
قصدها وهذا اختيار ابن عبد السلام
مع قال مالك واحمد ومن
وافقهما في معاقبة الفارين
من الزكاة والوارث وقاتل مورثه
والموصي له ومن يعامله بنقيض قصده

ہونا چاہئی اور یہی نفقہ سے خصوص ایسے حالین کہ شوہر نے عورت کی طلاق کا
ارادہ نکیا ہو بلکہ اوسکو برانگیختہ کرنا خواہ روکنا کسیکام سے ارادہ کیا ہو اور یہہ
کہ ایسا کام نکرے جسمین شوہر کو ایذا نہو تو اوسکا فعل شوہر کی سبسے بڑی ایذا کا سبب
کیسے ہوسکتا ہی حالانکہ اوسنے عورتکو اپنی ایذا دینے کا وکیل کرکے مالک نہین کیا
نہ خدا تعالی نے اوسکو اختیار دیا کہ شوہر کو نکاح توڑنے سے ایذا دے تو جدائی
عورت کے اختیار مین کسطرح ہوگی پانچوان طریق اُن لوگونکا ہی جو حلف مین شرط و جزا کے
الفاظ سے اور التزام کے الفاظ سے فرق بتلاتے ہین یعنی اگر یون کہے کہ اگر مین
ایسا کرونگا تو یہہ ہی تو ایسے الفاظ سے حلف کرنے مین طلاق لازم آویگا اور اگر
ان الفاظ سے کہیگا کہ میرے اوپر فلان چیز لازم ہی اگر مین ایسا کرون تو اس صورت
مین طلاق لازم نہین اور اصحاب شافعی سے جو صورتین مروی ہین اونمین کی یہہ ایک
صورت ہی اور امام ابو حنیفہ رح سے بھی یہی منقول ہی چھٹا طریق یہہ ہی کہ جسبات کے
لئے قسم کہی ہی جاتی رہی اسکے بعد جس چیز پر قسم کہاتی ہی اگر اوسکو کریگا تو قسم مین
جہوٹا نہوگا اسلئے کہ اسکام کا نکرنا قسم کے ساتھہ ایک علت کی جہت سے تہا جب
علت جاتی رہی تو کام سے باز رہنا بھی جاتا رہا اور یہہ بات شریعت کے اصول اور
امام احمد اور اُن لوگونکے مذہب کے قواعد پر مبنی ہی جو قسم کے عام اور خاص ہونے اور مطلق اور مقید

ہونے مین نیت اور قصد کا اعتبار کرتے ہین پس اگر قسم کہا جاوے کہ مین فلان
عورت سے نبولونگا اور سبب قسم کا یہہ تہا کہ وہ عورت اجنبی تھی اور اوس سے بولنے
خوف تہا کہ کہین میری آبرو مین بٹا لگے پہر اوس سے نکاح کر لیا تو اب اگر اوس سے
گفتگو کریگا تو قسم مین جہوٹا نہوگا یہہ اوس صورت مین ہے کہ اوس شخص کو قسم کہتے وقت
کچہہ نیت نہو اور اگر اوسنے نیت بہی کرلی تہی کہ جبتک اجنبی رہیگی تبتک نہ بولونگا تب تو
کچہہ دقت ہی نہین کہ قسم نیت سے مقید ہو جائیگی اور اسپر امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ
نے فتوی دیا ہے اس مسئلہ مین کہ کوئی شخص قسم کہاوے کہ مین فلان شخص کے گہر مین
نجاونگا اور نہ اوسکی غلام سے بولونگا اور وہ شخص اپنا غلام اور گہر بیچڈالے اور اسکی نظیر
یہہ صورت ہے کہ کوئی قسم کہاوے کہ مین فلان شخص سے گفتگو نکرونگا اور باعث اس قسم کا اوسکو
یہہ ہو کہ دوسرا شخص نماز نہ پڑہتا ہو یا کوئی اور اسیطرحکا عیب ہے پہر وہ توبہ کرلے اور
جس بات کے لئے قسم ہوئی تہی وہ اوس سے جاتی رہی حاصل یہہ کہ اگر قصد قسم کہانیوالے
کا ظاہر ہوگا تو اوسی کیطرف رجوع کیا جاویگا اسلئے کہ الفاظ اسی جہت سے معتبر ہین
کہ مقصود و پر دلالت کرین تو جس صورتمین مقصود ظاہر ہوگا تو اوسیکا اعتبار ہوگا اور
اسیوجہ سے اگر قسم کہاوے کہ اسکا حق کل کو دونگا اور مقصود یا سبب یہہ ہے کہ کل سے
نہ بڑہونگا اور کل سے پیشتر ادا کردے تو جہوٹا نہوگا اور اسیطرح اگر قسم کہاوے کہ مین

اپنا غلام ہزار ہی کو بیچ ڈالیگا اور پھر اوس سے زیادہ کو بیچدیگا اور بہت سے علمائے
جنمین سے ابن عقیل اور ہمارے شیخ ہین ایسی پر فتوا دیا ہے اسصورت مین کہ کسی
شخص سے کہا گیا کہ تیری بیبی گہر سے نکلگئی یا اوسنے فلان مرد سے زنا کیا اوسنے
سُنتے ہی کہا کہ اوسکو طلاق ہے پھر اوسکو ظاہر ہوا کہ عورت گہر سے نہین
نکلی اور جس مرد سے اوسکو تہمت لگائی گئی وہ اتنی فاصلہ پر ہے کہ اوسکا پہنچنا
عورت تک یقینا ناممکن ہے یا معلوم ہوا کہ وہ شخص مرگیا ہے اور یہہ وہی امر ہے
کہ قواعد فقہ اسکی سوا کے مقتضی نہین حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہین کہ انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا مدار نیتون پر ہے
اور اگر ان طریقون کو تم تامل کرو تو انکا چلنا تمکو حیلونکے طریقونکے چلنے سے بہتر
معلوم ہوگا کہ عورتکو چھوڑ دے یا خلع کرے یا نکاح کے خراب اور باطل
ہونے کا دعوی کرے اسطرح کہ ولی نے وہ کام کیا تہا جس سے وہ فاسق
ہوگیا تہا یا گواہان نکاح حریر پر بیٹھے ہوتے تھے یا اور اسی طرح کا معاملہ
تہا جس سے نکاح باطل ہوا اور جب انمین سے کوئی بات نہین بن پڑتی
تب عارضی بکری سے التجا کرتے ہین اور حنفی کے واسطے اوسکو کرا لیتے ہین
کہ حنفی کی اور اپنی ہر دو کی نے **فصل** اور یہہ آیت جو حیلے کی باب مین لکھی ہی

عقیبا الا بالغ فیاعدہ بالنا (?)
وقد افتی کثیر من العلماء (?)
منهم ابن عقیل وشیخنا (?)
فمن قیل له ان امرأتك (?)
فخرجت من بیتها (?)
فقال هی طالق ثم بان (?)
ان الذی رمیت به (?)
بحیث لا یمکن وصوله (?)
الیها قطعا او انه کان (?)
قد مات وهذا لا یقتضی قواعد الفقه (?)
غیره وقد قال صلی الله علیه وآله (?)
وسلم انما الاعمال بالنیات ولو تأملت (?)
هذه الطرق رأیت سلوکها (?)
احسن من طرق الحیل بالتسریح والخلع (?)
فان عجزوا فالتحلیل (?)

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ
بِهِ وَلَا تَحْنَثْ تو تعجب ہے کہ اس آیت کو وہ لوگ حجت پکڑیں جو اس مسئلہ کے
قائل ہیں کہ اگر ایک شخص نے قسم کہائی کہ دوسرے کو دس کوڑے مارونگا اور اون
دسونکو اکٹھا کر کے ایک چوٹ اوسکی لگا دی تو اوسکی قسم سچی نہوئی اور اسکی قائل
امام ابو حنیفہ اور مالک اور احمد کے اصحاب ہیں اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر
مارنیوالیکو یقینا معلوم ہو کہ دسوں کوڑے اوسکے بدنکو لگ گئے ہیں تب تو قسم میں سچا
ہوگا اور اگر یقینا جانے کہ سب نہیں لگے تو قسم میں سچا نہوگا اور اگر شک ہو کہ لگے
ہیں یا نہیں تو جہوٹا نہوگا اور اگر بالفرض یہہ طور قسم کہانیوالیکے سچا ہونیکا موجب
ہوتا تو زنا کرنیوالی اور تہمت زنا لگانیوالے اور شراب پینیوالے سے گنتی ضرب کی
دور ہوجاتی یعنی سو کوڑوں یا اسی کوڑوں کو اکٹھا کر کے اوس سے ایک چوٹ ایسے
شخص پر لگا دیجاتی اور یہہ صورت صرف مریض کے حق میں چلتی ہے چنانچہ امام احمد
نے اوسکو ابو امامۃ بن سہیل سے اور اوسنے سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت کیا ہے
کہ ہماری گہروں میں ایک چہوٹا سا مرد ضعیف تجربہ کار رہتا اوسنے قوم کا کچھ نہیں بگاڑا
کہ اونکی ایک لونڈی سے زنا کر بیٹھا راوی کہتا ہے کہ اس خبر کو سعد بن عبادہ نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ذکر کیا اور وہ مرد ضعیف مسلمان تھا آپ نے

وأما قوله تعالى لأيوب عليه السلام
وخذ بيدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث
فالعجب أن يحتج به من يقول
أنه لو حلف ليضربنه
عشرة أسواط فجمعها وضربه
بها ضربة واحدة لم يبر في يمينه
كما هو قول أصحاب أبي حنيفة و
مالك وأصحاب أحمد وقال الشافعي
ان علم أنها مسته كلها
بر في يمينه وان علم أنها لم تمسه كلها
لم يبر وان شك لم يحنث ولو صح
هذا المعنى جاز البر الحالف لسقط
عن الزاني والقاذف والشارب
الضرب بأن يجمع لهم أسواطا أو نعالا
ونضربه بها ضربة واحدة وهذا انما جاء في
حق المريض كما رواه الامام أحمد عن أبي أمامة بن سهل
عن سعيد بن سعد بن عبادة قال كان بين
أبياتنا رويجل ضعيف مخدج فلم يرع
الحي الا وهو على أمة
من امائهم يخبث بها
فذكر ذلك سعد بن عبادة لرسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم
وكان ذلك الرجل مسلما فقال

فرمایا کہ اوسکو واسطی ایک شاخ خرما کی لو جسمین سو قمچیان ہون پہر اوس سی اوس شخص کو ایکدفعہ مارو لوگون نے یہی کہا باقی رہا قصہ حضرت ایوب علیہ السلام کا تو اوسکی ایکو بہ باریک ہی کہ آپکی بیبی چونکہ آپکی شفا پانی اور دسہی رہا پانے پر نہایت حریص تھی اسیلیے اپنی مقدور کے موافق آپکا علاج ڈہونڈہتی تہی پس جب شیطان آپکی بیبی کو بلا اور اپنا قول کہا تو آپ کی بی بی نے اُسکی قولکو آپکے سامنی کہا آپنے فرمایا کہ وہ شیطان ہی پہر قسم کہائی کہ اگر اللہ تعالی مجکو شفا دیگا تو بیبی کو سو کوڑی مار دیگا حالانکہ وہ بیچاری معذور تھی اور آپکی حق مین اچہا کرتی تہی اور اُنکی شریعت مین قسم کا عوض کچہہ نہ تھا اسلئی کہ اگر ہوتا تو حضرت ایوبؑ کفارہ کیطرف جہکتی اور مار کے محتاج نہوتے اس سبب سی اونکی نزدیک قسم مثل حدود کے واجب تھی اور یہ بات ثابت ہوچکی ہی کہ جس شخص پر حد لگائی جاتی ہی اگر وہ معذور ہو تو اوسکی لئی حد مین تخفیف کردی جاتی ہے یعنی سو قمچیان یا سو کوڑی اکٹہی کر کے اوسکو ایکدفعہ مار دیجاتی ہین اور حضرت ایوبؑ کی بیبی معذور تہین اُنکو معلوم نتہا کہ جس شخص نے ان سی کلام کیا وہ شیطان ہی اسلئی مستحق سزا نہین پس اللہ تعالی نے اپنی نبی ایوبؑ کو حکم فرمایا کہ انسی معذور کا سا معاملہ برتین اور خدا تعالی نے حضرت ایوبؑ کیلئی دونو باتین اکٹہی کردین کہ اپنی قسم مین بہی سچے رہین اور اپنی بیبی معذور اور سلوک کرنیوالیکی ساتہہ بہی

نرمی کرین تو اب نص قرآن کا موافق ہونا حدیث کی نص کے اس ضعیف کی بابت
جسنے زنا کیا تھا ظاہر ہو گیا پس اس آیت کا حکم اپنی جگہہ سے زیادہ نہ بڑہیگا اور
اس امت میں سے اگر کوئی شخص قسم کہاویگا کہ مین اپنی بیبی یا لونڈی کے سو کوڑے
مار ونگا تو ویسا حکم لازم نہوگا کو بیبی اور لونڈی معذور ہون اسلئے کہ اللہ تعالی
نے مرد کے لئے نکلنے کی راہ کفارہ سے مقرر فرمائی ہے اب اگر یہہ کہو کہ جب مارنا
واجب ہو مثلاً حد زانی ہو تو اسوقت بہی معذور ہونا مفید ہے یا نہین تو اسکا
جواب یہ ہے کہ اگر عذر ایسا ہو جسکے دور ہونیکی توقع ہو مثلاً گرمی اور سردی شدت سے ہو
یا تہوڑا سا مرض ہو تو اسکے دور ہونیکا انتظار کیا جاویگا اور اسکے جاتے رہنے کے
بعد حد واجب لگائی جاویگی جیسے مسلم کی حدیث حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لونڈی سے زنا کیا آپنے مجکو ارشاد فرمایا کہ اسکی کوڑے لگاؤ
مین جو اسکے پاس گیا تو دیکہا کہ وہ تہوڑے ہی دنوں سے نفاس میں ہے مجکو ڈر ہوا کہ اگر کوڑے
مارونگا تو کہین اسکو جان سے نہ مار دون مین نے یہہ ماجرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا آپ
نے فرمایا کہ تمنے خوب کیا نہ مارا اسکو چہوڑ دو جبتک اچہی ہو **فصل** اور بلال کی حدیث فرماتے
ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونکو فرمانا کہ خرما کو دو ہونگی بدلی بیچکر اون خرماؤن سے
اچہے خرما مول لے لو اسکا حاصل یہہ ہے کہ ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ اس حدیث مین آپ نے صحابہ کو

فظهر موافقة نص القرآن نص السنة في شان الضعيف الذي زنا لا يجوز ... مثل ذلك فمن حلف من هذه الامة ان يضربن امرأته او امته مائة سوط ... جعل له مخرجًا بالكفارة فان قيل اذا كان الضرب واجبًا ... ينفعه ذلك قبل ان كان العذر يرجى زواله كالحر والبرد الشديد والمرض انتظر

رواه مسلم فصل الحد الواجب ... عن علي ان امة لرسول الله صلى الله عليه وسلم زنت فامرني ان اجلدها فاذا هي حديث عهد بنفاس فخشيت ان جلدتها ان اقتلها فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال احسنت اتركها حتى تماثل ...

فصل ... بلال في شان التمر ...

جو مقصود نہین ہوتے حیلہ کرنیکی دلالت کئی وجہون سے نہین اوّل تو یہہ کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم فرمایا کہ اپنا پہلا مال بیچ ڈالو اور اسکی قیمت سے دوسرا
مال خرید لو اور ظاہر ہے کہ یہہ امر صحیح بیع کو چاہتا ہی اور جب وہ بیع درست طور پر پائی
جاوینگی تو بلاشک معاملہ درست ہوگا اور ہم بیان کر چکے کہ ان بیعونکا کرتے ہین جو حدیث اور
صحابہ کے اقوال کی رو سے معلوم ہوتے ہون کہ مفسد ہین گو ظاہر مین بیع ہوا اور اسطرحکی بیع
خراب ہے تو اس حدیث کے لفظونمین سوا بیع صحیح کے اور کوئی داخل نہوگی ورنہ اسی
حدیث سے کوئی حجت کرنیوالا یہہ بھی حجت کرسکتا ہی کہ جیسا ہر چیز کا بیچنا یا شرط خیار یعنی
جانکی مدت تین دن سے زیادہ کرکے بیچنا یا عیب سے پاک ہونیکی شرط لگا کر بیچنا یا اور اسی
طرحکی بیع جنکی صحت مین اختلاف ہی سب درست ہین دوسری وجہہ یہہ ہی کہ حدیث مین عموم
نہین اسلئے کہ یہہ ارشاد فرمایا کہ درہمونکے عوض مین اچھے خرما مول لیلو اور مطلق حقیقت کا
امر کسی قید کے ساتھہ امر نہین اسلئے کہ حقیقت سب فردونمین مشترک ہی اور مقدار مشترک ایسی نہین
جس سے ہر ایک فرد دوسرے سے جدا ہوجاوے اور اس سے یہہ لازم نہین آتا تو مشترک کا امر نا
کسی خاص ملحوظ کا امر نہوگا ہان اسقدر مشترک ہی سے بعض ان قیدونکی لازم آتی ہین
مگر وہ قیدین معین نہین ہین اسلئے ان قیدونکا باہمی حدیث بطور بدلیت عام ہی مگر یہہ اس
بات کا مقتضی نہین کہ افراد پر عموم جمع کے طور پر ہو جو مقصود ہے

فليس في الحديث انه امره
ان يبتاع من المشتري ولا
امره ان يبتاع من غيره او
لا ينتقل البلد ولا غيره
ولا بين حال او حق ما يقول
من قال لو كان الابتياع
من المشتري حراما لنهى عنه

یعنی حدیث مین یہہ نہین ہی کہ حضرت بلال کو فرمایا ہو کہ مشتری ہی سی خریدین یا یہہ
حکم ہے کہ اوسکی غیر سی خریدین نہ یہہ کہ شہر کے رائج سکہ کے عوض لینے اوسکی غیر کی
عوض کا ارشاد ہی نہ قیمت نقد کا امر ہی نہ اودہار کا اسمین جو لوگ یہہ کہتی ہین کہ اگر
مشتری سی خریدنا حرام ہوتا تو آپ منع فرمادیتی مردود ہی اسلئی کہ مقصود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُس تدبیر کا بیان ہی جس سی وہ شخص جسکے پاس خراب خرما ہون اچھے
خرمالے سکی بیع کی شرطون اور اوسکی موانع کا ذکر فرمانا مقصود نہین ورنہ اس قول
خداوندی سی کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ
یہہ حجت کرنی درست ہونی چاہیی کہ درندوں مین سی کچلی والیکا اور پرندون مین سی
پنجہ والیکا کہانا جائز ہے اور جن چیزون مین اختلاف ہی اونکا پینا حلال
ہے حالانکہ یہہ باطل ہی اسلئی کہ آیت مذکور مین صرف کہانے اور پینی کا وقت
اور اوسکی تمام ہونیکا بیان مقصود ہی اور اشیاء کی حلت و حرمت کا ذکر نہین اور اسیطرح
اس آیت سی وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ حجت پکڑنا کہ زناکار عورت کا نکاح توبہ سی پہلے
درست ہی اور حلالہ کرنیوالیکا نکاح اور پانچوان نکاح اور متعہ کا نکاح اور شغار
کا نکاح یا اور ایسا ہی صحیح ہی اور اسیطرح اللہ تعالی کے ارشاد وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ
سی کتنی کی بیع کی حلت پر اور اسیطرح حکی اور بیعونکی حلت پر دلیل لانی ہی جب یہہ

معلوم ہوا تو حدیث سی کسیطرح معلوم نہین ہوتا کہ بیع عینہ جائز ہو اور یہہ غالب نہین کہ خرما کو درمون کے عوض بیچنے والا مشتری ہی سی اچھی خرما مول لے تاکہ یہہ کہا جاوے کہ یہی صورت غالب ہی اسواسطے کہ غالب تو یہی ہی کہ اسباب ایسی شخص کے ہاتھہ بیچی جاتی ہین جو دام دیدے اور مول دوسری سی لیا کرتے ہین جسکی پاس اپنی مرغوب چیز پائی جاوے تیسری وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ جمع کو درمون کے عوض بیچ ڈالو اس سے بیع مقصود ہی سمجھی جاتی ہی جو ایسی شرطون سے خالی ہو کہ بیع کے مقصود ہونیکی مانع ہو منجملہ اس بیع کے جو مقصود ہو کیونکہ اگر مثلاً یہہ کہا کہ اس کپڑے کو بیچ ڈال یا مین نے یہہ کپڑا بیچا تو اوس سی نہین سمجھا جاویگا کہ بیع زبردستی سی کی ہی یا ہنسی سے یا اور اسیطرح کی ممنوع بیع کی سے چوتھی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بیع مین دو بیعون سی منع فرمایا اور جس صورتمین کہ دونون اسباب پر متفق ہونگی کہ ایک شخص دوسری کے ہاتھہ مول کے بدلے بیچی پھر اوسی مول کے عوض اوس سے کوئی چیز خرید لے تو ظاہر ہی کہ یہہ دو بیعین ایک بیع مین ہونگی تو یہہ صورت اس حدیث مین داخل ہوگی اسلئے کہ جس معاملہ کی اجازت دیگئی دہ اوس معاملہ کو شامل نہوگا جس سے منع کردیا گیا ہی پانچوین وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمع کو درمون کے عوض بیچو پھر درمون کے عوض جنیب خرید کرو یہہ ارشاد ایسی بیع کو چاہتا ہے

جسکو بائع اول بیع کے ہو چکنے کے بعد انشاء اور ابتدا کرے اور جب ایسی
سے دونوں اوسپر متبنی ہو جاوینگی تو دونوں کا اتفاق دو عقدونپر ایک ساتھ بار ضرب
ہو جاویگا تو یہہ صورت اجازت کی حدیث مین داخل نہوگی بلکہ نہی کی حدیث مین داخل
ہوگی جہنی وجہہ یہہ ہی کہ اگر فرض کیا جاوے کہ حدیث مین عموم لفظی ہی تب بھی وہ بیشمار صورتونسے
مخصوص ہوگی اسلئے کہ ہر ایک بیع فاسد تو اسمین آہی نہین گئی اور صورتونمین اسکی دلالت
ضعیف ہوگی اور جو صورت کہ ہمنے ذکر کی ہی اوسکو ان دلیلون سے خاص کیا جاویگا جو
نص مین یا مثل نص کے ہین **فصل** اور اس سے ظاہر ہوا کہ باطل حیلونکی جائز ہونے
پر اللہ تعالی کے ارشاد اِلَّا اَنۡ تَکُوۡنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیۡرُوۡنَہَا بَیۡنَکُمۡ سے دلیل لانا باطل
اور یہہ کہنا کہ یہہ آیت شامل ہی عینہ وغیرہ کو اسلئے کہ بائع و مشتری اسبابکو اپس
مین لوٹ پھیر کرتے ہین اور وجہ باطل ہونیکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے جن بیعون کو
اپنے بندون کے واسطے مشروع فرمایا ہی اونکو دو قسم کیا ہی کرنے کے ہون یا بامدت ہون تو
ارشاد فرمایا کہ مدت والی یعنی ادہار بیعو نمین دستاویز کر لین اور بیعہ یعنی نقد معاملہ
جسمین خرابی انکار کرنے طرفین کا اندیشہ نہو اسکو دستاویز کر لینے کے بابمین
خاص کیا اور کسی نے صحابہ اور اونکے بعد کے لوگونمین سے اس آیت مین سود کی
معاملہ کا داخل ہونا نہ سمجھا بلکہ اُسکو ہی بیعین مقصود شرعی سمجھین جو سود سے خالی ہون

فصل اور کنایون سی جو تم حیلونکی درست ہونے پر دلیل لاتی ہو تو یہہ بڑی ہی
باطل دلیل ہی اسلیے کہ کہان وہ کنایات جنسی آدمی ظلم اور جھوٹ سی رہائی پاوی اور
کہان وہ حیلی جنسے اللہ تعالی کی فرض چیز کو ساقط کری اور اوسکی حرام کی ہوئی
شے کو حلال جانے کیونکہ کنایہ والا حق کہتا ہی اور سچ بولتا ہی اور لفظ سی اوسکے
معنی لغوی مراد لیتا ہی اور اس کنایہ کرنے سی لغت کی حد سی باہر نہین جاتا کہ لغت مین
حقیقت اور مجاز اور عام اور خاص اور مطلق اور مقید اور مشترک اور متباین سب کچھہ
ہوتے ہین پس انکو ان حیلون سی کیا نسبت جنمین عقد سی وہ بات مقصود ہو جسکے لیے نہ عقد
مشروع ہی نہ وہ عقد کا مقتضا شریعت اور حقیقت کی رو سی ہی اور نیز ایک فرق یہہ ہے
کہ اگر کنایہ والا اپنے قصد کو ظاہر کر دے تو وہ باطل و حرام نہوگا بخلاف حیلہ کرنے والے کہ اگر وہ
چیز جو اوسکو عقد ظاہری سے مقصود ہی اوسکی تصریح کر دے تو وہ حرام باطل ہوگی مثلا سود کے
لیے حیلہ کرنیوالا اگر یون کہے کہ مین تیرے ہاتھہ سو نقد ایکسو بیس کے عوض برس بعد کے وعدہ پر
بیچتا ہون یا یہہ کہے کہ مین تجکو ہزار اس شرط سی قرض دیتا ہون کہ تو مجکو اسقدر زیادہ
ملاکر ادا کر دینا تو حرام اور باطل ہوگا حالانکہ یہہ اوسکا عین مقصود ہی اسیطرح اگر
حلالہ کرنیوالا کہے کہ مین عورتکو اس شرط پر نکاح کیا کہ اوسکو پہلے شوہر کیلیے طلاق دیکر اوسکے لیے
حلال کر دون تو حرام ہوگا اور ایک فرق اور ہی کہ کنایہ کرنیوالیکا مقصد صحیح اور وسیلہ درست ہے

اور اسکے مقصود مین کچھ شریعت کی روک اور منع نہین اور اسکے وسیلہ مین کچھ مخالفت
سے نہ کنایہ مین خدا تعالی کو کسی چیز مین دہوکا دینا ہی غایت یہہ ہی کہ کنایہ سے خلق کو
فریب دینا ہی جسکا فریب دینا ظلم کے باعث شارع نے مباح فرمایا ہی پہر کنایہ کرنیوالا
شر کو دفع کرتا ہی اور حیلہ گر امر باطل سے حق کو دفع کیا چاہتا ہی - اور کنایہ کرنا
جیسا قول سے ہوتا ہی ویسا ہی فعل سے بھی ہوتا ہی مثلاً لڑائی کرنیوالا اپنا سفر ایسی
طرف کو بتا دے جو دشمن کی طرف کے خلاف ہو تاکہ دشمن یہہ جانے کہ یہہ میرے اوپر چڑہنا
نہین چاہتا یا اپنے مقابل ایسی تدبیر کرے کہ اوسکو یہہ وہم ہو کہ یہہ بہاگ چلا
پہر اوسکی طرف پہر پڑے یا ظاہر کرنا بہرے تیز اور بینا قد شکم سیری اور تراوکی غرض کو

فصل اور حیلہ والے یہہ دلیل جو لاتے ہین کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی یوسف
علیہ السلام کو وہ حیلہ سکہایا جس سے وہ اپنے بہائی کے رکہہ لینے پر پہونچ گئے تو
بعض حیلہ والون نے گمان کیا ہی کہ یہہ قصہ اونکی حیلہ کے باب مین مفید ہے
حالانکہ جیسا وہ گمان کرتے ہین ویسا نہین اسلئے کہ اون جیسا حیلہ جاری شریعت
مین کسیطرح درست نہین تو حجت کرنیوالا ایسی چیز سے کیسے حجت کرتا ہے جسپر عمل
حرام ہو اور اللہ تعالی نے جو اس حیلہ کو اپنے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کے
لئے مشروع فرمایا تہا تو اوسکی وجہ اونکے بہائیونکی سزا اور تدارک اور حضرت

یوسف کو انپر جتانا اور آنکے خواب کو سچا کرنا تہا اور آپ کے قصہ مین عمدہ
حیلونکی بہت سی قسمین ہین اول تو حضرت یوسف کا اپنے خادمون سے فرمانا
اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ
رکہ دو انکی پونجی انکے بورون مین شاید وہ اسکو پہچانین جب پہر کر جاوین اپنے گہر شاید وہ پہر آوین
بہائیون کو ایسی نظر سے فرمایا تہا کہ آنکے بہائی دوبارہ آوین مفسرین نے اسمین بہت
باتین ذکر فرمائی ہین ایک یہہ کہ آپکو خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ اونکے پاس ویسے
نہو جس سے پہر آوین دوسرے یہہ کہ آپ ڈری کہ اونسے مول لے لینے مین انکو کہین
ضرر نہو تیسرے یہہ کہ آپنے دام لینا ملامت سمجہا چوتہی یہہ کہ انکو اپنا کرم دکہلایا
کہ انکا مال پہیر دیا تاکہ یہہ امر زیادہ تر اونکے پہر آنیکا موجب ہو غرضکہ یہہ حیلہ
ایک عمل نیک تہا اور بہائیون سے جو اپنے آپ کو نہ بتایا تو چند دوسرے اسباب
کی جہت سے جنمین بہائیونکی اور اونکی باپکی اور خود اپنی منفعت تہی اور جو چیز کہ اللہ
تعالی کو اس بلا مین اونکی ساتہہ منظور تہی اوسکا کمال تہا اور اونکی اور اونکے
باپ کے جمع ہونیکی رغبت کا بڑا کرنا تہا جیسے خدا تعالی کی عادت ہی کہ اپنے بندہ
کو کسی رتبہ کمال پر پہونچانا چاہتا ہی تو اوسکی لئی اسباب محنتون اور مشقتون
کے تیار فرما دیتا ہی تاکہ بعد ان مشقتون کے ان مراتب پر پہنچنا نہایت دقعت
کا ہو اور یہہ ایسا ہی جیسے جنت والے جنت مین مرنیکے بعد اور برزخ کی احوال

اور حشر اور نشر اور موقف اور حساب اور پل صراط اور آن دہشتون کے بہگتنی کی
بعد پہونچینگے اور جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ معاملہ ہوا کہ آپکو مکہ سے جس مین
آپ ہو وہین سے داخل کیا بعد اسکی کہ کفار نے آپکو نکالدیا تہا اور مکروہات مین سے بہت
کچہہ بہگتنا تہا اور اسیطرح ہی وہ معاملہ جو سب انبیا علیہم السلام کے ساتہہ کیا اور اسیوجہ
سے جنت احاطہ کی گئی ہی سختیون سے یعنی بہت سختیان بہگتی تب بہشت مین داخل ہو
فصل اوپر حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ مین جو حیلے ہین اونمین سے ایک یہہ ہی
کہ جب دوسری بار اونکی واسطی سامان تیار کیا گیا تو کٹورہ اپنی بہائی کی خرجی مین
رکہدیا اسمین ابہی بہائی کو چوری کی تہمت لگانی لازم آتی ہی بعضے کہتی ہین کہ
یہہ امر آپنے اپنی بہائی کی موافقت اور اوسکی رضا سے کیا تہا اور ایسا ہی کچہہ
اس آیت سی معلوم ہوتا ہی وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰی یُوسُفَ اٰوٰی اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْٓ اَنَا
(جب داخل ہوئے یوسف کے پاس لے لیا اپنے پاس اپنے بہائی کو کہا مین ہون تیرا بہائی)
اَخُوْکَ آخر آیت تک اور بعضی کہتی ہین کہ آپنے بہائی سے صراحۃ ذکر اسکا نہین
فرمایا اور اِنِّی اَنَا اَخُوْکَ سے یہہ مراد تہی کہ جو بہائی تیرا گم ہو گیا ہے مین اسکی
جگہہ ہون اور کٹورہ کو جو اوسکی خرجی مین رکہا تہا تو بہائی کو اوسکا علم تہا
اور قرآن مجید سے اس قول کے خلاف معلوم ہوتا ہی جیسا مذکور ہوا اور ایک
پاکیزہ حیلہ اس قصہ مین یہہ ہی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی بہائی

ان اخرجه الکفار و قاسی من المکان ما قاسی و کذا ما صنع تعالی بالرسل ولذا حفت الجنة بالمکاره فصل ومنها انه لما جهزهم فی المرة الثانية جهازهم جعل السقاية فی رحل اخيه وهذا يتضمن اتهام اخيه بانه سارق وقد قيل ان ذالک کان بمواطاة من اخيه و رضی منه وعليه يدل قوله تعالى ولما دخلوا على يوسف آوی اليه اخاه قال انی انا اخوک الآیة وقيل انه لم يصرح له بانه يوسف وانما اراد انی انا اخوک مكان اخيک المفقود و وضع السقاية فی رحله والقرآن يدل على خلاف هذا ومن لطيف الكيد فی هذا انه لما اراد اخذ اخيه

وذالک الدخول العظيم بعد خروجه منها و بعد ما دخلوا مکة و مسلمون و کما فعل برسول الله صلی الله علیه و آله مقاساة تلک الاهوال والحساب والصراط والبعث والنشر والموقف

کاٹے لیا جاتا تو اوسکی لینے کے لئے وہ بات کی کہ آپکی سوتیلے بہائی اقرار کریں
کہ یہہ امر حق اور انصاف سے ہوا اور اگر آپ اپنے بہائی کو اپنی قدرت اور سلطنت کے
زور سے رکھہ لیتے تو جور اور ظلم کیطرف منسوب ہوتے اور بادشاہ کے دین
مین کوئی تدبیر تہی جس سے آپ بہائی کو رکھہ لیتے اسلئے اوسکی رکھنے کے لئے وہ تدبیر
کی جسکو سوتیلے بہائی مقر ہون کہ یہ ظلم نہین غرضکہ کٹورہ اپنے بہائی کی سامان سے
اوسکی شلیتے مین رکہدیا اور اسلئے فرمایا [illegible] آدرا ایک اور تدبیر
یاکیزہ یہ ہے کہ بہائیونکی شلیتونکی تلاشی اوسوقت لی جب وہ آپکی پاس تہے بلکہ انکی سامان
کرلینے اور شہر سے نکلنے کی مہلت دی اور پہر آدمی اونکی پیچہے بہیجا اسلئے کہ اگر پہلے ہی تلاشی
لیتے تو کیا عجب تہا کہ آپکی بہائی حیلہ سمجہہ جاتے اور پکارنیوالے نے آواز بلند سے انکو پکارا
کہ سب سنین اسپر اکتفا نکیا کہ ایک ہی شخص سے کہدیتا اس سے یہہ جتانا منظور تہا کہ
کٹورہ کا جانا مشہور ہو گیا ہے اور اسکی تہمت بجز انکے اور کسی پر نہین اور منادی نے
یون کہا کہ تم چور ہو مگر چوری کی چیز کو معین نکیا یہانتک کہ بہائیون نے اس سے پوچہا اسلئے
کہ انکی نزدیک یہہ امر جتاوے کہ تہمت کٹورہ سے متعلق ہے اگر وہ نکلیگا تو تہمت سچی ہوگی
اور منادی نے یہہ کہا کہ اگر تم جہوٹے ہو تو تمہاری سزا کیا ہے یہہ اس واسطے
کہا کہ آپ کو معلوم تہا کہ وہی جواب دیوین گے جو انہون نے دیا تہا

تو جو کچھہ وہ اپنے آپ پر حکم کرینگے اوسکا مواخذہ اُن سے کیا جاویگا پہر سوتیلے
بہائیون کے اسباب کی تلاشی حقیقی بہائی کے اسباب کی تلاشی سے پیشتر کی
تاکہ وہم سازش کا دور رہے اور یہہ وہ داؤ ہے کہ جس سے آدمی خدا تعالی اور اسکے
رسول کی طاعت اور حق والے کی مددگاری پر پہونچتا ہے اور انکو چور کہدینے کی دو
وجہین بیان کرتے ہین اول یہہ کہ از قسم کنایہ تہا اور یوسف علیہ السلام سے
اس سے نیت یہہ کی تہی کہ بہائیون نے آپکو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس سے
چرالیا تہا اسلئے کہ اُنہون نے حضرت یوسفؑ کو اونکے پاس سے غائب کردیا
اور اونکے باپ سے خیانت کی تہی اور خائن کو چور کہا ہی کرتے ہین اسنظر سے
چور کہا تہا دوسری وجہ یہہ لکہی ہے کہ یہہ لفظ منادی ہی نے کہا تہا حضرت
یوسف علیہ السلام کے حکم سے نہین کہا تہا قاضی ابو یعلی کہتے ہین کہ حضرت یوسف
علیہ السلام نے اپنے بعض مصاحبون سے فرمایا کہ ہماری بہائی کے اسباب مین کٹورا
رکہدو پہر جن لوگون کی وہ سپرد تہا جب اُسکو نہ پایا اور معلوم نہوا کہ کسنے لیا انہون نے
کسی سے کہدیا کہ اے قافلہ والو تمہین چور ہو اس گمان پر کہ وہ ایسے ہی ہین اور
حضرت یوسف علیہ السلام نے اونکو نہین اجازت دی کہ یون کہو اور شاید
حضرت یوسف علیہ السلام نے منادی سے کہدیا ہو کہ ان لوگون نے چرا یا ہے

اور مراد لے لی ہو کہ مجکو میرے رب کے پاس سے چرایا ہے اور منادی کے ہن
نوالکو سوچ کہ کہا تم مقرر چور ہوا در یہہ نکہا کہ بادشاہ کے کٹورہ کے چور ہو نہہ جب
گم ہوئی چیز کا ذکر ہوا تو یون کہا کہ ہمکو بادشاہی پیمانہ نہین ملتا یہ نکہا کہ پیمانہ
تمنے چرالیا ہے اور جب حضرت یوسف علیہ السلام سے بہائیو نمین سے ایک نے
یہہ کہا کہ ہم مین سے کسیکو رکہہ تو آپنے فرمایا مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَجَدْنَا
مَتَاعَنَا عِنْدَہٗ یہہ نہ فرمایا کہ ہم اوسیکو پکڑینگے جسنے چوری کی — اور مقصود یہہ
کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ مین حیلہ والونکی مفید کوئی شے سے نہین ہے جائیکہ حجت
ہو اسلئے کہ ہم اُن حیلونمین کلام کرتے ہین جو بندے کرتے ہین اور انکا حکم مباح کرنے
اور حرام کرنے مین ہے نہ اُن حیلونمین جو اللہ تعالی اپنے بندہ کے لئے کرتا ہے بلکہ حضرت
یوسف علیہ السلام کے قصہ مین تنبیہ ہے اسبات پر کہ جو شخص دوسرے کیساتہہ حرام داؤ
کریگا تو اللہ تعالی ضرور اوسکی ساتہہ داؤ کہیلیگا اور یہہ کہ اللہ تعالی مظلوم کی خاطر
داؤ کیا کرتا ہے بشرطیکہ وہ اپنے داؤ کرنیوالے کے داؤ پر صبر کرے اور اوسکے ساتہہ نرمی
برتے پس یاندار آدمی اللہ تعالی پر بہروسا رکہنے والے کے ساتہہ اگر مخلوق داؤ چلے
تو ضرور ہے کہ خدا تعالی اسکی خاطر داؤ چلے اور اوسکا بدلہ لے بدون اسکی زور و طاقت
کے اور یہہ خدا تعالی کی داؤونکی دو قسمو نمین سے جو اپنے بندہ کی خاطر کیا کرتا ہے ایک قسم ہے

دوسری قسم یہہ ہی کہ اللہ تعالی اپنے بندہ کو ایک امر مباح یا مستحب یا واجب
الہام کر دیتا ہے جو بندہ کو عمدہ مقصود پر پونہچا دیتا ہی اور یہہ داؤ اُس قسم کا
نہین جس سے حرام چیزونکو حلال جانا ماوے اور واجبات کو ساقط کر لیا جاوے اور سلئے کہ
یہہ تو خدا کو دم دینا اور اوسکی دین مین داؤ کہیلنا ہی ایسی باتکو خدا تعالی کا مشروع
فرمانا نہین ہوسکتا پہر یہہ داؤ پورا جب ہوتا ہی کہ کوئی کام غیر مشروع کیا جاوے اور
اس سے مراد اوسکا مقصود شرعی نہو تو ایسی باتکو اللہ تعالی کسطرح مشروع فرماویگا پہر
وہ داؤ عام ہی کوئی شخص اُس سے خاص نہین اب اگر کوئی شخص فقہی حیلہ حرام یا مباح
کرتا ہی تو یہہ حیلہ خاص اوسکی لئی نہین ہوتا حالانکہ اللہ تعالی نے جو حضرت یوسف ع کی بابت
داؤ کیا تہا تو وہ داؤ خاص انہین کیواسطے تہا کہ اونکو اونکی صبر اور سلوک کا بدلہ دیا
تہا اور وہ داؤ دونو قسمون سے باہر نہ تہا یعنی اول خدا تعالی کا آپکو الہام کر دینا
ایسا کام جسکا کرنا مباح ہو دوسرے خود اللہ تعالی کا فعل جو بندہ کی قدرت سے باہر ہو
اور یہہ دونو قسمین مخالف ہین اون حرام حیلونکی جنسے واجب چیزونکی ساقط کرنے اور
حرام چیزونکی مباح کرنیکا حیلہ کیا جاتا ہی

فصل

اور شیطان کے مکرون اور داؤن
مین سے وہ ہی جسمین صورتون کے عاشقونکو پہنسایا ہی اور یہہ مکر بخدا بہت بڑا
فتنہ اور مصیبت سخت ہی اسی نے نفسونکو خالق کے سوا بندہ بنایا اور عاشقونکی

فان هذا من كسب الله
وتسقط به الواجبات
الذي يستحل به المحرمات
وليس هذا من الكيد
يوصله به الى المقصود
مباحا او مستحبا او واجبا
النوع الثاني ان يلهمه امرا

والله سبحانه انما كاد ليوسف
جزاء له على صبره واحسانه
اخبر انه سبحانه كاد عن
الخارجين عن الكيد

التي يحتال بها على اسقاط الواجبات فصل
واباحة المحرمات
وما فات به عشاق الصور
ومن مكايده وتلاعبه
وذلك لعمر الله الفتنة
الكبرى والبلية العظمى التي
استعبدت النفوس لغير خالقها

دلونکا مالک انکی ذلت چاہنے والونکو ٹھرایا اسی نے عشق اور توحید مین
ژانی کا رنگ جمایا اسی نے ہرایک شیطان سرکش کی دوستی کیطرف بلایا
یہی نفسونکی بدمستی اور رہستی کے مانع ہوتی اور اسی نے انکو طریق مقصود سے پہرایا
پس نہایت حسرت ہو اس عاشق کے حال پر جسنے اپنی نفس کو کہو دیا اورنکی عوض معشوق
اول کے سوا دوسرے کو ہاتہہ فروخت کیا اور ایسی خواہش سرور کے بدلہ مین دیا جسکی لذت جاتی
رہی اور انجام بد باقی رہا **فصل** جہان ہر فعل اور حرکت کی اصل محبت اور
خواہش ہی ہے تو یہ دونو چیزین تمام افعال و حرکات کا آغاز اسیطرح ہین جیسے بغض
اور نفرت ہر ایک رکہنے اور چہوڑنیکے آغاز ہین انہین سے محبت وہی جو عاشق کو انکی
معشوق کی طلب مین وہ جنبش دیتی ہی جسکے مونہسے عاشق کا کمال ہوجاتا ہی جیسے خدا تعالی
کے عاشق کی جنبش اور قران کے عاشق اور علم وایمان کے دوست رکہنیوالے
اور بتون اور صلیبون کی محبت کرنیوالے اور عورتون اور امردون کے چاہنیوالے
اور وطن کے محب اور بہائیونسے دوستی رکہنیوالیکی جنبش کہ ہرایک کی دلمین اسی سے اوسکی
محبوب کیطرف حرکت ابہرتی ہی جب ان چیزون مین اوسکی محبوب چیز کا ذکر ہوتا
ہے تو اوسیکے ذکر سے دلمین جنبش ہوتی ہی اور کسی ذکر سے نہین ہوتی اسیلئے
تم دیکھتے ہو کہ جو لوگ عورتون کو اور لڑکون کو چاہتے ہین

اور شیطانی قران آواز و نغمون سے پسند کرتے ہین وہ علم کے ذکر سننے اور قران
کی تلاوت سے حرکت نہین کرتے یہانتک کہ جب اُنکے سامنے اُنکی محبوب چیز کا ذکر ہوتا ہی تو
اوسکی طرف شوق اور خوشی کے مارے اُنکا باطن جنبش اور جوش مین اور ظاہر حرکت
مین آجاتا ہی اور جتنی یہہ محبتین ہین سب باطل اور شکستہ ہین سوا اللہ تعالی کی محبت
کے اور جو اوسکی قریب ہونیکی محبت اوسکی رسول اور اوسکی کتاب کی کہ یہہ محبت
ہمیشہ کو رہتی ہی اور اسکا ثمرہ پایدار رہتا ہی اور جب سب محبوبونکے علاقے اور اُنکی
دوستیون کے سبب جاتے رہینگے تو اس محبت کا رشتہ نہ ٹوٹیگا اللہ تعالی فرماتا ہی
اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ
جب الگ ہوجاوین جنکی ساتھ ہوئے تھی انکی ساتھ والون سی اور دیکھین عذاب اور ٹوٹ جاوین انکی طرف سب علاقے
عطاء نے حضرت ابن عباسؓ سے راوی ہین کہ اسباب سے غرض دوستی ہی اور مجاہد فرماتے
ہین کہ اُنکا ملنا جلنا دنیا مین مراد ہی اور ضحاک کہتے ہین کہ اونکی رشتے اور قرابتین
ٹوٹ جاوینگی اور دوزخ مین اونکی جگہین علیحدہ علیحدہ ہو جاوینگی اور ابو صالح نے کہا ہی
کہ اعمال سے غرض ہی اور یہہ سب قول صحیح ہین اور حاصل یہہ کہ اسباب یعنی وہ
وسیلے جو اُن لوگون نی دنیا مین تہا جسوقت کہ اوسکی زیادہ تر محتاج ہونگی انسے جاتا
رہیگا مگر اسباب توحید والونکا جو اللہ تعالی سے اخلاص رکہتے ہین ہمیشہ اُن سے
ملا رہیگا جبتک کہ اُنکا معبود اور محبوب قائم رہیگا **فصل** جب یہہ بات معلوم ہو چکی تو اصل

اور جدہ محبت جسکا خدا تعالی نے امر کیا ہے اور اپنی مخلوق کو اسکی لئے پیدا کیا ہے وہ
محبت اوسی اکیلی ذات کی ہے جسکا کوئی ساجھی نہیں یہہ محبت اسکی عبادت کو متضمن ہے
نہ غیر کی پرستش کو اور ایمان کا ذائقہ اسی شخص کو نصیب ہوگا جسکے نزدیک خدا تعالی
اور اسکا رسول ہر ما سوا کی نسبت کے محبوب تر ہونگی اور اسی جہت سے اول سے لیکر آخر
تک تمام انبیا علیہم السلام نے خلق کو خدا تعالی وحدہ لا شریک کی عبادت کیطرف بلایا
اور عبادت کی اصل اور تمامی محبت ہے اور خدا پاک کو اس محبت میں یکتا کرنا اور
محبت دو قسم کی ہے ایک نفع دینے والی دوسری ضرر دینے والی محبت مفید وہ ہے
جو محبت والیکے واسطے اوسکی مفید چیزیں یعنی سعادت اور نعمت پیدا کرتی ہے
اور محبت مضر وہ ہے جو اوسکی لئے ایسی چیزیں کھینچ لاوے جو اوسکو ضرر پہنچاوین
یعنی بیماری اور رنج وغیرہ اب جو شخص زندہ اور عالم اور اپنے نفس کا خیر خواہ ہے
وہ محبت ایسی چیز کی اختیار نکریگا جو اوسکو ضرر دے اور اگر ایسا ہوگا تو اوس
شخص کے قصور اور معرفت کی خرابی سے یا قصد وارادہ کے بگاڑ سے ہوگا اول تو
جہالت ہے اور دوسرا ظلم اور انسان اصل میں جاہل اور ظالم پیدا ہوا ہے اور انسان
سے جہالت اور ظلم علیحدہ نہیں ہوتا بجز اسطور کے کہ خدا تعالی اسکو وہ چیز سکھا دے
جو اسکو مفید ہے اور اسکی راستی اور درستی جس بات میں ہو وہ اوسپر الہام کرے

کیونکہ جس شخص کی اللہ تعالی بہتری چاہتا ہے اوسکو اوسکی مفید باتین سکہلا دیتا ہے
جنکے باعث وہ جہل سے باہر ہو جاتا ہے اور جو کچہ اوسکو سکہاتا ہے اوسکو اوس سے
فائدہ دیتا ہے اس سے وہ شخص ظلم سے نکلتا ہے اور جس شخص کی بہتری نہین
چاہتا اوسکو اوسکی اصل پیدائش ہی پر باقی رکہتا ہے چنانچہ مسند مین حدیث
عبد اللہ بن عمرو کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ اللہ نے اپنی خلق کو اندہیرے مین پیدا کیا پہر اونپر کچہ نور ڈالا تو جس شخص کو وہ نور پہنچا
اوسنے ہدایت پائی اور جسکو نہ پہنچا وہ گمراہ ہوا اور مقصود یہ ہے کہ ظلم اور عدم
بڑہنے کی محبت کو علم کا فساد یا قصد کی خرابی یا دونو کا بگاڑ پایدار کر دیتا ہے اور
کہتے ہین کہ قصد کا فساد علم کے فساد سے ہے ورنہ اگر آدمی مضر کے ضرر اور لازم کو
جیسا چاہیے ویسا جانتا تو کبہی اوسکو اختیار نکرتا مثلاً اگر کوئی شخص کسی کہانے کو
جانے کہ اسمین زہر پڑا ہوا ہے تو وہ اوسپر جرأت نکریگا گو بہوکا ہی ہو پس معلوم
ہوا کہ مضر چیز کے ضرر کی وجہ کو کم جانتا اور اوس سے بچنے کیواسطے عزم مین ضعیف
ہو جانا آدمیکو اوسکے کرنے مین مبتلا کیا کرتا ہے اور اسی وجہ سے ایمان حقیقی وہ
ہے جو پایدار کر مفید کام کرنے اور مضر کام کے نکرنے پر برانگیختہ کرے
پس اگر مفید کو کیا نہ ضرر کی چیز کو چہوڑا تو اوسکا ایمان حقیقت کے بموجب نہوا

بلکہ اوسکے ساتہہ ایمان اوسی مقدار پر ہوگا جتنا وہ مفید کو کریگا اور مضر سے بچتا ہوگا مثلا جو شخص دوزخ پر ایمان حقیقت مین رکہتا ہی یہانتک کہ گویا اوسکو دیکہہ رہا ہی تو وہ ایسی راہ نہ چلیگا جو دوزخ کیطرف پونہچادے اسکا تو کیا ذکر ہے کہ اپنی کوشش سے اوسکی طرف دوڑے اور جو شخص جنت پر حقیقت مین ایمان رکہتا ہی تو اوسکی طلب سے بیٹہہ رہنے کو اوسکا نفس نمانے گا ❊

فصل جب یہہ ظاہر ہوچکا تو بندہ کو سب سے زیادہ حاجت اپنے مضر چیز کے جانچنے کی ہے تاکہ اوس سے کنارہ کرے اور اپنے فائدہ مند چیز کی ضرورت ہی تاکہ اوسکا مرتکب ہو پس مفید چیز سے محبت کرے اور مضر سے نفرت اور اوسکی محبت و نفرت موافق ہون اللہ تعالی کی محبت اور نفرت کے اور یہہ بات بندہ ہونیکے لازم سے ہی کہ جس چیز سے آقا کو محبت یا نفرت ہو اوسی سے بندہ کو ہو اور مفید اور مضر کاموں کے پہچاننے کی دو طریق ہین ایک عقل دوسری شریعت عقل کا طریق تو یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے اشیاء منفصلہ ذیل کی خوبی عقلو مین رکہدی ہی یعنی سچ بولنا اور عدل و احسان اور نیکی اور پاکدامنی اور بہادری اور عمدہ عادتین اور امانتونکا ادا کرنا اور رشتہ والوں سے میل رکہنا اور خلق کی خیر خواہی کرنی اور عہد کو پورا کرنا اور ہمسایہ کی رعایت کرنی اور مظلوم کی مدد کرنی اور اہل حق کی مصیبتوں میں اعانت کرنی وغیرہ اور انکی مقابل چیزونکی برائی عقل مین پیدا کردی ہی اور یہہ برائی اور بھلائی عقل کی نسبت کہ ایسی ہی ہے جیسی کہ ...

العقل والشرع اما العقل فقد وضع الله سبحانه في العقول استحسان الصدق و العدل والاحسان والبر والعفة والنجدة و مكارم الاخلاق واداء الامانات وصلة الارحام ونصيحة الخلق والوفاء بالعهد وحفظ الجار ونصر المظلوم

اور بھوک کیوقت لذیذ اور مفید کہانیکا کہانا اور سردی کیوقت ایسی کپڑونکا پہننا جو گرم کر دین اچہا معلوم ہوتا ہی توجسطرح کہ آدمی سی نہین ہوسکتا کہ اپنی نفس اور طبیعت سے اُن چیزونکے اچہا معلوم ہونے اور مفید ہونیکو دور کرو سی اسیطرح وہ اپنی نفس اور پیدائش سی صفت کمال کا اچہا معلوم کرنا اور انکا مفید ہونا اور انکی ضدون کا برا جاننا دور نہین کر سکتا اور جو لوگ یہہ کہتی ہین کہ صفات کمال کی خوبی عقل اور فطرت سی نہین معلوم ہوتی بلکہ صرف سننی سی پہچانی جاتی ہی تو انکا قول باطل ہے ہمنے اُسکے باطل ہونیکو کتاب مفتاح مین ساٹھہ وجہون سی لکہا ہی اور اسی جگہہ بیان کیا ہی کہ قرآن و حدیث اور عقلون اور سرشتون سی اس قولکی خرابی پائی جاتی ہی دوسرا طریق مضر اور مفید اعمال کے پہچاننی کا سننا ہی اور یہہ طریق پہلے طریق کی نسبت کہ زیادہ وسیع اور ظاہر اور سچا ہی اسلئے کہ اعمال کی صفات اور احوال اور نتیجے پوشیدہ ہین انکو تفصیلوار بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نہین جانتا اس سی معلوم ہوا کہ سب لوگونسی زیادہ عالم اور صحیح تر عقل اور رای اور خوبی معلوم کرنی مین وہ شخص ہوگا جسکی عقل اور رای اور خوبی معلوم کرنی اور قیاس موافق سنت کی ہوگی جیسے مجاہد فرماتے ہین کہ عبادت مین افضل عمدہ رای ہے اور وہ اتباع سنت ہی اللہ تعالی فرماتا ہی وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ
اور دیکہتی ہین جنکو ملی ہی سمجھہ کہ جو تجپر اترا تیرے رب سی وہی ٹھیک ہے ۱۲

واكل الطعام اللذيذ النافع عند الجوع ولبس ما يدفئه عند البرد فكذلك لا يمكنه ان يدفع عن نفسه وطلبه استحسان ذلك ونفعه فكذلك لا يدفع عن نفسه وفطرته استحسان صفة الكمال ونفعها واستقباح اضدادها ومن قال ان ذلك لا يعلم بالعقل والفطرة وانما عرف بالسمع فقوله باطل قد بينا بطلانه في كتاب المفتاح من ستين وجها وبينا هناك ان دلالة القرآن والسنة والعقول والفطر على فساد هذا القول

بحث کا بیان

الطريق الثاني معرفة الضار والنافع من الاعمال بالسمع وهو اوسع واظهر وابين من الطريق الاول فان صفات الاعمال واحوالها ونتائجها على التفصيل لا يعلمها الا الرسول صلى الله عليه وآله وسلم فاعلم الناس واصحهم عقلا ورأيا واستحسانا من كان عقله ورأيه واستحسانه وقياسه موافقا للسنة كما قال مجاهد افضل العبادة الرأي الحسن وهو اتباع السنة قال تعالى ويرى الذين اوتوا العلم الذي انزل اليك من ربك هو الحق

اور جن لوگونکی رائے سنت کے مخالف ہی اور علم کے مسائل جزئیا اور عملی احکام کے مسائل مین جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہین اوسکو بھی مخالف ہے ایسی رای والونکو سلف کے لوگ شبہہ والے اور خواہشون والے کہا کرتے تھے اسلئے کہ جو رای سنت کے مخالف ہی وہ جہل ہی نہ علم اور خواہش نفس ہے نہ دین

فصل

مفید محبت مین سے بی بی کی محبت اور اوس لونڈی کی جو مرد کی ملک مین آوے اسلئے کہ یہہ محبت اوس مقصود کی مدد کرتی ہی جسکے لئے اللہ تعالی نے نکاح کو اور ملک مین آجانیکو مشروع فرمایا ہی یعنی مرد کو اور اوسکی گہر والونکو زنا سے محفوظ کرنا کہ مرد کا نفس اوس عورت کے سوا حرام پر حریص نہو اور عورت کی حفاظت اسطرح کہ اوسکا نفس بھی بجز اپنے مرد کے غیر کی رغبت نکرے اور جسقدر خاوند بیبی مین محبت پوری اور قوی ہوگی اوسیقدر یہہ مقصد تمام اور کامل ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہی

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا اور فرمایا

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً اور روایت صحیح مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ سے پوچہا گیا کہ آپ کے نزدیک سب لوگون مین سے محبوب کون ہی تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ

اب محبت مفید تین قسم ہی اول اللہ تعالی کی محبت دوم اللہ تعالی کی وجہہ سے دوسری

وكان السلف يسمون أهل الآراء المخالفة للسنة وما جاء به الرسول في مسائل العلم الخبرية ومسائل الأحكام العملية أهل الشبهات والأهواء لأن الرأي المخالف للسنة جهل لا علم وهوى لا دين

فصل

ومن المحبة النافعة محبة الزوجة وما ملكت يمين الرجل فإنها معينة على ما شرع الله له من النكاح وملك اليمين من إعفاف الرجل نفسه وأهله فلا تطمح نفسه إلى سواها من الحرام ويعفها فلا تطمح نفسها إلى غيره وكلما كانت المحبة بين الزوجين أتم وأقوى كان هذا المقصود أتم وأكمل قال تعالى هو الذي خلقكم من نفس واحدة وجعل منها زوجها ليسكن إليها وقال ومن آياته أن خلق لكم من أنفسكم أزواجا لتسكنوا إليها وجعل بينكم مودة ورحمة وفي الصحيح عنه صلى الله عليه وآله وسلم أنه سئل من أحب الناس إليك فقال عائشة ... فالمحبة النافعة ثلاثة أنواع محبة الله والمحبة في الله

چیز کی محبت سوم اُس چیز کی محبت جو اللہ تعالیٰ کی طاعت پر مدد کرے اور محبت ضرر
کرنیوالی بھی تین طرحکی ہے اول خدا تعالیٰ کے ہوتے ہوئے دوسری چیز کے ساتھ محبت
کرنی دوم اُس چیز کی محبت کرنی جس سے خدا تعالیٰ کو نفرت ہو سوم ایسی چیز کی
محبت جسکی محبت آدمی کو خدا تعالیٰ کی محبت سے بالکل علیحدہ کر دے یا محبت کو کم کرے اور
انہیں سے اللہ تعالیٰ کی محبت عمدہ محبتوں کی اصل ہے اور ایمان و توحید کی جڑ اور خدا
کے ساتھ میں دوسرے سے محبت رکہنی شرک کی اور بری محبتوں کی اصل ہے اور حرام صورتوں
سے محبت اور عشق رکہنا شرک کی موجبات میں سے اور جسقدر کہ بندہ شرک سے قریب اور
اخلاص سے دور ہوگا اسیقدر صورتوں کی عشق کی محبت اسکو زیادہ سخت ہوگی اور یہیں سے
عزیز کی بی بی زلیخا کو شرک کی باعث عشق سے کیا کچھ نوبت پونہچی اور حضرت یوسف
علیہ السلام سبب اپنے اخلاص کے اس سے بچے رہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ
یوں ہی ہوا اسواسطے کہ ہٹا دیں
وَالْفَحْشَاءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ سوء سے مراد عشق ہے اور فحشا سے زنا +
ہم اوس سے برائی اور بیحیائی البتہ وہ ہی ہمارے برگزیدہ بندوں میں
فصل اور کامل ترفریب شیطانکا یہہ ہے کہ جو لوگ حسن پرستی میں مبتلا ہیں انہیں سے
بعض کو یہہ اندہ دلاتا ہے کہ میں جو اس امرد یا اجنبی عورت کو چاہتا ہوں تو خدا
کیواسطے ہے کسی بدی کے لئے نہیں حالانکہ یہی بات پوشیدہ یاری ہے جسکو خدا نے عورتوں کے
حق میں اشارہ فرمایا اس آیت میں غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَّلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ اور مردوں
نہ مستی نکالنیوالی اور نہ یار کرنیوالی چھپکر

مقین اس قول مین محکمشین غیرمتسافحین ولامتخذی اخدان اور یہہ بڑی گمراہی
مبدرہین ہاتہ دوستی کو تو بہی آشنائی کرتے ہو
اور دین کا بدلنا ہی کہ جس چیز کو اسد تعالی نے مکروہ اور بُرا جانا ہوا اسکو محبوب
ٹھہرالین اور یہہ بھی ایک قسم شرک کی ہے اور جو محبوب کہ خدا تعالی کے سوا مقرر کرلیا
جاوی وہ شیطان ہی اور یہہ فعل شرک ہی مثل بتون کے مقرر کرنیکے **فصل** امرد پرستی
چار قسم کے ہین اول تو وہ کہ اپنی اس فعل کو خدا کیواسطے اعتقاد کرتے ہین جیسے وہ
لوگ کہ تصوف کیطرف منسوب ہین اور اکثر ترک دوم وہ کہ اس فعل کو یقینا جانتی
ہین کہ خدا کیواسطے نہین مگر اس سے اپنی پردہ پوشی کرتے ہین اور یہہ لوگ ایک وجہ سے
معرفت کے قریب ہین گو توقع پڑتی ہے کہ توبہ کرلین تیسرے وہ کہ انکا مقصود بدکاری
ہے اور کبھی دونو مین اسطرحکا اتصال ہوجاتا ہی کہ اسکا نام یار کہتے ہین اور جو لوگ کہ
فاسق مباک ہین انکو اسطرحکی باتین بہت ہوا کرتی ہین مثلا بیریش لڑکے کو کہتے ہین
کہ وہ اللہ کا حبیب ہی اور داڑہی والا عدواللہ کا دشمن ہی اور لونڈے بازی کو عورتون کے
نکاح پر ترجیح دینا اور بعض حسن پرستون نے اسبابمین ایک کتاب بنائی ہی اوسمین انکے
حلیہ یہ کہا ہے (کہ باب ہی مذہب امام مالک کی یا نہین) اور اسبابمین اُسنے اغلام کو
ذکر کیا ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ امام مالک اغلام والیکے حق مین سب سے زیادہ سخت سزا دیتے
ہین کیونکہ اُنکے نزدیک سزا لوطی کی مار ڈالنا ہے خواہ کنوارا ہو خواہ بیاہا

چنانچہ نصین بھی اسی پر دلالت کرتی ہین اور اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا اتفاق اسی پر ہی گو کیفیت نقل مین اختلاف کیا ہی اور وجہ اس شخص کو مغالطہ
پڑنیکی یہہ ہوتی کہ امام مالک سی کسی نے نقل کر دیا ہی کہ اونکی نزدیک مرد اگر اپنی بیبی سے
اغلام کری تو درست ہی حالانکہ امام مالک پر اور انکی اصحاب پر بھی یہہ دروغ بندی
ہے انکی کتابون مین اس فعل کی حرمت کہلی ہوئی موجود ہی اور اس جہوٹے گمان
کی نظیر بہت سی جاہلون کا گمان کرنا ہی کہ بدکاری اپنی غلام سی مباح ہی اسلیے کہ
دوسریکی ساتھہ بدکاری کرنیکی نسبت کر یہہ آسان تر ہی اور وجہ اس باحت کی یہہ
ہوئی کہ انکو وہم ہوا کہ اللہ تعالی نے جو فرمایا او ما ملکت ایمانہم اوس سی یہی مراد ہے
یا اپنے اپنے الہرایا
یہانتک کہ بعض عورتین اپنی غلام کو اپنی نفس پر قادر کر لیتی ہین اور قرآن کے معنی
اسکے بموجب کہہ لیتی ہین چنانچہ حضرت عمر رض کے سامنی ایک عورت پیش کی گئی جسنی
اپنی غلام سی نکاح کر لیا تہا اور اس آیت کی معنی بتائی تہی آپنے دونون مین جدائی
کر دی اور عورتکو سزا دی اور فرمایا کہ تیرا برا ہو یہہ حکم مردون ہی کی لیے ہے
اور انہین سی کچھہ ایسی ہین کہ اس صورتکو علما کی نزاع کی جگہہ ٹھہرا لیتے ہین اور کہتی
ہین کہ انکا اختلاف شبہہ مین ڈالتا ہی اور کوئی انہین سی یہہ کہتا ہی کہ یہہ فعل ضرورت
کیوقت مباح ہی اور کسی نے جو علما کا اختلاف اغلام کی حدیث سنا تو یہی سمجھ لیا کہ

کما دلت علیہ النصوص واتفق علیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان اختلفوا فی کیفیۃ قتلہ وسبب ذلک انہ قد نقل عن مالک الفعل بجواز وطی الرجل زوجتہ فی دبرہا او ایضا کذب علی مالک واصحابہ وکتبہم مصرحۃ بتحریمہ ونظیر ہذا الظن الکاذب ظن کثیر من الجہال ان الفاحشۃ بالمملوک او انہا ایسر من الفاحشۃ بغیرہ لتوہمہم ان ذلک

حتی ان بعض النساء تمکن عبدہا من نفسہا وتتأول القرآن علی ذلک کما رفع الی عمر رضی اللہ عنہ امرأۃ تزوجت عبدہا وتأولت ہذہ الآیۃ ففرق عمر بینہما وادبہا وقال ویحک انما ہذا للرجال دون النساء ومنہم من یجعل ذلک مسئلۃ نزاع یبیح فعلہ بمجرد الاختلاف ومنہم من یبیحہ للضرورۃ ومنہم من یسمع خلاف العلماء فی

من ذالك خلاف في اللعب
وفان تلاعب الشيطان
باكثر هذا الخلق كتلاعب
الصبيان بالكرة وتراتب
الفاحشة وتتفاوت بحسب
مفاسدها فما وفق
نفس من بالابتداء ثم
با جتماع اعظم الذنب
فوقه العشق المتضمن
بوجب اشتغال القلب
بالمعشوق وتالهه وتعظيمه
وتقديم طاعته على

کہ اسکے حرام ہونے مین اختلاف ہی اور شیطان اکثر خلق سی ایسا کہیلتا ہے جیسے لڑکے گیند سے کہیلتے ہین اور بدکاری کے مراتب اوسکی خرابیون کے اعتبار سے متفاوت ہین کبہی سہل مین ایسا گناہ ملجاتا ہے جو اوسکو اوسکے اوپر کے مرتبہ کی نسبت گناہ مین زیادہ کردیتا ہے جیسے وہ عشق کہ معشوق کے ساتہہ دلکے مشغول ہونے اور اوسکی معبود ہوجانے اور تعظیم کرنے اور اوسکی اطاعت کو خدا تعالی اور اوسکے رسول کی طاعت پر مقدم کرنیکا موجب ہو ایسے عشق کو بدکاری کی طرف نسبت کرکے دیکہو تو گناہ مین بدکاری سی بڑہکر ہوگا اسلئے کہ سوا خدا تعالی کے جو چیزین ایسی محبوب ہوتی ہین شارع نے اونمین بندگی کا نام ثابت کیا ہی یعنی محب کو ان چیزونکا بندہ فرمایا چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ ہلاک ہو بندہ درم کا ہلاک ہو بندہ چادر کا ہلاک ہو بندہ کملی کا ہلاک ہو اور اوندہا منہہ گرے اور اگر اوسکے کانٹا لگے تو نہ نکالا جاوے اگر اوسکو دیا جاوے تو خوش ہو اور اگر نہ دیا جاوے تو ناراض ہو روایت کیا اسکو بخاری نے اس حدیث مین شارع نے ان لوگونکو ان چیزونکا بندہ فرمایا جو انکو دیجاوین تو راضی ہون اور نہ دیجاوین تو ناراض ہون اور جب انسان خدا کے سوا کسی صورت کی محبت مین اسطرح فریفتہ ہوتا ہی کہ اوس تک پونہچنا اور اوسکا ملنا اوسکو اچہا معلوم ہوتا ہی اور نملنا ناخوش کرتا ہی تو اوس شخص کو اوس چیز کی بندگی

اوسیقدر ہوتی ہو اسی جہت سی محبت کیلئے مراتب مقرر کرتے ہین اول مرتبہ کو
علاقہ کہتی ہین اور اس سی زیادہ کو فریفتگی پہر عشق اور سب سی پیچھے کو تتیم
یعنی معشوق کا بندہ ہوجانا کہتی ہین اس مرتبہ مین اگر آدمی اپنی معشوق کا بندہ ہوجاتا ہے
اور اللہ تعالی نے صورتونکا عشق قرآن مجید مین مشرکین ہی کیطرفسی نقل کیا ہی چنانچہ
عزیز کی عورت کا حال نقل فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی حکایت مین ارشاد فرمایا
لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ اور اخلاص والون سی اوسکو ٹالے رکہنی کی خبر دی چنانچہ
قسم ہی تیری جان کی وہ اپنی مستی مین مدہوش ہین
حضرت یوسف علیہ السلام کے حال مین فرمایا كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ
یون ہی ہوا اسواسطے کہ ہٹا دین ہم اوس سی برائی اور بیحیائی البتہ وہ
عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ غرضکہ ستر سی زنا کرنا اگر صغیرہ گناہ کرنے سی مثل دیدبازی اور بوسہ
ہمارے چنے ہوئے بندون مین ہی
اور چہونے کے بڑا ہی مگر عاشق کا ہٹ کرنا فعل کی محبت اور اوسکی توابع اور لوازم پر اور
اوسکی آرزو اپنی لئی کرنی اور جی مین کہنا کہ اسکو نچہوڑونگا اور دل کا معشوق کی ساتہہ
لگا رہنا کبھی بدکاری کرنیسی ضرر کرنمین نہایت بڑا ہوتا ہی علاوہ ازین کبیرہ گناہ
سے تو کبھی توبہ سی بھی چھٹی ہو جاتی ہے مگر عشق جب جگہہ پکڑ لیتا ہی تو اوس سے
چھوٹنا اوسکو دشوار ہی جیسی کسی نے کہا ہی ؎ جو پڑا قید مین آنکھونکی تمہاری بخدا خلق
کو اسکا چہڑا دینا ہی اک کام بڑا + اور ظاہر ہی کہ اس عشق کا ضرر اور بگاڑ اس بدکاری کی
نسبت کر بڑا ہی جسکو آدمی برا جانکر کرتا ہو اور جس سی بدکاری کی ہو دل اوسکا بندہ نہوگیا ہو

من التعبد كما يعتقده ذلك الا ... وقال بعضهم للحب مراتب اوله العلاقة ثم الصبابة ثم الغرام ثم العشق وآخره التتيم وهو التعبد للمعشوق فيصير عبدا للمعشوقه والله سبحانه انما حكى عشق الصور في القرآن عن المشركين كما حكى عن امرأة العزيز وعن قوم لوط فقال لعمرك انهم لفي سكرتهم يعمهون واخبر بصرفه عن اهل الاخلاص فقال في يوسف عليه السلام كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين وان الزنا ...

بیان عشق ١٣

... كالنظر والقبلة بالصغائر من الالمام اعظم كان وان واللمس لكن اصرار العاشق على محبة الفعل وتوابعه ولوازمه وتمنيه له وحديث نفسه به وانه لا يتركه واشتغال قلبه بالمعشوق قد يكون اعظم ضررا من فعل الفاحشة ... بالتوبة فانه قد يتخلص من الكبيرة ... واما العشق اذا تمكن من القلب ... عن صاحبه الانخلاع منه ... ما يرث لو احظات امرأة ... وعند اعظم ضررا و ... من هذا ... ممن ... ايها ... فانه ...

اور اللہ تعالی نے خبر دی ہی کہ شیطانکا غلبہ اُنہیں لوگون پر ہی جو اُسکو دوست رکھتی ہین اور خدا
کے ساتہ اُسکو شریک کرتے ہین اور اُسکی سلطنت اُسی شخص پر ہے جو گمراہون مین اوسکا تابع ہی اور
اپنی خواہش نفس اور شہوات کی پیروی کا نام ہی جیسی ضلال گمانون اور شبہونکی اتباع کو
کہتی ہین اور غی کی بنا غیر اللہ کی محبت سی ہی اسلیئے کہ غیر اللہ کی محبت اخلاص کو ضعیف کرتی
ہے اور شرک کو قوی تو عشق شیطانی والونکو شیطان کی محبت اور اُسکو شریک ٹہرانا
اسی مقدار عشق کی موافق ہوگا اسلیئے کہ انمین اللہ تعالی کے ساتہ شرک موجود ہے اور اخلاص
کسیقدر مفقود ہے اسلیئے اُنمین خدا تعالی کے ساتہ شریکون کے ٹہرانیکا بہرہ ہے اور اسیوجہ سے اکثر
عاشقونکو بندہ اپنے معشوق کا اور سرگشتہ پاؤگے کہ اُسکے سامنے اور پیٹہہ پیچہے کہلا کہلی
کہتے ہین کہ ہم تمہارے بندے ہین غرضکہ عاشق اپنے معشوقکی یاد اپنے رب کی نسبت زیادہ
کرتا ہی اور معشوقکی محبت اوسکی دلمین خدا تعالی کی محبت سے بڑہکر ہوتی ہی پس اگر بالفرض
عاشق کو اختیار دیا جاوے کہ چاہے معشوقکی خوشی پسند کرے چاہے خدا تعالی کی تو وہ اپنے رب کی رضا پر
معشوقکی رضا کو پسند کریگا اور معشوقکا ملنا اوسکو رب کے ملنے کی نسبت زیادہ محبوب ہوگا
اور قرب معشوقکی تمنا قرب خدا کی آرزو سے بڑہکر ہوگی اور معشوقکی ناخوشی سے گریز کرنا خدا تعالی
کی ناخوشی سے بہاگنے کی نسبت کر اوسپر زیادہ سخت ہوگا اور معشوق کی مصلحتون اور
حاجتون کو اپنے رب کی طاعتون پر مقدم جانیگا پس اگر وقت مین سے کچہہ بچ رہیگا

وقد اخبر الله سبحانه ان الشيطان انما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون وان سلطانه انما هو على من اتبعه من الغاوين والغي اتباع الهوى والشهوات كما ان الضلال اتباع الظنون والشبهات واصل الغي من الحب لغير الله فانه يضعف الاخلاص ويقوي الشرك فاصحاب العشق الشيطاني لهم من تولي الشيطان والاشراك به بقدر ما فيهم من العشق لغير الله ولهذا تجد فيهم نصيبا من اتخاذ الانداد من دون الله ولهذا ترى كثيرا من عشاق الصور متيما بمعشوقه يصرح بالخضوع والعبودية له وهو اعظم ذكرا له من ربه وحبه في قلبه اعظم من حب الله فلو خير بين رضاه ورضى الله لاختار رضى معشوقه على رضى ربه ولقاء معشوقه احب اليه من لقاء ربه وتمنيه لقربه اعظم من تمنيه لقرب ربه وهربه من سخطه عليه اشد من هربه من سخط ربه عليه ويسخط ربه بمرضاة معشوقه ويقدم مصالح معشوقه وحوائجه على طاعات ربه فان فضل من وقته فضلة

مکر شیطان ۱۴

وكان عنده قليل من الايمان
صرف تمام الفضل في طاعة ربه
وان استغرق الزمان بحوائج معشوقه
ومصالحه في زمانه كله وفنا
واهمل امر الله ولا ريب في ان
هولاء من الذين يتخذون من دون الله
انداداً يحبونهم كحب الله وتشتغل
بجميع المحرمات الاربع من الفواحش الظاهرة
والباطنة والاثم والبغي بغير الحق و
الشرك بالله ما لم ينزل به سلطانا والقول
على الله بما لا تعلمون فان كثيرا ما يوجد
في هذا العشق من الشرك الاكبر والاصغر

اور اوسکو کسیقدر ایمان بھی ہوگا تب تو اس کی ہر ایک وقت کو اپنے رب کی طاعت
مین صرف کریگا اور اگر معشوقکی حاجتین اور کام تمام وقت کے حاوی ہو جاوین
تو اپنا سارا وقت اونہین مین صرف کر دیگا اور خدا تعالے کے امر کو چھوڑ دیگا
اور اسمین کچھہ شک نہین کہ اس قسم کے لوگ ان لوگونمین سے ہین جنہونے خدا تعالی
کے سوا شریک ٹھہرالئے ہین کہ انسے ایسی محبت رکھتے ہین جیسی خدا تعالی سے اور
ان لوگونکی عشق مین چارون باتین حرام جمع ہین یعنے ظاہر اور باطن کی بدکاری
اور گناہ اور سرکشی ناحق اور اللہ تعالے کے ساتھہ اس چیز کو شریک کرنا جسکی حجت اوسنے
نہین اتاری اور اللہ تعالے پر وہ بات کہنی جسکا علم نہین اسلئے کہ اکثر اس عشق مین بطور
یہہ خرابیان دیکھی جاتی ہین کہ چھوٹا اور بڑا شرک کرنا اور معشوقکے اوپر غیرت کرکی
جانونکو مار ڈالنا اور باطل طور پر لوگونکا مال لے لینا تاکہ معشوقکی خوشی مین اسکو صرف کرے اور جھوٹ
بولنا اور ظلم کرنا اور ان سبکی اصل دلکا خالی ہونا اللہ کی محبت اور اسکی خلاص سے اور محبت مین
اسکو اللہ کے غیر کو شریک کرنا اور غیر اللہ کی خاطر کسی چیز کو محبوب جاننا ہے یہہ باتین لیکن تمام
ہو جاتی ہین اور انہین کے موافق اعضا عمل کرتا ہے اور یہی اہل نفس کی ہر ایک کی حقیقت ہے بعض علما کا
قول ہے کہ کوئی چیز محبوب چیز و نمین سے ایسی نہین جو لوگونکو ہمیشہ محبت الٰہی سے تنے جیسی آدمی کے
محبت الٰہی کی سطری لو بند پیدا ہی ہو مین اسی سے اسکی نہایت آدا کامل نعمت ہے اور اپنی مثل

مطلب ۱۲

ومن قتل النفس ... اعانة العشق ... واخذ اموال الناس بالباطل ... والتكبر والظلم ...
... [illegible]

فصل

آدمی کی محبت خواہ مرد ہو یا عورت اسلئے زیادہ ہوتی ہے کہ آدمی مین اور آدمی کے عشق
مین مشتغل ہونا اتنا ہی جتنا ادمین اور دوسری کسی جنس مین مخلوقات سے نہین
فصل اور صورتون کے عشق مین مبتلا ہونا اسباب کی خلاف ہی کہ آدمی کا تمام
دین خدا تعالیٰ کے لئے ہو بلکہ جسقدر اوسکو عشق مین مبتلا ہونا حاصل ہوگا اوسیقدر
اوسکا دین الله کیلئے ہونے سے ناقص ہو جائیگا اور بعض اوقات یہ فتنہ عاشق کو ایمان
سے باہر کردیگا کہ اوسکے پاس کچھ دین الله کا باقی رہی اور الله تعالیٰ فرماتا ہے
وقاتلوھم حتے لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ اور بندہ اس دنیا مین اپنی
اور لڑو ان سے جب تک نہ رہے فساد اور ہو جاوی حکم سب الله کا
شہوات اور نفس امارہ اور شیطان بہکانیوالا اور جس چیز مین اوسکا صبر ہو
اوسکو دیکھنے اور مشاہدہ کرنیمین مبتلا ہوا ہی اور اسکے ساتھہ ہی ایمان و یقین کا ضعیف
ہونا اور دل کا کمزور ہونا اور صبر کی تلخی اور سردست چیز کی حلاوت کا چکھنا اور
دنیاوی زندگی کی تازگی کیطرف نفس کا خواہش کرنا اور بدلہ اعمال کا دوسرے
عالم مین مہلت سے ملنا اس عالم مین جسمین پیدا ہوا اور نشو و نما پائی جمع ہوا ہے اور اسکو حکم
ہی کہ اپنی خواہش موجود اور محسوس کو چھوڑے بدلے آنکے کہ اوس سے اوسپر ایمان کی طلب ہو قطعہ

نسم ہو بندہ کو دیتا نہ گر خدا توفیق	سعادت ابدی کے لئے براہ کرم
تو لیں اوسکے ایمان ایکدن ہوتا	بہر رگ دلکو نہایت مین بندہ پر اعظم

ولا طاوعته النفس في ترك شهوة ... مخافة نار جمرها يتضرم
ولا خاف يوما من مقام الٰهه ... عليه بحكم القسط الذي ليس يظلم

فصل والفتنة نوعان فتنة الشبهات وفتنة الشهوات ففتنة الشبهات من ضعف البصيرة وقلة العلم سيما اذا اقترن بذلك فساد القصد وحصول الهوى قال تعالى ان يتبعون الا الظن وما تهوى الانفس وهذه الفتنة ما لها الى الكفر والنفاق وهي فتنة المنافقين وفتنة اهل البدع على حسب مراتب بدعهم ولا ينجي من هذه الفتنة الا تجريد اتباع الرسول وتحكيمه في دق الدين وجله وظاهره وباطنه فما خرج عنها فهو ضلال واما فتنة الشهوات ففتنة الشبهات تدفع باليقين وفتنة الشهوات تدفع بالصبر كما قال تعالى وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

نہ نفس ہوتا مطیع اسکا اور نہ ترک شہوت مین	بخوف آتش دوزخ جو دہکے ہے ہیم
نہ خوف کرتا کھڑا ہونے سے وہان ایک روز	جہان کہ عدل کریگا خدا نہ جور و ستم

فصل اور فتنہ دو قسم ہی ایک شبہونکا دوسرا شہوتونکا۔ شبہونکا فتنہ عقل کی ضعیف ہونے اور علم کے کم ہونیسے ہوتا ہی خصوص جسوقت کہ اسکے ساتھ قصد کی خرابی اور خواہش نفس کا حاصل ہونا ملا ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ (نہین پیروی کرتے ہین مگر گمان کی اور جو چاہتے ہین جی ۱۲) اور اس فتنہ کا انجام کفر اور نفاق پر ہوتا ہی اور یہہ فتنہ منافقون اور بدعت والونکا اُنکے مراتب کی موافق بدعت کرنیمین ہی اور اس فتنہ سی نجات کیصورت بجز اسکی نہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خالص کیجاوی اور دین کے چھوٹے بڑے کام مین اور ظاہر و باطن مین اوسیکو حکم کیا جاوی اسلئے کہ ہدایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قولون اور فعلون مین دائر ہے اور جو کچھ آپ کے قول اور فعل سے خارج ہی وہ گمراہی ہے اور شہوات کے فتنہ کا حال یہہ ہی کہ وہ صبر سی ایسا دفع ہوتا ہی جیسا شبہات کا فتنہ یقین سی دور ہوتا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ (اور آپس مین تاکید کرتے ہین حق کی ۱۲) اشارہ ہی اُس چیز کیطرف جس کی شبہات کا فتنہ دفع کیا جاتا ہی اور اوس کا ارشاد وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (اور آپس مین تاکید کرتے ہین صبر کی ۱۲) اشارہ اُس چیز کی طرف ہے جس سے شہوات کا فتنہ دور کیا جاتا ہی

فصل جب بندہ شہوتوں اور شبہوں کے فتنے سے بچ جاتا ہی تو اوسکو دو بڑے مرتبے جن سے اوسکی سعادت اور بہتری اور کمال مطلوب ہوتا ہی حاصل ہوتے ہین یعنی ہدایت اور رحمت اللہ تعالی فرماتا ہی فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا اس بندہ کو اپنی رحمت اور علم کو اکٹھا فرمایا اور یہہ مثل اصحاب کہف کی قول کے ہی کہ یہہ دعا مانگی تھی رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا اسلئے کہ رشد کے معنی مفید امر کو جاننا اور اوسکی بموجب عمل کرنا ہی اور رشد و ہدایت کو اگر جدا جدا بولین تو ایک متضمن دوسرے کی ہوتی ہی اور جب ایک کو دوسری کے ساتھ ذکر کرتے ہین تو اور مشہور تین ہدایت کی معنی حق بات کے جاننے کے ہوتے ہین اور رشد کے معنی اوسکے بموجب عمل کرنیکے ہوتے ہین اور ان دونو کی ضد غی اور خواہش نفس کی پیروی ہے اور رشد کبھی مقابل ضرر اور شر کے بھی پڑتی ہی جیسا اللہ فرماتا ہے قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا اور ایماندار جنون کا قول نقل فرمایا وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَن فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا اور قران مجید ہدایت اور رحمت اور شفا اور نصیحت ہی اللہ تعالی فرماتا ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ اور اللہ تعالی اپنی خلق کو ہدایت فرماتا ہے مگر جو جگہہ کہ ہدایت کو قبول کرتی ہی

هو قلب العبد المتقي المنيب الى ربه الخائف منه الذي يبتغي رضاه ويهرب من سخطه فاذا هدى الله به ومحل اثره

الى محل قابل فاثر به هدى له وشفاء ورحمة وموعظة بالوجود والفعل والقبول وان ورد الى محل غير قابل لا وصار كالغذاء الذي لا يحصل فيه فكما لا يحصل الغذاء الى محل فيه لا الاضعفا وفسادا الى فساده قال تعالى

وہ اُس بندہ متقی کا دل ہی جو اپنے رب کیطرف راجع ہوا اور اُس سے ڈرتا ہوا اور اوسکی رضا کا طالب وہ اسکی ناخوشی سی گریزان ہو پس جب ایسے شخص کو اللہ تعالی ہدایت کرتا ہی تو قران کا اثر قبول کرنیوالی جگہہ مین پونہچتا ہی اور تاثیر کرتا ہی اسکے حق مین قران ہدایت اور شفا اور نصیحت ہو جاتا ہی ہدایت کر آنے اور تاثیر کرنے اور محل کے قبول کرنیکے باعث اور اگر محل قابل نہین ہوتا اور اوسکی طرف ہدایت جاتی ہے تو اسمین اثر نہین کرتی جیسے غذا ایسی جگہہ مین پونہچی جو غذا لینی کے قابل نہو تو وہ اوسمین کچہہ تاثیر نہین کرتی بلکہ اسمین سوا ضعف اور خرابی پر خرابی کے اور کچہہ نہین بڑہاتی اللہ تعالی فرماتا ہی فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْہُمْ اِیْمَانًا وَّہُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْہُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِہِمْ اور فرمایا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ہُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا - اور ایمانداروں کے حق مین رحمت دو ہین ایک سردست اور دوسری بہلکت رحمت سردست تو وہی جو اللہ تعالی ایماندارونکو دنیا مین دیتا ہی یعنی خیرات اور سلوک کی محبت اور ذائقہ ایمان کا مزہ اور اُسکی حلاوت پانی اور اس بات سی خوش ہونا کہ خدا تعالی نے ہمکو ہدایت کیا وہ امر جس سی اور لوگ بہک گئی اور وہ حق جسمین اوسکی حکم سی اختلاف ہو گیا اور دوسری رحمت جو دیر کر ملیگی وہ وہ ہی کہ انکی لئی

سو جو لوگ یقین رکہتے ہین اونکو زیادہ کیا ایمان اور
وہ خوشی کرتے ہین اور جنکے دلمین آزار ہی سو اونکو بڑہائی گندگی پر گندگی
اور ہم اوتارتی ہین قرآن مین سے جس سی روگ چنگی ہوتی ہین اور مہربانی ایمان والونکی اور گنہگارونکو یہی بڑہتا ہی نقصان

فاما الذين آمنوا فزادتهم ايمانا وهم يستبشرون واما الذين في قلوبهم مرض فزادتهم رجسا الى رجسهم وقال وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا فالرحمة رحمتان عاجلة وآجلة فالعاجلة ما يعطيهم الله في الدنيا من محبة الخير والبر وذوق حلاوة الايمان والفرح والسرور بما هداهم الله لما اختلف فيه من الحق باذنه واما الآجلة

آخرت مین نعمتین تیار کی ہین اور اس مقام مین ایک نکتہ ہی وہ یہہ ہی کہ جو مصیبتین اکثر ایماندارونکو دنیا مین پہونچتی ہین اور ریاست اور مال وغیرہ جو اکثر بدکارونکو دنیا مین ملتا ہی تو آدمی اُنکو کبھی دیکھکر اور دیکھکر یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ نعمت دنیا مین بجز کافرون اور بدکارونکے اور کسیکو نہین ہوتی ایماندارونکا حصہ نعمت سے دنیا مین کم ہی اور اسطرح کبھی یہہ اعتقاد کرلیتا ہی کہ عزت اور فتح دنیا مین کافرون اور منافقونکو ایماندارون پر ہوا کرتی ہے تو جب اسطرحکا شخص قرآن مجید مین یہہ ارشاد خداوند جلشانہ کا سنتا

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ اور یہہ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور یہہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اور یہہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اور دوسری اسطرحکی آیتین سنتا ہی

اور ان لوگونمین سے ہوتا ہی جو قرآن کو سمجھ جانتے ہین تو ان باتونکو یون تصور کرتا ہی کہ انکا ہونا صرف آخرت مین ہوگا اور کہتا ہی کہ دنیا مین تو ہم کافرون اور منافقون ہی کو غالب ہوتے اور دباو دیتے دیکھتے ہین انہین کی جیت اور فتح ہوتی ہی اور قرآن مجید مین خلاف تجربہ نہین ہونیکا اور اس گمان پر اور بھی تکیہ کرتا ہی اُس عالمین کہ کوئی دشمن کافرون اور منافقونکی جنس یا بدکار ظالمون کے گروہ کا اُسپر غالب ہو جاوے اور وہ شخص اپنے عندیہ مین ایمان اور تقوی والونمین سے ہو تب بھی سمجھیگا کہ باطل والا حق والے پر غالب ہوگیا اور اگر کوئی اُس سے خدا تعالیٰ کے وعدہ

کا ذکر کرے کہ انجام اچھا متقیون کیلئے ہی تو کہتا ہی کہ یہ بات آخرت مین ہی اور دنیا مین
تو حق والا مغلوب اور دبا ہوا رہتا ہی اور اگر اس سے یہ کہا جاوے کہ خدا تعالے
اپنے دوستون اور اہل حق کو مغلوب کیسے رکھیگا تو اگر وہ شخص اُن لوگون مین سے
ہوتا ہی جو خدا تعالی کے افعال کے لئے حکمتون اور مصلحتون کو علت نہین کہتے تو یہ جواب
دیتا ہی کہ اللہ تعالی اپنے ملک مین جو چاہتا ہی سو کرتا ہی اور جو چاہتا ہی سو حکم دیتا ہی
اُس سے اُسکے کام کی پوچھ نہین اور لوگون سے باز پرس ہوگی اور اگر وہ اُن لوگون مین ہوتا ہی
جو اللہ کے افعال کی کوئی علت ٹھہراتے ہین تو یہ کہتا ہی کہ اپنے دوستون سے خدا
یہ باتین اسلئے کرتا ہی کہ انکو اُنپر صبر کرنے سے آخرت کا ثواب اور بلند درجے اور دینے گنتی
اجر عنایت فرماوے - اور یہی سُنا بھی ہی اور دیکھا بھی کہ اکثر اس قسم کے لوگ خدا
کو ظالم ہی کہتے ہین اور اُسپر ایسی چیز کی تہمت لگاتے ہین جو دشمن ہی سے سرزد ہوا
کرتی ہی چنانچہ جہم اپنے ساتھیون کے ساتھ نکلتا اور انکو جذام والون اور بیمار دیکھ
کر انکار کرتا اور رحمت کے انکار کے لئے کہتا کہ دیکھو ارحم الراحمین ایسے کام کرتا ہی اور
یہ شخص خدا تعالی کی حکمت کا بھی منکر تھا اسلئے جہم اور اوسکے پیروونکے نزدیک مین
خدا تعالی نہ رحیم ہی نہ حکیم اور انکے بعض پر کہو نے لگا ہی کہ خلق کے حق مین خالق
کے سوا کوئی چیز زیادہ ضرر رسان نہین اور انمین سے کوئی شخص شاکی نہین ہے کہا کہ

تنبیہ جس حالین کہ درست ہے اسکا ہو یہ سلوک + کر تو قیاس اس سے کہ دشمن سے کیا کرتا ہو
اور مجہسے بہت لوگون نے ذکر کیا کہ جب مین خدا کے روبرو توبہ کرتا ہون اور اسکی طرف
رجوع کرکے نیک کام کرتا ہون تو میری روزی تنگ اور زندگی تلخ ہو جاتی ہی اور جب
گناہ کرتا ہون اور اپنے نفس کو اسکی خواہش کی خبر دیتا ہون تو میرے پاس روزی بفراغت
آتی ہی پس مین نے انمین سے ایک کو کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالی تیرا سچ اور صبر دیکہتا
ہے کہ آیا تو اپنی توبہ کرنے مین اسکی طرف سچا ہی اور اسکی مصیبت پر انجام نیک
حاصل کریگا یا تو جہوٹا ہی اور الٹے پانو پہر جاویگا اور یہ جہوٹے گمان و معتقد ہونیکے
معنی مین اول آدمی کا اپنے ساتہہ اور اپنی دینداری کے ساتہہ گمان نیک رکہنا اور معتقد
ہونا اسطرح کہ جو چیز مجہپر واجب ہی اسکو بجا لاتا ہون اور جس سے مجکو منع کیا گیا ہی اسکا تارک
ہون اور اپنی طرف ثانی اور دشمن مین اسکی خلاف اعتقاد رکہنا کہ وہ حکم کی ہوئی چیز کا تارک
اور ممنوع چیز کا مرتکب ہی دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ اسکو اعتقاد ہو جاتا ہی کہ خدا تعالی بعض اوقات بیچ دین
دالکی مدد نہین کرتا اور دنیا مین کسیطرح سے اسکا انجام اچہا نہین کرتا بلکہ ایسا شخص عمر بہر مظلوم اور
مغلوب بسر کرتا ہی باوجودیکہ جس چیز کا حکم اسکو ہوا ہی ظاہر و باطن مین اسکو بجا لاتا ہی اور صورت
یہی وہ شخص اپنے عندیہ مین اسلام کے طریقون اور ایمان کی حقیقت پر قائم
ہو کر ظلم اور بدکاری اور زیادتی والون کے پنجہ مین مغلوب رہتا ہی

اتسہ اگر اس وجہ کے سے بہت سے نادان عابد اور بے بصیرت دیندار اور ایسے
عالم جنکو دین کے حقائق کا وقوف نہین خراب ہو گئے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ آدمی اگر چہ
آخرت پر ایمان لایا ہو مگر دنیا مین ضروری چیز کی جستجو کرتا ہی ہے یعنی نفع کو حاصل
کرنے اور ضرر کے دور کرنیکی اور اعتقاد رکہتا ہے کہ اسکی طلب واجب ہی یا مستحب
ہے یا مباح ہی تو اگر یہ شخص اعتقاد کرلے کہ دین حق اور پیروی ہدایت کی اور
توحید پر جمے رہنا اور سنت کا اتباع اسکی خلاف ہی اور تمام زمین والونکا دشمن
بنجاونگا اور ایسی باتون پر مبتلا ہونگا جنپر میرا بس نہین یعنی مصیبت اور محروم رہنا
حظوظ اور فوائد دنیاوی سے تو اس سے یہہ لازم آویگا کہ وہ شخص اپنے دین کے پورا
ہونیکی رغبت سے روگردان ہو اور اتسہ تعالیٰ اور اسکے لئے خاص ہونے سے منہ پہیرے
پہر پہلے اور مقرب لوگون کے حال سے اعراض کرے بلکہ بعض اوقات میانہ رو لوگون
اصحاب یمین کے حال سے روگردانی کرے بلکہ ہو سکتا ہی کہ ظالمون مین بلکہ منافقون مین
داخل ہو جاوے اور اگر یہہ بات اصل دین مین نہوگی تو اوسکے اکثر فروع مین اور اعمال
مین ہوگی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال سے ان فتنون سے
آگے بڑہجاؤ جو مثل اندہیری رات کے ٹکڑون کے ہین کہ آدمی صبح کو ایماندار ہوتا ہے
اور شام کو کافر ہو جاتا ہی اپنے دین کو متاع دنیا کے عوض بیچ دیتا ہی اور یہ اسلیے

فلا الہ الا انه قد یکون بعض
الافتراء على [illegible] من این
الی بصیرة له ومنتسب الی
العلم لا حس له بحقائق
الدین فانه ضن العلوم ان
العبد وان امن بالاخرة فاذا طلب
فی الدنیا ما لا بد منه من جلب
النفع ودفع الضر یعتقد انه واجب او مستحب
او مباح فاذا اعتقد ان الدین الحق واتباع
الهدی والاستقامة علی التوحید ومتابعة
السنة ینافی ذلك وانه یعادی جمیع اهل الارض
ویتعرض لما لا یقدر علیه من البلاء وفوات
حظوظه ومنافعه العاجلة لزم من ذلك
اعراضه عن الرغبة فی کمال الدین وتجرده لله
واعراضه عن حال السابقین المقربین
بل ربما عن حال المقتصدین من اهل
الیمین بل ربما دخل مع الظالمین بل مع المنافقین
وان لم یکن فی اصل الدین کان فی کثیر من
فروعه واعماله کما قال
النبی صلی الله علیه وآله وسلم
بادروا بالاعمال فتنا کقطع
اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمنا و
یمسی کافرا ویبیع دینه بعرض من الدنیا

کہ جب اسباب کا اعتقاد کر لیگا کہ دین اسوقت جبہی ملیگا جب دنیا خراب ہوگی
یعنی ایسا ضرر ہوگا جو مجہہ سی برداشت نہوا اور ایسا فائدہ جاتا رہیگا جسکی ہندا
نہین تو وہ اِس ضرر کی برداشت کرنے اور اُس فائدہ کے کہونے پر جرأت نکریگا
سبحان اللہ اِس فتنہ نے اکثر خلق بلکہ تمام خلق کو حقیقت دین قائم رہنی سی کتنا
روکا ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ جن دو مقدمونپر اِس فتنہ کی بنا قائم ہی اُن دونو
کی اصل خدا تعالی کے امر اور دین اور وعدہ اور وعید اور حقیقت دین محبت کو
نجاننا ہی جو نفوس کی نہایت درجہ کی مطلوب اور اُنکا کمال ہی اور اُسی سی اُنکی
خوشی اور لذت پائی سے پس آدمی حقیقت دین پر قائم رہنی اور حقیقت نعمت
کی جستجو سی تو منہ پہیر لیتا ہی اور اپنی امر دین کی ناواقفیت کے باعث اعتقاد
کر لیتا ہی کہ مین دین پر قائم ہون اور ظاہر و باطن سی وہی کام کرتا ہون جسکا مجکو
حکم ہی اور ممنوع بات کا ظاہر و باطن مین تارک ہون اور اسکی وجہ یہی ہوتی ہی
کہ وہ شخص دین حق سی اور اُس حق سی جو خدا تعالی کا اُسپر ہے اور جو کچہہ اُس سے
مقصود ہی اُس سی جاہل ہوتا ہی اور جب یہ اعتقاد کریگا کہ حق والے کو اللہ
تعالی دنیا و آخرت مین فتح نہین دیتا بلکہ انجام کار دنیا مین کبہی کافرون اور
منافقونکی لئی ہوتا ہی تو یہ امر بہی خدا تعالی کے وعدہ اور وعید سی جاہل ہونیکے

باعث ہوتا ہی پہلی بات کا حال یہہ ہی کہ آدمی اکثر ایسے واجبونکو چھوڑ دیتا ہی
کہ اونکو اور اونکی واجب ہونیکو بھی نہین جانتا اِسصورتمین تو علم ہی مین کم
ہوتا ہی اور اکثر اونکو جاننی اور اونکو واجب ہونے کی واقفیت کی بعد چھوڑتا ہی
یا تو سستی اور ماندگی کے باعث یا کسی جھوٹی تاویل یا تقلید کے سبب یا اِس
گمان پر کہ مین تو اُس سی بھی زیادہ واجب تر امر مین مشغول ہون یا اور کسی جہت
سے مثلاً دلونکی واجب باتین بدنکی واجبات کی نسبت کہ بہت سخت ہین اور کبھی
بھی اُنمین بدنی واجبات سی زیادہ ہی مگر وہ اکثر لوگونکے نزدیک گویا دین کے
واجبات مین سی نہین بلکہ وہ فضائل اور مستحب چیزونمین سی ہین اسلیئی اُن لوگونکو
دیکھوگے کہ بدنکے کسی واجب کے کرنے سی تو دق ہوتے ہین حالانکہ دل کے
واجبات سی ایسی واجب کو چھوڑی ہوئی ہین جو زیادہ تر مہم تہا اور ادنی حرام
فعل کرنے سی تنگ ہوتے ہین حالانکہ دلونکی محرمات مین جو حرمت مین سخت تر
ہوتا ہی اوسکے مرتکب ہوتے ہین بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ ایسا شخص اُس بات کی
چھوڑنیسے جو اللہ تعالی نے اوسپر واجب کی ہی خدا تعالی کی عبادت مین دم
بہرتا ہی شلا اچھی بات کے حکم کرنے اور بری بات کی منع کرنے سی باوجود
قدرت علیحدہ اور جدا ہوجاتا ہی اور جانتا ہی کہ مین اُس فعل سی خدا تعالی کا

تقرب کرتا ہون اور اللہ تعالی کے ساتہہ جمیعت خاطر رکہتا ہون اور امام
بینائم کا تارک ہون تو یہ شخص خدا تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ دشمن
ہے باوجودیکہ وہ یہی گمان رکہتا ہی کہ مین ایمان کی حقیقت اور اسلام کے
طریقہ پر قائم ہون بلکہ اکثر اس فعل کو جو اوسپر حرام ہوتا ہی عبادت سمجہتا ہے
اور اعتقاد کرتا ہی کہ یہ فعل طاعت ہی اور ایسا شخص اسباب مین اوس شخص
کی نسبت کرتا ہی جو اوس فعل کا مرتکب ہوا اور اعتقاد رکہی کہ وہ کام معصیت
ہے جیسے شعرون کے راگ سننے والے کہ راگ سے اللہ تعالی کا تقرب
کرنے مین اور گمان کرتے ہین کہ ہم خدا تعالے کے دوست ہین حالانکہ
حقیقت مین وہ لوگ شیطان کے دوست ہین – اور بسا اوقات ایسا بہی
اتفاق ہوتا ہی کہ آدمی اپنے آپکو ظلم رسیدہ اور ہر طرح سے حق پر سمجہتا ہی
اور واقع مین ایسا نہین ہوتا بلکہ اوسکے ساتھہ ایک طرحکا تو حق ہوتا ہی
اور ایک طرحکا باطل اور ظلم اور اوسکی طرف ثانی کے پاس ایک طرحکا حق
اور عدل ہوتا ہی مگر چونکہ دوستی کسی چیز کی آدمیکو اندہا اور بہرا کردیتی ہی
اور اوسکی سرشت مین ہی کہ آپنی آپکو محبوب جانتا ہے اور اپنے مقابل کو
دشمن اسلئے وہ بجز اپنے نفس کی خوبیون کے اور کچہہ نہین دیکہتا

باب ذلک – ربع تارک مجانبہ علی
فهذا من ابغض الخلق
الی الله مع ظنه انه قائم
بحقائق الایمان وشرائع
الاسلام بل ما اکثر
من یتعبد الله بما یحرمه علیه ویعتقد انه طاعة
ویعتقد فی من یفعل ذلک
وهو من یعتقد
ذلک معصیة الذین یتقربون
ذلک السماع الشعری الذین
الی الله ویظنون انهم
من اولیاء الرحمن وهم من اولیاء الشیطان
وکثیرا ما یعتقد انه هو
المظلوم المحق من کل وجه
ولا یکون الامر کذلک
بل یکون معه نوع من الحق ونوع من الباطل
والظلم ومع خصمه
نوع من الحق والعدل و
حبک الشیء یعمی ویصم و
الانسان مجبول علی محبة
نفسه فهو لا یری الا محاسنها

اور مقابل برائیون کے سوا اور کچھہ نہین تاکتا بلکہ کبھی اپنی نفس کی محبت مین
کوز ور پکڑتی ہی کہ اسکی برائیونکو خوبیان سمجھتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہے اَفَمَن
زُیِّنَ لَہٗ سُوْءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا - اور اللہ تعالی نے جو کفالت اپنی دین اور جماعت
(بھلا جسکو سمجھایا گیا اوسکی برائی کو پہر دیکھا اوسنی نیک سمجھا ۱۲)
اور دوستون اور عزت اور غلبہ کی کی ہی تو ایسی ایماندارون کیلئی فرمائی ہے
جسکو لیکر اوسنی اپنی رسولونکو بھیجا ہی اور اسپر اپنی کتابون کو اتارا ایمان کیواسطی
غلبہ کو خود فرماتا ہی وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ - اسصورتمین اگر
(اور تم ہی غالب رہوگے اگر تم ایمان رکھتے ہو ۱۲)
کسی بندہ پر مصیبت اوسکی جان یا مال مین یا دشمن کے اوسپر غالب ہونیسے
پونہچی تو وہ اوسکی گناہونکی باعث ہی یا واجب کے چہوڑنیسی یا حرام کام کرنیسے
اور اس تقریر سے وہ اعتراض کہ اکثر لوگ اللہ تعالی کے اس قول پر کرتے ہین
وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا جاتا رہتا ہے اور اکثر لوگ اس
(اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافرون کو مسلمانون پر راہ ۱۲)
اعتراض کا جواب یون دیتی ہین کہ خدا تعالی کافرون کیواسطی ایماندارون پر
آخرت مین کوئی سبیل نکریگا اور بعض لوگ یہہ جواب دیتی ہین کہ اللہ تعالے
کافرونکی لئی مومنو پر حجت مین کوئی سبیل نکریگا اور تحقیق یہی ہے کہ سبیل کا نہونا ایمان کامل والون
پر ہے اور جب ایمان مین ضعف ہوگا تو ایماندارون کے دشمن کو ان پر
نقصان ایمان کے موافق سبیل ہوجاویگی کیونکہ انہون نے خود اپنے اوپر

لنبیہ وحزبہ واولیائہ والعزة و
العلو لاهل الایمان الذی بعث بہ رسلہ
وانزل بہ کتبہ قال تعالی وانتم الاعلون
ان کنتم مؤمنین فاذا اصیب العبد بمصیبة
فی نفسہ او مالہ او باد الة العدو علیہ فانما هی
بذنوبہ اما بترک واجب او فعل محرم وهذا ...

والله سبحانه انما ضمن نصر
له متی عمله فراه حسنا
محاسن قال تعالی افمن زین
لنفسه حتی یری مساویہ
مساویه بل قد یحبه بحبه
وبغض لصه فهو لا یری الا

قوله ولن یجعل الله للکافرین علی المؤمنین سبیلا
الاشکال الذی یوردہ کثیر من الناس علی
سبیلا فی الاخرة ویجیب آخرون
... علیهم سبیلا
... ویجعل الله لهم علیهم من ...
... الایمان الکامل ...

فصل اور دوسری دشمن کو راہ دی اسی سبب سے کہ خدا تعالیٰ کی طاعت کو چھوڑ دیا
بات کا بیان یہہ ہے کہ بہت سے لوگ یہہ گمان کرتے ہین کہ دین حق والے دنیا مین ہمیشہ
ذلیل اور مغلوب اسلئے ہوتے رہتے ہین بخلاف اُن لوگونکے جو اُن سے علحدہ ہوتے ہین یہی
سبب ہے کہ آدمی بالتحقیق خدا تعالیٰ کے وعدہ پر اعتقاد نہین کرتا کہ وہ اپنے دین کی مدد کریگا بلکہ
اس وعدہ کو یا تو خاص ٹہراتا ہے ایک گروہ سے نہ دوسرے سے یا ایک وقت سے بدون
دوسرے کے یا اس وعدہ کو مشیت کے متعلق ٹہراتا ہے گو اسکی تصریح نہین ہوئی اور یہہ
بات خدا تعالیٰ کے وعدہ کے اوپر اعتماد نکرنے اور اسکی کتاب کے نہ سمجھنے سے ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کتاب مین بیان فرما دیا کہ ہم ایمانداروں کی مدد دنیا و
آخرت مین کرینگے چنانچہ ارشاد ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ اور فرمایا وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ
اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ
كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اور یہہ قرآن مجید مین بہت ہے اور خدا تعالیٰ نے اسمین
بیان فرما دیا ہے کہ بندہ کو جو کچھہ مصیبت یا چھوٹے خواہ بڑے دشمن کا غلبہ وغیرہ
پہنچتا ہے تو بندہ کے گناہون کے باعث سے ہے پس جبکہ اللہ پاک نے اپنی کتاب مین
دونون امرونکو بیان فرمایا پس اگر تم اُن دونو کو اکٹھا کرو تو تمکو حقیقت حال کی

واضح ہوجاویگی اور اعتراض بالکل جاتا رہیگا ان سرد تکلفات اور تاویلات دور
ازکار کی حاجت نرہیگی دیکھو خدا تعالی نے پہلی بات کی تقریر کسی طرح فرمائی ایکا
تو بیان اوپر گذر چکا دوسری طرح یہہ کہ اللہ تعالی نے اُس شخص کی مذمت کی جو
مدد اور فتح ایمانداروں کی سوا دوسروں سے طلب کرے چنانچہ ارشاد ہی یا ایہا الذین
امنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء اس آیت تک فتری الذین فی قلوبہم
مرض یسارعون فیہم یقولون نخشی ان تصیبنا دائرۃ یہانتک کہ فرمایا ومن
یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون اسمین جو شخص مدد
کو اوسکی جماعت کی سوا دوسرے سے طلب کرے اوسپر انکار کیا اور خبر دی کہ اسکی
جماعت ہی غالب ہے اور اسکی مانند ہی یہہ ارشاد اللہ تعالی کا بشر المنافقین بان
لہم عذابا الیما الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ایبتغون عندہم
العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا اور فرمایا یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن
الاعز منہا الاذل وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون —
اور فرمایا من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعا الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل
الصالح یرفعہ اور اسکی سوا اور آیات ہین اور دوسری بات کی تقریر مین جنگ احد
کے قصہ مین فرمایا اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا قلتم انی ہذا قل ہو من

بِنَفْسِكُمْ اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ

الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا اور فرمایا اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ

يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ اور فرمایا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ

بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ اور فرمایا وَاِذَا اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً

فَرِحُوْا بِهَا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ اور فرمایا اَوْ يُوْبِقْهُنَّ

بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ اور فرمایا مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ

سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ اور اسکے سوا اور آیتین ہین **فصل** اور پورا کلام اس مقام مین

چند اصلون کلی سے ظاہر ہوتا ہی پہلی اصل یہہ ہی کہ جو برائیان اور محنتین اور

ایذا ئین ایماندارونکو پہونچتی ہین او ن سے کم ہین جو کافرونکو پہونچتی ہین اور

تجربہ اسکا شاہد ہی اسیطرح جو نیک لوگونکو اس دنیا مین پہونچتی ہین وہ اُس سے کم ہین

جو بدکارون اور فاسقون اور ظالمونکو پہنچتی ہین دوسری اصل یہہ ہی کہ اللہ تعالی

کے باب مین جو کچھہ ایماندارونکو مصیبت پہنچتی ہے وہ رضا اور ثواب کی طلب کیساتہ

جمع ہو جاتی ہی اور اگر رضا اُن سے جاتی رہتی ہی تو انکا اعتماد صبر اور طلب ثواب پر

جب بھی ہوتا ہی اور یہہ امر اُن سے مصیبت کے بوجھ کو ہلکا کر دیتا ہی تیسری اصل

یہہ ہی کہ ایماندار کو اللہ تعالی کے باب مین جب ایذا ہوتی ہی تو اسکی طاعت اور اخلاص

هذا المقام العظيم يتبين بأصول نافعة الأول أن ما يصيب المؤمنين من الشرور والمحن والأذى دون ما يصيب الكفار

حسنت طاعته وخلاصته ويمنون عليه الاصل الرابع ان المحبة كلما تمكنت في القلب ورسخت كان اذى المحب في رضى محبوبه مستحلى والحلو من بغض من يذل لك كما قال وانا الهجرت لن نبالى ان نلتني بمساءة + لقد سمن ان نصطاد بالادب + الاصل الخامس ان ما يصيب المؤمنين والفاجر من العز والنصر ونحوها للمؤمنين كل باطن دال على ايمانهم وان ما يصيب ... من الذل والكسر فانما مقتضى عصيانهم ... المعاصي قال الحسن

کے موافق اُس سے اُٹھالیجاتی ہے اور اسکی مدد کیجاتی ہے چوتھی اصل یہ ہے کہ محبت جسقدر دلمین جگہہ کرتی ہے اور مضبوط ہوتی ہے اوسیقدر عاشق کو معشوق کی رضا مین ایذا شیرین معلوم ہوتی ہے اور عاشق اسبات سے فخر کیا کرتے ہین جیسا کسی نے کہا ہے کہ گو ظلم تو جو کرتا ہے مجکو ہے ناگوار + پر خوش ہون دلمین تیری بری یاد تو ہے کی پانچوین اصل یہہ ہے کہ کافر اور بدکار کو جو عزت اور فتح اور جاہ ملتا ہے وہ اُس سے کم ہے جو ایماندار ونکو ملتا ہے بلکہ باطن کافرون اور بدکارون کی عزت کا ذلت اور شکست ہے چنانچہ حسن بصری کا قول ہے کہ اگرچہ اُن لوگونکو خچرین لئے دوڑتی پہرین اور اُنکی جوتیان کہٹا کہٹ بولین مگر گناہ کی ذلت اونکی دلونمین ہے خدا کو منظور نہین بجز اسکے کہ اپنی نافرمان کو ذلیل کرے چہٹی اصل یہہ ہے کہ ایماندار کا مبتلا ہونا اوسکی دوا ہے جس سے اوسکی بیماریان نکالی جاتی ہین اور ثواب کے پورا ملنے اور مرتبہ کی بلندی کے لئے تیار ہوجاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایماندار کے حق مین اسکا ہونا ہونے کی نسبت کہ بہتر ہے اور یہی وجہ ہے کہ سب لوگون سے زیادہ سخت مصیبت مین انبیاء ہوئے پہر وہ جو اُن سے قریب ترین پہر اُن سے قریب تر غرضکہ آدمی اپنے دین کے موافق مبتلا ہوا کرتا ہے پس اگر اوسکے دین مین سختی ہوتی ہے تو اوسپر مصیبت سخت کیجاتی ہے اور اگر اوسکے دین مین نرمی ہوتی تو مصیبت ہلکی دیجاتی ہے اور ایماندار ہمیشہ

... ان ذل المعصية ... ابى الله الا ان ... الاصل السادس ان ابتلاء المؤمن كالدواء له يستخرج منه الادواء و يستنجع ... الاجر وعلو المنزلة وعليه ... ان اشد الناس بلاء الانبياء ثم الامثل فالامثل يبتلى المرء على حسب دينه فان كان في دينه صلابة زيد في بلائه وان كان في دينه رقة خفف عنه ولا يزال البلاء

شقیت مین رہتا ہی یہانتک کہ زمین پر ایسی طرح پہر ہے کہ کوئی اوسکے ذرے کو نہو
ساتوین اصل یہہ ہی کہ ایماندار پر بعض اوقات مین اس دنیا کے اندر دشمن کا مسلط
اور غالب ہوجانا اوسکی لئی ایک امر لازم اور ضروری ہی اور وہ مثل سخت گرمی اور
سخت جاڑی اور بیماریون اور رنجون اور غمو نکی ہی کہ یہہ چیزین بھی طبیعت اور
سرشت انسانی کے لئی اس دنیا مین لازم ہین حتی کہ لڑکون اور چوپایون تک کو ہوتی ہین
اور مقتضای حکمت احکم الحاکمین کا یہی ہی پس اگر دنیا مین خیر علحدہ ہوجاوے شر سے تو یہہ
عالم ہی اور ہوجاوے اور پیدایش ہی یہہ نرہے اور جس حکمت کی لئی کہ خیر اور شر ملی جلی
ہوئی ہین وہی جاتی رہی بلکہ خیر کی جدائی شر سے اور اوسکا علحدہ رہنا اس سے
اور عالم مین ہوگا جو اس دنیا کے سوا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی لیمیز اللہ الخبیث
من الطیب ویجعل الخبیث بعضہ علی بعض فیرکمہ جمیعا فیجعلہ فی جہنم اولئک ہم الخاسرون
آٹھوین اصل یہہ ہی کہ کبھی ایماندار رنج مین مبتلا کرتے ہین یعنی ان پر دشمن کو غالب
کرنے اور انکو مغلوب کرنے اور کافرون کے سامنے انکو شکستہ رکھنے مین بڑی
حکمت ہی جسکی تفصیل سوا خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا ہین سی ایک یہہ کہ خدا تعالی
کے سامنے بندگی اور ذلت اور شکستگی اور احتیاج ظاہر کرین اور اس سے اپنی دشمنون پر
غالب ہونیکی درخواست کرین اور اگر ہمیشہ فتح مند اور غالب رہتے تو اترا جاتے ۔

اسواسطی کبھی اونکو غالب کیا اور کبھی مغلوب تاکہ جب مغلوب ہون تو اپنی رب کی سامنی
تضرع اور رجوع کرین اور جب غالب ہون تو اوسکی دین اور شانون کو قائم کرین اور
اچھی بات کا حکم کرین اور بری بات سی منع کرین اور ایک یہہ کہ اگر ہمیشہ منصور رہتے
تو انمین وہ شخص بھی داخل ہوجاتا جسکا قصد دینداری اور پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کی نہین بلکہ جنکا غلبہ اور عزت دیکھی انمین ملگیا اور اگر ہمیشہ مغلوب رہتے تو انمین
کوئی داخل نہوتا اسلئی حکمت الہی اسبات کی مقتضی ہوئی کہ کبھی تو انکو غلبہ دوسرون پر
ہو کبھی دوسرونکو اونپر تاکہ اس سی وہ شخص جدا ہوجاوی جو اللہ تعالی اور اوسکی رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہتا ہی اور جو شخص کہ اوسکی مراد سوا دنیا اور جاہ کے اور
کچھہ نہین وہ علحدہ ہوجاوی اور ایک یہہ کہ اللہ تعالی اپنی بندون سی اپنی بندگی کی
تکمیل خوشی اور تکلیف اور صحت اور مرض کی حالتو نمین پسند کرتا ہی پس بندون پر
دونو حالتون مین خدا تعالی کی بندگی اوس حال کے موافق واجب ہی کہ تکمیل بدون
اوسکی حاصل نہین ہوتی نہ دل بدون اوسکی سیدھا رہی جیسی بدن بدون گرمی اور
سردی اور بھوک اور پیاس اور رنج و سختی اور اونکے مقابل امور کے قائم نہین رہتی
اور ایک یہہ کہ دشمن کو غلبہ دینی سی آنکا امتحان کرنا اونکو پاک و خالص کرنا ہے
چنانچہ احد کے روز جو کافرونکو غالب کردیا اوسکی حکمت کی باب مین اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہی

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اس قول تک تیسیری
اِنْ يَّمْسَسْكُمْ كرین الله تعالی نے اسمین بہت سی حکمتین ذکر فرمائین جنکے
سبب سے کفار کو اونپر غلبہ دیا بعد اسکے کہ اونکو ثابت رکہا اور قوت دی
اور اونکو خوشخبری دی کہ تمہین جیتو گے اِس نظر سے کہ ایمان تمکو عطا
کیا گیا ہے اور تسلی فرمائی کہ گو تمکو خدا تعالی کی طاعت اور اوسکی رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاعت مین رنج پونہچا مگر تمہارے دشمنونکو اوسکی دشمنی اور
اسکی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی مین رنج پونہچا پہر اونکو خبر دی کہ اللہ تعا
اپنی حکمت سے دنونکو آدمیونمین نوبت بنوبت بدلتا ہے پس انمین سے ہر ایک شخص
کو اوسکا نصیب پہونچ جاتا ہے جیسے روزیان اور موت پونہچتی ہین پہر اونکو
خبر دی کہ یہ اسلیے کیا تاکہ ہم انمین سے ایمان وارونکا حال جانین حالانکہ خدا تعا
ہر ایک چیز کو ہونیسے پہلے اور بعد جانتا ہے مگر یہہ چاہا کہ اونکو موجود اور محسوس
جانکر اونکی ایمان کو واقع جانے پہر بتایا کہ ہم ایماندارونمین سے شہید بنایا
چاہتے ہین اسلیے کہ شہادت مرتبہ بلند اور اونچا درجہ ہے وہ بدون قتل ہوجانیکے
ہماری راہ مین نہین ملتا پہر یہہ بتایا کہ ہمکو منظور ہے کہ ایمان والونکو توبہ کرنے
اور ہماری طرف رجوع کرنیسے گناہوںسے پاک اور خالص کرین اور کافرون کو

اونکی بغاوت اور سرکشی اور انتقام کیوقت جدسی تجاوز کرنیکے باعث کہوج
شاوین پہر ایماندارون کے اِس گمان کا انکار فرمایا کہ بدون جہاد آیذ ہیکے
جنت مین داخل ہون اور یہہ کہ ہماری حکمت اسکو نہین چاہتی نوین اصل یہہ
کہ اللہ تعالی نے جو آسمانون اور زمین کو پیدا کیا اور موت اور زندگی کو بنایا
اور زمین کے اوپر کی چیزون سے اوسکو اپنی بندونکی آزمایش کیواسطے آرایش
دی تو اسلئے ہی کہ جان لے کہ کون اللہ تعالی کو اور اوسکے پاس کی چیز کو چاہتا
ہی اور کون دنیا کو اور اوسکی آرایش کو ارادہ کرتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی وہو الذی
اور وہی ہے
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اور فرمایا
بنائے چہہ دن میں آسمان اور زمین اور تہا تخت اوسکا پانی پر کہ تمکو آزماوے کہ کون تم میں اچہا کرتا ہے کام
اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّہَا لِنَبْلُوَہُمْ اَیُّہُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اور اسکے سوا اور
ہم نے بنایا ہی جو کچہہ زمین پر ہے اوسکی رونق تا جانچین لوگونکو کون اونمیں اچہا کرتا ہی کام
آیات ہین — اور مومن اور کافر کیواسطے امتحان کا ہونا ضروری ہی مومن
کا تو اسلئے کہ ظاہر ہو جاوے کہ وہ اپنے ایمان مین سچا ہی یا نہین اور بے ایمان
کا امتحان آخرت مین عذاب سے ہوگا اور دو نو امتحانون سے یہہ صورت بہت
بڑی ہی اور یہہ اوسوقت ہی کہ وہ شخص دنیا کے عذاب اور مصیبتون کے امتحان کی
محفوظ رہا ہو غرضکہ اِس دنیا مین اور برزخ اور قیامت مین ہر ایک شخص کے
رنج کا ہونا ضروری ہے مگر ایماندار کا رنج ہلکا اور مصیبت سہل ہوتی ہی اسلئے کہ

اللہ تعالیٰ ایمان کی بدولت اُس سے ٹال دیتا ہے اور صبر اور استقلال اور رضا اور تسلیم
اسقدر نصیب کرتا ہے جس سے اُسکا رنج آسان ہو جاتا ہے اور کافر اور بدکار کی شقت
سخت اور مصیبت کڑی ہوتی ہے اور ہمیشہ کو رہتی ہے دوسوین اصل یہ ہے کہ انسان
اپنی طبیعت میں شہری ہے اسکو لوگوں کے ساتھ زندگی کرنی ضرور ہے اور لوگوں کے
ارادے اور اعتبار ہیں کہ جنپر اُس سے موافقت کے خواہان ہوتے ہیں اگر وہ اُن کی
موافقت نہیں کرتا تب تو اوسکو ایذا اور عذاب دیتے ہیں اور اگر اُنکی موافقت کرتا ہے
تو خود اوسکو ایک طرحکی ایذا اور تکلیف ہوتی ہے بہرحال آدمیونکا ہونا اور اُن سے
ملنا آدمی کو ضرور ہے اور اُن سے ملنا دو حال سے خالی نہیں یا اُنکی موافقت کرے
گا یا مخالفت کرے اول صورتمین اگر موافقت امر باطل پر ہوگی تو بھی اوسکو رنج
و عذاب ہوگا اور دوسری صورت میں اگر لوگون کی خواہشونکے مطابق نہوگا تب بھی
رنج و عذاب ہوگا اور اسمین کچھ شک نہیں کہ امر باطل میں اونکی مخالف ہونیکا رنج اُس
رنج سے سہل تر اور زیادہ آسان ہوگا جو اونکی موافقت پر مترتب ہوتا ہے اور اسکو
اُس شخص پر قیاس کرلو جس سے ظلم اور بدکاری یا جھوٹی گواہی پر موافقت کے
خواہان ہوں یا حرام چیز پر مدد کرنیکے طالب تو اگر وہ اُنکی موافقت نکریگا تو اوسکو
ایذا دینگے اور ظلم و زیادتی اور عداوت کرینگے لیکن انجام نیک اور نتیجہ اُسی کو

ہوتی ہی بشرطیکہ صبر اور تقوی کرے اور اگر رنج مخالفت کے بچنے کی جہت سے اونکی
موافقت کریگا تو اوسکی پیچھے اوسپر وہ رنج آویگا جو اوس رنج سے بہت زیادہ ہوگا
جس سے بچا تہا اور غالب یہی ہی کہ وہ لوگ اوسپر مسلط کر دیے جاوین اور پہر اوسکو
دونا چوگنا رنج اُس لذت کا ہو جو پہلے اونکی موافقت سے ہوا تہا پس اس امر کا پہچاننا
اور رعایت رکہنی بندہ کے لئے نہایت نافع چیز ہے اسلئے کہ تہوڑا سا رنج جسکے پیچھے
بڑی لذت ہمیشہ کو آوے اُسکا برداشت کرنا بہتر ہی تہوڑی سی لذت سے جسکے پیچھے
رنج دائمی بہت بڑا ہو گیارہوین اصل یہہ ہی کہ جو مصیبت بندہ کو خدا تعالی کے
اہمین پہنچتی ہی وہ چار قسمون سے باہر نہین یا اوسکی جان مین ہوگی یا مال مین یا
آبرو مین یا گہروالون اور دوستون مین اور جو مصیبت کہ نفس مین ہوتی ہی وہ کبہی
اوسکی ہلاک ہونیسے ہوتی ہی اور اوسکی درد مین آنے سے اور ان سب قسمون مین سے
سخت تر نفس مین مصیبت کا آنا ہی اور ظاہر ہی کہ تمام لوگ مرجاوینگے اور غایت اس
ایماندار کی یہہ ہی کہ خدا کی راہ مین شہید ہو اور یہہ سب موتون سے اشرف اور
سہل ہی اسلئے کہ شہید کو مرنا اتنا درد ہوتا ہی جتنا چٹکی کا درد ہوتا ہی تو شہید
کے مرنے مین مصیبت آدمیونکی معمولی مرنے سے بڑہکر نہین اس صورت مین جو شخص اس
قتل کی مصیبت کو بستر پر مرنیکی مصیبت سے زائد جانتا ہی وہ جاہل ہی لیکن بہاگنے والا

اس مشقت سے دو گنی جو گنی اپنی راہ اور مرضی کے خلاف مین مشقت ڈالیگا اور یہہ ایک ایسی بات ہی جسکو لوگ تجربون سی جانتی ہین۔ ابو حازم کہتی ہین کہ جو شخص الله سے نہین ڈرتا اوسکو خلق کے برتاؤ سے وہ حالت حاصل ہوتی ہے جو الله کی ڈر سے لیکر تقوی کے برتاؤ کی حالت سی بڑہکر ہوتی ہی اور اسکو ابلیس کے حال پر قیاس کرلو کہ اوسنے حضرت آدم علیہ السلام کو اسبات سی سجدہ نکیا کہ اوسکے سامنے عاجزی اور ذلت کرنیسی بیچار ہی اور اپنے نفس کی عزت کا خواہان ہوا پس الله تعالی نے اوسکو سب ذلیلون سی زیادہ ذلیل کر دیا اور اوسکو آدم علیہ السلام کی اولاد مین سی فسق و فجور والونکا خادم بنا دیا تو دیکھو حضرت آدمؑ کے لئے سجدہ کرنے پر تو راضی نہوا مگر اس امر پر راضی ہوا کہ خود اور اوسکی اولاد حضرت آدمؑ کی فاسق اولاد کی خدمت کری اور اسیطرح بت پرستون نے اس امر سی غیرت کی کہ آدمیون سی ایک پیغمبر کی اطاعت کرین اور اسبات پر راضی ہو گئی کہ پتہر کے ایک معبود کی پرستش کرین اور اسیطرح جو شخص اسبات سے رکے کہ اپنے آپکو خدا کیواسطے ذلیل کری یا اپنا مال اوسکی رضا مین خرچ کری یا اپنی نفس کو اوسکی طاعت مین مشقت مین ڈالے اوسکی سزا قطعا یہہ ہی کہ وہ ایسی شخص کے سامنے ذلیل بنے جو اوسکی برابر کا نہو اور اوسکی لئی اپنا مال خرچ کری اور اپنی نفس اور بدن کو اوسکی طاعت و رضا مین مشقت

كما قال بعض السلف من
ويمنعهم ان يمشي مع اخيه
خطوات في حاجته اشغله
الله اكثر منها في طاعته او خير
فصل في خاتمة في بيان
الباب هي الغاية العالية
وجماعها ما تقدم ذكره وسيأتي
ان محبة الله تعالى والانس به
والشوق الى لقائه والرضا به وعنه اصل الدين
واصل اعماله وارادته كما ان معرفته
واكمل اعماله وافعاله اكمل الدين
العلم باسمائه وصفاته وافعاله وارادة وجهه اجل
اجل المعارف وارادة

مین ڈالے جیسا بعض سلف نے کہا ہی کہ جو شخص مباحات سے رکے کہ اپنی بہائی
کے ساتہہ چند قدم اوسکی حاجت مین چلے تو اُسکو الله تعالی اپنی طاعت کی سوا
اور چیز مین اُس سے زیادہ وہر آ ہی **فصل** اسباب کی خاتمہ کے بیانمین جو مطلب اعلی
ہے اور سب باتین جو اوپر بیان ہوئین وہ اسکی وسیلہ کیطرح ہین اور وہ یہہ ہے کہ
محبت الله تعالی کی اور اوس سے اُنس کرنا اور اوسکی ملاقات کا شوق اور اوس سے
اور اوسکے ساتہہ راضی رہنا دین کی اصل ہی اور آدمی کے اعمال اور اراد کی
اصل ہی جیسے خدا تعالی کی معرفت اور اوسکی ناموں اور صفات اور افعال کو جاننا
دین کی اصل ہی اسلئے کہ اوسکی معرفت سب معرفتوں سے بڑی ہی اور اُسکی ذات کو
ارادہ کرنا سب مقصدون سے اشرف اور اوسکی عبادت سب اعمال سے عمدہ اور اوسکی
تعریف کرنی اوسکی نامون اور صفتون سے اور اوسکی مدح کرنی اور بڑائی کرنی سب
قولون سے بزرگتر ہی اور یہہ امر بنا ہی حضرت ابراہیم کی ایکطرفی ملت کی اور الله تعالے
نے فرمایا ہی ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
پہر حکم بہیجا ہم نے تجہکو کہ چل دین ابراہیم پر جو ایکطرف کا تہا اور نہ تہا شریک والونمین ۱۲
اسیلئے آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم اپنی اصحاب کو صبح کیوقت یہ کہنی کا حکم فرماتے
کہ صبح کی ہمنے اسلام کی پیدایش اور اخلاص کے کلمہ اور اپنی نبی محمد صلی الله علیہ وآلہ وسلم
کے دین اور اپنی باپ حضرت ابراہیم کی ملت پر جو ایکطرفہ مسلمان تہے اور مشرک نہ تہی

المقاصد وعبادته اشرف الاعمال والثناء
عليه باسمائه وصفاته ومدحه وتمجيده
اشرف الاقوال وذلك اساس الحنيفية ملة
ابراهيم وقد قال تعالى ثم اوحينا اليك ان
اتبع ملة ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين
فكان النبي صلى الله عليه وسلم يوصي اصحابه اذا اصبحوا
ان يقولوا اصبحنا على فطرة
الاسلام وكلمة الاخلاص
ودين نبينا محمد صلى الله عليه
وآله وسلم وملة ابينا ابراهيم حنيفا
مسلما وما كان من المشركين

فحبه سبحانه بل كونه احب الى العبد من كل ما سواه على الاطلاق من اعظم واجبات الدين واكبر اصوله واجل قواعده ومن احب معه مخلوقا مثل ما يحبه فهو من الشرك الذي لا يغفر لصاحبه ولا يقبل معه عمل قال تعالى ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادا يحبونهم كحب الله والذين آمنوا اشد حبا لله واذا كان العبد لا يكون من اهل الايمان حتى يكون عبده ورسوله احب اليه من نفسه واهله وولده والناس اجمعين ومحبته تبع لمحبته فما الظن بمحبته سبحانه وهو سبحانه انما خلق الانس والجن لعبادته التي تتضمن كمال محبته وكمال تعظيمه والذل له ولاجل ذلك ارسل رسله وانزل كتبه وشرع شرائعه ... ولا يحل

غرضکہ اللہ پاک کی محبت بلکہ مطلق تمام ماسوای بندہ کے نزدیک اوسکا زیادہ تر
محبوب ہونا واجبات دین مین سبسی بڑا اور اوسکا اصول مین سبسی زیادہ اور اسکے
قواعد مین سبسی بزرگ ہی اور جو شخص خدا تعالی کے ساتھہ کسی مخلوق سی ایسی ہی محبت
رکھی جیسی اس سی رکھتا ہی تو یہ اوس شرک مین سی ہی جسکے کرنیوالے کی بخشش نہین
ہوتی نہ اوسکی ساتھہ کوئی عمل مقبول ہو اللہ تعالی فرماتا ہی وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ
مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ اور اسجا کہ
بندہ اہل ایمان سی نہین ہوتا جبتک کہ اوسکا بندہ مقبول یعنی رسول کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اوسکے نزدیک اوسکی نفس اور اہل اور فرزند و پدر اور تمام لوگون سے
محبوب تر نہو اور محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابع ہی خدا تعالی کی محبت کی تو اب
خدا پاک کی محبت کو کیا خیال کرنا چاہیی یعنی اوسکو ہی سبسی زیادہ محبوب تر نہو سکی
آدمی بطریق اولی ایمان والا نہوگا اور اللہ تعالی نے انسان اور جن کو صرف اپنی
بندگی کیواسطی پیدا فرمایا ہی اور بندگی متضمن ہی اوسکی کمال محبت اور نہایت تعظیم کو
اور اوسکی لئی ذلیل ہونیکو اور اسکی لئی اوسنی اپنی رسولونکو بہیجا اور اپنی کتابون کو
اتارا اور جسطرح کہ خدا پاک کی مانند کوئی چیز نہین اسیطرح اوسکی محبت اور تعظیم اور
خوف کی مانند بہی اوسکی مخلوق مین کوئی محبت ہی نہ کوئی تعظیم نہ کوئی خوف اسلئی کہ

مخلوق سی جتنا ڈروگے وتنا ہی اوس سی وحشت کروگے اور بہاگوگے اور خدا
پاک سی جتنا ڈروگے وتنا ہی اُس سی مانوس ہوگی اور اوسکی طرفکو بہاگوگے اور
مخلوق کے ظلم وتعدی سی ڈرا کرتے ہین اور الله تعالی کے عدل وانصاف سے
خوف معلوم ہوا کرتا ہی اسیطرح محبت کا حال ہی کہ مخلوق کی محبت اگر خدا کیواسطے
نہین ہوتی تو وہ محبت کرنیوالے کے حق مین عذاب اور اوسپر وبال ہوتی ہی اور جو کچھ
اس محبت سی محبکو درد حاصل ہوتا ہی وہ بہت بڑا ہوتا ہی علاوہ ازین مخلوق کی محبت
مین یہ برائی ہی کہ عاشق سی منہ پہیرنا اور اوسپر ستم کرنا اور بیوفائی کرنی اسوجہ سی کہ
کوئی دوسرا اوسکی محبت کا مزاحم ہو یا خود اوسکو عاشق سی نفرت اور عداوت ہو یا
اوسکو اپنی ضرورتون مین عاشق کی پروا نہو یا کوئی دوسری چیز عاشق سی زیادہ
اوسکو محبوب ہو اسلئے بے پروا ہو یا اورکسیوجہ کی آفت سی وہ عاشق کی پروا نکرتا
ہو مگر خدا تعالی کی محبت کا حال اس حال سی جدا ہی اسلئے کہ کوئی چیز دلون کے نزدیک اُنکے
خالق سی بڑہکر محبوب نہین خالق کی محبت نفسونکی آسایش اور روحون کی جان اور
آنکہونکی ٹہنڈک اور باطن کی آبادی ہی کیونکہ سلیم دلون اور پاک روحون اور
تیز عقلونکے نزدیک خدا تعالی کی محبت اور اوسکی ساتہ انس کرنے اور اوسکی ملاقات کے
شوق سی بڑہکر کوئی چیز زیادہ شیرین اور لذیذ اور ستہری اور آسان اور اچھی نہین

والحلاوة التي يجدها المؤمن
في قلبه بذالك فوق كل حلاوة
والنعيم الذي يحصل له
بذالك اتم من كل نعيم
واجد بعض الواجدين حتى
حاله يقول انه ليمر بالقلب
اوقات اقول فيها ان كان اهل
الجنة في مثل هذا انهم لفي عيش طيب وقال
اخر انه ليمر بالقلب اوقات يهتز فيها طربا
بانسه بالله وحبه له وقال اخر مساكين
اهل الغفلة خرجوا من الدنيا وما ذاقوا
اطيب ما فيها وقال اخر لو علم الملوك وابناء
الملوك ما نحن فيه لجالدونا عليه بالسيوف
ووجدان هذه الامور وذوقها هو بحسب قوة المحبة
وضعفها وبحسب ادراك جمال المحبوب والقرب منه
وكمال ادراك المحبة والقرب منه واللذة والسرور والنعيم
فالقلب لا يفلح ولا يصلح ولا يتنعم ولا يبتهج ولا يلتذ ولا يطمئن
ولا يسكن الا بعبادة ربه وحبه والانابة اليه ولو حصل له كل ما يلتذ به
من المخلوقات لم يطمئن اليها بل يزيده ذالك فاقة

اور جو مرد ایماندار اپنے دلمین اس سے پاتا ہے وہ ہر مزہ سے بڑکر ہے اور جو راحت
کہ اُسکو اس سے ملتی ہے وہ سب راحتون سے کامل ہے چنانچہ بعض عاشقان خدا نے
اپنے حال سے ان الفاظ سے خبردی ہے کہ میرے دلپر ایسے اوقات گذرتے ہین کہ
اُنمین مین یہ کہتا ہون کہ اگر جنت والے اِسی جیسے حالمین ہونگے تو البتہ وہ
ستہرے عیش مین ہونگے اور دوسرے نے کہا ہے کہ میرے دلپر ایسے وقت گذرتے ہین کہ
اُنمین وہ خدا کے ساتھہ انس لینے اور اوسکی محبت کی خوشی کے مارے جہومنے لگتا ہے اور
دوسرے نے کہا ہے کہ غفلت والے غریب ہین کہ دنیا سے نکلے اور جو چیز کہ اوسمین نہایت
پاکیزہ تہی اُسکا مزہ نہ چکہا اور کسی دوسرے نے کہا ہے کہ اگر بادشاہ اور شہزادونکو
خبر ہو کہ ہم کس عیش مین ہین تو وہ لوگ ہمسے تلوارونسے لڑین اور ان باتونکا معلوم
کرنا اور اُنکا مزہ چکہنا موافق محبت کے اور اوسکی کمی کے اور بقدر دریافت حال
محبوب کے اور اوسکی نزدیکی کے ہوتا ہے اور جسقدر محبت کامل اور ادراک زیادہ پورا
اور اُسکا قرب نہایت درجہ کو ہوگا اوسیقدر حلاوت اور لذت اور خوشی اور
آسایش تو ی تر ہوگی حاصل یہہ کہ دل بدون اپنے رب کی عبادت اور محبت کے
فلاح اور درستی کو نہین پہنچتا اگرچہ جتنی الفت کی چیزون سے لذت ہوا کرتی ہے
سب اسکو ملجاوین مگر وہ انکے ساتھہ مطمئن نہوگا بلکہ اُسکو حاجت اور بیزاری ہی بڑہیگی

ب تک کہ جس چیز کے لئے پیدا ہوا ہی اور تیار کیا گیا ہی وہ ملجا دی یعنی صرف خدا
اکیلا اوسکی نہایت مراد اور غایت مطلوب نہو جاوی اسلئے کہ دلمین اپنے رب کیطرف
ایک احتیاج ذاتی ہی اس نظر سے کہ وہ اوسکا محبوب اور معبود ہی جیسے اوسکو اوسکی
طرف احتیاج ذاتی اسوجہ سے ہی کہ وہ دل کا رب اور پیدا کرنیوالا اور پرورش دینیوالا
اور تدبیر کرنیوالا ہی پس جسقدر دلمین محبت اللہ تعالی کی جگہ پکڑکر مضبوط ہوگی
اوسیقدر دلکو خدا کے سوا دوسری کی پوجا کرنی اور بندہ ہونیسے باہر کریگی ؎

پہر تو غیرت میں صیانت میں وہ ہوگا آزاد		چہرہ پر اوسکی عجب نور کا عالم ہوگا

اور کوئی ایماندار ایسا نہیں جسکے دلمین خدا تعالی کی محبت اور اوسکی ذکر سے اطمینان
ہو اور اوسکی معرفت سے راحت پائی اور اوسکے دیدار کا شوق اور اوسکی نزدیکی سے
انس پایا ہو اگرچہ اپنی دل کو غیر کے ساتھ مشغول ہونے اور جس امر میں مشغول ہی
اوسکی طرف متوجہ رہنے سے اوسکو اس محبت الہی کی دلمین ہونیکی خبر نہو اور اس محبت
الہی کی زیادتی اور قوت اور ضعف بقدر ایمان کے قوی اور ضعیف ہونیکے ہوا کرتی
ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ بندہ بھی گناہ کرنے کیوقت اور دل کی طرف سے اپنی شہوت
میں مشغول رہنے کیوقت یہ لذت اور حلاوت ایمانی پوشیدہ اور مخفی ہو جاتی ہی یا
کہٹجاتی ہے یا جاتی رہتی ہی کیونکہ اگر پوری موجود ہوتی تو بندہ اوسپر الیسی لذت

دشہوت کو مقدم کرتا ہیں اور حلاوت ایمانی مین کچہہ نسبت نہین بلکہ اوس لذت کو اوس لذت سے ذرہ نسبت بہی نہین جو رانی کے واسطے کو دنیا اور اوسکی اندکی چیزون کے ساتہہ نسبت ہی اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زنا کرنیوالا جسوقت زنا کرتا ہے وہ اسکا مرتکب اوس حالمین نہین ہوتا کہ ایماندار ہو اسلئے کہ ذائقہ ایمان کی حقیقت کا اور اوسکا دلسے لگا رہنا ایماندار کو ہسبات سے روکتا ہی کہ اوس ذائقہ پر اسمین کمی آنیوالی چیز کو اختیار کرے اور ہسبات سے منع کرتا ہی جو اوسکو پراگندہ اور ناقص کرنیوالی اور اسیواسطے بندہ جب اپنے رب کیلئے مخلص اور اوسکی طرف رجوع کرنیوالا اور اوسکی ذکر کے ساتہہ اطمینان رکہنے والا اور اوسکے دیدار کا مشتاق ہوگا اپنے دل کو ان حرامون سے پہرا ہوا پاویگا کہ اونکی طرف نظر بہی نہ دیکہیگا نہ اوپر اعتماد کریگا اور اپنی اس حال کو اونسے بدلنا ایسا سمجہیگا جیسے جوہر نفیس کو ناچیز ٹھیکری سے بدلنا اور مشک کو گوبر کے عوض فروخت کرنا **فصل** اس امر کے بیانمین کہ شیطان نے قبل فریب دینے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کو خود اپنے ساتہہ داوکیا پہر اسی پر اکتفا نکیا یہانتک کہ خود اپنی اولاد اور اولاد آدم کو فریب دیا غرضکہ خود اپنی اوپر اور اپنی اولاد اور دوستون پر اور جن و انسان مین جو اوسکی طاعت کرین سب پر نامبارک ہوا اور اسکا خود اپنی ساتہہ فریب کرنا اسطرح ہی

کہ اللہ تعالیٰ نے جب شیطان کو آدم علیہ السلام کے سجدہ کیواسطے حکم کیا تو خدا کے
حکم ماننے اور اوسکی طاعت کرنیمیں شیطان کی سعادت اور بہتری تھی مگر اوسکو
نفس نے اوسکے لئے بات بنائی کہ آدم کو سجدہ کرنیمین تیری پستی اور شکستگی ہے
اسلئے کہ اسکے سامنے عاجزی اور سجدہ کرنا پڑیگا جو کیچڑ سے بنا ہے اور تو آگ
سے بنا ہے اور آگ بنسبت کیچڑ کی اوسکے نزدیک اشرف ہے اور شیطان کا حسد کرنا حضرت آدم
پر اضافہ اسکے اوپر ہوا اون باتون کے باعث جنکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام
کو خاص کیا تھا یعنی اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اونمین اپنی روح پھونکی اور اپنے
فرشتون سے اونکو سجدہ کرایا اور اونکو سب چیزون کے نام بتائے اور اس فرشتے سے اونکو
فرشتون سے ممتاز کیا اور اونکو اپنی بہشت مین رکھا اور جب حضرت آدم تھے یہہ
دشمن خدا اونکے پاس جاتا اور تعجب کرتا اور کہتا کہ یہہ ایک بڑے کام کے لئے پیدا کیا گیا
ہے اگر اسکو میرے اوپر قابو دیا جاویگا تو مین اوسکی بیشک نافرمانی کرونگا اور اگر
مین اوسپر قابو پاونگا تو اوسکو ہلاک کرونگا جب حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش
سب سے بہتر اندازے اور اچھی صورت مین پوری ہوئی اور اونکی باطنی خوبیان علم
اور بردباری اور وقار سے کامل ہوئین اور اللہ تعالیٰ نے خود آدمکو اپنے ہاتھ سے بنایا
اور بہت بہتر پیدایش اونکا تمام صورت کے مرکز قد لمبا ساٹھ ہاتھ کا اونچا حسن و جمال و ہیبت و رونق کا ایسا تمام ہو

ان دونوکو فریب دیتا رہا اور بہشت مین ہمیشہ رہنی کی آرزو دلاتا رہا یہانتک
کہ انکو اللہ کی قسم کہا کہ یہی کہا کہ مین تمہارا خیرخواہ ہون حتی کہ دونون
اسکے قول پر اطمینان کرکے جو کچھ وہ انسے چاہتا تہا وہ قبول کیا پس آخر کو
اونکا جنت سی نکلنا جو کچھ ہوا سو ہوا اور اللہ تعالی نے اسکی داو کو باطل کیا اور اپنی
رحمت اور مغفرت سی ان دونو کی تلافی کرکے انکو جنت مین دوبارہ داخل کیا
اور انجام اوسکی فریب کا اوسی پر دیا اور برا انکو بجز ہلاک کے اور کسیکو تباہ نہین
کرتا اور اس دشمن خدا نے یہہ گمان کیا کہ غلبہ اور جیت اس لڑائی مین میری
ہوگی یہہ سمجہا کہ لشکر ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین
کا گہات مین لگا ہی اور دولت ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وہدی کی اسکی یاد رہتی
اور اس مردود نے اپنی جہل سی یہہ گمان کیا کہ خدای پاک ایک لقمہ کے کہانیکی باعث
اپنی برگزیدہ اور پیاری سی علحدہ ہو جاویگا جسکو اپنی ہاتہہ سے بنایا اور اپنی روح
اسمین پہونکی اور اپنی فرشتون سی اوسکو سجدہ کرایا اور ہر ایک چیز کے نام اوسکو
سکہائی یہہ نسمجہا کہ طبیب نے مرض سی پہلی ہی بیمار کو علاج بتا دیا ہی تو جب اوسنی مرض
معلوم کیا جبہی دوا کا استعمال کیا پہر اس کمبخت نے حضرت آدم علیہ السلام کے
دو شیوبن سی ایک کو فریب دیا اور اسکو پہسلاتا رہا یہانتک کہ اسنے اپنی بہائی

کو قتل کیا اور اپنے باپ کو ناخوش اور اپنے آقائے حقیقی کی نافرمانی کی اور اپنی اولاد کو لئے
قتل کا طریق نکالا اور روایت صحیح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہوئی ہے
کہ جو نفس ظلم سے قتل کیا جاتا ہی اوسکے خون میں سے ایک حصہ حضرت آدم کے بیٹے
پر بھی ہوتا ہی اسلیئے کہ مارڈالنے کے طریق کو اول اوسنے جاری کیا - پھر معاملہ درستی
پر ہو گیا کہ امت ایک اور دین ایک ہو گیا اللہ تعالی فرماتا ہی وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً
(اور لوگ جو ہیں سو ایک ہی)
وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا - سعید قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم اور نوح علیہما السلام
(امت ہیں پھر جدا جدا ہوئے)
کے درمیان دس قرن تھے سب کے سب ہدایت پر اور حق کی شریعت پر تھے پھر مختلف ہو گئے
اور اسیکے بموجب حضرت ابن عباس رضی سے اور یہی صحیح ہی آیت میں - اور حضرت
ابن عباس رض سے یہ بھی روایت کیا گیا ہی کہ وہ کافر تھے اور یہ قول حسن بصری اور عطا کا ہے
اور یہ روایت حضرت ابن عباس سے منقطع ہی اور روایت صحیح اوسکے خلاف ہی اور
بت پرستوں کو جو اول شیطان نے داو دیا تو قبروں پر بیٹھنے اور قبر والوں کی تصویریں انکی
یادداشت کے لئے بنانے سے تھا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ
(اور بولے ہرگز نہ چھوڑیو اپنے ٹھاکروں کو اور نہ چھوڑیو)
وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا - بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس سے روایت کی
(ود کو اور سواع کو اور یغوث اور یعوق اور نسر کو)
ہی کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیکبختوں کے نام ہیں جب وہ مر گئے تو شیطان نے
اونکی قوم سے کہا کہ جن مجلسوں میں یہ لوگ بیٹھتے تھے وہاں بت قائم کرو اور اونکا نام

واحبط اباه وعصى ربه
فسن لذريته قتل النفس
وقد ثبت في الصحيح عنه صلى
الله عليه وآله وسلم قال ما من
نفس تقتل ظلما الا كان على ابن
آدم الاول كفل من دمها لانه اول
من سن القتل فجرى الامر على
ارشاده والامة واحدة والدين واحد
قال تعالى وما كان الناس الا امة واحدة
فاختلفوا قال سعيد عن قتادة كان بين آدم
ونوح عشرة قرون كلهم على الهدى وعلى شريعة من
الحق ثم اختلفوا ومثله عن ابن عباس وهو الصحيح
[illegible] وروى عن ابن عباس كانوا الكفار
وهذا قول الحسن وعطاء وهو منقطع عن ابن
عباس والصحيح عنه خلافه وكان اول ما كاد
[illegible] عباد الاصنام من جهة العكوف [illegible]
[illegible] قال تعالى وقالوا
لا تذرن آلهتكم ولا تذرن ودا
ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا
قال البخاري في صحيحه عن ابن عباس
هذه اسماء رجال صالحين من
قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطان الى
قومهم ان انصبوا الى
مجالسهم التي كانوا يجلسون انصابا

اون لوگون کے نام پر رکہوا دنہون نے ایسا ہی کیا مگر اون بتون کی پرستش نہوئی یہانتک کہ جب یہ لوگ مر گئے اور علم جاتا رہا تب پرستش ہونے لگی اور ابن جریر بروایت محمد بن قیس کہتے ہین کہ یہ لوگ بنی آدم مین سے نیکبخت تہے اور اونکے پیرو تہے جو اونکی اقتدا کرتے تہے جب وہ مر گئے تو اونکے تابعین نے کہا کہ اگر ہم اونکی صورتین بنالین تو ہمکو عبادت کا شوق زیادہ دلادینگے جب ہم اونکو یاد کرینگے اس نظر سے اونکی صورتین بنائی جب یہ تابعین مر گئے اور دوسرے لوگ آئے شیطان اونکے پاس آہستہ گیا اور کہا کہ وہ لوگ تو اونکی عبادت کیا کرتے تہے اور اونہین کی باعث مینہ دئے جاتے تہے پس اون لوگون نے اونکی پرستش کی اور ہشام بن محمد بن سائب کلبی کہتے ہین کہ مجہسے میرے باپ نے کہا ہے کہ آغاز بت پرستی اس طرح ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب وفات پائی تو اونکے بیٹے حضرت شیث کی اولاد نے اونکو اوس پہاڑ کے غار مین رکہا جسپر حضرت آدم ہند کی زمین مین اوتارے گئے تہے اور اوس پہاڑ کو نوذ کہتے ہین وہ زمین سب سے زیادہ ارزانی رکہتا ہے ہشام کہتے ہین کہ پہر مجہکو میرے باپ نے ابو صالح سے اوس نے حضرت ابن عباس سے خبر دی کہ بعد اس امر کے حضرت شیث کی اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کے پاس نماین آتے تہے اور اونکی تعظیم اور اونپر دعا رحمت کرتی تہی پس ایک شخص نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ اے اولاد قابیل شیث علیہ السلام کی اولاد کا ایک بت ہے کہ اوسکے گرد گہومتی ہین اور اوسکی تعظیم کرتے ہین تمہارے یہان کچھ نہین پہر اوسنے اونکے لئے ایک بت تراشا اور سب سے اول اوسی نے عمل کیا ہشام کہتے ہین کہ مجہسے میرے

ود وسواع اور یغوث اور یعوق اور نسر نیکبخت لوگ تھے وہ ایک مہینے مین مرگئی
اونکی اوپر اونکی اقارب کا بہت غم ہوا تو ایک شخص نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ
لوگو اگر تم کہو تو تمہارے لئے پانچ بت اونکی صورتون کے موافق بنا دون مگر مجھ مین
یہہ طاقت نہین کہ انمین جان ڈالدون انہون نے کہا بہتر اوسنے اونکی لئے پانچ بت
تراشکر کھڑے کر دئے اور یہہ حال ہوا کہ آدمی اپنے بہائی اور چچا کے پاس آتا اور
اوسکی تعظیم کرتا اور اوسکے گرد دوڑتا حتی کہ یہہ قرن گذر گیا اور یہہ بت یرد بن
مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم کے عہد مین بنائے گئے تھے پھر اس قرن کے
بعد دوسرا قرن آیا جنہون نے اونکی تعظیم پہلے قرن کی نسبت کر زیادہ کی پھر دوسرے کے
بعد تیسرا قرن ہوا اونہون نے کہا کہ ہمارے پہلے لوگون نے جو انکی تعظیم کی تو صرف اس نظر
سے کہ وہ خدا تعالی کے یہان انکی سفارش کی توقع رکھتے تھے اسلئے تیسرے قرن والون
نے اونکی پرستش کی اور انکا کفر بڑہگیا تب الله تعالی نے حضرت ادریس کو انکی طرف
بہیجا اونہون نے اونکو دین حق کیطرف بلایا مگر اونہون نے حضرت ادریس کو جہٹلایا
پس الله تعالی نے آپکو اپنے مکان بلند پر اٹھا لیا اور لوگون کا حال ہمیشہ سخت ہوتا رہا جبتک کہ
کلبی نے ابو صالح سے اور اوسنے ابن عباس سے اسکو روایت کیا ہے یہانتک کہ حضرت
نوح علیہ السلام کا زمانہ ہوا اونکو الله تعالی نے پیغمبر کر کے بہیجا اوسوقت انکی عمر

چار سوا سی برس کی تہی اور تہوئے آن لوگونکو ایک سو بیس برس تک خدا تعالے کیطرف بلایا لوگون نے اونکی نافرمانی کی اور جہٹلایا الله تعالی نے اونکو کشتی کی بنانیکا حکم دیا آپ کشتی کے بنانیسے فارغ ہوکر اوسمین سوار ہوئے اوسوقت آپکی عمر چہہ سو برس کی تہی اور جو ڈوبنے سو ڈوبنے بعد اسکے آپ تین سو پچاس برس ٹہہرے اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دو ہزار دو سو برس کا فاصلہ تہا پس پانی نے ان بتونکو ایک زمین سے دوسری زمین مین اتار دیا یہانتک کہ اونکو جدہ کی زمین مین پہینکدیا جب پانی زمین کے اندر چلا گیا تو یہہ بت کنارہ پر رہگئے پہر ہوا نے اُنپر یہانتک دہول اڑائی کہ اونکو چہپا دیا۔ مین کہتا ہون کہ ظاہر قرآن سے اسکے خلاف معلوم ہوتا ہی اوس سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم مین ساڑہی نو سو برس رہی اور الله تعالی نے آنکی قوم کو زمین سے ہلاک کیا بعد اسکے کہ حضرت نوح اونمین اسمدت ٹہہرے۔ کلبی کہتے ہین کہ عمرو بن لحی کاہن تہا اور جنون مین سے ایک اوسکا دوست تہا اوس جن نے اوس سے کہا کہ تو تہامہ سے جلد سفر اور سیر خیر و سلامتی کے ساتہہ کرکے جدہ مین جا وہان تجکو بت تیار ملینگے اونکو تہامہ مین لے آ اور تامل مت کر پہر عرب کو آنکی پرستش پر بلا تیرا قول مانا جاویگا عمرو جدہ مین آیا اور آن بتونکو کہود اپہر انکو

اٹھا لایا یہانتک کہ تہامہ مین اوترا اور حج مین حاضر ہوکر تمام عرب کو اوسکی عبادت کیطرف
بلایا اوسکا کہنا عوف بن عذرۃ بن زید اللات نے مانا عمرو نے اوسکو وہ بت
حوالہ کیا جسکا نام ود تہا عوف اوسکو اوٹھا لایا اور یہہ دومۃ الجندل کے وادی قری
مین تہا اور عوف نے اپنے بیٹے کا نام عبد ود رکہا اور ود نام پر اول اوسیکا نام کہا گیا اور
عوف نے اپنے بیٹے عامر کو اوس بت کا خادم مقرر کیا پس اوسکی اولاد ہمیشہ
اوسکی خدمت کرتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے نے اسلام کو لایا کلبی نے کہا ہے
کہ مجہسے مالک بن حارثہ نے کہا کہ مینے ود کو دیکہا ہے اور میرا باپ مجہکو دودہ
لیکر ود کے پاس بہیجا کرتا تہا اور کہا کرتا تہا کہ یہہ دودہ اپنے خدا کو پلا دے
مین اوسکو پلا دیتا تہا راوی کہتا ہے کہ پہر مین نے خالد بن ولید رضہ کو دیکہا
کہ اونہون نے اوسکو توڑکر ریزہ ریزہ کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خالد بن ولید رضہ کو اوسکے ڈہانے کے لئے بہیجا تہا عذرہ اور
عامر کی اولاد نے اونکو روکا آپ سے اوسپے جہاد کرکے اونکو تہ تیغ کیا
اور ود کو ڈہا ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے کلبی نے کہا ہے کہ مین نے
عامر بن حارثہ سے کہا کہ مجہسے ود کا حال اسیطرح بیان کر کہ گویا مین اوسکو
دیکہہ رہا ہون اوسنے کہا کہ ود ایک نہایت بڑے مرد کی صورت تہی

جسکا دثار یعنی لباس دو کپڑون کا بنا ہوا تہا ایک کو وہ تہمد کرتا تہا اور
ایک کو چادر اوڑہتا اور سپر ایک تلوار تہی جسکو حمائل کیے تہا اور شانہ مین کمان
ڈالے تہا اور ہاتہ مین اوسکے ایک نیزہ تہا جسمین جہنڈا تہا اور ایک ترکش
جسمین تیر تھے اور عمرو بن لحی کا کہنا مضر اور نزار نے بہی مانا اسلئے اونہی
سواع نامی بت ہذیل کی قوم مین سے ایک شخص کے حوالہ کیا جسکو حارث
بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کہتے تھے اور یہہ بت
بطن نخلہ مین سے اوس جگہ مین تہا جسکو واط کہتے ہین مضر کی قوم مین سے
جو اوسکے متصل تھے وہ اوسکی عبادت کیا کرتے تھے اور اسی باب مین ایک
عربکے شخص نے یہہ مضمون باندہا ہے ؎ یون گرد اپنے قبلہ کے رہتے مین معتکف
مسلم ہون جیسے گرد سواع کے چارو طرف ہذیل ؎ اور عمرو بن لحی کا کہنا مذحج نے مانا اسلئے
اونسے یغوث کو انعم بن عمرو المرادی کے حوالہ کیا یہہ بت یمن کے ایک ٹیلہ پر تہا مذحج
کی قوم اور جو اونسے دوستی رکہتے تھے اوسکی پرستش کرتے تھے اور اسکا کہنا ہمدان نے قبول کیا
اور یعوق کو مالک بن مرثد بن جشم کے حوالہ کیا وہ یہہ ایک گانو مین تہا جسکو خیوان کہتے
ہین اور ہمدان کی قوم اور اونکے موافق لوگ یمن مین سے اوسکی پرستش کرتے تھے اور اسکا
کہنا حمیر نے مانا اور اونسے نسر کو ذی رعین قوم کے ایک شخص کو حوالہ کیا جسکو معدیکرب کہتے تھے

اور یہہ بت سبا کی ایک جگہہ مین تہا جسکو نخلہ کہا کرتے تہی اور حمیر اور اوسکی نواح کے
لوگ اوسکی پرستش کیا کرتے تہی غرضکہ یہہ لوگ اوسکی پرستش کرتے رہی یہانتک کہ
ذو نواس نے اونکو یہودی بنایا اور ان سب بتونکی ہمیشہ پرستش ہوتی رہی
یہانتک کہ اللہ تعالی نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہیجا آپ نے اونکو ڈہایا اور توڑا
اور صحیح بخاری مین حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ مین نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکہا کہ دوزخمین اپنی آنت کو گہسیٹتا ہی
اور یہہ شخص وہ تہا جسنے اول سانڈ بنایا اور ایک روایت مین ہی کہ اوسنے دین
ابراہیم کو بدلا تہا اور ابن اسحق کہتی ہین کہ مجہہ سے حدیث کی محمد بن ابراہیم بن حارث
تیمی نے کہ ابو صالح سمان نے اوس سے حدیث کی کہ اونہون نے حضرت ابو ہریرہ
کو کہتی سنا کہ وہ فرماتے تہی کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثم بن جون
خزاعی سے ارشاد فرماتے سنا کہ اے اکثم مین نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف
کو دیکہا کہ دوزخمین اپنی آنت کو کہینچتا ہی اور مین نے کسی مرد کو دوسرے سے
اتنا مشابہ نہین دیکہا جتنا تو اوسکے مشابہ ہی اور وہ تیرے مشابہ ہی اکثم نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اوسکی مشابہت مجکو ضرر پہنچاویگی آپ نے فرمایا کہ نہین
تو تو ایماندار ہی اور وہ کافر تہا اور وہ ان لوگون مین سے اول ہی جسنے دین

وكان بعض قوم من سبأ ... في مكان يقال له نخلة يعبده حمير ومن ... والاهما فلم يزل يعبد حتى هودهم ذو نواس فلم يزل ... منها الاصنام تعبد حتى بعث الله النبي صلى الله عليه واله وسلم فهدمها وكسرها

وفي صحيح البخاري عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم رأيت عمرو بن عامر الخزاعي يجر قصبه في النار وكان اول من سيب السوائب وفي لفظ وغير دين ابراهيم وقال ابن اسحق حدثني محمد بن ابراهيم بن الحارث التيمي ان ابا صالح السمان حدثه انه سمع ابا هريرة يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول لاكثم بن الجون الخزاعي يا اكثم رأيت عمرو بن لحي بن قمعة بن خندف يجر قصبه في النار فما رأيت رجلا اشبه برجل منك به ولا به منك فقال اكثم تخشى ان يضرني شبهه يا رسول الله قال لا انك مؤمن وهو كافر انه كان اول من

اسماعیل کا بدلکر بتونکو کھڑا کیا اور بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کو بنایا۔
ابن ہشام کہتے ہین کہ مجھسے کسی علم والے نے کہا ہے کہ عمرو بن لحی مکہ سے شام کی
طرف اپنے کسی کام مین نکلا جب زمین بلقا سے مآرب مین آیا اور وہان اون لوگون
عمالقہ کی قوم تھی اور وہ اولاد عملاق بن لاود بن سام بن نوح علیہ السلام کی ہین انکو
دیکھا کہ بت پرستی کرتے ہین پس اونسے کہا کہ یہہ کیسے بت ہین جنکو تم پوجتے ہو انہون
نے جواب دیا کہ ہم ان سے مینہہ کی درخواست کرتے ہین تو بارش ہوتی ہے اور اگر انکی
مدد لیکے سے نصرت چاہتے ہین تو فتح ملتی ہے اوسنے کہا کہ تم ایک بت انمین سے مجکو کیون
نہین دیتے کہ مین عرب کے ملک مین لیجاؤن اور وہ اوسکی پرستش کرین انہون نے
اوسکو ایک بت دیا جسکا نام ہبل تہا وہ اوسکو مکہ معظمہ مین لایا اور نصب کرکے
لوگونکو اوسکی عبادت اور تعظیم کرنیواسطے کہا۔ ہشام کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے
اور اور لوگون نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام جب مکہ معظمہ مین رہے
اور اپکی اولاد اوسمین پیدا ہوئی اور بڑہگئی یہانتک کہ مکہ معظمہ اونسے بھر گیا اور
انہون نے مکہ سے عمالقہ کے لوگونکو نکالدیا تو مکہ معظمہ اونپر تنگ ہوا اور ان مین
اپسمین لڑائیان اور عداوتین ہوگئین اور بعضون نے بعضونکو نکالدیا یہہ لوگ
شہرونمین اور معاش کی جستجو مین ادہر اودہر ہوگئے اور جسبات نے کہ انکو بتون اور

پتھرونکی پرستش پر برانگیختہ کیا وہ یہہ ہے کہ جب کوئی سفر کرنیوالا مکہ معظمہ سے باہر
جاتا تھا تو حرم کی عظمت اور مکہ معظمہ کے اشتیاق سے حرم شریف کا ایک پتھر ساتھ
اوٹھا لیجاتا تھا اور جہان وہ لوگ ٹھہرتے تھے وہان اوس پتھر کو رکھکر اوسکے
گرد طواف مثل خانہ کعبہ کے اوسکی محبت اور اشتیاق مین کیا کرتے تھے اور
باوجود اسکے وہ لوگ بموجب ارث حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے
کعبہ اور مکہ کی تعظیم کرتے اور حج اور عمرہ کیا کرتے تھے پھر اونہون نے جس
چیز کو اچھا جانا اوسکی عبادت کی اور جس بات پر وہ تھے اوسکو بھول گئے اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو دوسرے دین سے بدلا اور بتونکی عبادت
کرنے لگے اور اوس طریق پر ہو گئے جس پر اون سے پہلی قومین تھی اور جن بتونکو
حضرت نوح علیہ السلام کی قوم عبادت کرتی تھی اونکو حرام جانا اور باوجود اسکے
اونمین حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے وقت کی باتین بھی باقی تھی جنمین
اونکا تمسک تھا یعنی خانہ کعبہ کی تعظیم کرنی اور اوسکا طواف کرنا اور حج اور عمرہ
اور عرفات اور مزدلفہ مین ٹھہرنا اور اونٹونکی قربانی بھیجنی۔ اور نزار کی قوم اپنے
لبیک کہنے مین یون کہا کرتے لبیک لبیک لاشریک لک لبیک الا شریک ہو لک
بہ ما ضرہون تیرا کوئی شریک نہین مگر ایک ساجہی ہو تیرا ہی تو اوسکا
تملکہ وما ملک اور سبسے پہلے جسنے دین حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بدلا
مالک ہے اور وہ مالک نہین ہو

اور بت کہڑے کئے اور سائبہ چہوڑے اور وصیلہ اور حامی حامے عمرو بن ربیعہ تہا اور
ربیعہ لحی بن حارثہ ہی اور حارثہ خزاعہ کا بیٹا ہی اور عمرو کی ماں قہیرہ عامر بن
حارث کی لڑکی تہی اور یہ حارث وہی ہی جو خانہ کعبہ کا محافظ اور متولی تہا جب
عمرو بن لحی بالغ ہوا تو حارث سے تولیت کے بابمین جہگڑا اور اسکو لڑکے شکست
دون کیا اور حضرت اسمعیل کی اولاد پر چڑہائی کی اور آخر کو ان پر فتح پاکر کعبہ
سے انکو جلا وطن کر دیا اور مکے کے شہرون مین سے نکالدیا اور بیت الله کی
دربانی کا متولی ہوا پہر وہ سخت بیمار ہوا تو اوس سے کسی نے کہا کہ شام کی زمین بلقا
مین ایک گرم چشمہ ہی اگر تو وہان جاویگا تو اچہا ہو جاویگا وہ اوس چشمہ پر آیا اور
اسمین نہایا اور اچہا ہو گیا اوسنے وہانکے لوگونکو دیکہا کہ بت پوجتے ہین اونسے کہا کہ
یہ بت کیسے ہین اونہون نے کہا کہ ہم ان سے مینہ برسنے کی درخواست کرتے
ہین اور دشمن پر انکی باعث فتح چاہتے ہین پہر اسنے انسے سوال کیا کہ انمین سے
مجکو بہی دو انہون نے دیدیا وہ انکو مکہ مین لے آیا اور کعبہ کے گرد انکو کہڑا کیا اور عرب
کے لوگون نے بت مقرر کئے انمین سب سے پہلا بت مناة تہا اور یہ دریا کے کنارے مشلل کے
ایک طرف کو جو کہ مشلل اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہہ ہی کہڑا ہوا تہا اور سب عرب
اسکی تعظیم کرتے تہی اور اوس اور خزرج اور جو لوگ کہ مشلل اور مدینہ منورہ مین رہتے تہے

اور قریب کی جگہوں کے لوگ اوسکی تعظیم کرتے تہے اور اوسکے واسطے ذبح کرتے
اور قربانیان بہیجتے تہے اور اوس اور خزرج سے زیادہ اوسکی تعظیم کوئی نکرتا تہا
ہشام کہتے ہین کہ مجہسے ایک قریش کے آدمی نے ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن ابی
عبیدہ سے اور اوسنے محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ اوس اور خزرج اور
اہل یثرب وغیرہ کی عرب جو اونکی ہمسایہ تہے حج کرتے تہے اور سب ٹہرنیکی جگہہ مین وقوف
کرتے تہے مگر اپنا سر نہین منڈاتے تہے اور جب اپنے مکانوں کو واپس جاتے تہے تو اوس
بت کے پاس آکر وہان سر منڈاتے تہے اور اوسکے پاس ٹہرتے تہے اور اپنے حج کو
بدون اس فعل کے پورا نجانتے تہے اور منات ہذیل اور خزاعہ کا تہا پس آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فتح مکہ کے سال مین بہیجا آپنے
اوسکو ڈہا ڈالا پہر ان لوگون نے لات کو طائف مین بنایا اور یہہ بت منات سے نیا تہا
اور ایک مربع پتہر تہا اوسکے خادم ثقیف مین سے تہے اونہون نے اوسپر مکان بنایا
تہا اور قریش اور تمام عرب والے اوسکی تعظیم
زید اللات اور تیم اللات نام رکہا کرتے تہے اور
مسجد طائف کا بایان مینار ہے اور یہہ اسیطرح رہا
مسلمان ہوئے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ

آپنے فرمایا کہ یہہ عزی تھی اسکے بعد عرب والون کے لئے کوئی عزی نہین ہشام کہتے ہین کہ قریش کے لئے کعبہ کے اندر اور اوسکے گرد اور بت بہت تھے اوران سب مین بڑا انکے نزدیک ہُبل تہا اور مین نے ایسا سُنا ہے کہ وہ سرخ عقیق کا بنا ہوا انسان کی صورت داہنا ہاتہ ٹوٹا ہوا تہا اور عرب کو ایسا ہی ملا تہا انہون نے اوسکا ہاتہ سونیکا بنایا اور جسنے اوسکو اول کھڑا کیا تہا وہ خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر تہا اور یہہ خانہ کعبہ کے اندر تہا اور اوسکے سامنے تیر تھے اونمین سے ایکمین صریح لکہا ہوا تہا اور دوسرے مین ملصق لوگون کو جب کسی لڑکے مین شک ہوتا تو ہبل کے واسطے قربانی کرتے پہر تیر مارتے اگر صریح نکلتا تو لڑکے کو ملا لیتے اور اگر ملصق نکلتا تو اوسکو ٹال دیتے اور اگر کسی کام مین جھگڑتے یا سفر کا ارادہ کرتے تو اوسکے پاس جاتے اور تیر سے اوسکے سامنے پانسے ڈالتے اور یہہ وہی بت تہا جسکو احد کی لڑائی مین ابو سفیان نے کہا تہا کہ اعل ہبل اور اوسکے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اوسکو کہدو کہ اللہ اعلی واجل اور اساف اور نائلہ بھی بیہ دو لوگ مرد اور عورت تھے جنہون نے خانہ کعبہ مین زنا کیا تہا اللہ تعالی نے اونکو پتھر بنا دیا تہا وہ دونو بیت اللہ کے پاس اسلئے رکھی گئی تہی کہ اونسے لوگ نصیحت پکڑین جب وہ مدت تک رہے اور دوسرے بت پوجے گئے وہ دونون بھی

فقال تلك العزى ولا عزى بعدها للعرب قال هشام وكانت لقريش اصنام في جوف الكعبة وحولها واعظمها عندهم هبل وكان فيما بلغني من عقيق احمر على صورة الانسان مكسور اليد اليمنى ادركته قريش كذلك فجعلوا له يدا من ذهب وكان اول من نصبه خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر وكان في جوف الكعبة وكان قدامه سبعة اقدح مكتوب في اولها صريح والآخر ملصق فاذا شكوا في مولود اهدوا له هدية ثم ضربوا بالقداح فان خرج صريح الحقوه وان خرج ملصق دفعوه وكان اذا اختصموا في امر او ارادوا سفرا اتوه فاستقسموا بالقداح عنده فما خرج عملوا به وهو الذي قال له ابو سفيان يوم احد اعل هبل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قولوا الله اعلى واجل وكان لهم اساف ونائلة رجل وامرأة فقال ... زنيا في الكعبة فمسخهما الله حجرين فنصبا عند الكعبة ليتعظ بهما الناس فلما طال مكثهما وعبدت الاصنام عبدا معها

ہو جو گئی اور بہت سے بت دوس کے اور بہی حارث اور قضاعہ اور مزینہ مدلجی اور خولان کے
تہی آور ایک بت بنی ملکان کا تہا جسکا نام سعد تہا اور بنی ملکان کے ایک شخص کو اوسکا عجیب
قصہ ہوا کہ اوس شخص نے اونکی طرف قصد کیا اوسکا اونٹ اوسکے پاس سے بہڑک کر بہاگ گیا
اوسنے غصہ ہو کر اوس بت کے ایک پتہر مارا اور یہ قطعہ پڑہا **قطعہ**

سعد کے پاس ہم آئے تہی کہ ہو جمعیت	کر دیا اوسنے پریشان نہ کبہی جو نیک
بلا ما ہی ہدایت پہ نہ گمراہی پر	ہی تو وہ کی زمین مین دہ فقط پتہر ایک

اور ایک بت عمرو بن جموح کا تہا جسکو اوسکے گہر مین لوگون نے رکہا تہا جب اوسکی
قوم کے کچہ لوگ مسلمان ہو گئے تو رات کو اوس بت کو اوٹہا کر نجاست کی جگہہ مین
ڈالدیتے عمرو اوسکو ڈہونڈہتا پہر دہو کر خوشبو لگاتا جب رات ہوتی اور سوتا تو پہر لوگ
ویسی ہی حرکت کرتے ایک رات عمرو نے اوسکی گردن مین تلوار ڈالدی اور کہا کہ اگر
تجہ مین کچہ خوبی ہے تو اس تلوار سے روکنا جب اندہیرا ہوا تو لوگ اوسپر دوڑ پڑے
اور تلوار اوسکی گردن سے نکال لی پہر ایک مرا ہوا کتا لیکر اوسکو اوس بت کے ساتہ
ایک رسی مین باندہکر ایک کنوئین مین ڈالدیا جب عمرو نے بت کو دیکہا کہ اپنے آپ کو نہین
بچا سکتا تو یہی ہے جب اوسکو مسلمان ہونیکا ہوا اور بہا بہین اوسنے یہ کہا ہے
کتا ہون مین یہ قسم سے جو تو ہوتا معبود تیا مین قرن تیکے تو نہ کتے کی ساتہ۔ آخر مدت تک جو اسکی بین

اور اوسکے لئے ایک بت بنایا جسکی لقہ مین ایک جواہر آگ کے رنگ کا ہی اور اوسکا
ایک خاص مکان ہی جسکو واسطی بہت سی گانون اور زمینین وقف ہین اور اوسکو
بہت سی خادم اور دربان ہین لوگ اوس مکان مین آتے ہین اور عبادت کرتے
ہین اور شبعا مانگتی ہین اور جب سورج نکلتا ہی تو سب کے سب اوسکو سجدہ کرتے
ہین اسیطرح جب غروب ہوتا ہی یا ٹہیک دوپہر ہوتا ہی تب سجدہ کرتے ہین اور
یہین وجہ ان وقتون مین شیطان سورج سی ملا ہوا رہتا ہی تاکہ مشرکون کی عبادت
اور سجدہ اوسکی لئی ہو اور اسیواسطی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان وقتون مین
نماز پڑہنی سی منع فرمایا- اور ایک اور جماعت ہی جسنی چاند کیواسطی ایک بت بنایا ہی
اور کہتی ہین کہ وہ نیچے کے عالم کا تدبیر کرنیوالا ہی- اور بعضی اونمین سی اون ہتونکی
پرستش کرتے ہین جنکو ستارونکی صورت اور اپنی زعم مین اونکی روحانیت کی شکل
پر بنایا ہی اور اگر تمکو اسپر اطلاع پانیکا قصد ہو تو کتاب سر المکتوم فی مخاطبة النجوم
میں جو ابن خطیب رازی کیطرف منسوب ہی دیکہو اوس سے تمکو بتون کے پوجنی کا بھید اور
اوس عبادت کی کیفیت اور شرطین معلوم ہو جاوین گی اور بتون کی عبادت کے
اسباب مین سی یہ بہی ہی کہ شیطان بتون کے اندر گہسکر لوگون سی گفتگو کرتی
ہین اور بعضی غائب باتین اونکو بتاتی ہین تو جاہل لوگ گمان کرتی ہین کہ خود بت بولتا اور اوسمین عاقل

اور اوسکے لئے ایک بت بنایا جسکی لقمہ مین ایک جواہر آگ کے رنگ کا ہی اور اوسکا
ایک خاص مکان ہی جسکی واسطے بہت سی گانون اور زمینین وقف ہین اور اوسکو
بہت سی خادم اور دربان ہین لوگ اوس مکان مین آتے ہین اور عبادت کرتے
ہین اور شفا مانگتی ہین اور جب سورج نکلتا ہی تو سبکے سب اوسکو سجدہ کرتے
ہین اسیطرح جب غروب ہوتا ہی یا ٹہیک دوپہر ہوتا ہی تب سجدہ کرتے ہین اور
یہین وجہ ان وقتونمین شیطان سورج سے ملا ہوا رہتا ہی تاکہ مشرکون کی عبادت
اور سجدہ اوسکی لئی ہو اور اسیواسطی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان وقتونمین
نماز پڑہنی سی منع فرمایا- اور ایک اور جماعت ہی جسنی چاندکیواسطی ایک بت بنایا ہی
اور کہتی ہین کہ وہ نیچے کے عالم کا تدبیر کرنیوالا ہی- اور بعضی اونمین سے اون بتونکی
پرستش کرتے ہین جنکو ستارونکی صورت اور اپنی زعم مین اونکی روحانیت کی شکل
پر بنایا ہی اور اگر تمکو اسپر اطلاع پانیکا قصد ہو تو کتاب سر المکتوم فی مخاطبۃ النجوم
مین جو ابن خطیب رازی کیطرف منسوب ہی دیکہو اوس سے تمکو بتون کے پوجنے کا بھید اور
اوس عبادت کی کیفیت اور شرطین معلوم ہو جاوینگی اور بتون کی عبادت کے
اسباب مین سے یہ بہی ہی کہ شیطان بتون کے اندر گہسکر لوگون سے گفتگو کرتے
ہین اور بعضی غائب باتین اونکو بتاتی ہین تو جاہل لوگ گمان کرتی ہین کہ خود بت بولتا اور اونمین عاقل

یہ کہتے ہین کہ اجرام علوی کی روحانیت ہی اور یہ لوگ زمین کے باشندون مین اکثر ہین اور
اسی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحت کو پہنچا ہی کہ دوزخ کی ارسال ہر ہزار
مین سے نوسو ننانوی مین **فصل** اور بتون کی عبادت کا سبب ایک یہ ہی کہ مخلوق کے
بابمین مبالغہ کرنا اور اوسکو رتبہ سے زیادہ مرتبہ دینا یہانتک کہ اوسکی لئی ایک حصہ معبود ہونیکا
مقرر کیا جاوی اور خدا تعالی کے ساتھ مشابہت دیجاوی اور یہ وہی مشابہت ہے
جسکو اللہ تعالی نے باطل فرمایا اور اوسکا انکار کیا اسلئے اور ایسے لوگونپر رد کرنیکو
اپنے رسولونکو بھیجا غرضکہ اللہ تعالی نفی کرتا ہی اور منع فرماتا ہی اس سے کہ اوسکی غیر کو
اوسکا مثل یا اوسکا مشابہ کیا جاوی نہ یہ کہ اوسکو خدا کی غیر سے تشبیہ دیجاوی کیونکہ ان مشہور قومون
مین کوئی قوم ایسی نہین جسنے خدا تعالی کو اوسکی مخلوقات مین سے کسی چیز کی مثل ٹھہرایا
بلکہ شرک والون کی جماعت مین مشہور مبالغہ اوس شخص کی شان مین جسکی تعظیم کرتے مین یہ ہی
کہ اوسکو خالق کے ساتھ تشبیہ دیتی مین بلکہ اوسیکو خود خدا اور معبود ٹھہرالیتے مین جس سے حجت
رہ جاتی ہی اور ہر ایک مشرک اپنے خدا اور معبود کو اللہ پاک سے تشبیہ دیتا ہی گو سب جہان
سے اوسکو تشبیہ خدا سے نہین دیتا یہانتک کہ جو لوگ خدا کو نقصان اور عیبون سے موصوف کہتے ہین مثلاً کہتے مین
کہ خدا فقیر ہی اور اوسکا ہاتھ بند ہی اور جب اوسنے عالم کو بنا لیا فراغت پائی تو آرام کیا اور جو لوگ اوسکی اولاد
ٹھہراتے ہین انکا قصد یہ نہین ہی کہ مخلوق کو سب باتون مین اوسکی مثل ٹھہراوین اور اسیواسطے [illegible]

اسواسطے کہ یہہ اوصاف تو جو ذاتی آپ نقصان اور عیب ہیں ان اوصاف سے
خدا تعالی کے موصوف ہونیکا باطل ہونا اسوجہ سے نہیں کہ یہہ امر تشبیہ اور تمثیل کو
لیس خدا تعالی سے ان اوصاف کے نفی کرنے میں اسبات پر توقف نہوگا کہ تشبیہ کا ہونا
ثابت کیا جاوے جیسے بعض باطل کلام والے کہتے ہیں یعنی انہوں نے تصریح کی ہے کہ کوئی
دلیل عقلی خدا تعالی سے نقصان اور عیب اٹھانیکی نہیں آسکتی جو نقصان اور عیب
کی نفی کرتے ہیں تو صرف اسطرح سے کہ نقصان اور عیب پر مشابہت و نفی اور تمثیل کا
ثبوت لازم آتا ہے اور ہمیں تقریر والوں سے جو لوگ کہ خدا تعالی کو ان اوصاف
سے موصوف بتاتے ہیں یہہ کہتے ہیں کہ ہم ان کو دنیا تکو خدا تعالی میں ایسی طرح ثابت
کرتے ہیں کہ اوسکی مخلوق انمیں اوسکی مثل نہو مثلا ہم جو اوسکی لئے ہستی اور وجود
اور یہہ ثابت کرتے ہیں تو اسطرح کہ اوسمیں اوسکی مخلوق مشابہ نہو جیسے ہم اسکی لئے علم و قدرت
و زندگی اور سننا اور دیکھنا ایسا بتاتے ہیں جسمیں اسکی مخلوق مشابہ نہیں پس علاوہ
کہنا اور تمہارا کہنا خدا تعالی کے لئے کوئی چیز ثابت کرنیمیں برابر ہی تو ان سے انکا
قول باطل نہوسکیگا اور مناظرہ میں برابر ہونگے کیونکہ کلام والونمے اون سے یہہ کہا
کہ خدا تعالی سے نقصان عیب برطرف ہونیکے لئے کوئی دلیل عقلی قائم نہیں ہوتی اور
ہونا صرف تشبیہ و تمثیل کے لازم آنے کی جہت سے ہے اور اوسکی لئے صفات ابیسطر

ثابت کرنی جسمین تشبیہ لازم آوی - اور فخر رازی نے انکی جواب مین کہا کہ ہم بھی یہی
کہتے ہین تو اب اول فریق کو کوئی جواب نہ رہا اور عجب الذی یہ ہے بعض لوگون نے
مانا کہ یہ اعتراض بہر ضرور ہی پڑیگا تو انہون نے دلیل اجماع کیطرف رجوع کی اور کہا
کہ ہمنے تو نقصان اور عیب کو خدا تعالی سی اجماع کی دلیل سے نفی کیا ہے اور ان کے
عقیدہ مین یہ ہے کہ اجماع کی دلیلین ظنی ہوتی ہین یقین کو مفید نہین ہوتی اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ انکی نزدیک یقینی طور پر علم کامل اس بات پر نہین کہ خدا تعالی نقصان
اور عیب سے مبرا ہے - اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ اللہ پاک کا نقصان اور عیب سے پاک
کرنا واجب بذات خود ہے جیسے صفات کمال اور حمد کا ثابت کرنا واجب بذاتہ ہے اور یہ
بات عقلون اور سرشتون اور تمام کتب الہی مین بہت ہی ظاہر ہے اور عجب بات یہ ہے
کہ یہ لوگ جو بات خود بخود معلوم ہے کہ پیغمبر اوسکو لائے ہین یا اللہ تعالی کو اوس سے
موصوف کیا ہے اور عقلین اور سرشتین اور دلیلین سمعی اوس پر دلالت کرتی ہین انکی طرف
جھکی اور اوسکی نفی کی اور کہا کہ اوسکا ثابت کرنا مستلزم خدا تعالی کے جسم ثابت
کرنے اور مشابہت وغیرہ کا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جس چیز کو وہ خدا تعالی کیلئے ثابت کرتے
ہین اور جسکو اوس سے دور کرنے مین آئے ہین انکا قدم نہین جما اور ایسی بات کیطرف جو
خود بخود اور سرشتون اور عقلون اور تمام کتب الہی سے ثابت تہی یعنی اللہ تعالی کا پاک کرنا

نقصانوں اور عیبوں سے اوسکی طرف دالی اور یہ کہا کہ عقلی دلیلوں میں کوئی نہیں جو نقصانوں
اور عیب کو خدا تعالی سے دور کرے بلکہ جن دلیلوں سے تشبیہ دور ہوتی ہے اونہیں سے اسکو
بھی ہم دور کرتے ہیں اس سے بڑھکر رسوائی دوسری نہیں - بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عیب
اور نقصان اوسکے کمال مقدس کے خلاف ہیں اور وہ ذات پاک اونکی ضدوں اور
ہر طرح سے مخالف صفتوں سے موصوف ہے اور ان نقصانوں کا ہونا عقلاً اونکے نزدیک
تشبیہ کی نسبت کہ ظاہر تر اور بدیہی تر کہلاتا ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ان نقصانوں کو
خدا تعالی کے لئے ایسے طرح ثابت کیا جاوے کہ اوس میں اوسکی مخلوق اوسکی مشابہ ہو
اور یہ مقصود ہے کہ اس قوم میں کوئی ایسی نہیں ہوئی جسنے خدا تعالی کو اوسکی مخلوق کے مشابہ
کیا ہو اور مخلوق کو اصل ٹھیرا کر پھر خدا تعالی کو اوسکے ساتھ تشبیہ دی ہو بلکہ تمثیل اور
تشبیہ اسطرح بت پرستوں میں ہوئی ہے کہ اونہوں نے اپنے بتوں اور معبودوں کو خدا ہونے میں خدا تعالی
کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور یہ تشبیہ بتوں کی پرستش میں اصل ہے اہل کلام نے
اس تشبیہ سے اور اوسکے باطل کرنے سے تو روگردانی کی یعنی تم کو خدا تعالی کی
مشابہت مخلوق کے ساتھ انکار کرنیکی طرف مصروف کیا جسکا قائل کوئی اُمت
نہیں معلوم ہوئی اور اس میں یہانتک مبالغہ کیا کہ خدا تعالی سے صفات کمال کی بھی
نفی کر دی - اور یہ مقام بہت ہی ضروری اور عجیب اور فرق تمام ہے درمیان حق کے جس سے بلکہ

اس سے منع نہیں کیا کہ خود اللہ تعالی کو اوسکی مخلوق کی شکل بناوین کیونکہ اسکا قائل
کوئی نہیں سب لوگونکی نظروں مین خدا تعالی اس سے بڑا اور اعظم اور اکبر ہے مگر تشبیہ
دینے والے مشرک جسکی تعظیم کرتے ہین اوسکی بابمین یہ کرتے ہین کہ اوسکو خالق سے
تشبیہ دیتے ہین اور اللہ تعالی تمام خلق کے سینوں مین اس بات سے بڑا ہے کہ اوسکی غیر کو مثل
ٹھہراوین پہر اوسکو اوسکی غیر سے تشبیہ دین اسلئے کہ جو شخص اوسکو اوسکی غیر سے تشبیہ دیتا
ہے وہ خالی اس سے نہیں یا تو اوسکی تعظیم کی قصد سے کریگا تب تو اس تشبیہ مین اوسکی
تعظیم نہوگی کیونکہ بہت بڑی چیز کو ایسی چیز سے تشبیہ دی جو اوس سے کمتر ہے بلکہ عظمت اور
بڑائی مین مشبہ اور مشبہ بہ مین کچھ نسبت نہیں اور کوئی عاقل ایسا نہیں کیا کرتا یا تشبیہ
سے خدا تعالی کو گھٹانا منظور ہے تو اوسکو ناقص اور چیزون سے تشبیہ دی ہوگی مثل
اور قابل ہر طرح تنقص کے اور اسی بحث میں اللہ تعالی کا فرمانا ولم یکن لہ کفوا احد یعنی نہیں
اوسکی جوڑ کا کوئی اور یہ نکلا کہ نہیں ہے وہ کسیکے جوڑ کا اور اسیطرح اللہ تعالے کا
ارشاد لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر ہے اس سے اسبات کی نفی مقصود ہے کہ کوئی اوسکے
نہیں ہے اوسکی مانند کوئی اور وہی ہے سننے والا دیکھنے والا
ساتھ شریک یا معبود ہووے عبادت اور تعظیم کا مستحق ہو یہ مقصود نہیں کہ اوسکی صفات
کمال اور خلق کی اوپر بڑا ہونا اور اپنی کتابونکو لفظ کرنا اور رسولون سے کلام کرنا اور
ایمانداروں کا اوسکو اپنی آنکھوں سے علانیہ دیکھنا جیسے آفتاب یا ماہتاب کھلے آسمان میں

سو نے زمین اوسکو اپنی سپر بنایا **فصل** ارسطیطالیس کے داو اور کپیل سے جو اسمیں ہے

سے کہتا ہے کہ اونہوں نے آگ کو اپنا خدا اور معبود ٹھیرایا اور بعضی کہتے ہین کہ آتش پرستی

قابیل کے عہد سے ہے کہ اوسنے جب اپنے بہائی ہابیل کو مارا اور حضرت آدم علیہ السلام

اپنے باپ کی خوف سے بہاگ گیا تو ابلیس نے اوسکے پاس آکر کہا کہ ہابیل کی جو قربانی

مقبول ہوئی اور اوسکو آگ کہا گئی اوسکی وجہہ یہی کہ ہابیل اوسکی خدمت اور عبادت

کیا کرتا تہا تو بہی آگ کو قائم کر کہ تیرے لئے اور تیری بعد کے لئے مفید ہو اوسنے آگ کا

ایک مکان بنایا تو اول وہی ہوا جسنے آگ کو قائم کرکے اوسکی پرستش کی اور یہ

مذہب مجوس مین چلا گیا اونہوں نے آگ کیواسطے بہت سے مکانات بنائے اور وقف اور

خادم اور دربان مقرر کئے اور ایک لحظہ کو اوسکو بجہنے دیا چنانچہ ایک مکان اوسکی واسطے

افریدون نے طوس مین بنایا اور دوسرا بخارا مین اور بہمن نے اوسکے لئے ایک مکان

سجستان مین بنایا اور ابو قباد نے ایک مکان بخارا کے اطراف مین بنایا اور آتش پرست

آگ کو مٹی پر فضیلت دیتے ہین اور ابلیس کی رائے کو صواب کہتے ہین اور بشار بن برد نے اس

مذہب کی تائید اپنے قصیدہ مین اس شعر سے کی ہے ۔ زمین تیرہ ہی کالی اور تاریک ۔ اور آگ

جب سے کہ پیدا ہوئی ہے ہے معبود ۔ آتش پرست کہتے ہین کہ آگ سب عناصر سے زیادہ

جگہ گھیرتی ہے اور اوسکا جرم بڑا ہے مکانی سب سے برا اور جرمین اشرف اور جسم مین لطیف زیادہ ہے

اور عالم مین ہونا اوسیکی جہت سے ہی اور بڑہنا اوسیکی اوسیکو لمہو سے ہی اور ادین سے بعضون کو آتش پرستی اس وجہ کو پہنچا دیتی ہی کہ اپنی جانون کو اوسپر قربان کرتی ہین اسطرح کہ ایک شخص خود آتا ہی یا اپنے لڑکیکو لاتا ہی اور اچہی کپڑی اور زیور پہناتی اور عمدہ سواری پر سوار کرتا ہی اور گرد اوسکی باجی اور ڈہول ہوتی ہین اور آگ کیطرف دولہن کے سنگار سے بہی زیادہ کرکے پہنچایا جاتا ہی یہانتک کہ جب وہ آگ کے سامنی پہنچا تو اپنی آپ کو آگ مین ڈالدیتا ہی اور موجود شخص اوسکی لئی دعا کا فعل کیا کرتی ہین اور اوسکی فعل کا رشک کرتے ہین تہوڑی ہی دیر دور ہتا ہی کہ آتی ہین شیطان اوسکی صورت بنکر لوگون کے سامنی آتا ہی کہ سر مو اوسمین فرق نہین دیکہتے وہ اون لوگون کو اس دین پر مضبوط رہنے کی وصیت کرتا ہی اور کہے مجہکو آگ کی ذرا تکلیف نہین ہوئی کہ راحت اور آرام مین چلاگیا **فصل** اور ایک جماعت اونمین سے جو پانی کی پرستش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ہر ایک چیز کی جڑ ہے اور ہر ایک پیدایش اور بڑہنا اور پاکی اور آبادی اوسی سے ہے اور کوئی کام ایسا نہین جسمین پانی کی حاجت نہو اور جانورون کی پرستش کرنیوالون سے شیطان نے بازی کی کہ بعضون نے گہوڑے کو پوجا اور بعضون نے گائے کو اور بعضون نے آدمیون مردون اور مردون

اور بعضی قوم سے اسنے یہہ کہیل کیا کہ انہونے درخت کی پرستش کی اور ایکجماعت کو کہیل مین لگایا تو انہونے جنونکی پرستش کی جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے

ویوم یحشرہم جمیعا ثم یقول للملائکۃ اہؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون الجن اکثرہم بہم مؤمنون — اور فرمایا

الم اعہد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین وان اعبدونی ہذا صراط مستقیم — اور فرمایا ویوم یحشرہم جمیعا یا معشر الجن قد استکثرتم من الانس وقال اولیاؤہم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض وبلغنا اجلنا الذی اجلت لنا قال النار مثواکم خالدین فیہا الا ما شاء اللہ ان ربک حکیم علیم

اس سے یہہ غرض ہی کہ تم اونکی گمراہ کرنے اور بہکانیکے باعث سے زیادہ ہوگئی

حضرت ابن عباس اور مجاہد اور حسن فرماتے ہین کہ جنون سے کہا جاویگا کہ تمنے بہت سے انسانونکو گمراہ کیا تو اسبات کا جواب انسانون مین جو جنون کے دوستدار ہونگے اس قول سے دیوینگے کہ ربنا استمتع بعضنا ببعض اس سے اونکی مراد یہہ ہی کہ ہم مین سے ایک قسم دوسری سے نفع اٹہاتی ہے جنونکا نفع لینا انسانون سے تو یہہ ہی کہ انسان اونکی حکمونکی طاعت کرتے ہین یعنی کفر اور بدکاری اور نافرمانی بجالاتے ہین کہ اکثر غرض جنونکی انسانون سے یہی ہی اور انسانونکا نفع اٹہانا

جنون سی بہہ ہو کہ جب آدمیونکی اعانت خداتعالی کی نافرمانی اور اوسکی ساتھہ شرک کرنے مین کرتے ہین اور جتنا انسی بن سکتا ہے ان باتونکو انسانونکی سامنی زینت دیتے ہین اور انسی دعا منگواتے ہین اور انکی اکثر حاجتین پوری کرتے ہین اور جادو اور منتر وغیرہ سی آن سی خدمت لیتی ہین غرضکہ انسان تو جنونکی اطاعت شرک اور بری باتون مین کرتے ہین جو جنونکو اچہی معلوم ہوتی ہین اور جن انسانونکی طاعت ان امور مین کرتے ہین جو انسانونکو خوش لگین یعنی تاثیرون اور بعض غیب کی خبرین بتا دینی مین پس ان دونو فریقون مین ہر ایک دوسرے سی نفع لیتا ہی اور یہہ آپ سیطانی حال والون یعنی جہوٹے صوفیون وغیرہ کی بہی حال ہی جو اپنے کشف اور تاثیرات سیطانی ظاہر کرکے جاہلون کے عقیدہ مین خداتعالی کے ولی بنتی ہین حالانکہ وہ شیطان کے ولی ہین جیسی جاہل زیب مین اگر خداتعالی کی دشمنون سی محبت کرتا ہی اور جو لوگ اوسکی دوست ہین اور اوسکی طریق کے پیروون سے عداوت کرتا ہی

فصل اور ایک لوگونکی لئی درستونکی عبادت اچہی کر دکہائی اور فرقہ ثنویہ سی جو بازی کی تو وہ نور کو عبادت کرنے لگی اور کہا کہ بنانیوالے دو ہین خیر کا بنانیوالا نور ہی اور بدی کا بنانیوالا اندہیرا اور انکی قول نہایت درجہ کو بری اور مخالف ہین اور ان لوگونکے لگبہگ مجوس ہین کہ نور اور آگ اور پانی اور زمین کی تعظیم کرتے ہین

اور وہ چند مختلف فرقون مین **صابیون سے شیطانکی بازی کا بیان** یہ قوم بہت بڑی ہے

اسکی دو قسمین مین ایماندار اور کافر چنانچہ اللہ فرماتا ہے ان الذین امنوا والذین ھادوا والصابئین

ہیشک جو مسلمان ہین اور جو یہود ہین اور صابئین

والنصارى من امن باللہ والیوم الآخر الآیۃ اس آیت مین ان لوگون کو اون چار

اور نصاری جو کوئی ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور پچھلے دن پر

قومون مین ذکر کیا جنمین ہر ایک کی دو قسمین مین نجات پانیوالے اور ہلاک ہونیوالے

اور نیز اون لوگون کو اون چہ قومون مین بہی ذکر کیا جو بحیثیت مجموعی دو طرح کے

ہین یعنی نجات پانیوالے اور ہلاک ہونیوالے چنانچہ فرمایا ان الذین آمنوا والذین

ہادوا والصابئین والنصارى والمجوس والذین اشرکوا ان اللہ یفصل بینہم

یوم القیامۃ اسمین ان دو قومون کو بہی ذکر کیا جنکے پاس کتاب آسمانی نہین

اور وہ دو قسمون یعنی بدبخت اور نیکبخت مین منقسم نہین اور وہ دونو مجوس اور

مشرک مین اس آیت فصل یعنی دوسری آیت مین بدبختی کی وعدہ وعید کی یعنی پہلی

آیت مین اون کو ذکر نہین کیا اور صابیون کا ذکر دونو مین فرمایا اس سے معلوم ہوا

کہ اس فرقہ کے لوگون مین بعضے بدبخت ہین اور بعضے نیکبخت اور یہ لوگ حضرت

ابراہیم کی قوم اور اونکی دعوت والے ہین اور یہ لوگ حران مین تہے جو صابیون کا گہر

ہے اور اونکی دو قسمین تہین ایک صابی حق دوم صابی شرک والے اور مشرکون مین سے

بعضے ساتون ستارون اور بارہ برجون کی تعظیم کرتے ہین اور انکی عبادتخانون مین اونکی تصویرین بناتے ہین

اور اسیطرح اونکے یہان ستارون کے خاص دیول یعنی بڑے عبادت خانے ہین عیسی نصاری کے یہان گرجا اور یہود کے یہان معبد ہین اور اون ستارونکی اونکی عندیہ مین دعائین اور عبادتین مخصوص ہین اور اون ستارونکی تصویرین اپنے دیولون مین کہینچتے ہین اور انکے لئے خاص مورتین بناتے ہین اور قربانیان ذبح کرتے ہین اور رات دن مین مسلمانون کی نمازونکی طرح اون ستارونکی پانچ نمازین مقرر ہین اور کچہ گروہ اونمین سے ماہ رمضان کے روزے رکہتے ہین اور قبلہ کی طرف کو نماز پڑہتے ہین اور مکہ معظمہ کی تعظیم کرتے ہین اور اوسکے حج کے معتقد ہین اور مردار اور خون اور سور کے گوشت کو حرام جانتے ہین اور رشتونمین سے نکاح کے باب مین اون کو حرام جانتے ہین جنکو مسلمان حرام کہتے ہین اور اس مذہب پر کچہ لوگ دولت کے اراکین مین سے بغدادمین تہے اونمین مین سے ہلال بن محسن الصابی کہری کا مالک اور بہت سے مشہور رسالون کا مولف ہے یہہ شخص مسلمانون کے ساتہ روزہ رکہتا اور عید کرتا اور زکوۃ دیتا اور حرام چیزون کو حرام جانتا اور لوگ مسلمانون کے ساتہ اوسکے ملے رہنے سے تعجب کرتے کہ اونکے دین مین نہین اور موافق رہتا ہے

اور انکو دین کی اصل انکی قول کے بموجب ہی کہ وہ دنیا کے دینون کی باتین اور
شریعت لیتی ہین اور انہین سے جو عقیدہ لوگونکا برا ہوتا ہی خواہ قول ہو یا عمل انکا انکار کرتے
ہین اور اسی جہت سے انکا نام صابیہ ہوا یعنی نکلنے والا یہہ کہ وہ ہر دین کے مجموعہ اور
تفصیل کے بموجب عبادت کرنے سے نکلکر اوس خیر کیطرف میل کرتے ہین جو اوس دین
مین حق بات سمجہتے ہین پہر اونہین سے بعض وہ ہین کہ مجمل ہو تو انکا اقرار کرتے ہین اور
تفصیل مین توقف کرتے ہین اور بعض مجمل اور مفصل دونوکے مقر ہین اور بعض مجمل
اور مفصل دونون کے منکر ہین پہر اونہین سے مشرک کہتے ہین کہ ہمکو خدا تعالی کے
جلال تک بدون ذریعون کے پونہچنا ممکن نہین تو واجب ہی کہ ہم اوسکی طرف ان
روحانیون سے تقرب کرین جو اوس سے قریب ہون اور وہ لوگ روحانی اور مقرب اور
مواد جسمانی سے پاک ہین تو وہی ہماری رب اور معبود ہین پس ہم اپنی نفسونکو شہوات
طبیعی سے پاک اور اخلاق کو خواہشون غضب والی کے علائق سے مہذب کرتے ہین
تاکہ ہم مین اور روحانیون مین مناسبت ہو جاوے اوسوقت ہم اپنی حاجت ان سے مانگتے
ہین اور تمام اپنی کامون مین اونکی طرف میل کرتے ہین تو ہماری نفسونکو لیاقت اور مدد
بدون ذریعہ پیغمبرون کے حاصل ہوتی ہی بلکہ اوسی سے ان سے ہم بہی لیتے ہین جیسا
رسولون نے لیا اور یہہ بہی انکا قول ہی کہ انبیا نوع مین ہماری مثل ہین اور مادہ

[illegible]

أن نتقرب اليه بتوسط الروحانيات ...

انفسنا عن الشهوات الطبيعية ونهذب اخلاقنا عن علائق القوى الغضبية حتى تحصل المناسبة بيننا وبين الروحانيات ...

[illegible]

مین ہماری ہی بشر کیو جو ہم کہاتے پیتے ہین اور یسکو انبیا بہی کہاتے پیتے ہین اور وہ
ہماری ہی طرح آدمی ہین ہستی پر بنا چاہتے ہین اور فرقہ اتحادیہ یعنی ابن عربی اور
ابن سبعین اور عفیف تلمسانی کے پیرو اور انکی گروہ اسی جماعت سے ہے مرشد محمد
ابن عربی کے قول کے سبب اس سے بھی زیادہ بات کے قایل ہوئے کہ ولی رسول سے
درجے مین وہ بہتر ہے اسلیے کہ ولی اُس معدن سے لیتا ہے جہان سے وہ فرشتہ
لیتا ہے جو رسول کیطرف وحی لاتا ہے اور انکی ہماری بشر کو ان نے اپنے نفسونکو انبیا کے
سیکھنے مین انبیا کی برابر ٹھہرایا تہا یہہ دعوی نہین کیا تہا کہ ہم انبیا سے اونچے ہین

فصل بیان مین شیطانکی بازی کے دہریونسے

دہریہ وہ فرقہ ہے کہ مصنوعات کو صانع سے معطل کہتے ہین یعنی انکا عقیدہ ہے کہ
مصنوعات کا کوئی صانع نہین وہ کہتے ہین کہ جو کچھ خدا ہمارا خال بیان کرتا ہے وہ
یہی دنیا کی ہماری زندگی ہے کہ ہم مرتے ہین اور جیتے ہین اور زمانہ کے سوا ہمکو کوئی
ہلاک نہین کرتا اور دہریہ دو فرقے ہین ایک تو اسبات کے قایل ہین کہ خدا پاک نے
آسمانونکو جب بری حرکت سے متحرک پیدا کیا جسپر وہ گردش مین آئی اور خود اپنے
صانع کو چکرایا اور انکی ضبط کرنے اور انکی حرکت کے بند کرنی پر قادر نہوا اور ایک
فرقہ وہ ہے کہ کہتے ہین کہ چیزونکا شروع یقیناً نہین صرف پوشیدگی سے ظہور مین آتی ہین

تو جو چیز بالقوہ ہوتی ہے جب فعل مین آتی ہے تو اشیاء مرکبہ اور بسیطہ موجود ہو جاتی
ہین خود اپنی ذات سے اور کسی چیز سے اور کہتے ہین کہ عالم ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کے
رہیگا نہ بدلتا ہے نہ پیدا ہوا ہے اور یہہ نہیں ہو سکتا کہ پیدا کرنیوالا کوئی کام
کرے جو باطل اور مہمل ہو تا وقتیکہ وہ خود اپنی فعل کے سبب باطل اور مہمل ہو
اور یہہ عالم جتنے اجزا اسمین ہین اونکو تمامی زوال ہے یہہ لوگ حقیقت مین معطل یعنی
خدا تعالیٰ کے بیکار جاننے والے ہین اور یہہ بیکار کرنا سب معطلہ فرقون مین پہیل گیا ہے
گو بیکار کرنے مین اونکی رائین مختلف ہین جسطرح کہ شرک کا مرض تمام مشرکون کے
فرقون مین باوجود اونکے مذہبون کے اختلاف کے پہیل گیا ہے اور
جسطرح کہ نبوت کا انکار اون لوگون مین پہیلا ہے جو نبوت یا اوسکی ایک صفت
کے منکر ہین یا مجمل اوسکا اقرار کرتے ہین اور اوسکے مقصود کے منکر ہین اور
اس بیماری سے سوا رسول کی پیروون کے اور کسی نے نجات نہین پائی یہہ لوگ جس بات
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے اوسکی حقیقت جانتے ہین اور ظاہر و باطن مین
اوسکو گرفت کرتے ہین نہ اوسکے سوا دوسری چیز کو غرضکہ شرکت اور تعطیل کا مرض
یا دونون رسول کی مخالفت کا روگ ہے جس چیز کو آپ لائے اوسکا یا اوسمین سے کسی چیز کا منکر
ہونا [illegible]

ایسا نہیں جسکا قول اور عقیدہ ان اصول سے یا انکی بعض سے مشتق نہو ۹

توا گر ان سے بچے تو بڑی مشکل سے بچی	ورنہ مجھکو ہی گمان تجھکو منہ کی دیجیات

فصل اور یہ مصیبتیں سب فیلسوفوں کو عام نہیں اسلیے کہ فلسفہ یعنی حکمت اپنی اصطلاح میں نہیں جانتی فلسفہ کے معنی تو حکمت کی محبت کے ہیں اور فیلسوف حکمت کے دوست کو کہتے ہیں مگر فیلسوف بہت سے لوگوں کے عرف میں اوس شخص کے لیے خاص ہو گیا ہے جو انبیا کے دین کے عقائد سے الگ ہو بات اوسکے گمان میں صرف عقل کے موجب ہو اوسکا معتقد ہو جاوے اور اس سے بھی خاص یہہ ہے کہ پچھلے لوگوں کے عرف میں ارسطو کے پیرو نکو فیلسوف کہتے ہیں اور وہ یہ لوگ ہیں جنکی طریق کو ابن سینا نے آراستہ کیا اور فلسفہ کے فرقوں میں سے یہ فرقہ علیحدہ ہے یہانتک کہ بعض کہتے ہیں کہ حکما میں سے آسمانوں کے قدیم ہونیکا ہوا ارسطو اور اوسکے ساتھیوں کے اور کوئی قائل نہیں ہوا اور ارسطو سے پہلے مشہور آسمان کے حدوث کے اور صانع کے اثبات کے اور عالم سے اوسکی جدائی ہونیکے قائل تھے اور یہہ صانع جہان کے اور آسمانوں کے اوپر ہے اپنی ذات سے جیسے ابو الولید ابن رشد نے اپنی کتاب مناہج الادلہ میں لکھا ہے اور وہ شخص اپنے عہد میں ان لوگوں کے اقوال سے واقف جانا جاتا تھا اور وہ ان میں جہت کی اثبات میں گفتگو نقل کی ہے اور اوس کا اعتراض ہی کہ شریعت والے اوسکو ثابت کرتے ہیں یعنی اللہ کو وہ سب کا بلند ہو جانا کہ سمجھ لیا یہانتک کہ اوسکی نفی معتزلہ نے کی

اونکو مسلمانونکی بہت سی جماعتون نے رد کیا ہی یہانتک کہ جہمیہ اور معتزلہ اور
قدریہ اور رافضیہ اور حکماء اسلام نے سب نے رد کیا ہی اور ارسطو نے اسبات کا انکار
کیا ہی کہ خدا تعالی موجودات مین سے کسی چیز کو جانے اور کہا ہی کہ اگر وہ کسی چیز کو
جانیگا تو اپنی معلومات سے کامل ہوگا بذات خود کامل نہوگا اور معلومات کی تصور سے
اوسکو نقصان لاحق ہوتی ہوگی اور اوسکی پیروی کی ان لوگون نے جو اتباع رسولون
مین جیسے ہین حالانکہ وہ پیغمبرونکی لائی ہوئی تمام شریعت سے جدا ہین اور ارسطو کو
معلم اول کہتے ہین اسلئے کہ وہ اول ان لوگون کا ہی جنہون نے اونکے لئے منطقی تعلیمات بنائین
اور ارسطو اور اوسکے تابعین کہتے ہین کہ منطق معانی کی ترازو ہی جیسے عروض شعرون
کی ترازو ہی اور اسلام کے نظر کرنیوالون نے اس ترازو کی خرابی اور اوسکی کجی اور ضعف
کے بیان کرنیکو بیان فرمایا اور اوسکو رد کرنے اور ساقط ہونیکے باب مین کتابین لکھین
اور سب سے بہتر اسبات مین شیخ الاسلام ابو العباس احمد ابن عبد الحلیم معروف بہ ابن تیمیہ نے
تصنیف کی ہی اونہون نے منطق کے رد و ابطال مین دو کتابین لکھی ہین جنمین اوسکا
باطل ہونا اور ساقط ہونا اور بہت وجہونکی خرابی کو بیان کیا ہی اور اسبات مین پہلے
ابو سعید سیرافی کی دیکھی ہی اور مقصود یہہ ہی کہ ملحد بتدریج اسی معلم ارسطو کی
پیروی کرکے یہانتک کہ نوبت اونکی معلم ابو نصر فارابی کی پہنچی اور سینا اونکے لئے

فلم يرده عليه بكثير من الطوائف الجهمية والمعتزلة والقدرية والرافضة وفلاسفة الاسلام وانكر ان يعلم الله شيئا من الموجودات وقال لو علم شيئا لكمل بمعلوماته ولم يكن كاملا في نفسه وكان يلحقه التعب من تصور المعلومات وتبعه من لا يرضى اتباع الرسل ويعبر عنه المعلم الاول لانه اول من وضع لهم التعاليم المنطقية ومنهم ارسطو

١٣

وانما قالوا ان المنطق ميزان المعاني كما ان العروض ميزان الشعر وقد بين نقاد الاسلام فساد هذا الميزان وعوجه وتخبيطه للاذهان وصنفوا في رده وتهافته ومن احسن ما صنف في ذلك شيخ الاسلام ابن تيمية الف في رده وابطاله كتابين بين فيهما تناقضه وتهافته وفساد كثير من اوضاعه ورأيت فيه تصنيفا لابي سعيد السيرافي والمقصود ان الملاحدة درجت على اثر هذا المعلم حتى انتهت نوبتهم الى معلمهم الثاني ابي نصر الفارابي فوضع لهم

تعلیمات معوّیہ بنائین جیسی معلم اول نے اونکے لئے تعلیمات حرفیہ بنائی تہین پہر ابو
معلم دوم نے فن منطق مین گفتگو کو وسعت دی ہی اور ارسطو کی حکمت کی تہذیب کر کے
اوسکو آراستہ کیا ہی ۔ اور ان لوگون کے نزدیک بموجب اوس تقریر کے جسکا ذکر ا
اونکے پچھلون مین سب سی افضل اور پیشوا نے کیا ہی اور وہ اوسکو سہولون پر مقدم
جانتے ہین یعنی ابو علی ابن سینا کے قول کے بموجب خداتعالی موجود مطلق بقید
اطلاق ہی اور اوسکو کوئی صفت ثبوتی جو اوسکے ساتھہ قائم ہو نہین اور وہ اپنے
اختیار سے کچھہ نہین کرتا نہ کسی چیز کو موجودات مین سے مطلق جانے نہ آسمانون کی گنتی
اور کوئی غائب چیز جانے نہ اوسکا کوئی کلام ہی جو اوسکے ساتھہ قائم ہو ۔ اور
اور ظاہر ہی کہ یہ ایک بات صرف خیال ذہن مین فرض کیا ہوا ہی جسکی کچھہ حقیقت نہین
یہ وہ پروردگار نہین جسکی طرف رسولون نے بلایا اور انہون نے اوسکو پہچانا بلکہ وہ سب کی
طرف ملحد بلاتی ہین اور اوسکو ماہیت سی علیحدہ اور ہر صفت ثبوتی اور فعل اختیاری سے
جدا بتاتی ہین اور یہ کہ وہ نہ داخل عالم مین ہی نہ عالم سی خارج نہ اوس سی متصل نہ اوسکا
مخالف نہ اوسکے اوپر نہ اوسکے نیچے نہ اوسکے آگے نہ اوسکے پیچھے نہ اوسکے دائین نہ اوسکے
بائین اور ملحدون کا قول اونکے معلم ارسطو کی نسبت کہ بہتر ہی اسلئے کہ انہون نے ایک واجب کو
ثابت کیا اور ایک ممکن ٹھہرایا کہ اوسکا معلول ہی اور جسطرح معلول علت سے صادر ہوتا ہی

اوسیطرح یہہ ممکن و اجب سے صادر ہوتا ہے لیکن ارسطو نے واجب کو اسی نظر سے ثابت کیا ہے کہ
فقط وہ کثرت کا مبداء عقلی اور آسمان کی حرکت کی علت غائی ہے اور تصریح کی ہے کہ وہ کچہہ کام
اوپنی اختیار سے کرتا ہے اور وہ باتین جو اوسکی مذہب کی پچھلوں کی کتابوں مین پائی جاتی
ہین وہ ابن سینا کی بنائی ہوئی ہین کہ اوسنے اوسکی مذہب کو اپنی کوشش سے دین اسلام
سے قریب کر دیا ہے اور جسقدر اوس سے ہو سکا اوسکی نہایت یہہ ہے کہ اوسکی مذہب کو فرقہ
جہمیہ غالیہ کے قول کے قریب کر دیا۔ اور فرشتون پر ایمان کا حال یہہ ہے کہ وہ فرشتون کو
مانتے ہی نہین نہ اونپر ایمان لاتے ہین بلکہ فرشتے اونکے نزدیک وہ نورانی شکلین ہین جنکا
تصور نفس کر لیا کرتا ہے اور وہ اونکے نزدیک عقلین ہین جنمین ا وہ نہین نہ وہ عالم کے
اندر ہین نہ باہر نہ اوپر آسمانون کے ہین نہ نیچے نہ وہ ایسے وجود ہین جو حرکت کرین نہ ادہر
جاتے ہین نہ نیچے اوترین نہ کچہہ بولین نہ بندون کے اعمال کو لکہین نہ اونکو کچہہ حس ہے نہ حرکت
اور بعض اونمین سے کچہہ لوگ اسلام کے قریب کرنیکو کہتے ہین کہ فرشتے بندون مین قوتین خیر کی
اور برکت ہین اور شیطان قوتین شر کی خرابی ہین اور اسیطرح کتابون کا حال ہے کہ اونکے
نزدیک اللہ تعالیٰ کا کوئی کلام نہین جسکو فرشتے کے ذریعہ سے اوتارا ہو اسلئے کہ اوسنے نہ کبھی
کچہہ کہا نہ کہے اور جو شخص اونمین سے مسلمانون کے قریب بنا کہتے ہین کہ کتابین اوتری ہوئی
الہیہ فیض ہے جو عقل فعال کیطرف سے اوس نفس پر اوترتا ہے جو مستعد اور زیرک اور صاف ہوتا ہے

ہین کرنے نہ اسبات کا اقرار کرین کہ الله تعالی نے آسمانون اور زمین کو
چہہ روز مین پیدا کیا اور اس عالم کو نیستی کے بعد ایجاد کیا نہ منکی اونکے
نزدیک نہ مبدا ہی نہ معاد ہی فصل اور فیلسوف کسی امت کی ساتہہ خاص نہین
اگرچہ لوگون نے جنکے مقالات کے نقل کرنیکی مشقت اٹہائی ہی وہ یونان کے
حکما ہین اور وہ ایک قوم ہی کہ اونکی ایک سلطنت ہی اور اونکی علما اون کے
فیلسوف ہین اور اونکا بادشاہ ہوئین سی سکندر مقدونیہ والا فیلقوس کا بیٹا تہا
یہہ شخص سکندر ذوالقرنین نہین ہی جو مرد نیکبخت موحد تہا اور اسکی خبر قران مین
خدا تعالی نے دی ہی ان دونو سکندرونمین بہت سی قرنونکا فاصلہ ہی اور یہہ
سکندر مقدونیہ والا مشرک تہا وہ خود اور اسکی تمام رعیت بت پرستی
کرتی تہی اور اوسکی اور حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان زمانہ بقدر سولہ سو
برس کے تہا اور ارسطاطالیس اوسکا وزیر تہا اور یہہ وہی سکندر ہی جو دارا بیٹی دارا کے
کے بادشاہ سے لڑا اور اوسکی تخت کو لوٹ دیا اور جماعت کو پریشان کیا پہر
وہ چین اور ہند اور ترک کی شہرونمین گیا اور اوسکی عہد مین یونانیونکو بہا اوسکی
وزیر ارسطو کے حرمت اور دبدبہ تہا اور انہین لوگونمین سقراط ایک شاگرد فیثاغورث
کا پیدا ہوا یہہ شخص اونکی عابدون اور خدا پرستونمین تہا اور بت پرستی کو بابین

اوسنے ملاحدہ کی مخالفت کی اور حجتون اور برہانون سے بت پرستی کے باطل کرنیکے لیے
اونکا مقابلہ کیا اوسپر عوام کہڑے ہو گئے بادشاہ کو مجبوری اوسکے قتل کرڈالنے پڑا
مگر اوسکو قید خانہ مین بہیجا تاکہ عوام کو اوس سے علحدہ رکہے پہر مشرک بدون اوسکے
قتل کے خوش نہوا اسلیئے بادشاہ نے اوسکو زہر دلوا دیا بعد اسکے کہ اوسمین اوسکی
خوب تقریرین لنبی چوڑی ہوئین اسیطرح افلاطون توحید مین اور بت پرستی سے انکار
کرنے اور عالم کے حدوث ثابت کرنے مین مشہور تہا اور یہہ شخص سقراط کا شاگرد تہا جب
سقراط مرگیا تو یہہ اوسکی جگہہ ہوا مگر اپنی قوم کے سامنے کبہی اونکی بات رد نکی نہ
معبود کو برا کہا اسلیئے وہ لوگ اوس سے خاموش رہے اور ملحدون کی نوبت ابن
اور یہہ شخص اپنے حال سے خود خبر دیتا ہی کہ مین اور میرا باپ دونو حاکم کی دعوت والو نہ
مین غرضکہ یہہ شخص باطنی قرمطیو نمین سے تہا جو مبدا اور معاد پر ایمان نہین رکہتے
اور شیعہ ہونے اور اہل بیت کیطرف منسوب ہونیسے چہپ جاتے تہے اور وہ پردہ
تہے اور اہل علم اور ایمان کو قتل کر ڈالتے تہے اور الحاد والون کو چہوڑ دیتے تہے
اونہین کے زمانہ مین اور اونکے خاص لوگون کے اخوان الصفا کے
مین اور جب نوبت شرک کے مددگار طوسی پر پہنچی جو ملحدونکا وزیر تہا اور
رسول کی پیروی کرنیوالون سے خوب اپنے دل کے پہپہولے پہوڑے اور اونکو تلوار

اور حافظون اور قاضیون اور فقہا اور محدثین کو مار ڈالا اور فیلسوفون اور نجومیون
اور جادوگرون کو باقی رکہا اور مسجدونکی خیرات اونکو دلوا دی اور اپنی کتابونمین
عالم کے قدیم ہونے اور آخرت کے باطل ہونے اور رب پاک کی صفات مثل علم وقدرت
وغیرہ کے انکار کرنیکی تائید کی اور ملحدون کے واسطے مدرسے بنوائے اور ملحدون کے
پیشوا ابن سینا کی کتاب اشارات کو قرآن کی جگہہ کرنا چاہا مگر اسپر قادر نہوا اور
یہ کہا کہ اشارات خاص لوگون کا قرآن ہے اور قرآن عوام کا قرآن ہے اور
نمازونکا بدلنا اور روزونکا زمین کر دینا چاہا اگرچہ یہہ مطلب اوسکا پورا نہوا اور انجام
کو اوسنے جا دیکہا اور ان لوگونمین خدا تعالی کو بیکار جاننا فرعون کے وقت
سے چہپا ہوا تہا یہانتک کہ اللہ تعالی نے اپنے بندے اور رسول حضرت مسیح علیہ السلام کو
بہیجا آپ نے اونکو واسطے دین کو از سر نو تازہ کیا اور اوسکی نشانیان بتائین اور
اونکو خدا واحد کی عبادت کیطرف بلایا لوگون نے اونکے ساتہہ عداوت کی
اور جہٹلایا اور اونکو اور اونکی ماکو بڑی تہمتین لگائین اور اونکو مارڈالنے کا
قصد کیا اللہ تعالی نے آپ کو اپنی پاس اوٹہا لیا اور اون لوگون سے آپ کو پاک
کیا پہر اللہ تعالی نے آپ کے انصار کو قائم کیا اور اونکا معاملہ مین سو برس کے
قریب درستی پر رہا پہر حضرت عیسی علیہ السلام کے دین نے بدلنا شروع کیا

یہانتک کہ نصاری کے ہاتہو نمین اس سی کچہہ نہ باقی رہا تہا جس پر سب متفق ہوجاوین مگر اختلاف پر اور ایکدوسرے کو برا کہنی اور باطل اعتقادات پر علیحدہ ہوتے تہے اور حضرت عیسیٰ کے دین مین سی اکثر کچہہ باتین باقی نہین مثل ختنہ کرنے اور ناپاکی سی نہانے اور شنبہ کی تعظیم کرنی اور سُور کی حرمت کی اور اُن چیزونکی حرمت کی جو توریت نی حرام کی تہین بجز اُن امور کے جنکی حلت کی اوسمین تصریح ہوگئی ہے اور بعد کو معاملہ اسطرح رہا یہانتک کہ لوگون نے سُور کو حلال کر لیا اور شنبہ کو حلال جانا اور اُسکی عوض مین یکشنبہ کو کر لیا اور ختنہ کرنا اور ناپاکی سے نہانا چہوڑ دیا اور حضرت عیسیٰ بیت المقدس کیطرف نماز پڑہا کرتے تہے نصارے نی پورب طرف کو پڑہی اور آپ نے صلیب کی کبہی تعظیم نکی تہی جیسی انہون نی اوسکی تعظیم اور عبادت کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبہی کاسا روزہ نرکہا اور اُنکا روزہ ایک مہینا چاند کا پورا تہا اِن لوگون نے اس عدد پر روزے بڑہا کر اوسکو بہار کے موسم مین بدل لیا اور اِس چاند کی مہینونکو رومی مہینون سی بدلنی کی عوض مین روزونکی حد کی زیادتی کو ٹہرایا اور یہہ لوگ نجاستون سی بہری ہوتے ہین حالانکہ حضرت عیسیٰ نہایت پاکی مین تہے اور انکا مقصود اِس سی یہودیونکی مخالفت ہے اور فلسفہ الّان

اور بت پرستونکی طرف نزدیکی کی اسطرح کہ بعض باتونمین اونکی موافق ہوی تاکہ پہیلوی
ان سے دیندرلین اور حاصل انکے عقیدہ کا جسپر اکثر دنکا اتفاق اونکے بادشاہ
قسطنطین کے جمع کرنیسے ہوا ہی وہ ہے جو عنقریب مذکور ہوتا ہی اور اس جمع
ہونیکا سبب یہہ تہا کہ اسکندریہ کے بطریق نے اریوش کو گرجا مین جانے سے
منع کیا اور برا کہا اریوش قسطنطین کے پاس گیا کہ بطریق کی تعدی کی اُس سے
شکایت کرے اور اوسکے سامنے اوس سے بحث کرے بادشاہ نے اوس سے کہا
کہ تو اپنے قول کا بیان کر اوسنے کہا کہ مین یہہ کہتا ہون کہ باپ جب تہا تب بیٹا
نہ تہا پہر بیٹا پیدا ہوا تو وہ اوسکا کلمہ ہوا مگر وہ نوپیدا ہے پہر باپ نے اوسکو
کام سپرد کردیا نوآوہ آسمانون اور زمین کا اور اونکی بیچ کی چیزونکا پیدا
کرنے والا وہی ہوا جیسا اوسنے اپنی انجیل مین فرمایا کہ بیٹے نے کہا کہ
مجکو حکومت آسمان اور زمین پر دیگئی ہے تو وہی اُن دونو کا پیدا کرنیوالا
ہوا اِسی جہت سے کہ اوسکو یہہ امر عطا ہوا پہر وہ کلمہ مجسد کو مریم عذرا البتول پاکیزہ
اور روح القدس سے ملکر ایک ہوگیا اور وہی ایک مسیح بنگیا تو مسیح
کے اب دو معنی ہین ایک کلمہ اور ایک جسم مگر وہ دونو
مخلوق ہین بطریق سکندریہ والے نے کہا کہ

تیرے نزدیک اِن دونوں مین سے ہمپر عبادت کسکی زیادہ تر واجب ہے
جسنے ہمکو پیدا کیا اوسکی یا جسنے ہمکو پیدا نہین کیا اوسکی اریوش نے کہا کہ
اوسکی عبادت واجب ہے جسنے ہمکو پیدا کیا بطریق نے کہا کہ تو بیٹے کی پرستش
جسنے ہمکو پیدا کیا اور وہ مخلوق ہے وہ ہمپر باپ کی عبادت سے زیادہ
واجب ہے حالانکہ باپ پیدا کیا ہوا نہین بلکہ باپ کی عبادت جو پیدا کرنیوالا
ہے کفر گنی جاوے اور بیٹے کی عبادت جو مخلوق ہے ایمان ہووے یہہ
قول بطریق اور اوسکے ساتہیونکا بادشاہ اور حاضرون کو اچھا
معلوم ہوا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اریوش کو اور جو اوسکا قول کہے اوسکو
لعنت کرین پس جب بطریق غالب ہوا تو بادشاہ سے کہا کہ بطریقون اور
پادریون کو جمع کرو تاکہ ہمارا مجمع ہو اور اوسمین ہم دین کی شرح کرین
قسطنطین نے تمام اطراف سے اونکو جمع کیا تو اوسکے پاس ایک برس اور دو مہینے کے بعد دو ہزار
اڑتالیس پادری اکٹھے ہوئے اور یہہ سب جدا جدا رائے اور مختلف دین مین تھے
جب اکٹھے ہوئے تو بہت شا شور ہوا انمین سو اٹھارہ پادری اونمین سے ایک رائے پر
متفق ہوئے اور باقی پادریون سے مناظرہ کرکے اون پر غالب ہوئے ان
مین کے سو لئے بادشاہ نے ایک مجلس خاص منعقد کی اور خود بیچ مین بیٹھا

اور اپنی انگوٹھی اور تلوار اور چھڑی لیکر اونکو دی اور اونسی کہا کہ مین نے تمکو سلطنت پر اختیار دیا جسمین تمہاری دین کا انتظام ہو وہ بات کرو جسے بیٹے اس باب مین اوسی پر اتفاق کیا اور ہرایک تلوار اوسکے گلے مین ڈالدی اور کہا کہ دین نصرانی ہونیکو لیتی ہے اور اوسی برائی کو دور کرا اور جو امانت کہ سب نے بالاتفاق لکہ بنائی تھی وہ اوسکے حوالہ کی کہ اوسکے نزدیک جو اوسکا اقرار نہین کرتا نصرانی نہین ہوتا اور نہ کوئی قربانی بدون اوسکے پوری ہوا اور وہ یہہ ہی ایمان لاتے ہین ہم الہ اکیلے باپ پر جو ہر چیز کا مالک ہی اور جو چیز ہم دیکھتی ہین اور نہین دیکھتے اوسکا بنانیوالا ہے اور اکیلے رب یسوع خدا کے اکلوتے بیٹے سب خلق کے کنوارے پر جو تمام جہانون سے پیشتر اپنے باپ سے پیدا ہوا اور بنایا ہوا نہین معبود برحق ہی معبود برحق سے اپنے باپ کے جوہر سے اور جسکے ہاتھ مین تمام جہان درست کیے گئے اور ہر چیز کو پیدا کیا اور جو کہ ہم آدمیون کے گروہ کی خاطر اور ہماری چہٹی کے لیئے آسمان سے اترا اور روح القدس سے جسم لیکر انسان بنگیا اور حمل مین رہا پہر مریم بتول یعنے دنیا سے منقطع سے پیدا ہوا اور الم اور درد دیا گیا اور مارا گیا اور سولی دیا گیا اور دفن کیا گیا اور تیسرے دن اوٹھکر

آسمانپر چڑہگیا اور اپنے باپ کی داہنی جانب بیٹہا اور وہ دوسری دفعہ آنیکا
مستعد ہی کہ زندون اور مردون مین فیصلہ کرے اور ہم ایمان لاتے ہین
روح القدس اکیلی سچی روح پہ جسکی محبت کی روح اوسکی باپ سے پیدا ہوئی ہے اور
ایک معمودیت پر خطاؤنکی بخشش کیواسطے اور ایک جماعت پاک جا ملتقیہ پر
اور اپنی بدنونکی قیامت پر اور دوسری زندگی پر ابدالاباد تک اور اسی
عقیدہ پر اور جو شخص اسمین اونکا مخالف ہو اوسکو برا کہنے پر سب کے سب
بادشاہ سے علحدہ ہوئے پہر اریوش جاکر اپنے قول پر لوگونکو بلاتا تہا
اور نصاری کو ان تین سو سے نفرت دلاتا تہا پس اپنے ساتھ ایک
بڑی جماعت اکٹھی کی اور بیت المقدس کو گیا جب اکٹھی ہوئے اریوش نے
کہا کہ ان لوگون نے مجہپر ظلم اور زیادتی کی اور جو لوگ اوس کے ساتھ
تھے بہت نے اوسکی موافقت کی مگر لوگ اوسپر گرے اور پیٹا یہانتک
کہ قریب ہوا کہ جان سے مارا جاوے پہر مجمع اول سے اٹھاون
برس کے بعد اونکا تیسرا مجمع ہوا اوس مین وزیرون نے
اور سردارون نے جمع ہوکر بادشاہ سے کہا کہ لوگون کا
قول خراب ہوگیا اور اوسپر قول اریوش کا غالب ہوگیا

بادشاہ نے پادریونکو جمع کیا ادنمیں سے ڈیڈہ سو پادری قسطنطنیہ مین جمع ہوئے اور اریوش کے قول کو دیکہا تو اوسکی گفتگو مین سے ایک یہہ تہی کہ روح القدس پیدا کیا ہوا بنا یا ہوا ہے خدا نہین اسپر سکندریہ کے بطریق نے کہا کہ ہمارے نزدیک روح القدس کے معنی بجز روح خدا کے اور کچہہ نہین اور خدا تعالی کی روح بجز اوسکی زندگی کے اور کچہہ نہین پس اگر ہم قائل ہون کہ روح القدس پیدا کی ہوئی ہی تو ہم اسکے قائل ہونگے کہ خدا تعالی کی روح مخلوق ہے اور جب یہہ کہین گے کہ خدا کی روح مخلوق ہے تو یہہ کہین گے کہ اوسکی زندگی مخلوق ہے اسکے یہہ معنی ہونگے کہ ہم خدا تعالی کو زندہ نہ کہین اور جو کوئی اوسکو زندہ نہین کہتا وہ کافر ہے اور جو کافر ہی اسپر لعنت کرنی واجب سبنے اریوش اور اوسکے مرشدون اور چیلونکو لعنت کی پہر اس مجمع کے اکاون برس بعد اونکا ایک چوتہا مجمع نسطورس کے سامنے ہوا اور اسکا مذہب یہہ تہا کہ مریم علیہا السلام خدا کی والدہ حقیقت مین نہین مگر وہان دو مین ایک وہ معبود جو باپ سے موجود ہے اور دوسرا وہ انسان جو مریم سے موجود ہے اور یہہ انسان جسکو ہم مسیح کہتے ہین خدا کے بیٹے کے ساتھہ متحد ہے

اور خدا کا بیٹا حقیقت مین بیٹا نہین بلکہ بر سبیل بزرگی اور دونامون کے ایک ہونے
سے یہہ خبر تمام شہرون کے بطرلقیونکو پونہچی وہ سب نسطورس کی غلطی ثابت
کرنے پر متفق ہوئے اور اُنمین آپسمین اس باب مین خطوط جاری ہوئے اور
سب نے اجتماع کرکے نسطورس کے پاس مناظرہ کی لئی قاصد بہیجا اوسنے مناظرہ
سے انکار کیا اور اوسپر لعنت کرنا واجب کیا جب اوسکو لعنت کی تو الطاکیہ
کا بطریق اسبات سی غصہ ہوا اور اوسنی ان پادریونکو جو اوسکی ساتہہ آئی تہی
جمع کیا اور اونسے مناظرہ کیا اور اونکو بند کردیا اور اُنہون نے لڑائی
کی اور اُنمین جنگ ہوئی پہر صلح ہوگئی اور نسطورس کے لعنت کرنیکو جاری کردیا
اور اونکی مجمع ہمیشہ اسیطرحکی باتونپر ہوتے رہی اور جب انکی پہلون کا یہہ حال
ہو جنکا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سی قریب تہا اور حکومت بہی اونکی پاس تہی تو اب پہلونپر
کیا گمان کرتے ہو اور یہہ امت دو بڑی خرابیونکی مرتکب ہوئی جنسے کوئی عقل والا راضی
نہوگا ایک تو مخلوق کے بابمین اتنا مبالغہ کرنا کہ اوسکو شریک خالق کا ٹھہرا کر
اوسکا لڑکا اور دوسرا معبود اوسکی ساتہہ ٹہہرانا دوسری خالق کو گہٹانا اور
اوسکو گالی دینا اور بڑی باتون کی تہمت اوسکو لگانی چنانچہ
کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ عرش سے اوترا اور اکیعورت کی پیشابگاہ مین گیا

اور وہان تم مہینے ٹھہرا پہر یہ دودہ پینا نکلا یہانتک کہ یہہ نوبت ہوئی کہ
یہودیون نے اوسکے چپت لگائی اور صلیب پر چڑہایا خدا تعالی اونکی قول سے
بہت بڑا ہے اور اس باب مین انکا غدر قول کی نسبت کرنی بہت بڑا ہے اسلئے کہ
انکا اصل عقیدہ یہہ ہے کہ پیغمبرونکی روحین حضرت آدم علیہ السلام کی خطا کے باعث
اوسوقت سے حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانہ تک دوزخین ابلیس کے محبس مین تہین اور
یہہ دستور تہا کہ جب کوئی آدمزاد مرتا تہا تو ابلیس اوسکے باپ کی گناہ کے عوض اوسکو
پکڑ کے دوزخین قید کرتا تہا جب اللہ تعالی نے انکو چہوڑانا چاہا تو ابلیس پر یہہ بہانہ
کیا کہ اپنی عظمت کی کرسی سے اوترکر مریم کے پیٹ مین چلا گیا یہانتک کہ پیدا ہو کر جوان
ہوا اور آدمی بنکر اپنے دشمنون یہود کو اپنے اوپر قادر کیا حتی کہ اونہون نے صلیب
پر چڑہا کر اوسکو مار ڈالا تو اوسنے اپنے انبیا اور رسولونکو خلاص کیا اور آپ اپنی نفس کو
فدا کیا بجز اس شخص کے جو اوسکی سولی دئیے جانیکا منکر ہو یا اسمین شک کرے اور کہے کہ
خدا تعالی اس سے بزرگتر ہے تو وہ شخص ابلیس کے قید خانہ مین عذاب پایا جاویگا یہانتک
کہ یہاں انکا اقرار کرے تو ان باتون سے انہون نے رب کو عاجز اور قدرت سے بیکار کردیا
کہ انبیا کو نہین چہڑا سکا اور اوسکی طرف ظلم کو منسوب کیا کہ باپ کے گناہ کے عوض بیٹون
انبیا کو قید کیا اور اوس کی طرف یہ باتین نسبت کین جو مخلوق میز

سے بہی کیسکے شایان نہون خالق جلشانہ کا نوکیا ذکر ہے – اور وہ لوگ صلیب
کی تعظیم اسجہت سی کرتے ہین کہ اوسپر حضرت عیسی علیہ السلام اونکی عقیدہ مین چڑہائے
گئے تہے اور اگر اُنکو عقل ہوتی تو صلیب تعظیم کے قابل نہ تہی بلکہ اونکی قول کے بموجب
ہونے پر مستحق جلانے اور ذلت کی تہی **فصل** اور اونکی راہب دین کی کسی بات پر
نہین اونکا امر کا مدار اسبات پر ہی کہ حیلون کے پہندی لگا دین اور عوام کی عقلیں
اونمین پہنسا دین اور اونکی مال اُڑا دین ایک حیلہ اونکا وہ ہی جسکو وہ اپنی
عید مین جسکا نام عید النور ہی بیت المقدس مین کرتے ہین کہ ایک گہر مین جمع
ہوتے ہین جسمین قندیل لٹکی ہوئی ہوتی ہے اور وہ روشن نہین ہوتی مگر جب
اونکے عالم انجیل پڑہتے ہین اور اپنی آوازین بلند کرتے ہین اور دعا مین
گڑگڑاتے ہین یکایک گہر کی چہت مین سے ایک آگ قندیل کی بتی پر گرتی
ہے جو چمک کر جل اوٹہتی ہے اوس وقت وہ لوگ ایکبارگی چیخ مارتے
ہین اور رونے اور چلانے لگتے ہین – ابو بکر طرطوسی نے ذکر کیا ہے
کہ بعض برسون مین یہہ خبر بیت المقدس کے حاکم کو جو اوس سال کے لئے
مقرر تہا اور اوسکو سقمان کہتے تہی پونہچی اوسنے اونکے بطریقون کو
حکم بہیجا کہ مین تمہارے پاس اس عید کے دن تمہاری قولکی تحقیقات کیواسطے آونگا

باتحاد المخلوق فان فضل
الخالق جل وعز ثم يعظمون
الصليب لانه صلب عليه
ولو كان لهم عقل لما كان
الصليب حقيقا بذلك
بل على عقيدتهم
الخرافي وانا لا حاجة

فصل

وربحا لهم ليتسوا على شيء من الدين و
انما كان رأيهم على نصب حبائل الحيل
ليعضوا بها عقول العوام ويستبدوا
اموالهم ومن ذلك ما يفعلونه في عيدهم
المسمى عيد النور ببيت المقدس يجتمعون
الى بيت فيه قنديل معلق لا نار فيه
فاذا اتلى احبارهم الانجيل ورفعوا اصواتهم
وابتهلوا بالله عادا اذا بنار قد نزلت من
سقف البيت فيقع على ذبالة القنديل
فيشرق ويشتعل فيضجون ضجة واحدة
وياخذون في البكاء والتضرع
قال ابو بكر الطرطوشي
فلما كان ببعض السنين
نمي هذا الخبر الى والي البيت
المقدس في ذلك العام
يسمى سقمان فانفذ الى
بطارقتهم اني نازل اليكم

سانزدہ

اگر سچا ہوا اور مجکو کوئی لاگ اوسمین ظاہر نہوئی تو مین تمکو مانونگا اور جان
بوجہکر اوسکی تعظیم کرونگا اور اگر عوام کے بہکانے کا طریق ہوا تو تمہر
دو بلاؤ اونگا جسکو تم برا جانوگے سبب حکم اُن لوگون پر نہایت شاق
ہوا اور حاکم سے درخواست کی کہ ایسا نہ کیجئے مگر اوسنے نمانا آخر کو بہت
سا مال دیا اوسنے لیکر اونسے چشم پوشی کی طرطوسی کہتا ہے کہ شہر
مین اسکندریہ مین ابو محمد بن اقدم سے ملا اوسنے مجہسے بیان کیا کہ یہہ لوگ
تانبے کا بہت پتلا تار لیکر اوس گہر کے برج کے بیچ مین قندیل کی
بتی کے سر تک رکہتے ہین اور اوسپر لبان کا تیل ملدیتے ہین اور
گہر مین اتنا اندہیرا ہوتا ہے کہ دیکہنے والے تانبے کا تار نہین
دیکہتے اور چونکہ اُس گہر کی تعظیم کرتے ہین تو کسی کو اوسمین
جانے نہین دیتے اور برج کی چوٹی مین ایک آدمی ہوتا ہے
جب یہہ لوگ چیختے ہین اور دعا مانگتے ہین وہ اوپر کا شخص
تار سی پر تہوڑی سی رال کی آگ ڈال دیتا ہے وہ آگ
لبان کے تیل کے ساتہہ آکر بتی کو لگ جاتی ہے اور انکی
میلون مین سے ایک یہہ ہی کہ روم کی ولایت مین متوکل کے عہد مین ایک گرجا تہا

اذا كان يوم عيد
الناس ويجتمع عند صنم
فيما قتلت من ثدي ذلك
الصنم في ذلك اليوم من
منه اللبن وكان يجتمع
للسادن ذلك اليوم مال
عظيم فبحث الملك عنها
فانكشف امرها فوجد القيم قد
نقب من وراء الحائط نقبا الى ثدي الصنم
وجعل فيها انبوبة من رصاص واوصلها
بالجدار ليخفى امرها وايهاما علامة من الله بقبول
قربانهم فلما انكشف له امر بضرب عنق

جب اوسکی عید کا دن ہوتا تو لوگ اوسکی زیارت کو آتے اور اوسمین ایک بت کے
پاس جمع ہوتے اور دیکہتے کہ اوس روز اوس بت کی چہاتی مین سے دودہ نکلتا ہے اور
اس روز خادم کے پاس بہت سا مال جمع ہوجایا کرتا تہا بادشاہ نے اوسکی تحقیقات
کی تو حقیقت حال اسطرح ظاہر ہوئی کہ متولی نے ایک سوراخ دیوار کے پیچہے سے اس بت
کی چہاتی تک کرکے اوسمین ایک رانگ کی نلی رکہکر اینٹ سے اوسکو درست کردیا تہا
کہ اوسکا حال مخفی رہے اور لوگ جانین کہ یہ علامت اونکی قربانی کے قبول ہونیکی
خداتعالی کیطرف سے ہے جب متوکل بادشاہ کو حقیقت حال کہلی تو خادم کی گردن
مارنے اور گرجاؤنمین صورتون کے مٹانیکا حکم دیا۔ اور عجیب باتین جو اس امت
سے واقع ہوئین اونمین سے ایک یہ ہے کہ اونہون نے اپنے روزون کے شروع
مین ایک ہفتہ کے روزے ہرقل بادشاہ بیت المقدس کے لئے بڑہائے اور سبب اسکا یہ ہے
ہے کہ فارس والے جب بیت المقدس کے مالک ہوئے اور نصاری کو قتل کیا اور
گرجاؤن کو ڈہایا تو یہودیون نے اونکی مدد کی اور بہت سے نصاری کو اونکے
ساتہ ہوکر جان سے مارڈالا بلکہ فارسیون کی نسبت کہ اونکی خرابی یہودیون نے زیادہ
کی جب ہرقل چلا تو یہودیون نے بہت سے ہدیہ لیکر اوسکا استقبال کیا اور اوس سے درخواست کی
کہ ہمارے لیے ایک عہدنامہ لکہدو چنانچہ اوسنے ویساہی کیا جب وہ بیت المقدس مین داخل ہوا تو جو

السادن وتحطيم الصور من الكنائس ومن
عجائب ما وقع من هذه الامة انهم ارادوا اجتماع

نصاریٰ بیت المقدس مین تہے اونہون نے اوسکے سامنے یہودیون کی حرکت کی
شکایت کی اوسنے کہا کہ تم مجہسے کیا چاہتے ہو اونہون نے کہا کہ اونکو قتل کر ہرقل نے
کہا کہ مین کسطرح اونکو قتل کردون مین تو عہدنامہ اونکی لئے لکہہ چکا ہون اور عہد کے
توڑنیکی خرابی تمکو معلوم ہی اونہون نے کہا کہ جب تونے اونسے عہد کیا تہا تجہکو معلوم
نہا کہ اونہون نے نصاریٰ کو قتل کیا اور گرجاؤن کو گرایا ہی اونکا قتل اللہ تعالے
کے نزدیک ثواب ہی اور اس گناہ کو ہم تیری اوپر سے اوٹہا لیتے ہین اور مسیح علیہ السلام
سے درخواست کرینگے کہ اس گناہ مین تجہکو مواخذہ نہ کرے اور ہم تیری لئے ایک ہفتہ
کے روزے ان روزون کے سوا مین مقرر کئے دیتے ہین اور جبتک نصرانی موجود رہینگے
اون دنو نمین ہم گوشت چہوڑ دینگے اور اسباب مین تمام اطراف کو ہم لکہدینگے
ہرقل نے اونکا کہنا مان لیا اور یہودیون کو بیت المقدس کے گرد اور جبل الخلیل
کے گرد اتنا مارا کہ اونکی کثرت شمار سے زائد ہی اور بیت المقدس والے
اور مصر والے اس ہفتہ کے روزے رکہتے ہین اور باقی اہل شام اور روم اوندنو نمین
گوشت نہین کہاتے یا ود ہہ اور جمعہ کا روزہ رکہتے ہین اور ستیلا کی بابت سے انہین
عیدین مین کہ سب کی سب تبالی ہوئی اور اونکی تجویز دونسے نئی پیدا کی ہوئی ہین ایک
اونمین سے عیدیسیکا قتل ہی اور اسکا سبب یہ ہے کہ اسکندریہ مین

ایک بت تہا اور سب مصر اور اسکندریہ والے اوسکی بڑی عید کیا کرتے
تہے ایک بطریق نے اوسکو توڑنا چاہا لوگون نے نمانا اوسنے تب بہت
بہانہ کیا کہ یہہ بت نہ فائدہ دیتا ہے نہ نقصان اگر تم یہہ عید اور قربانیان
میکائیل خدا کے فرشتے کیواسطی کرو تو وہ تمہاری سفارش خدا کے پاس
کریگا لوگون نے اوسکی اِس بات کو اور اپنے بت کے توڑنیکو مان لیا غرضکہ
اُسنے اُنکو ایک کفر سے دوسرے مین بدلدیا۔ اور اسیطرح عید صلیب ہے اور وہ
اونکی قول کے بموجب اُسوقت مین ہی جسمین عیسیٰ کی صلیب جسپر وہ چڑہائی
گئی تہے ظاہر ہوئی اور وہ پہلی پوشیدہ تہی یہودیون نے اوسکو غلیظ کی
جا مین رکہدیا تہا اِسنظر سے کہ نصاری اوسکی پاس آتے جاتے تہے اور اسکو
ترک جانتے تہے اور اسباب مین وہ حکایت بیان کرتے ہین جسکی کچہہ اصل نہیں
اور اوسکی خرابی پر مدت کے زیادہ ہونے کی جہت سے عقل حکم کرتی ہے
کہ لکڑی مٹی مین تین سو اٹہارہ برس نہین رہتی اس سے کم مدت ہی مین سڑجاتی
ہے اور نیز اور بڑی باتون کی جہت سے جنپر اس حکایت کی تفصیل مشتمل
ہے اور شیطان کی بازی اونکے ساتہہ نماز کے اندر چند وجہون سے
ہے اول یہہ کہ اونمین سے اکثر کی نماز نجاست اور ناپاکی کے ساتہہ ہوتی ہے

اور حضرت عیسے علیہ السلام اِس نماز سے بری ہین دوسرے یہہ
کہ اونکی نماز پورب طرف کو ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسے
علیہ السلام صرف بیت المقدس کیطرف کو نماز پڑہتے تھے تیسرے یہہ
کہ نماز کے شروع کیوقت اپنی پیشانیون پر صلیب بناتے ہین **فصل**
امت غضبیہ سے شیطان کی بازی کے ذکر مین اللہ تعالی فرماتا ہے +

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَن يُنَزِّلَ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ

برے مول خرید کیا اپنی جان کو کہ منکر ہوئے اللہ کے اتارے کلام سے اس ضد پر کہ اتارے اللہ اپنے فضل سے جسپر چاہے اپنے بندون مین سو کما لائے غصہ پر غصہ

اور فرمایا

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ ۚ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ

تو کہہ مین تمکو بتاؤن ان مین کسکی بری جزا ہے اللہ کے ہان وہی جسکو اللہ نے لعنت کی اور غضب ہوا اور کئے ان مین بعضے بندر کئے اور سور

اور فرمایا

تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ

تو دیکھتا ہے ان مین بہت لوگ رفیق ہوتے ہین کافرونکے بری تیاری بھیجی ہے اپنے واسطے کہ اللہ کا غضب ہوا ان پر اور ہمیشہ وہ عذاب مین ہین

اور خدا تعالی نے ہمکو امر فرمایا کہ اپنی نماز مین اس طرح کہین

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

چلا ہمکو راہ سیدہی راہ اونکی جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے

اور جناب رسالت مآب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے ثابت ہوا

کہ یہودیون پر غصہ ہوا ہے اور نصاری گمراہ ہیں غرضکہ اول بازی شیطان کی اونسی
یہ ہوئی کہ اونہون نے اپنی نبی کے صدمین کہ انکی نجات پائی اور فرعون کے ڈوبنے کو
تہوڑے ہی دن ہوبیٔے تہے جب ایک قوم کو دیکہا کہ اپنے بتون کے پاس بیٹہی تہین
یہ کہا کہ ہمارے واسطے ایک معبود بنا جیسے انکی معبود ہین پہر بچہڑے کی عبادت کرنی
لگے اور جو دیکہہ چکے تہے عذاب مشرکون پر ہوا تہا اوسکو دیکہہ چکے تہے اور یہ بہی دیکہہ لیا تہا
کہ اوس گوسالہ کا بنانیوالا اوسکو بناتا ہے اور ڈالتا ہے اور آگ مین جلاتا ہے اور
ہتوڑے سے پیٹتا ہے اور سوہن سے اوسکو رگڑتا ہے اور اوسکو موسی علیہ السلام
کا معبود بہی ٹہہرا دیا اور حضرت موسی علیہ السلام کو جانور کی عبادت کی طرف بلکہ
جانورون مین سے نہایت کم سمجہ جانور کی عبادت کی طرف منسوب کیا اور اونکی طرف
خطا کرنے اور خدا تعالے سے بہک جانے کو منسوب کیا اور کہا کہ ہٰذَا اِلٰہُکُمْ وَاِلٰہُ مُوسیٰ
فَنَسِیَ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ نسی کے معنی یہ ہین کہ بہک گیا اور راستہ چوک گیا
اور ایک روایت مین اون سے یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنے رب کی جستجو کو گئے مگر بہول
گئے اور اوسکی جگہہ نجانی اور سدی نے کہا ہے کہ اپنے معبود کو یہان چہوڑ کر اوسکو ڈہونڈہنے گئے
اور محمد بن جریر کہتے ہین کہ اونکے بچہڑا بنانیکا سبب وہ روایت ہے جو ہمکو حضرت ابن عباسؓ سے
پہنچی ہے اونہون نے فرمایا کہ جب فرعون دریا پر دوڑا آیا تو ایک مشکی گھوڑی پر سوار تہا

ده گہوڑا دریا مین گہسنے سے ڈرا اوسکے لیئے حضرت جبریل علیہ السلام ایک گہوڑی
سوار کی صورت بنکر پہلے دریا مین گہس گئے جب گہوڑے نے گہوڑی کو دیکہا تو
وسکے پیچہے گہس گیا کہتے ہین کہ سامری نے جبریل علیہ السلام کو پہچان
اور ایک مٹہی اونکی گہوڑی کے پانون کے نشان سے سم کے نیچے کی لی اور یہ شخص گاے کی
پوجا کرنیوالی لوگون مین سے تہا اسی لیئے گاے کی پرستش کرانے مین اچہا جانتا تہا
اور بنی اسرائیل مین اسلام ظاہر کر رکہا تہا اور ایک بازی شیطان کی ہاتہ سے اونکی نیکی کی
زندگی مین وہ ہے جسکو اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہے کہ اونہون نے
یہہ کہا لَن نُؤمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللهَ جَهرَةً یعنی دو بدو اور اسیطرح اپنی نبی سے کہا کہ
اِذهَب اَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُونَ اور بیت المقدس کے دروازہ مین
گہسنے کیوقت جب کہ سجدہ کرنیکا اونکو حکم ہوا تہا اوسکو بدل ڈالا اور سرین کے بل
اوسمین داخل ہوتا الا نکہ حکم یہہ ہوا تہا کہ اوسمین سجدہ کرتے ہوے داخل ہو اسیطرح توریت مین کے حکم کی
نافرمانی کرنا یہانتک کہ پہاڑ کو اونکے اوپر سایبان کیطرح اوٹہا کر کہڑا کر دیا گیا فضل اللہ نے شیطان کی
یاری ایک اون کے ساتہہ یہہ ہے کہ وہ لوگ جنگل مین تہے اونپر ابر نے سایہ کر رکہا
تہا اور من اور سلوے اون پر اوترتا تہا تو اس سے جی بہر گئے اور لہسن
اور پیاز اور مسور اور ساگ اور کہیرے کے مزہ کو یاد کر کے انکی درخواست کی

اور یہہ امر اس جہت سے ہوا کہ اپنی نفسون کے واسطی اونکی پسندیدہ تہی اور مفید
غذا اونکا لحاظ کم کرکے مضر غذا اونکی طرف مائل ہوئی جو بدن کا جز کمتر ہوتی ہین
اور ایک بازی اونکی اونسی یہہ ہی کہ انکو یہہ سوجہا دیا کہ خدا تعالی پر شریعتون
کے نسخ کرنیمین برا کام ہی اور یہہ شیطانی شبہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت
کے انکار کرنیکی سپر تہی اور اس شبہہ کی تقریر یون کی کہ نسخ کرنا بدا کا مستلزم ہے
اور وہ الہ تعالے پر محال ہی اور اللہ تعالی نے اونکو توریت کی صریح آیت
مین جہٹلایا جیسا کہ قران مجید مین انکو جہوٹا کیا چنانچہ فرمایا کُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا
سب کہانے کی چیز حلال
لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ قُلْ فَاْتُوْا
تہین بنی اسرائیل کو مگر جو حرام کرلی تہی اسرائیل نے اپنی جان پر توریت نازل ہونے سے پہلے
بِالتَّوْرٰىةِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ آخر آیتون تک جنمین اونکی جہوٹ کی تصریح پائی
تو کہہ لاؤ توریت اور پڑہو اگر سچے ہو
جاتی ہی تو اسمین خبر دی کہ کہانا کل توریت کے اترنے سے پیشتر بنی اسرائیل
کیواسطے حلال تہا سوا اوسکے جو حضرت یعقوب ع نے اوسمین سے اپنی نفس پر حرام
کر لیا تہا اور ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل اپنے باپ حضرت یعقوب ع کی شریعت اور ملت
پر تہے اور جو کچہہ اونکی لئے حلال تہا وہ خدا تعالی ہی کا حلال کیا ہوا تہا حضرت
یعقوب ع کی زبانی اور اونکی بعد اور انبیا جو توریت کی اترنے تک ہوئے اونکی زبانی
پہر توریت نے بہت سی کہانی جو بنی اسرائیل کو توریت کی اترنے سے پیشتر حلال تھے

حرام کردی اور انکو یہہ بات معلوم ہی پھر اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم کہو کہ تورت لاکر اوسکو پڑہو اگر تم سچے ہو دیکہو تو اوسمین یہہ ہی کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی نفس پر وہ چیز حرام کی جسکو تورت نے تمپر حرام کیا ہی یا حرمت اوس چیز کی ہی جسکو یعقوب نے حرمت مین خاص کرلیا تہا یعنی صرف اونٹون کے گوشت اور اونکے دودہ اور جب اوسمین یہہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے صرف اسیکو تنہا حرام کیا تہا اور اسکے سوا سب چیزین اوسکی اولاد کیلئے حلال تہین اور تورت نے اونمین سے اکثر کو حرام کردیا تو تمہارا جہوٹ کہل گیا **فصل** امت مغضوبہ یہہ کہتی ہی کہ تورت نے بہت سی باتونکو جو پہلے مباح تہین منع کر دیا اور کسی ممنوع باتکی اوسمین اباحت مذکور نہین ہوئی اور منسوخ ہونا جسکو ہم منع کرتے ہین وہ موجب ہوتا ہی ممنوع امر کے مباح ہونیکا بہ نسبت مباح امر کی حرمت کو اور یہہ بہی کہتی ہین کہ تمہاری شریعت مین اکثر ان باتونکی اباحت در روہی جنکو تورت نے حرام کیا ہی باوجودیکہ اونکی حرمت اپنی وجہہ سے ہوئی تہی کہ انمین خرابی تہی پہر مباح ہونیکی کیا وجہہ ہی اور اونکی اس شبہہ کو یہہ تقریر باطل کرتی ہی کہ برائت اصلی کا دور ہونا اور حرمت سے اباحت کا اٹہنا اگر ثابت ہی تو اسکی یہہ معنی ہوئی کہ جس بات پر حکم استصحابی اور شرعی تہا وہ دوسرے حکم سے اباحت کسی مسئلت کو جو مقتضی تبدیل کے تہی بدلگیا اور اباحت کا حرمت سے

دلنا اور حرمت کا اباحت سے متغیر ہونا دونون مین کچھ فرق نہین اور جو شبہ کہ اوسکا
دونون مکہون مین سے ایک مین جیسے ہماری وہی بعینہ دوسری جگہ مین ہو اسلیے کسی ہم
شریعت میں مباح کرنا اوسکی خرابی کی ہونیکا تابع ہی اسلیے کہ اگر اوسمین کوئی خرابی غالب ہو تو
تو شریعت مین جسکی اباحت ذاتی ہے جب اوسکو دوسری شریعت نے حرام کردیا تو یقینا حرام
ہی کہ اوسکی حرمت ہی اوس شریعت مین مصلحت ہو جیسے کہ اوسکا مباح ہونا ہی
پہلی شریعت میں مصلحت تہا تو اگر خدا نخواستہ پہلی شریعت مین حرام چیز کا مباح
ہونا خرابیون کے مباح ہونے کا متضمن ہوگا تو ضرور ہی کہ دوسری شریعت
مین مباح کی حرمت خوبیون کی حرمت کو متضمن ہوگی اور یہہ دونون باتیں باطل ہین
تو جس صورت مین کہ یہہ درست ہوا کہ کسی شریعت مین حرمت اون اشیاء کی ہو جنکو حضرت
ابراہیم علیہ السلام اور آپکے بعد کے لوگ مباح جانین تو یہہ بہی درست ہے کہ دوسری
شریعت مین حلت بعض اشیاء کی جو توریت مین ممنوع ہین وارد ہوا اور اسی شہر یا در
سے امت غضبیہ نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبوت حضرت
عیسی علیہ السلام کی رد کی ہی اسکا جواب انکو یہہ بہی دیسکتے ہین کہ حرام کی ہوئی چیز دو حال سے
خالی نہین یا تو اوسکی ذات حرام ہی اسطرحکہ اوسکا مباح ہونا کسی زمانہ مین ممکن نہو یا حرمت
اوسکی اس وجہ سے ہو کہ اوسمین کوئی خرابی پائی جاتی ہے پس اگر اول صورت

ہی تو لازم آتا ہی کہ جس چیز کو توریت نے حرام کیا ہو وہ تمام انبیاء پر ہر زمانہ مین اور
ہر ایک جگہہ مین حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے لیکر خاتم الانبیا جناب سرورکائنات
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حرام ہو اور اگر حرمت اور مباح ہونا مصلحتون کے تابع ہوں تو ہر
زمانہ اور جگہہ اور حال کے اعتبار سے جدا جدا ہوا کرتی ہین ایک ہی چیز ایک ہی ملت مین حرام ہوتی
ہے دوسری مین نہین ہوتی اور ایکوقت مین ہوتی ہی دوسرے مین نہین ہوتی اور ایک جگہہ مین
ہوتی ہے دوسری مین نہین ہوتی اور ایک حال مین حرام ہوتی ہی دوسرے مین
اسلیے اللہ تعالی فرماتا ہی مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ہی یعنی اللہ پاک ذو جبروت ہی اسکی قدرت اور
سلطنت اور اپنی ملک و مخلوق مین تصرف کرنیکا عام ہوا اسکو ہر ایک کا اختیار نہیں ہو جانا منسوخ کرنیکا اور
جو جیسا باقی رکھے اور تعجب ہی کہ یہود باوجودیکہ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پیغمبر کی
شریعت مین بہت چیز منسوخ کرنیکو روا رکھا ہے بتلاتے مین مگر اکثر عقاید مین انکا تمسک اپنے علماکی شرع کی ہوئی تقلید پر ہی
چنانچہ ایک یہہ ہے کہ کہتے ہین کہ جو شخص ہمارے دین پر نہو اسکے ساتھ کھانا کھانا اور نکاح
آپس مین کرنا اور اسکے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حرام ہی اور اسکی وجہ یہہ ہی کہ انکے
عالم جانتے ہین کہ ہمارا دین ہمارے ذلیل رہنے کے ساتھ اسیطرح رہ سکتا ہے کہ
ان لوگون کو تمام دینون کے لوگون سے میل جول رکھنے سے نفرت دلاوین

اور توریت مین صرف اُن لوگونکے ساتھہ نکاح حرام ہی جو بت پرست اور مشرک
ہون اور جانور ذبح کئی ہوئی وہ حرام ہین جیسے بتون کیطرف تقرب کیا جاوے
کیونکہ وہ جانور اُن چیزونمین سی ہین جنپر نام خدا تعالی کا نہین لیا گیا اور جو
جانور قربانی کے طور پر ذبح نہین ہوتے اُنکو توریت نے حرام نہین کیا پہر نہین معلوم
ان لوگونکو کیا ہوا ہی کہ مسلمانونکا ذبح کیا ہوا نہین کہاتے مسلمان تو انپر ذبحہ
پر خدا تعالی کا نام لیتے ہین اور اونکے علمانے دو کتابین لکہی ہین ایک کا نام مشنا
ہی اوسکا حجم آٹھہ سو ورق کے قریب ہی اور دوسری کا نام تلمود ہی اوسکا حجم خچر کی
نصف بوجھہ کی برابر ہی اور اوسکا مولف ایک شخص نہین بلکہ اوسکو ایک جماعت نے
بعد دوسرے بنایا ہی اور یہہ دونو کتابین مشتمل ہین اُن باتونپر جنکو ان لوگون نے پیدا
کیا ہی اور توریت مین نہین اور ایک کتاب ذبح کے بابمین بہی تراشی ہی اوسمین وہ
سختیان اور بوجھہ رکہی ہین جنکی کچہہ اصل نہین انمین سی ایک یہہ ہی کہ سینہ پہونکا
جاوے یہانتک کہ ہوا اوسمین بہر جاوے اور غور سی دیکہین کہ اوسکی کسی سوراخ سے
ہوا نکلتی ہے یا نہین اگر اوسمین سی ہوا نکلتی ہی تو اوسکو حرام جانینگے اور اگر
سینہ کا کوئی کنارہ دوسری سے لگا ہوا ہوگا جب بہی نکہا دینگے اور جو شخص کہ
ذبح کئی ہوئی جانورونکے حال کا جو پایا رہتا ہی اُس سی یہہ کہدیا ہی کہ ذبیحہ کی پیٹ

مین یا پانا تہہ ڈالے اور اپنی انگلیون سی ٹٹولے اگر دلکو شبہہ سی یا دونون طرف
مین سے کسی جانب مین چھپا ہوا پاوے اگرچہ چھپنا باریک بال کی برابر رگ سی ہی ہو
تو اوسکو حرام جانتی ہین اور اسکا نام طرلقیہ رکہا ہی اِسمی سی یہہ مراد ہی کہ وہ نجس ہی
اور اوسکا کہانا حرام ہی اور یہہ نام رکہنا اونکی مبتلا ہونیکی اصل ہی اور یہہ اسلئی کہ
توریت نے اُنپر طرلقیہ کا کہانا حرام کیا اور طرلقیہ وہ شکار ہے جسکو شیر یا بہیڑیا
یا اور کوئی درندہ اونکے سوا شکار کرے اور یہہ وہ جانور ہی کہ قرآن مجید مین
وما اکل السبع کے لفظ سی بیان فرمایا ہی اور اسپر دلیل یہہ ہی کہ توریت مین کہا
ہے کہ جنگل مین گوشت پہاڑ کہایا ہوا مت کہاؤ اور اوسکو کتے کو سامنے ڈالدو
اور لفظ طرلقیہ کی اصل طوارف ہی اور یہہ لفظ توریت مین حضرت یوسف علیہ السلام
شکار چھینے جانے یا درندے ۱۲
کے قصہ مین مذکور ہی جسوقت انکی بہائی آپکے کرتہ پر جہوٹا خون لگالائی تہے اور کہا
تہا کہ بہیڑیے نے انکو پہاڑ ڈالا اور توریت مین بہی کہا ہی کہ گوشت جنگل مین پہاڑا
ہوا مت کہاؤ اور غالب یہی ہی کہ پہاڑا ہوا شکار جنگل ہی مین ملتا ہی اور اسحکم کے
اترنیکا باعث یہ تہا کہ وہ لوگ خیمون والے تہے جنگل مین رہا کرتے تہے اسلئی کہ وہ
جنگل مین چالیس برس پہرتے رہے اور کہانا بجز من اور سلوی کے اور کچھ نملا اور
سلوی ایک چہوٹا پرندہ مثل بٹیر کے ہوتا ہی اور اسمین یہہ خاصیت ہی کہ اوسکے

گوشت کا کہانا دل کو نرم کرتا ہی اسلئے کہ یہہ پرند جب رعد کی آواز سنتا ہی مرجاتا ہی کہ اسلئے
خدا تعالی نے اوسکو سمندر کے اون جزیروں میں رہتا بنا دیا جنمیں مینہ اور رعد نہیں ہوتا
تو اون لوگون کا اس پرند کو کہانا گویا اونکی سختی دل کی لئے دوا کی مانند تہا
اور مقصود یہہ ہے کہ اونہون نے طریقہ کے نام رکہنے میں زیادتی کی اور اونکو
بے جگہہ رکہا اس بدعت سے اونکی غرض تمام امتون سے نفرت کرنی اور یہہ وہم
دلانا ہی کہ یہہ لوگ ایسی چیز میں جو اور امتیں نہیں جانتی لگے ہین - اور جسقدر
اونکا کوئی عالم تکلیف مین زیادہ ہوتا ہی اوتنا ہی اونکے نزدیک وہ عالم ربانی ہوتا
ہے اور اونکی کوئی جماعت کسی شہر مین ایسی نہین ہوتی کہ جب کوئی
عالم شخص اونکے دین والون کا دور کے شہرون سے آوے تو اونکو اپنے
دین کے باب مین کچہہ سختی اور احتیاط مین مبالغہ بتلاوے اور وہ عالم ہمیشہ
اونمین کوئی نہ کوئی بات بری جانا کرتا ہے اور اونکو دین مین کچہہ نہ کچہہ کی طرف
منسوب کیا کرتا ہے اور اوسکی غرض یا تو اون پر ریاست حاصل کرنیکی ہوتی
یا کوئی اور مطلب حاصل کرنیکی اور جب اونمین ٹہہرنا چاہتا ہے تو
اون کے ذبح کرنیکی چہری کو خوب غور سے دیکہتا ہے
اور کہتا ہے کہ مین تو اپنے ہی ہاتہہ کا ذبح کیا ہوا

کرتا ہون اور ہمیشہ اسیطرح رہتا ہی پھر جب کوئی اور مسافر اونکے پاس
آتا ہی اور پہلا مقیم کو خوف ہوتا ہی کہ کہین آنیوالا اوسپر اعتراض نکرے تو اوسکی دلداری
کیواسطے اوسکی تعظیم کرتا ہی اور پیار اوسکی موافقت اور سچا کہنے مین سعی کرتا ہی تو یہ پہلے
شخص کا فعل دوسرے کو اچہا معلوم ہوتا ہی اور اوسی سے کہتا ہی کہ اللہ تعالی نے
میان شخص یعنی اول کا ثواب بہت بڑا کیا کہ اوسنے دین کی عزت ان لوگونکی دونون
منصوبہ کردی اور شریعت کے طریق کو اونکے نزدیک درست کیا اور جب اول
شخص اوسی سے ملتا ہی تو اوسکی تعریف اور شکر گذاری کرتا ہی اور اوسکو دعائین دیا کرتا
ہی اور اگر دوسرا شخص پہلے شخص کی باتونکا یعنی تشدد اور تنگی کا منکر ہوتا ہی تو اون
لوگون کے نزدیک اوسکی قدر نہین ہوتی بلکہ بعض اوقات اوسکو جاہل اور دین
مین ڈہیلا سست کہتے ہین اسلئے کہ اونکو یہی اعتقاد ہی کہ تنگی کرنا اور حلال چیز کو حرام
کرلینا ہی دین ہی غرضکہ وہ ہمیشہ صواب اور حق اوسی شخص کے ساتھ اعتقاد کرتے
ہین جو تشدد کرے اور یہ صورت اوسوقت ہی کہ آنیوالا اونکے فقہا مین سے ہو الا جس
صورت میں کہ وہ اونکے عابدون اور زاہدون مین سے ہوتا ہی تو جو قواعد کہ وہ اونپر اعتماد
کرتا ہی اور جو طریقہ کہ اونکو پیدا کیے ہین اوسکے فرضونمین ملاتا ہی عجیب و غریب دیکہو گی اور لوگونکو ایک
کا اوسکی زیارت کرنے مین یہانتک کہ وہ اونکا مال اور روپیہ کہینچتا ہے

فصل اور شیطان کی ایک بازی آن سے یہہ ہی کہ جب اونپر کوئی حکم شرعی مشکل
پڑتا ہی تو اوس سے بچنا بہت طرح کے حیلوں سے ڈہونڈہتے ہین پہر اگر حیلے اونکو تہکا
دیتے ہین تو کہتے ہین کہ یہہ حکم ہمپر تب تہا جب ہمکو ملک اور ریاست تہی انمین سے ایک
یہہ صورت ہی کہ اونکی شریعتونکے احکام مین سے ہی کہ جب دو بہائی کسی گانو مین ہون
اور ایک انمین مر جاوے اور کوئی لڑکا اپنے پیچھے نچھوڑے تو اوسکی بیوہ غیر شخص کے
پاس نجاوے بلکہ اوسکا خسر لڑکا یعنی دیور اوس سے نکاح کر لے اور اول جو اوس
سے لڑکا پیدا ہووے وہ اوس بڑے بہائی کیطرف منسوب ہو تو اگر دیور اوس
عورت سے ناراض ہو یا عورت اوس سے نکاح کرنا چاہتی ہو تو ایک حیلہ کرتے ہین
اور وہ یہہ ہی کہ وہ عورت حاکم کے پاس جاوے اور اوسکو سکہا دیتے ہین کہ
حاکم سے کہے کہ میرے دیور کو منظور نہین کہ اپنے بہائی کا مقام بنی اسرائیل مین
قائم کرے اور مجہہ سے نکاح نہین چاہتا پس حاکم اوسکو وہان بلاکر بزور کہلاتا ہی
کہ مین اس سے نکاح نہین چاہتا پہر عورت اوسکا موزہ پکڑ کے اوسکے پانو مین سے
نکال لیتی ہی اور اوسکو اپنے ہاتہہ مین رکہکر مرد کے منہہ پر تہوک دیتی ہی اور اوسپر
منادی ہوتی ہی کہ جو شخص اپنے بہائی کا گہر نبنائے اوس سے ایسا ہی معاملہ کیا جاوے
اور اوس مرد کو بعد اسکے مخلوع کہتے ہین اور اوسکی اولاد کو مخلوع کی اولاد بولتے ہین

تو دیکھو کہ عورت سے زبردستی مرد پر جہوٹ بلواتے ہین اگر مرد نے نکاح چاہا تہا اور
عورت نے تو اوسکو ناپسند کیا ہو اور جب اوسکو یہ الفاظ سکہا دیے اور اونکو کہد یا تو
پہر مرد کو جہوٹ کا حکم کرتے ہین اور شاید نکاح کرنا اوسکی خواہش اور تمنا ہی ہو
مگر اسکو جہوٹ کا حکم کرتے ہین اور ایسی بات پر کفایت نہین کرتے کہ مرد پر جہوٹ بلواتے
ہین اور اوسی خود کو زبردستی جہوٹ بولنا لازم کرتے ہین بلکہ عورت کو مسلط کرتے
ہین کہ مرد کے منہ پر تہوکے اور اوسکو رسوا کرے اور اس صورت کا نام مسئلۃ الیتامے والحالیوس
رکہتے ہین۔ اور الله تعالی کی حرام کی ہوئی چیزونکو مباح کرتے ہین انکی حیلون پر پہلے
تنبیہ گذر چکی ہے جو تم جان چکے حاصل یہہ ہے یہ لوگ حیلون اور فریب اور مکر اور
خباثت کی کہان ہین اور انہون ہی نے رسول خدا صلے الله علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ
کیا تہا کہ ایک چہت پر چڑہے اور ایک چکی کا پاٹ لیکر اوسکو آپ پر گرا دینا چاہا آپ اوس
وقت ایک دیوار کے سایہ مین بیٹہے تہے آپکو یہہ بات وحی سے معلوم ہو گئی اور ان لوگون
نے آپکے دشمنونکی مدد کیکے مخالف ہو کر کی اور زہر سے آپکا مار ڈالنا چاہا مگر خدا تعالے
نے آپکو یہہ حال بتلا دیا اور انہون نے آپ سے دغا کی اور آپ پر جادو کر دیا یہانتک
کہ آپکو یہ خیال ہو جاتا تہا کہ کوئی کام کر لیا ہے اور کیا نہین ہوتا تہا اور حضرت داؤد اور
... مین لگ رہے اور ایک شیطان کی بازی اونسے یہہ ہے کہ وہ لوگ آل داؤد علیہ السلام

ہیں سو ایسی شخص پر ظاہر ہونیوالے سکے منتظر ہیں کہ جب وہ دعا کیلیے اپنے لب ہلائیگا
تو تمام امتیں مر جاونگی اور کہتی ہیں کہ وہ شخص مسیح ہوگا جسکا اونکو وعدہ ہوا ہی کاکو حقیقت
میں وہ مسیح گمراہی کا انتظار کرتے ہیں اور وہ دجال ہی پہلے وہ لوگ دجال کے تابع
میں بہت ہوسنگے وہ مسیح رہنمائی کے تو حضرت عیسی بن مریم صلوات اللہ علیہ
ہیں جو اون کو قتل کرینگے اور اون میں سے کسیکو نہ چھوڑیگا اور تینوں امتیں ایک
آنیوالیکا انتظار کرتے ہیں جو آخر وقت میں نکلیگا اس وجہ سے کہ اون سے ایکا
وعدہ ہوا ہی اور مسلمان حضرت مسیح عیسی بن مریم علیہما السلام کے انتظار میں ہیں اور امام
مہدی علیہ السلام کے نکلنے کی منتظر ہیں جو اہل بیت نبوت میں سے ہونگی زمین کو عدل سے بھر دینگی
جیسے اب ظلم سے بھری **فصل** اور شیطانکی ازہی امت غضبیہ سے ایک یہہ ہے کہ یہہ لوگ ہر ایک بات
میں سے جلد دھوکے میں ہیں اپنی نماز میں کہتے ہیں کہ امتیں کہتی ہیں کہ اونکا خدا کہان اے اب
ہوشیار ہو جا کب تک سوویگا اپنی خواب سے جاگ اوٹھ اور انکو ان کفر کی کلمات پر اسلئے جرأت ہوئی
کہ ذلت اور بندگی سے نہایت درجہ کو تنگ ہوئے اور کشادگی کی منتظر ہیں جو اون سے دور ہی ہی میں
مرتی جاتی ہے اور گمان کرتے ہیں کہ یہہ بات اللہ کے نزدیک بڑی مرتبہ میں واقع ہوگی اور ایک انکی خرافات
سی یہہ ہے کہ اللہ تعالی کو کہتے ہیں کہ اپنی فعل پر پشیمان ہوا ہی چنانچہ توریت اونکی پاس موجود ہے
اوسمیں یہہ قول ہے کہ اللہ تعالی آدم کے پیدا کرنے پر نادم ہوا اور اوس پر نہایت

شاق گذرا اور اپنی رای مین رجوع کیا اور یہہ قول اونکے نزدیک حضرت نوح
علیہ السلام کے قصہ مین ہی کہتے ہین کہ جب اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کی
قوم مین فساد دیکھا اور یہہ کہ اونکا کفر اور شرارت زیادہ ہوئی تو آدمی کے پیدا
کرنے پر پشیمان ہوا اور اونمین سی اکثر کہتے ہین کہ خدا تعالے طوفان پر آمادہ ہوا کہ آنکہہ
اوسکی دکہنے لگی اور فرشتون نے اوسکی عیادت کی اور اوسنے اپنی اونگلیان دانتون مین
اتنی کاٹین کہ خون چلا اور ان لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے سامنے
بہی اسطرح کی کفر کی باتین کی ہین چنانچہ ایک یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین
عرض کیا کہ خدا تعالی نے آسمانون اور زمین کو چہہ روز مین پیدا کیا پہر آرام کیا یہہ قول آپکو شاق معلوم ہوا
خدا تعالی نے اونکے قول کو جہوٹا کر کے یہہ آیت اوتاری وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ
اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ **فصل** اونکی ایک بات یہہ ہی کہ انبیاء علیہم
السلام کو باتین طعن کرتے ہین اور حضرت موسی علیہ السلام کو اونکی نذر مین تکلیف دی اور ایسی چیز
کیطرف منسوب کیا جس سے خدا تعالی نے اونکو بری کیا اور مسلمانون کو اون کی سی حرکت
کرنیسی منع فرمایا چنانچہ ارشاد ہی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا
قَالُوْا اور صحیحین مین حضرت ابوہریرہ کی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی
ثابت ہوا ہے کہ بنی اسرائیل ننگے نہایا کرتے اور ایکدوسرے کو دیکہتے

اور حضرت موسیٰ تنہا غسل فرماتے بنی اسرائیل نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ اسلیے نہیں نہاتے
کہ اونکے خصیے بڑے ہیں پھر حضرت موسیٰ نہانیکو گئے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھدیے وہ
پتھر آپکے کپڑے لیکر بھاگا حضرت موسیٰ اوسکے پیچھے یہہ کہتے ہوئے دوڑے کہ میرے کپڑے پتھر
لئے جاتا ہے یہانتک کہ بنی اسرائیل نے آپکی برہنگی کو دیکھا اور کہا کہ بخدا موسیٰ میں تو
کوئی عیب نہیں اور اس آیت کی تفسیر میں بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون
علیہما السلام پہاڑ پر چڑھے اور حضرت ہارون کی وفات ہوئی بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ
پر اونکے قتل کی تہمت لگائی پس الله تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم کیا کہ حضرت ہارون کو اٹھا لائے
اور بنی اسرائیل کو انکی وفات دکھلادی اور ان لوگوں نے جناب رسالتمآب محمد مصطفےٰ صلی الله علیہ وآلہ
وسلم کی ایذا میں قول اور فعل سے مبالغہ کیا اور بہت سے نبیوں کے باب میں طعن کیا اور انکی
طرف باتیں میں سے ایک وہ ہے جسکو توریت کی نص کیطرح منسوب کیا ہے کہ جب الله تعالیٰ نے
حضرت لوطؑ کی قوم کو ہلاک کیا اور سوا حضرت لوطؑ اور انکی دو بیٹیوں کے اور کوئی نہ بچا
تو اونکی ایک بیٹی نے دوسری سے کہا کہ آؤ اپنے باپ کو شراب پلادیں اور اوس سے ہم بستر ہوں
تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں اور اس سے عجیب تر یہ ہے کہ جو توریت اونکے پاس موجود
ہے اوسمیں ہے کہ یہودا بن یعقوبؑ نے اپنی بڑی بیٹی کا نکاح ایک عورت سے کیا جسکو تامار کہتے تھے
اور وہ اوس سے اقلام کیا کرتا تھا پس الله تعالیٰ اوسکی حرکت سے غصہ ہوا اور اوسکو

بلاک کیا یہودا نے اوس عورت کا نکاح اپنے دوسرے بیٹے سے کر دیا یہہ لڑکا اسقدر سنگدل
تہا کہ وہ بڑے بہائی کا کہلا دیگا اوس عورت سے صحبت کرکے انزال باہر کرتا تہا الہی تعالے
کو اوسکی یہہ بات ناخوش معلوم ہوئی اوسکو بہی وفات دی یہودا نے اوس عورت کو اپنے میکے
جانیکی اجازت دی جبتک کہ انکا ایک چہوٹا لڑکا بڑا ہو جاوے اور عقل کامل ہو جاوے اس
خوف سے کہ کہیں اوسکا بہی وہی حال نہو جو اوسکے دونو بہائیوں کا ہوا وہ عورت اپنے باپ
کے یہاں رہی ایکروز یہودا اپنے مکانپر چڑہے اونکی بہو فاحشہ عورتوں کا سا لباس پہنکر
اونکے سامنے ہوئی یہودا نے اوسسے رغبت کی اور خرچی کے عوض اپنی لاٹہی اور انگوٹہی
اوسکے پاس گرو رکہکر اوسسے صحبت کی اوسکو حمل رہگیا جب یہودا کو خبر پہنچی کہ بہو کو
زنا کا حمل ہے تو اوسکے جلانے کا حکم کیا اوسنے اونکے پاس اونکی انگوٹہی اور لاٹہی بہیجدی
پس یہودا نے عذر کیا کہ مینے اوسکو نہیں پہچانا اور اوسکا دوبارہ ملانا حلال
نسمجہا یہہ لوگ کہتے ہیں کہ اس زنا سے تامار کے جو اولاد ہوئی اونکی نسل میں داؤد
پیغمبر علیہ السلام ہیں آدم اونکی جہوٹ باتوں میں سے ایک یہہ ہے کہ خاوند اگر اپنی عورتکو طلاق
دیدے اور وہ دوسرے سے نکاح کرے اور پہلا شوہر اوس سے پہر رجوع کرے تو ان دونوں کی
اولاد ولد الزنا ہوگی اور کہتے ہیں کہ اس واسطے سے مسلمان اولاد زنا میں اور انکا قول ہے
کہ عبداللہ بن سلام ہیں جنہوں نے یہہ مسئلہ تراشا ہے اور انکا قصد اس سے یہہ تہا کہ

کہ مسلمانون کی اولاد کو اولاد زنا ٹہراتے ہین اور کہتی ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے بہت سی خوابین دیکہی تہین جنسے معلوم ہوتا تہا کہ وہ صاحب دولت ہونگے پس آپنے
بنا سیحہ کبری کی تجارت کیلئے شام کو سفر کرکے علمای یہودسی ملاقات کی اور اپنے خواب
اونسی بیان کیے تو اونہون نے جانا کہ یہہ صاحب دولت ہونگے اسلئے عبد اللہ بن سلام کو آپکے
ساتہہ کر دیا آپنے علوم توریت اونسی سیکہی اور فصاحت اور معجزہ جو قرآن مین موجود
اوسکو عبد اللہ بن سلام ہی کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہہ باب ایسے لوگون سے دور
نہین جو اپنی معبود مین طعن کرتے ہین اور ایسی وہ باتین لگاتے ہین جو اوسکی شان بزرگ کے
لایق نہین اور اوسکے انبیا کی نسبت بری بری باتون سی کرتے ہین مثلا حضرت عیسی علیہ السلام کو
ولد الزنا کہتے ہین اور اونکی ماں کو بدکار کہکر فعل بد منسوب کرتے ہین اور حضرت لوط علیہ السلام کی شان مین
کہتے ہین کہ اپنی دو بیٹیون سی نشہ کی حالت مین زنا کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کیطرف
جادو لگاتے ہین کہ وہ جادوگر بادشاہ ہین اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شان مین
کہتے ہین کہ انہون نے اپنی آقا کا پائجامہ کہولا اور اوسکا آسن لیا پس دیوار پہٹی اور
اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو انگلیان دانت سی کاٹتے دیکہا
مگر نہ اوسکے یہان تک کہ اون پر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور
فرمایا کہ اے یوسف تم زانیون مین ہو جاؤ گے حالانکہ خدا تعالی کے نزدیک

تم انبیا مین شمار ہوتے ہو غرضکہ زنا سے تصرف سیوجہ سے باز رہی اور بہین نہایت درجہ کی مذمت ہے
اور انکا یہ کہنا کہ حضرت عیسی علیہ السلام بیمارونکا علاج دوا اون سے کرتے تہے اور لوگونکو وہم
سے یہ دلاتے تہے کہ شفا آپ کی دعا سے ہوتی ہے اور تعجب یہ ہے کہ جو توریت انکے پاس ہے اوسمین
موجود ہے کہ یہودیون سے سلطنت نجاویگی جبتک کہ مسیح علیہ السلام نہ آوینگے اور اسکی موجب
مسیح علیہ السلام کی نبوت پر انکو قائل ہونا چاہیے اسلیے کہ وہ لوگ صاحب دولت تہے اور حضرت عیسے
علیہ السلام کے ظاہر ہونیسے انکا ملک جاتا رہا اور کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام یوسف زرگر کے بیٹے
ہیں طور سے کہ مین نہ اچہی طور سے مگر یہ کہ انکو اسم اعظم معلوم تہا اور یہ بہی انکا قول ہے کہ
حضرت موسی علیہ السلام ایک لفظ بہ ایجبر سے مرکب سے واقف تہے اوس سے انہون نے دریا کو چیرا تہا اور معجزات
بہی دیکہے اور سوا اسکے حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت مین خلل انکا نہین ٹہرایا جسکو کہ انکو ذریعہ حضرت عیسی
علیہ السلام کی نبوت کے انکار کا کیا یہانتک کہ بعضون نے انمین سے کہا ہے کہ حضرت موسے علیہ السلام کو کلمہ وہ
خدا تعالے نے سکہایا تہا اور حضرت عیسی علیہ السلام نے اسکو بیت المقدس کی دیوارون پر سے سیکہ لیا تہا اور یہ مر
دون کا خدا تعالی کے رسولون سے دہینگا دہنگی اور بہتان ہے **فصل** اور جو
توریت یہودیون کے پاس ہے اوسمین اختلاف ہے کہ وہ لفظون مین بدل
گئی ہے یا معنی مین تبدیل ہوئی ہے عبارت مین نہین اور اسی اختلاف مین تو اون کی
ایک جماعت تو یہ کہتی ہے کہ تمام توریت یا اکثر بدلگئی ہے اور بعض لوگ مبالغہ اتنا کرتے ہین

کہ کہتے ہیں کہ اس سے استنجا کرنا درست ہی اور ایک جماعت ائمہ حدیث اور فقہ اور کلام
کی یہہ کہتی ہے کہ تبدیل صرف معنی میں ہوئی ہے بخاری نے اپنی صحیح میں کہا ہی کہ
یحرفون کے معنی یہہ ہیں کہ زائل کرتے ہیں اور کوئی شخص کتاب کا لفظ الہی کی کتابون
مین سے دور نہیں کرتا مگر وسکی جو معنی ہوتے ہیں اونکی سوا دوسرے معنی کر لیتے ہیں
اور رازی نے بھی یہی اختیار کیا ہی اور مین نے اپنے شیخ کو کہتے سنا ہی کہ فاضلو نمین
ایسا مین جھگڑا ہوا تو امام رازی نے اس مذہب کو درست رکہا اور دوسرونکو ضعیف
کیا مگر اونپر انکار کیا گیا یعنی لوگون نے نمانا تو انہون نے بدرہ نسخے اوسکے ظاہر کئے۔ اور ان
لوگونکی دلیل یہہ ہے کہ توریت پورب اور پچھم اور اتر دکہن مین پہیل گئی ہی اور اوسکے
نسخونکی شمار سوا خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا تو تبدیل اور تغیر ان سب نسخون
مین برابر ایک سا ہو جانا نہین ہو سکتا کہ کوئی نسخہ زمین مین بدون تبدیل کے نرہی اور
یہہ ایسی باتو نمین سے ہی جنکو عقل محال جانتی ہی اور یہہ جماعت یہہ بھی کہتی ہی کہ اللہ تعالی
فرماتا ہی قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰیةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اور ایک یہہ دلیل ہے کہ
(کہہ کہ لاؤ توریت اور پڑہو اگر سچے ہو ۱۲)
یہودیون نے سنگسار کرنیکے فرض کو چھوڑنے پر اتفاق کیا مگر توریت مین سے اسکو
بدل نسکے اور اسیواسطے جب یہودیون نے توریت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے
پڑہا تو قاری نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکہہ لیا حضرت عبداللہ بن سلام نے اسکو ہٹا دیا

سو ابا ہاتہہ اوٹہا جب اوسنے ہاتہہ اوٹہایا تو وہ آیت ہاتہہ کے نیچے سے معلوم ہونے لگی۔ اور ایک جماعت ان دونو جماعتون کے درمیان ہی وہ یہہ کہتے ہین کہ توریت مین کچہہ بڑہایا بہی گیا ہی اور کچہہ بہت ہی تہوڑی تبدیل بہی ہوئی ہی اور ہمارے شیخ نے اسیکو اختیار کیا ہی اوس شخص کے صحیح جواب کے لئے جسنے دیز مسیح علیہ السلام کو مدلا اور فرمایا کہ اس زیادتی کی مثال یہہ ہی کہ توریت مین اونکو بیان یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ اپنے پہلے یا اکلوتے بیٹے اسحق کو ذبح کرو اسمین اسحق کا لفظ ان لوگونکا بڑہایا ہوا ہے مین کہتا ہون کہ یہہ زیادتی دس وجہون سے باطل ہی اول یہہ کہ حضرت ابراہیم کا پہلا اور اکلوتا بیٹا تینون ملت والون کے اتفاق سے اسمعیل ہے دوسرے یہہ کہ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کو حکم فرمایا کہ ہاجرا اور انکے لڑکے اسمعیل کو سارہ کے پاس سے لیجا کر مکہ معظمہ کے جنگل مین ساکن کریں تاکہ سارہ کو رشک نہ آوے تو جب لونڈی اور اوسکی بیٹے کو دور رکہنے کا حکم دیا ہو تو اسکے بعد سارہ کے لڑکے کو ذبح کریگا اور لونڈی کے لڑکے کو باقی رکہنے کا حکم فرماویگا یہہ بات تو ایسی ہے کہ اسکو حکمت نہین چاہتی ہے تیسرے یہہ کہ ذبح کا معاملہ جیسا کہ مکہ مین ہوا ہی اور اسی لئے خدا تعالی نے مکہ معظمہ مین قربانیون اور ہدیون کا ذبح کرنا مقرر فرمایا کہ امت کو معاملہ حضرت ابراہیم کا اپنے لڑکے کے ساتھہ

جب کہ یہ ذات تو اہی یاد رہے جو یہ ہے کہ حد انتعالیٰ نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی تابارہ
اسحٰق کی خبر خوشی دی اور اسحٰق علیہ السلام کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری میں بیر
اسکی اسحٰق علیہ السلام کے ذبح کرنیکا حکم کیسے دیگا پہلی تو اوکو باپ کو بیٹے کے بیٹا ہونیکی بشارت د
یا پہچان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ حضرت اسمٰعیل کے ذبح ہونیکا اور اپنے آپکو خدا کے لئے تسلیم کریگا اور
حضرت ابراہیم کو جرأت کرنیکا ماکور فرمایا اور حضرت اسمٰعیل کے تصویر کا ختم ہوکر بعد کو ارشاد
فرمایا وبشرناہ باسحٰق نبیا من الصالحین یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی تسلیم وانقیاد
اور شکر گزاری کے لئے ایسے لڑکے کی ذبح کی شکر گزاری کی اور صبر اپنی علامات میں سے ایک
کر اسحٰق کو دیا یعنی اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح سے بچایا اور اوس پر اسحٰق کو زیادہ فرمایا حضرت
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست کی تہی پس اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول
اور بیٹے کی بشارت دی جب لڑکا اونکے ساتھ دوڑنے لگا تو اسکے ذبح کرنیکا حکم کیا اللہ تعالیٰ فرماتا
وقال انی ذاہب الی ربی سیہدین رب ہب لی من الصالحین فبشرناہ بغلام حلیم تو اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑکے کی بشارت انکو بعد آپ کی دعا اور درخواست لڑکا دینے کی اپنے رب
سے ہوئی تہی اور جس لڑکے کی بشارت ہوئی اسکے ذبح کرنے کا نص قرآن سے قطعاً علم ہوا
تہا اور حضرت اسحٰق کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بدون آپ کی دعا کے
ہوتا ہے ہیں کہ جس وقت انکی عمر کے لوگوں کے لڑکا ہونا تہا ہوتی اور حضرت

انہوین یہہ کہ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا تہا اور خلت یہ تہا کہ انکو شامل
ہے کہ خلیل کا دل ہمہ تن اپنے آپ سی متعلق ہو اسطرح کہ اوسمین اسکے غیر کی گنجایش
نہو اور جب اونہون نے درخواست لڑکے کی کی تو انکو حضرت اسمعیل عطا ہوئی تو انکے
دل کی ایک شاخ اونسی متعلق ہو گئی آپکے خلیل نے چاہا کہ یہہ شاخ بھی خالص اسکا ہو
ہو اسلئے آپکو لڑکے کے ذبح کرنیسے آپکا امتحان لیا جب آپنے حکم کی اطاعت کی
تو وہ خلت خاص اللہ تعالی کیواسطے ہو گئی اور حکم اونکی ذبح کرنیکا منسوخ ہوا اسلئے
سی کہ غرض حاصل ہو گئی بیٹی کا ارادہ کرنا اور نفس کی فرمانبرداری کو ٹہان لینا
اور ظاہر ہی کہ تعلق خاطر اول ہی اولاد کے ساتہہ ہوتا ہی نہ آخر کے تو جب مقصود
پہلے ہی لڑکے سی حاصل ہو گیا تو دوسری کے ساتہہ ایسی معاملہ کی حاجت نرہی اسلئے
کہ اگر دوسرے لڑکے کی محبت خلت کی مزاحم ہوتی تو اوسکو ذبح کرنیکا بہی حکم دیا جاتا
اسصورتمین اگر حکم دوسرے لڑکے کے ذبح کا ہوتا تو یہہ معنی ہوتے کہ حضرت ابراہیم نے اولاد
کو خلت کی مزاحمت پر بہت مدت تک قائم رکہا پہر اونکو مزاحم کے دور کرنیکی بابت
حکم کیا اور یہہ بات مقتضای حکمت کے خلاف ہے نوین یہہ کہ حضرت ابراہیم کو حضرت
اسحق تو بڑہاپے مین فرحت ہوئی اور حضرت اسمعیل مین شروع جوانی مین اور
عادت یون ہے کہ دل پہلے لڑکے سی زیادہ متعلق ہوا کرتا ہی دسوین یہہ کہ آنحضرت

عن ابن عباس انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
كان يفتخر بانه ابن الذبيحين
يعني اباه عبد الله وجده
اسمعيل و المقصود ان
هذه الغفلة مما زاد في
التورية والتاسب في ذات

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر فرماتے تہے کہ مین دو ذبح کئے ہوؤنکا بیٹا ہون یہہ اشارہ تہا
انکے باپ عبد اللہ اور انکے پر دادا حضرت اسمعیل کیطرف حاصل یہہ کہ یہودیون نے نام حضرت
اسحق کا توریت مین بڑہا دیا اور اسکا سبب یہہ تہا کہ حضرت موسیٰ نے توریت کو بنی
اسرائیل سے بچایا اس ڈر سے کہ کہین یہہ لوگ آپکے بعد اسکے معنی مین مختلف ہو کر بہت سے
فرقے ہو جاوین اور توریت کو آپنے بنی لیوی کے اماموں کو دیا سوا ایک سورت کے
جو اُن لوگونکی طبیعتونکی مذمت پر مشتمل تہی اور یہہ کہ وہ لوگ عنقریب توریت کی شریعت
کے خلاف کرینگے اور اسکے بعد اونپر عذاب آویگا اور یہہ سورت اسوجہ سے مذہبی تہی کہ
ونپر بنا ہو اور توریت کا یاد کرنا اونپر نہ فرض تہا نہ سنت بلکہ ایک آدمی اسکی ایک
فصل یاد کرتا تہا اور دوسرا دوسری جب بخت نصر نے بنی ہارون کے اماموں سے اُن
لوگونکو مار ڈالا جو اکثر توریت کے حافظ تہے اور اونکی عبادتخانے ہونکی ہر نو عزیر نے
اپنی یادداشت کو اکٹہا کیا جس سے یہہ توریت بنی جو یہودیونکے پاس ہے اور اوس سے
سب کیطرح توریت انہین لکہوائی اور یہین جہت اوسکی تعظیم مین اُن لوگون نے مبالغہ
کیا یہانتک کہ حد سے زیادہ بڑہ گئی غرضکہ یہہ توریت جو یہودیون کے پاس موجود ہے وہ عزیر کی
لکہائی ہوئی ہے اوسمین توریت مین سے بہت سی ہیر پہیر ہے اسکو اُس قوم نے توریت بنوٹ لیا
جسکو اللہ تعالیٰ نے متفرق کر دیا تہا پس توریت مین تین باتین لکہین اور کہیہ کمی بیشی

بعض الزيادة و النقصان

اور روشنی اپنی روشنی کو سعیر سے چمکایا اور فاران کے پہاڑون مین ظاہر ہوا اور اسکے ساتھ
پاک لوگون کا دیوان ہی اور یہودی جانتے ہین کہ جبل سعیر پہاڑ سراۃ ہی جس مین عیص
علیہ السلام کی اولاد رہتی ہے اور جو حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے اور یہ
پہاڑ حضرت مسیح علیہ السلام کا مقام تھا اور سینا جبل طور ہی مگر فاران کے پہاڑون کو
سعیر کی راہ سے وہ شام کے پہاڑون پر محمول کرتے ہین اور وہ مکہ معظمہ کے
پہاڑ ہین اور فاران مکہ معظمہ کا ایک نام ہے اور سفر توریت مین نص ہے کہ
اسمعیل جب اپنے باپ سے جدا ہوئے تو فاران کے جنگل مین رہے
اور اونکی مانے اونکی شادی ایک مصر کی عورت سے کر دی تو دیکھو کہ توریت کی نص سے
ثابت ہوا کہ فاران کے پہاڑ اولاد اسمعیل کے رہنے کی جگہ ہین اور جب توریت نے بشارت دیا کہ ایک شریعت
کہ جو فاران کے پہاڑون پر اترے گی تو اس سے لازم آیا کہ وہ حضرت اسمعیل کی اولاد پر اترے گی کہ
وہی لوگ وہان کے رہنے والے ہین اور ظاہر ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے سوا اور کسی پر نہین اتری تو یہ مختصر تفصیلین ہین شیطان کے کرمون اور فتون
سے اونکی بازی کرنے کے بیان مین تاکہ مسلمان ان سے اللہ تعالی کی
لعنت کی قدر جانے اور معلوم کرے اور جو کچھ علم و ایمان سے
اوسے اسکو عطا فرمایا ہے اسکو پہچانے والحمد للہ اولاً و آخراً

للعاصی امیدوار الی اللہ الصمد مرا احمد الدعوی سید محمد حنفی

خاتمہ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب مفید جامع اتباع سنت اجتناب توحید مؤلفہ ہشام بن یحیی شامی بتاریخ ۲۳ ماہ رجب المرجب ۱۲۸۳ ہجری بکلور یکشنبہ اختتام کو پونہچی

قطعہ تاریخ طبع از مترجم

مکالمہ شیعانکے جب چھپ سایئے
ندا ہاتف غیب نے دی اُسے

ہوا ہر تاریخ دیوانہ قلب
کہ لکھدے لیکر نبی لگان قلب
۱۲۸۳

غلطنامہ کتاب تہذیب الایمان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	ابن حاشیہ	سمجھیا	سمجھایا	۱۲۸	۲	قربان بن محمد	قربان سے اور اسے محمد
۲۱۵	۱۰	امام جعفر	جعفر طیار ۱۲	۳۰۰	۱۴ حاشیہ	الکرہ	الکروہ
۲۴۲	۱۰	پھر آیا	پھرایا	۵۰۸	۱۱	اعلی	اعلیٰ

اور سوا اسکے اور جگہہ اگر غلطی اعراب نقطونکی ناظرین ملاحظہ فرماوین تو براہ کرم درست فرمالین

واسطی سند اسبات کے کہ یہ کتاب مطبع صدیقی کی چھپی ہوئی ہے سطر عنوان لوح متضمن مادہ تاریخ لکھی گئی